تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء

الحمد للہ علے احسانہ کہ کتاب لاجواب عبرت آیات ہے

RESERVED

حصہ اول

گو

فہرست

...ان کی صوبہ داری۔ سیف ...	
...ہمایون کی تخت نشینی ... ہونے کا بیان	۲۶
...ہمایون کی تخت نشینی۔ شیر خان	۲۷
...قمری ...	
...ن محمد بن غیاث الدین تغلق شاہ کا احوال سلطان فیروز	۲۸
...کیفیت	۲۸
...ن غیاث الدین لفتح خان کی تخت نشینی۔ ابوبکر شاہ و محمد شاہ کا زمانہ	
...ملین گجرات کے دور دورہ کی ابتدا	۲۸
...طان احمد کی تخت نشینی	۳۲
...سلطنت بعد قطب الدین کا دور دورا	
...خان محمد بن سلطان احمد کی سلطنت	۳۵
...سلطان محمود بیگڑہ کی سلطنت	

...میر ابو تراب کا سرخیل بنکر حج کو جانا اور ...

اعتماد خان گجراتی کی صوبہ داری

مرزا خان خلف بہرام خان کی صوبہ داری

اکبر شاہ کا تاریخ جدید الٰہی مقرر کرنا

فرمان بیالیس قلمی مقدمہ دستور العمل

کوتوالی قانون گیارہ قسمی

اسمٰعیل قلیخان کی صوبہ داری اور خان ... کر مسلمانوں سے جنگ

فرمان کی نقل

مظفر کی ہنگامہ آرائی جام کی شرکت

...لی و بہادر خان کی صو...

...ل و فرمان شاہی

...پوری کا زمرۂ ملازمین میں داخل

محمد ناصر کی دیو

فہرست مضامین

مضمون کتاب	صفحہ
لوح	الف
فہرست ہذا	ب
صحت نامہ	د
تقاریظ و تواریخ	ز
حمد و نعت	ا
مورخ صاحب کی کیفیت	۲
مترجم کا احوال	۴
عنوان کتاب	۶
آئینہ احمدی کے ترجمہ کی ابتدائی کیفیت	۷
ملک گجرات میں ملک کی وسعت اور پیدائش ملک کا	۱۳
بادشاہ کے ملک خاصہ کی کیفیت و امرا کی جاگیروں کی تفصیل	۱۴
وغیرہ سرا انگ ذلفین صوبہ گجرات کا عرض و طول اور چلدوں سمت کی حدود کا بیان مع تعداد سرکارات و محاصل گجرات میں ہندو راجاؤں کی کیفیت سلطنت اور پٹن آبا	
سلطان قطب الدین مبارک شاہ کا	
سلطان مظفر حلیم کا احوال	
سلطان سکندر کی شہادت اور سلطان بہادر کے دادے	
سلطان محمود ثانی کی عمدہ کارروائیاں اور شہادت	
سلطان احمد ثانی کی بیوقوفی سے اوسے بانا	
سلطان مظفر عرف مغنو کی بیہودہ کاریاں اور سلطنت کا	
اکبر شاہ کے زمانہ سے لیکر شاہ جہان ثانی کے زمانہ تک	
کی تعداد وغیرہ اور ہر بادشاہ کی تخت نشینی کا بیان مختصر گجرا	
نازادون فساد اور اکبر کی تشریف آوری	
سورت کی فتح	
اکبر شاہ کا تشریف لیجانا۔ مرزا عزیز کوکلتاش کی صوبہ داری	
اکبر شاہ دار الخلافہ فتح پور سے عرصہ نوروز میں تشریف لانا	
بارہ گرا اکبر شاہ کی مراجعت	
مظفر حسین مرزا کی ہنگامہ آرا	
[illegible]	

M.A.LIBRARY, A.M U
U7400

...ماگڈھ	
...کی گرفتاری اور خودکشی	۱۰۷
...بیت اللہ کو جانا	۱۰۸
...سلطان مراد کی صوبہ داری	۱۰۹
...تیسری بار صوبہ داری اور اکبر شاہ کا انتقال جہانگیر کی	۱۱۰
...الفت نشینی	
...خان بخاری کی صوبہ داری ایلچی کی دیوانی	۱۱۳
...مرزا عزیز کوکلتاش کی صوبہ داری اور جہانگیر قلی خان کی دیوانی	
...احمد خان فیروز جنگ کی صوبہ داری۔ غیاث الدین کی دیوانی و نقل	۱۱۴
...ہان	
...رب خان کی صوبہ داری محمد صفی کی دیوانی	۱۱۵
...جہانگیر کا گجرات میں تشریف لانا۔ نواحی دو حد میں باغیوں کا سر اور شاہزادہ	"
...جہانگیر کی صوبہ داری اورنگ زیب کی پیدائش	
...خان داؤد بخش پسر خسرو کی صوبہ داری۔ محمد صفی کی دیوانی	۱۱۸
...جہان کی صوبہ داری سیف خان کی دیوانی۔ جہانگیر شاہ کی رحلت	۱۲۰
...شاہجہان کی تخت نشینی۔	
...شاہجہان کی تخت نشینی۔ شیر خان تور کی صوبہ داری خواجہ جہاں کی دیوانی	۱۲۱
...مقرر کرنا تاریخ کا قمری ماہ کے حساب سے	
...گجرات میں شاہیہ خط کی آمد بھگت	
...اسلام خان کی صوبہ داری خواجہ جہاں کی دیوانی	۱۲۴
...باقر خان نجم ثانی کی صوبہ داری رعایت خان کی دیوانی	۱۱۵
...سپہ دار خان اور سیف خان کی صوبہ داری رعایت خان کی دیوانی	۱۲۵
...اعظم خان کی صوبہ داری۔ رعایت خان اور محمد صابر کی دیوانی	۱۲۶ ۱۲۷
...نوانگر پر اعظم خان کی لشکر کشی	۱۲۸
...مرزا ...ی ترخان کی صوبہ داری معز الملک امیر صابر کی دیوانی	۱۳۰
...مرزا ...ی ترخان کے نام بادشاہی منشور	۱۳۱
شا...خان کی صوبہ داری معز الملک اور حافظ محمد ناصر کی دیوانی	۱۳۳
شاہزادہ دارا شکوہ کی صوبہ داری۔ عزت خان کی نیابت اور حافظ محمد ناصر کی دیوانی۔ نقل	۱۳۴
شائستہ خان کی صوبہ داری۔ میر بخشی کی دیوانی دستور العمل کی	۱۳۶
شاہزادہ محمد مراد بخش کی صوبہ داری رحمت خان کی دیوانی	۱۳۸
شاہجہان بادشاہ کی علالت شاہزادہ مراد بخش کی گجرات میں تخت نشینی و ابتدای شورش ہندوستان	۱۴۰
	۱۴۲
اورنگ زیب کی سلطنت	۱۴۲
رعایائے گجرات کے نام تسلی نامہ	۱۴۳
مرزا شاہ نواز صفوی کی صوبہ داری رحمت خان کی دیوانی دارا شکوہ کا گجرات میں آنا سید احمد بخاری کی صوبہ داری	۱۴۴
مہاراجہ جسونت سنگھ کی صوبہ داری رحمت خان کی دیوانی اور عالمگیر کا جلوس ثانی۔	۱۴۵
نقل فرمان بنام سردار خان	۱۴۶
جلوس ثانی میں عالمگیر لقب معین ہونا	۱۴۷
سارے ہندوستان میں محتسب کا تعین ہونا	۱۴۸
مہابت خان کی صوبہ داری کرمت خان کی دیوانی	۱۵۰
نوانگر کی تسخیر قطب الدین خان کی کارروائی سے	"
دارا شکوہ نامی کا خروج	۱۵۱
شیواجی مرہٹے کا سورت پر دھاوا اور ناظم کا تعاقب	"
مقرر کرنا چنگی کا محصول بحساب فیصدی دہائی روپے اور پانچ روپے	۱۵۳
فرمان کی شرح	۱۵۴
چودھ ماشہ کا دام معین ہو کر مسلمانوں سے چنگی کا محصول معاف کرنا۔	۱۵۸
منصب داروں کے مال کی ضبطی و بہادر خان کی صوبہ داری	۱۵۹
باغ و زراعت کا محصول و فرمان شاہی	۱۶۰
قلعہ دار ڈھمارا جپوری کا زمرہ ملازمین میں داخل ہونا	۱۶۲

گجرات میں دلیر خان کی فوجداری	۱۶۴	اہل اسلام سے زکوٰۃ لینے کا فرمان و شرائط زکوٰۃ سنہ ۱۰۱۲ ہجری کا قحط شدید	۱۸۰
قانون چپہ کھاس اور تمار نجارہ وغیرہ کی اجرت	۱۶۵	صوبہ داری مختار خاں و دیوانی محمد وغیرہ	۱۸۳
مہاراجہ جسونت کی بادگر صوبہ داری اور فرمان ۳۲ فصلی وغیرہ	۱۶۶	بلیہ اور بھیٹ نہ لینے کی ممانعت و خوراک مجوساں و تکلیف مسلمین وغیرہ	۱۸۴
محمد امین خان کی صوبہ داری شیخ نظام الدین کی دیوانی	۱۷۵		
بھیم سنگھ دیودنا بڑنگر و بنگلنگر پر ہلہ اور ایدر پر راجہ کا قبضہ وغیرہ	۱۷۸	شاہزادہ عالیجاہ کی دیکھ بھال میں صوبہ ٹھٹہ کی سپردگی اور قانون فوطہ خانہ اور کمی وزن روپیہ	۱۸۵
جزیہ اہل ذمی سے لینے کا قاعدہ	۱۷۹		

یہاں سے آگے دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائیے

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲	کہتے تھے	کہتے ہیں	۲۰	۲۲	پیشکشی	بیکسی	۴۶	۱	ملی	لی
۵	۸	یا	تا	۲۱	۱۳	جب	حسب	"	۳	ہوئے	ہونگی
۵	۱۵	بھائیوں	بھائیو	۲۱	۱۷	جوت	جوت بیچ کا نام ہے	۴۶	۱۶	مندا اور	مندسور
۷	۱۱	کو		۲۶	۱۹	جاورہ	جاوڑہ	۴۹	۱۲	باشدنی	ناشدنی
۸	۹	آخیر	آخر	۲۲	۲۳	پیراکون	پیراکور	۵۰	۲۶	معفر	مغفر
۹	۲	ہے	تھے	۲۳	۱۳	ہروقت	بروقت	۵۳	۱۴	کتا	گنگار
۹	۹	او	اور	۲۳	۱۳	وہ	یہ	۵۳	۱۴	نادھنیکہ	نادفت
۱۳	۲۱	محس	محال	۳۱	۱۵	موجود	مودود	۵۴	۱۳	اغیار	مدعی
۱۵	۲۱	تھی	ہے	۳۹	۱۰	خیانت	خباثت	۵۵	۱۰	اسمان	آسمان
۱۹	۹	تو	تو	۴۰	۶	سہج	سر کھینچ	۵۷	۱۶	ثانی	بانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۳	راجپوت ایسی	راجپوت سے ایسی
"	۱۶	دوستانہ برتاؤ	دوستانہ برتاؤ
"	۱۹	یا استرا	استرا
۱۱۱	۹	کرم داور را	کرم دار را
۱۱۳	۱۰	خبر	پیغمبر
"	۱۳	سرکشون	سرکشون
"	۱۵	سالمت	سالمت
"	۲۳	چلے گئے	حملے کئے
"	۱۵	سرنگلابی کئی	سرکوبی کی گئی
۱۱۴	۸	مارکر	باردگر
۱۱۵	۱۶	رقت	وقت
"	۱۳	ریختنی کردہ رختان	ریختنی کردہ رختان
۱۱۷	۲۹	معزز	معزز
"	"	پانچہزار منصب	پانچہزار کا منصب
۱۱۹	"	پرگنہ کیچ سے	پرگنہ کیڑیج سے
"	۲۶	لیکر کے پتالاب پر	لیکر کا مکرتالاب پر
۱۲۰	۱۴	چشم	جسم
۱۲۱	۷	جیز احمدآباد سے	خیز سے احمدآباد
		ہوتے ہوئے	ہوئے ہوئے
"	۷	ماموتھین	ماموتھے
"	۱۲	سنہ ۱۰۴۴	سنہ ۱۰۴۲
"	۲۷	چار ہزار کا	چار ہزار سوار کا
۱۲۶	۳	لاہور	لاہری
"	"	ہوتے ہوئے	ہوئے ہوئی
"	۲۴	سنہ ۱۰۴۵ روز	سنہ ۱۰۴۵ کے روز
۱۲۷	۱۴	سیدالہدا	سیدالہداد
۱۲۸	۶	پانچہزار کا	پانچہزار سوار کا
"	۱۷	ہوا	ہوا
"	۲۸	دیرہ دانستہ	دیرہ دانستہ
"	۱۲	جواسپ	جواسپ
۱۳۰	۱۱	سنہ ۱۰۲۲	سنہ ۱۰۵۲
"	۱۸	دلنگاہ	دیوانہ دلنگاہ
"	۲۰	باقبال شاہنشاہی	اقبال شاہنشاہی
۱۳۳	۱۴	اکیس برس	اکیسوین برس
۱۳۴	۵	ولد معتمد خان	ولد معصم خان
۱۳۵	۲۴	سنہ ۱۰۱۱	سنہ ۱۰۱۹
۱۳۶	۹	متعرض	معترض
۱۳۷	۲۰	تاریخ بیع الاول کو	تاریخ پانچ بیع الاول کو
۱۳۸	۲۵	تفویض	تفویض فرمای
۱۳۹	۱۰	حوال	چوال
۱۴۲	۲۴	تاریخ شہر شوال	تاریخ غرۃ شوال
۱۴۵	۵	ایک کے بدلے دو	ایک کے بدلے دو
۱۴۶	۱	حوالی کچھ ہین	حوالی کچھ ہین
۱۴۸	۹	حق طریقت	حق طویت
۱۴۹	۳	والونکا	والونکا
"	۸	شاگرد پیشے	شاگرد پیشے
۱۵۱	۱۲	تاچی	ثانی
۱۵۲	۱۱	دوسوار	دوسو سوار
"	۱۲	دوکیر پور	ڈونگرپور
۱۵۴	۱۴	منحرفہ	محترفہ
"	۲۱	رہین	ہین
۱۵۹	۷	شہرپور	شہرپور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۱۱	پذیہ	بذریعہ تہدید
۱۶۴	۱۰	مستعر	مستعیر
"	۱۲	حقیقت	حقیت
"	"	اور	اور مرشین
۱۶۳	۱	کفایت مستری	کفایت کا سخی مستری
۱۶۴	۲۶	جالور	جانوری
۱۶۵	۳	احمدآبادی کی	احمدآباد کی
	۱۳	وصول کے	وصول کئے
"	"	مہاراجہ	مہاراجہ کے
۱۶۷	۱	بیگناہ	بیگناہ کو
"	۳	ہوجاے	نہوجاے
"	۴	یا	تا
"	۲	مہم	ہم
"	۶	وزی	وزی
"	۲۰	جرمین	جسرم مین
۱۶۹	۳	بھاکر	بھاگڑ
۱۷۰	۱۳	غازی	غازی
"	۱۶	م	مرد
"	۱۹	دارالله	دارالعدالتہ
۱۷۳	۳	سر	سرا
۱۷۶	۱۵	والد	ولد
۱۷۷	۷	چوراوسنی	چوراسی
"		تہانہ	تھانہ
۱۷۳	۱	لیکرخانہ	لنگرخانہ
۱۷۹	۱	سرحال	ہرسال
"	۱۰	دمی	ذمی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۵	اوس	اس سے
"	۲۲	حرب	حربی
"	۲۳	کایہ	کا جزیہ
"	۲۴	مایس	مریض
۱۸۱	۲۵	بزمستا تھا	نہ برستا تھا
۱۸۲	۵	فناد	فسادی
"	۱۸	بیوف	بیوقوف
"	۲۰	شیخ کی روی	شیخ کیجالت
"	۲۴	محکمہ عدالت	عدالت مہلکہ
"	۲۶	محمد لطیف	محمد لطیف نے
۱۸۳	۳	سرہندی	نسہندی
"	۵	راہ	راہ مین
"	"	میں حنان	امین خان
"	۸	اسی وقت	اسوقت
"	۱۲	بوفرحم	بوفورمراحم
۱۸۳	۱۸	حربہ	جزیہ
۱۸۳	۲۷	حباب	حیاب
۱۸۴	۶	جندیہ	جزیہ
"	۲۰	پچی ایل	پیچی ایل
"	۲۱	اوصول	وصول
"	۲۷	مختاحنان	مختار خان
۱۸۵	۱	علیہن	علیئین
"	۸	مرمت	مرحمت
"	۱۳	اس سے شیرشاہ	اس سے پیشتر
"	۱۸	کرتی ہین	کرتی ہے
۱۸۶	۴	سرہوئی	سرد ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۶	احمدآباد	احمدآباد مین
"	۹	عہدہ ای	عہدہ امینی
"	۱۱	مفسدون	مفسدان نے
"	۲۱	روز کے	روز کے بعد
"	۲۲	پیسہ و خرد	پیر خرد
"	۲۵	جلیس المنا	جلیل المناصب

ماہواری رسالہ

تحفۂ بمبئی

یہ گلدستہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ع سے بڑی آب و تاب کے ساتھ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے جس مین شعراے نامی گرامی کا ہمطرح کلام منتخب ہوکر درج ہوتا ہے۔ کاغذ ولایتی لکھائی چھپائی اعلےٰ درجہ کی ہے باوجود ان تمام خوبیون کے قیمت کچھ بھی نہین صرف سالانہ معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنہ درخواستین پتہ ذیل پر ہونا چاہئے

منشی محمد عبدالعزیز ذوالق

مہتمم تحفۂ بمبئی فاکلینڈ روڈ مانک

بلڈنگ پوسٹ گرگانون بمبئی

تقاریظ و تواریخ طبع کتاب ہذا

تقریظ چکیدہ قلم جواہر رقم فاضل اجل مولوی سید نور العلی صاحب ایم اے پروفیسر فارسی کالج متوطن قصبہ بتونی ضلع لکھنؤ

ذلافِ حمد و نعت اولی ست بر خاکِ عدم خفتن ✦ سجودی می توان کردن درودی می توان گفتن

مسلمانون نے اپنے عروج کے زمانہ مین مختلف علوم و فنون کے ساتھ علم تاریخ مین جس کی طرف اس وقت تک بہت کم توجہ کی گئی تھی۔ جو نمایان ترقی کے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ طبری۔ اور ابن الاثیر کی تحقیق اور وسعت نظر اور ابن خلدون کی تنقیح اور تنقید زمانہ بجنسہ ہی یاد رہے گی۔ مسلمانون ہی کی برکت سے ہندوستان مین بھی جہان قبل اس کے افسانون کا دور دورہ تھا۔ علم تاریخ کا چرچا ہوا۔ فرشتہ۔ ضیاء۔ برنی۔ صاحب طبقات وغیرہم نے ملک کی مبسوط اور مستند تاریخین لکھین۔ گجرات کے متعلق دو مشہور تاریخین لکھی گئین۔ ایک مرأت سکندری جس مین فرمانروایان گجرات کے حالات نہایت تحقیق کے ساتھ مندرج ہین۔ دوسری مرأت احمدی جس مین ۱۱۷۴ھ ہجری تک کے واقعات نہایت تحقیق اور خوبی کے ساتھ قلمبند ہین۔

مرأت احمدی کا محض لوگون نے نام ہی سنا تھا۔ لایق مترجم مولوی محمد رضی الحق صاحب عباسی کی ہمت کو ہزار آفرین جنہون نے کمال جانفشانی سے اس نایاب کتاب کے قلمی مسودے بہم پہونچا کر نہایت خوبی کے ساتھ اوق فارسی سے سلیس اردو مین ترجمہ کرکے اسلاف کے نامون کو زندہ کردیا۔ یہ ظاہر ہے کہ عمدہ ترجمہ کرنا ہر ایک کا کام نہین جس کو دونون زبانون مین پوری قدرت حاصل ہو وہی اس کام کو خوب سرانجام دے سکتا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح کا ترجمہ قابل دید اور مستحق تعریف ہے۔ جملہ مطالب اس عمدگی سے ادا ہوئے ہین کہ کتاب بطور خود ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ خطۂ گجرات سے جہان ٹکسالی اردو کا بہت کم چرچا ہے۔ منشیانہ فارسی کی ایک ضخیم کتاب کا نفیس اردو مین ترجمہ ہوجانا مترجم صاحب کی اعلے قابلیت اور قابل تحسین عرق ریزی کی دلیل ہے۔ امید قوی ہے کہ پبلک اس کتاب کو قدر کی نگاہون سے دیکھین گے

تقریظ از محمد نظام الحق عرف بنا میان خلف مولوی محمد قمر الحق عباسی الہاشمی

نحمدہ و نصلی

ملک گجرات کو اردو تاریخ کی خاص ضرورت تھی گو کہ مرأت سکندری و مرأت احمدی دو مستند تاریخین موجود تھین مگر ملبوس عجمی سے آراستہ ہونے کی وجہ سے عام لوگ اس سے ناواقف تھے۔ تاریخ جاننے سے ملک کے مشہور واقعات آنکھون کے سامنے پھر کر خیالات کو وسیع کردیتے ہین ہر متنفس خواہ کسی مذہب کا کیون نہو تاریخ جاننا اسکو ضرور ہے۔ دنیا مین اسوقت جسقدر مشہور و معروف واقعات۔ آثار و اذکار ہین ان سب کے شرف کا باعث تاریخ کے صفحے ہین۔ اگر مورخ خاموش رہتے اور قلم اپنی زبان بند رکھتا تو آثار مصر کے عجائبات اور روضۃ الکبریٰ کے غرائبات سے کوئی واقف نہ ہوتا۔ مگر تاریخ کی درج

گمرانی سے مٹے ہوئے نقش روشن ہو جاتے ہیں۔ مرجانیوالوں کے کمالوں پر گمنامی کا پردہ ڈالنے سے امتداد زمانہ اون کے چہروں کو خاک میں ملا دیتا ہے احمد آباد کی خاک پاک میں بڑے بڑے مشاہیر عالم پیدا ہو کر آسمان علم و کمال کے آفتاب بنکر چمکے اور آج وہی خاک اون کی آرام گاہ کا کام دیتی ہے۔ اس خاک میں وہ بیش بہا جواہر چھپے ہوئے ہیں کہ جو سلاطین گجرات کے زمانہ میں تاج و لایت و کرامت سر پر رکھے ہوئے تھے۔ مقدس مزاروں کے سونے و پر خدا کی رحمت سایہ گستر ہے اون کی یاد ہمارے دل میں خون کی طرح دوڑ رہی ہے وہ اس قابل ہے کہ ساکنان گجرات اون کو یاد رکھیں۔ اور یاد رکھنے کے لئے بہترین طریق عمل یہ ہے کہ اون کے واقعات زندگی اور معلومات علمی کو اپنی سیرگاہ بنا دیں۔ کہ آیندہ نسلیں بھی اس کا تتبع کریں۔

مدت سے مجھے اس بات کا خیال تھا کہ گجرات کی تاریخ کا اردو میں ترجمہ ہو تاکہ ساکنان گجرات کو اپنے ملک کے واقعات سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملے اتنا عرصہ تین سال کا ہوا کہ میں نے اپنے برادر عموی جناب معظم و مکرم مولوی محمد رضی الحق صاحب کو اس بات پر رضامند کیا کہ مرآت احمدی کا ترجمہ کریں چونکہ صاحب موصوف عدیم الفرصت تھے مگر تاریخ دانی کا شوق مزاج میں بہت تھا چنانچہ تاریخ دکن عادل شاہی کا ترجمہ اردو زبان میں آپ کر چکے تھے اس تاریخ کے ترجمہ کرنے پر کمر ہمت باندھی۔ گو کہ اس کتاب کے ترجمہ کے وقت صاحب موصوف کو بہت بہت مشکلات پیش آئیں اون میں سب سے بڑا سانحہ اون کے لخت جگر نور نظر عزیز القدر محمد فیاض الحق کی کمسنی عمر میں اس دنیا کے چوبیس دورے کئے تھے یکایک انتقال ہونیکا تھا افسوس عزیز داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو۔ بقول شخصے ؎ گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ٭ ایں ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ٭ مجھے خوف ہوا کہ اب یہ ترجمہ تمام ہونا معلوم۔ مگر واہ رے عالی ہمتی جناب موصوف نے باین رنج و غم ترجمہ کا کام جاری رکھا اور اپنے الم کو ترجمہ کی شغل سے بدل دیا۔

الحمد للہ کہ ترجمہ تمام ہو گیا۔ گجرات کی مستند اور مبسوط تاریخ دیکھنے والوں کو مژدہ ہو کہ وہ اس کتاب کو نظر تعمق سے دیکھیں۔ اس میں تفصیل کے ساتھ شاہان گجرات۔ اولیاء کرام۔ مشائخان عظام۔ مساجد۔ وغیرہ آثار صنادید یادگاروں کی کیفیت بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہے۔ اس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے زبان اردو عام فہم جو کہ آجکل مروج ہے لکھی ہے جس کا ہر صفحہ بجائے خود ایک قابل دید مرقعہ ہے۔ ناظرین کو لطف زبان کی دلچسپی بھی حاصل ہوگی۔ اکثر جگہ ترجمہ کے علاوہ شرح اور حاشیہ لکھے گئے ہیں۔ ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جوش اخوت میں تحسین یا مبالغہ سے میں نے کام لیا اور جو چاہا تعریف کے جملے لکھ دئے۔ ہرگز نہیں خواہ مخواہ سچی اور خدا لگتی بات ہر انسان کو کہنی ہی چاہیئے پھر وہ بزرگ ہو یا خرد۔ کتاب چونکہ ضخیم ہے اس کے چار حصے کئے ہیں تاکہ پبلک کو خریدنے میں سہولت ہو اور طرہ یہ کہ اس آئینہ گجرات کی قیمت بحیثیت کتاب کچھ بھی نہیں رکھی صرف پیشگی خریدار سے (عہ) اور مابعد (عہ) بھلا اتنی بڑی کتاب ایسی مفت مل سکتی ہے۔ نہیں۔ مگر جناب موصوف نے اسی غرض سے قیمت میں تخفیف رکھی ہے کہ عام لوگ اس سے مستفید ہوں گو کہ چھپائی میں زر کثیر صرف ہوا۔ مگر آپ اکثر فرماتے تھے کہ میرے ہموطنوں کو خاطر خواہ اس کا فائدہ پہونچے اور وہ اس کتاب کو پڑھیں جس سے اس کی قیمت بہت کم رکھوں گا۔ آپ نے جو فرمایا تھا وہی کیا خداوند عالم جناب موصوف کو صد و سی سال زندہ و سالم رکھے۔ آپ نے کمال عرق ریزی اور مشقت سے اس مرحلہ کو طے کیا حالانکہ مرآت احمدی کا ترجمہ کئی مرتبہ ہوا مگر وہ نہ ہونے کے برابر رہا۔ میں پبلک کو روز سے سفارش کروں گا کہ وہ ان نایاب نسخوں کی قدر کریں اور اپنے ملک کے حالات سے واقفیت حاصل کریں اللہ بس باقی ہوس

مورخہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ ہجری

تقریظ چکیدہ شجرہ قلم فرمانروان زبان پارسی گار تقریظ آوان سیہ بندی لینی حکیم سید محمد رسول خاصب رضوی سرکار حکیم چھوٹے صاحب طبیب دربار حاصل بہ

تاریخ ایک ایسی چیز ہے جس سے پچھلی گار گذاریون کے فوٹو پیش نظر ہو جاتے ہین کہ موجودہ حالت کی اصلاح و موازنہ کے لئے نہایت ضروری سمجھنا چاہیے اگرچہ آج زمانہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ موجود نہین مگر اوس کی مردانہ جرأت اور دلیرانہ حملون کی یادگارین اوس کے لئے حیات جاوید ہین اور اوس کا ہر ملت و مذہب کو کامل آزادی عطا کرنے کا ہر دلعزیز طریقہ آج حکام حال کی نظرون مین بھی دستور العمل بنا ہوا ہے۔ بلکہ یون کہیے کہ اسی پرانی تصویر پر آج نئے سرے سے ظاہری رنگ آمیزیان ہو رہی ہین مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ موجد اور مقلد اور مصنف و مولف مین کون زیادہ قابل تحسین ہین۔ چنانچہ ان تاریخی حالات کے بنانے مین مورخین اہل اسلام نے بہت سچائی نہایت راستبازی اور رعایت درجہ کی ایمانداری سے کام لیا ہے۔ جس عہد کی تاریخ لکھی جس بادشاہ یا رئیس کے سوانح قلمبند کئے افراط تفریط کو دخل نہین دیا گیا۔ جو سچے سچے حالات مل سکے سادہ سادہ لفظون مین حوالہ قرطاس کر دیئے۔ کسی بادشاہ کسی سہنشاہ کے وصف ایسے بیان نہین کئے جو اوس کی ذات مین نہ پائے جاتے ہون۔ اور کسی والئے ملک کی ایسی بھلائی نہین کی کہ انہین حد بشریت سے بڑھا کر دیوتا یا اوتارون کے حلیہ مین ظاہر کیا ہو۔ چنانچہ اکثر تاریخین عربی اور فارسی زبان مین جو اس وقت باعتبار ترقی علوم ایک درباری معمولی زبان تھی تصنیف و تالیف کی گئین جس کے سمجھنے کی لیاقت آجکل مفقود ہو گئی اور ہوتی جاتی ہے۔ اور جو بعض مترجمین نے اوس کا غیر زبان مین خلاصہ یا ترجمہ کیا بھی تو اس مین بہت کچھ تعصب سے کام لیا ہے۔ اور سخت دلخراش اتہام کے بیجا حملے کئے۔ مگر مولوی رضی الحق صاحب نے کتاب مرات احمدی کا سلیس عام فہم اردو زبان مین بامحاورہ ترجمہ کیا۔ بلکہ اوس کے موسوم کرنے مین بھی مرات عہدہ مترجمی ہاتھ سے نہ چھوڑا یعنے آئینہ گجرات نام رکھا جسمین شاہان گجرات اور سلاطین تیموریہ کے حالات نہایت شرح و بسط اور راست بازی سے لکھے گئے ہین۔ اور مصنف کے خاص نسخہ سے ہر مقام و محل اس عمدگی سے ادا کیا کہ درحقیقت مترجم کی جانفشانی اور عرق ریزی خود بخود ثابت ہوتی ہے امید کہ عوام عزت کی نظرون سے ملاحظہ کر کے قدر افزائی فرمائین گے

قطعات تاریخ طبع کتاب ہذا

قطعہ تاریخ بہت خوب عنایت فرمودہ جناب پنڈت امر لال کشن لال صاحب ساکن حیدرآباد دکن آف دی پارسی تھیٹریکل کمپنی بمبئی مالک مشترکہ علمی پریس بمبئی

کی ترجمہ منشی رضی الحق زبدہ نادر کتاب — داد دیتا ہون میں تلاش و تحقیقات کی
دیکھ لینگے جو اسے آغاز سے انجام تک — بول اوٹھینگے ہم تو سیر گلشن گجرات کی
۱۲۹۴ھ

قطعہ تاریخ بہت خوب عنایت فرمودہ جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب ایڈیٹر اخبار نظام الفقرا ایڈیٹر دی ایمپوریم تھیٹریکل کمپنی بمبئی سابق پنجر علمی پریس بمبئی

مرحبا مولوی رضی الحق — آپ نے کی وہ خدمت گجرات
تھی جو مرات احمدی مین رقم — فارسی مین حقیقت گجرات
ہو گیا نام خلق مین روشن — آپ نے اوس کا ترجمہ کر کے
چمک اوٹھی سے قسمت گجرات — دونی کر دی سے شہرت گجرات

ترا مطلع غبار آلودہ	ہوئی آئینہ حالت گجرات مصرع سال طبع کہ ذائق	ہے یہ تاریخ نادر و دلچسپ ہے محیط حقیقت گجرات	مظہر شان شوکت گجرات

قطعہ تاریخ عطیہ جولان گران فکر صاحب جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ثاقب قادری بدایونی ملقب بہ پہلوان سخن

ای مرے بھائی رضی ہای گجرات بھی اہل وطن پر کیا آپ نے احسان بڑا	علم کا گھر تھا کبھی جسپہ یہ ٹوٹا غضب شکر ہو جسکا ادا آج نکل ایسا نہ جیب ثاقب حیرت زدہ لکھدی سن ترجمہ	ملک سے معدوم آج فارسی کا ہے رواج ترجمہ ایسا کیا فارسی تاریخ کا صاف ہوئی آئینہ حالت گجرات	اردو کی تھی احتیاج اسکا بھی تھا سبب حسن بھی جس سے بڑھا لطف بھی آیا عجب

قطعہ تاریخ سخنور سعدین مقبول دارین جناب حاجی سید تجمل حسین صاحب تجمل جلالپوری مقیم بمبئی

ایسا دیکھا ہی زمانہ میں بہت کم آئینہ	مرآت گجرات سے ہی حال عالم آئینہ اے تجمل کھنچ گئی کیا صاف شکل واقعات	ترجمہ منشی رضی الحق کا ہے عالم نما حالت گجرات کا ہی قد آدم آئینہ	آئے دیکھے علم و فن کا ساغر جم آئینہ

قطعہ تاریخ از شاعر شیرین زبان جناب سید سلطان میاں صاحب سلطان منگلوری شاگرد حضرت تجمل جلالپوری

اسکے کیا کہنے ہیں کیا ہی بات اس تاریخ کی	سامنے نظروں کے نقشہ کھنچ گیا حالات کا	مصرع سال اشاعت لکھا سلطان نے	فرح افزا ہی مصفا آئینہ گجرات کا

قطعہ تاریخ از احقر العباد نارائن پرشاد بیتاب مالک مشترکہ علمی پریس بمبئی

یادگار سلف ہے یہ تاریخ	باثر ہے حقیقت گجرات	پڑھ لیا اس کو جسنے ای بیتاب	سن لی کافی حکایت گجرات

ایضاً رباعی

قایم ہوئی جبکہ یادگار گجرات	بیتاب نے دیکھا یہ نثار گجرات	آیا پے تاریخ خیال تاریخ	کھینچا ہی یہ نقشہ دیار گجرات

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر کھرسلک جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب اثر ملقب بہ ابو المعانی مدرس مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی

مرحبا اے مولوی صاحب رضی الحق بحق	آپ نے صیقل کیا ہے آئینہ گجرات کا	لکھ اثر یہ مصرع تاریخ سال عیسوی	جانفزا ہی رضیا ہی آئینہ گجرات کا

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب رحیم منیجری ایل کارپوریشن تھیٹریکل کمپنی آف کلکتہ

منشی رضی الحق نے کیا ترجمہ ایسا	ایسا خوش پن جسکی ہر بات میں دیکھا گھر بیٹھے ہوئے اپنے رحیم اہل نظر نے	پڑھتے ہوئے پایا جو آئینہ گجرات گجرات کو آئینہ گجرات میں دیکھا	آنکھوں نے مری ساغر جم ہاتھ میں دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیقیاس و محمدت لامتناہی اسماس خاص اوسی ذات پاک کیلئے سزاوار ہے کہ جسکے محض دو حرفی لفظ کن فرمانے سے ہژدہ ہزار عالم پیدا ہوگیا۔ مقدور بشر نہیں جو اوسکی حمد و ثنا میں زبان کھولی۔ خدائی اور کبریائی اوسی کے لایق ہے جو آپ اپنی صفت بیان فرماتا ہے۔ دیکھو سورۂ اخلاص۔ جمیع مخلوقات میں انبیا علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھکر رتبۂ قربت کسیکو حاصل نہیں۔ سو وہ بھی اوسی ثنا علیک کہکر چپ ہو رہی۔ آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک ہر نوبت کے اقتضا کے موافق بعض وقت ایک ایک بعض وقت دو دو چار چار کہیں پیمبر کہیں نبی۔ کسی جگہ مرسل مبعوث کرکے بعض بعض اپنے بندوں کو باوجود کفر و ضلالت سے نکالکر ہدایت کی سیدھی سڑک پر چڑھا دیا۔ اوسیطرح زمانہ اخیر میں حضرت ختم المرسلین خاتم النبیین شہنشاہ دو جہاں مالک زمین و زمان فخر موجودات عالم سرور کائنات نبی آدم وزیر مالک کون و مکان سرکردہ وزرائے ذیشان ناسخ مناہج احکام الشرع ناسخ شرائع ادیان ماضیہ واقعت اسرار آئی علیہ گل سید بوستان خلیل برگزیدہ حضرت رب جلیل شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین کو قبائے لولاک لما خلقت الافلاک پہنائی گئی۔ اور تاج شفاعت بنی نوع انسان والجان سر مبارک پر رکھا۔ اور کرسی وزارت کائنات عطا فرمائے حضرت کی ذات بابرکات سے ہمکو اور امتوں پر فخر حاصل ہوا۔ جو رتبے امت مرحومہ کو عطا ہوئے وہ کسی امت کو خواب میں بھی نصیب نہوئے۔ ہزار شکر اور لاکھ احسان پروردگار کا کہ جسنے ہم گنہگاروں کو زمرۂ امت مرحومہ میں پیدا کیا۔ امید ہے کہ اونہیں کا کلمہ پڑھتے ہوئے اوٹھیں۔ جیسی خداوند عالم کی ثنا و صفت ہو نہیں کی۔ ویسی ہمارے حضرت کی نعت بھی مشکل در مشکل زبان کو قدرت کہاں اور قلم کو طاقت کیا کہ جو ایک حرف بھی دونوں کا لکھ سکے۔ مثل مشہور ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔

غالباً آپنے سنا ہوگا کہ ملک گجرات ہندوستان کا بڑا مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں یہ بجائے خود ایک ولایت تھا۔ ہر زمانہ کے مورخوں نے اسکی تاریخیں جدا جدا لکھی ہیں۔ گو وہ تاریخیں نہایت مبسوط و مشہور و معروف ہیں۔ ایک مرآت سکندری جسمیں سلاطین گجرات کی ابتدائی سلطنت سے انقضا تک ہر بادشاہ کی جدا جدا کیفیت مفصل تحریر ہے۔ اور دوسری مرآت احمدی۔ معز الدین احمد شاہ بادشاہ والی ہندوستان کے زمانے سلطنت میں بانی شہر کے رہنے والے سرکار جلیل القدر عہدہ دار کی فارسی میں تصنیف و تالیف کی ہوئی آجتک گنجینۂ کتب میں محفوظ رہی۔ نہ کسی نے طبع کرائی۔ اور نہ اردو میں ترجمہ ہوا۔ زمانہ حال کے شائقین فن تواریخ عموماً اور دوستان باوفا و مخلصان بے ریا خصوصاً کو اشتیاق پیدا ہوا کہ اکثر اور ملکوں کی [illegible] تاریخیں [illegible] فارسی۔ اردو میں ترجمہ ہو کر ملک میں پھیلائی گئیں۔ مگر ہمارے ملک کی کسی تاریخ نے آج تک قدیم لباس نہ بدلا۔ اگرچہ سابقاً انجمن [illegible] کچھ اسکا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر انجمن کی باہمی نقصیں سے چند روز چلکر رہ گیا۔ آخر شہ دوستوں کے تقاضے و اغوا سے اشتیاق

نے راقم کو مجبور کیا۔ کتاب جو دیکھی تو نہایت ضخیم و ضخیم پائی۔ علاوہ ضخامت عبارت اوق اور با محاورہ منشی جیّد کی تصنیف کی ہوئی ملی۔ راقم کی بساط میں اس سرمایہ نہ تھا کہ اسکا سرانجام پورے طور پر کیا جاتا۔ مگر پروردگار عالم نے محض عنایت خاص سے بزرگوں کی لاج رکھ لی۔ ورنہ بڑی مشکل کا کام تھا۔ میری زبان مادری نہ تھی۔ مگر بات کیا تھی کہ ابتدا سن شعور سے اسوقت تک رات دن بڑے بڑے اہل زبان سے سابقہ رہا۔ کچھ توفیضان صحبت اور کچھ عنایت الٰہی سے یہ مستحل ہوگیا۔

کتاب کی ضخامت نے سارے ترجمہ کو تین حصوں میں تقسیم کرنیکو مجبور کیا۔ اگر ایک ہی جلد میں لکھا جاتا تو طبع کرانیکے وقت کے علاوہ خریداروں کی آسانی رہ ہوجاتی۔ اور خاتمہ خود مصنف نے علیحدہ لکھا تھا۔ اوسکا چوتھا حصہ مقرر کیا۔ کتاب کا نام مرات احمدی تھا۔ مترجم نے بمشورہ احباب **آئینہ گجرات** نام رکھا۔ چونکہ گجرات کے پچھلے حالات مثل آئینہ کے صاف نمایاں ہیں۔

دیباچہ

دیباچہ کتاب کے تین مقدمے ہیں۔ پہلے میں مورخ کا احوال۔ دوسرے میں مترجم کی کیفیت۔ تیسرے میں معنون کرنیکا بیان ہے۔

ہوالمعز

مضمون کتاب شروع کرنے سے پہلے صاحب کتاب کے حالات بیان کرنا ضرور ہے۔ چونکہ فی زمانہ کتاب ہاتھ میں آتے ہی چند سوال پیدا ہوتے ہیں کہ اسکا مصنف کون تھا۔ کس ملک کا رہنے والا۔ اسکی تحصیل کہاں ہوئی۔ اسکے معاصر کون کون تھے اسکو سلطنت سے کیا تعلق رہا وغیرہ شکوک کا دہبہ دامن حقیقت سے دور صاف کرنا مترجم کا منصب تھا۔ بنابران بعض حالات اسی کتاب سے اخذ کئے گئے۔ اور بعض کیفیت احمد آباد کے عمائد سے دریافت ہوئے۔ سب کو فراہم کرکے ایک جگہ جمع کی گئی۔ تاشائقین فن تواریخ کو دقت نہ واقعہ ہو۔ اور سوالوں کا جواب خود سمجھ لیں۔

احوال مورخ

مورخ صاحب کے بزرگ ایران کے رہنے والے خاندان مغلیہ سے تھے۔ آپکا نام محمد حسن آپ کے والد کا نام محمد علی تھا۔ سلاطین تیموریہ کے کسی بادشاہ کے زمانہ آپ کے بزرگ ہندوستان میں تشریف لائے۔ اگلے لوگوں کا تو کسیطرح پتہ نہ لگا۔ مگر آپکے والد عالمگیر کے ساتھ برہان پور میں تشریف لائے تھے امرا عالمگیری میں سے عقیل خاں معزز سمجھے جاتے تھے جب عالمگیری دور ختم ہوا۔ اور عالم شاہی زمانے نے سارے ہندوستان میں اپنی دوہائی پھیرا دی۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری میں شہزادہ جہاندار کی جاگیر صوبہ گجرات میں معین ہوئی۔ اوسکی متصدیگری سرکار شاہی سے سید عقیل خاں کو تفویض کی گئی۔ اور انہیں محالات کی خدمت وقائع نگاری مرزا محمد علی کو سپرد ہوئی۔ انہیں ایام میں بادشاہی سواری کسی مہم پر دکن جارہی تھی۔ اور سید صاحب موصوف گجرات میں تشریف لانیوالے تھے۔ بھی بین راہ سے سید صاحب کے ساتھ احمد آباد تشریف لائے۔ اوسی زمانہ سے سید عقیل خاں کی سرکار کا تمام دار مدار مرزا صاحب کی رائے پر موقوف خدمت وقائع نگاری کو سنبھال کر میر صاحب کے تمام امورات اس حسن انتظام سے ہوتے رہے کہ کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ ملا۔ اوسوقت مورخ

کا سن شریف آٹھ نو برس سے زیادہ نہ تھا۔ تحصیل بھی احمد آباد میں ہوتی رہی۔ اللہ نے زمانہ طفولیت سے ہر قسم کا مادہ قابلیت ایسا پیدا کر دیا تھا کہ اوس زمانہ کی جو جو باتیں آپکے ملاحظہ سے گذرتیں یا بڑے بوڑھوں سے وقتاً فوقتاً سنی جاتی تھیں تمام صفحۂ دل پر منقش ہو جاتی تھیں۔ سید صاحب کی زمینداریوں میں آپ کے والد کی کارروائیاں قابل قدر مانی گئی تھیں۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب کو سرکار شاہی سے عہدہ امینی کٹرہ پارچہ احمد آباد سپرد ہوا۔ اوسی ضمن میں اکثر مرتبہ کہمبایت اور دہولقہ وغیرہ پرگنوں میں انتظام کیلئے آپکو جانیکا اتفاق ہوا۔ اور آپکی ہر کاروائی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ و رعایا دونوں رضامند تھے۔ احمد آباد میں کٹرہ پارچہ کی امینی کو ایسا سنبھالا کہ حق بجانب تھا۔ شہر کی رعایا ہندو مسلمان آپکے ثنا خواں رہے

ایک زمانہ میں ناظم صوبہ مہاراجہ اجیت سنگھ زمیندار جودھپور کے نائب مسمی رتن سنگھ بھنڈاری نے احمد آباد میں ظلم و بیداد اس حد تک پہنچا دیا کہ لوگوں کے گھروں میں ماڑواڑیوں نے گھس گھس کر جو چاہا جبراً اٹھا لیا۔ اور سلطنت سے اس امر کی بازپرس نہ ہوئی۔ آخر کار متصدی بندر کہمبایت مومن خاں جسکو آگے چلکر نجم الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ احمد آباد کی کیفیت سن سنکر نہ رہا گیا۔ کہمبایت سے چڑھائی کر کے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ احمد آباد کی رعایا ماڑواڑیوں کی زبردستیوں اور حرکات ناجائزہ سے عاجز ہو گئے تھے۔ کچھ مسلمان کی تخصیص نہ تھی ہندو بھی اپنے ہم مذہبوں کے ظلم و ستم سے نہایت تنگ ہو رہے تھے۔ گھر بار چھوڑ کر بیرون شہر مومن خاں کے لشکر میں چلے گئے تھے۔ اکثر بیوپاریوں نے آپکو امین سمجھکر اپنا مال و اسباب آپکے گھر میں پہنچا دیا تھا۔ واپس آئے بعد ہر ایک نے اپنا مال بجنسہ جہاں کا تہاں رکھا ہوا پایا۔ کسیکی ایک کوڑی ادھر سے اُدھر ہونیکی شکایت نہ ہوئی۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ سرکار شاہی سے وہی عہدہ مورخ صاحب کے نام متعین ہو کر خطاب بھی اپنے باپ کا علی محمد خاں حاصل ہوا۔ ایک مدت تک اوسی عہدہ کا کام کرتے رہے۔

محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے اخیر زمانہ سلطنت میں صوبہ گجرات کا عہدۂ دیوانی مورخ صاحب کو تفویض ہوا تھا۔ اگرچہ اُس زمانہ میں خاندان بابی اور گائیکواڑ پیشوا کے باہم نقیض واقعہ ہونے سے عہدہ دیوانی کو تعلق امورات بالکل نہ رہا تھا۔ مگر بات یہ تھی کہ اوسوقت تک دبدبۂ سلطنت سے اکثر شاہی ملازم برطرف نہ کئے گئے تھے۔ گویا گجرات کے آپ خاتم الدیوان ثابت ہوئے۔ آپ فارسی کے اہل زبان اور پھر اُس زمانہ کی تحصیل بھی ٹکسالی ہوا کرتی تھی۔ مرات احمدی کی طرز تحریر سے آپکی علمی لیاقت مسلم الثبوت پائی جاتی ہے اسسے زیادہ سرٹیفکٹ اور کیا ہوگا۔ آپکے ہمعصر بڑے بڑے علماء و فضلاء احمد آباد میں موجود تھے۔ ازاں جملہ خاندان سادات بخاریہ سے سید ابوتراب اور قاضی نظام الدین خاں جو دہلی جاکر دستار فضیلت کا سرٹیفکٹ معہ انعام ہاتھی سرکار شاہی سے حاصل کر کے آئے ہوئے تھے۔ کتاب میں جو واقعات سلاطین گجرات کی نسبت تحریر ہوئے وہ مرات سکندری سے بقدر ضرورت اخذ کئے گئے۔ اور اکبر شاہ کے زمانہ سے جو واقعات لکھے گئے وہ اکبرنامہ وغیرہ سے منتخب ہوئی۔ عالمگیری زمانہ کی اکثر کیفیت آپکی چشم دید تھی۔ اور باقی بزرگوں سے سنی سنائی وہ بمنزلہ تصدیق جارج پرتال کے لکھی گئی۔ شاہی حکم احکام کی نقلیں ناظم صوبہ اور دفتر دیوانی سے لی گئی ہیں۔ آپنے مرات احمدی کے واقعات سنہ ۱۱۸۲ ہجری تک لکھکر دفتر اول ختم کیا۔ اور دفتر ثانی کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگر میری حیات مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ المنان ضرور لکھونگا۔ ورنہ جسکو شوق مورخی دامنگیر ہوگا وہی نام نامی اُس کے لکھنے کا قلم اٹھائیگا۔ احمد آباد میں آپ کا خاندان بادشاہی دیوان کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ دیوانی جاتی رہی مگر نیک کمائی والوں کی خوش نیتی سے جاگیر و نام دونوں ابتک بجائے خود باقی ہیں وباللہ التوفیق۔

احوال مترجم

میرے والد کا نام مولوی محمد فضل الحق شیخ العباسی۔ میرے خاندان کو عمائد احمد آباد سے کوئی ایسا نہیں جو نہ جانتا ہو۔ عوام میں حق گو لیو لے اور فارسی خوان نام سے مشہور ہے۔ اگلے بزرگوں سے میرے جد اعلیٰ مولوی نور الحق کا تذکرہ مورخ صاحب نے اسی کتاب میں کئی جگہ لکھا ہے آپکو سرکار شاہی سے عہدہ احتساب بلدہ تفویض تھا جسکو فی زماننا اکونٹنٹ کہتے تھے۔ چنانچہ کتاب میں افسران نامی کے تذکرہ بیان ہوئے۔ ازاں جملہ آپ بھی شریک ہیں لوازم احتشام کی ساری باتیں حاصل تھیں۔ آپکے بعد وہی عہدہ آپکے فرزند رشید مولوی محمد شفیع الحق المتخلص بعبرت کو تفویض ہوا۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ زمانہ کی ٹیڑھی ترچھی چالوں نے سلطنت شاہی کا اقتدار گھٹا کر گجرات کی حکومت مرہٹوں کے قبضہ میں سپرد کی۔ اوسی زمانہ سے بندگان شاہی کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ بعض احمد آباد کو خیرباد کہکے جلاوطن ہو گئے۔ اور جنکا سلسلہ یہاں کے باشندوں سے وابستہ ہو گیا تھا بہر صورت بسر بسر کرنے لگے۔ میرے بزرگوں نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ چنانچہ میں نے اپنے خاندان کے بوڑھوں سے سنا ہے کہ اس سے پہلے بھی یہی سلسلہ جاری تھا۔ کچھ شاہی خدمت ترک کرنے سے یہ نئی بات پیدا نہیں کی گئی۔ اسوجہ سے میرا خاندان فارسی خوان مشہور ہوا۔ میرے حقیقی جد امجد مولوی زین الحق صاحب کے اکثر شاگرد رشید عمائد شہر سے ابتک موجود تھے۔ ازاں جملہ بعض بوڑھے سن رسیدہ اب بھی خال خال نظر آتے ہیں مسلمانوں کی تخصیص نہ تھی۔ اکثر اقوام ہنود سے ناگر کا ساتھ کا بڑا گروہ تھا۔

ایک روز جلد خیال آیا کہ مرزی کمال نے اپنے منصب کی ایسی کارروائیاں کیں کہ جنکا شائبہ دنیا میں باقی رہا۔ تجکو تیری بے کمالی نے تنگ خاندان بنانیکے علاوہ فارسی خوان [illegible] دشوار کر دیا۔ کوئی بات تو ایسی پیدا کر کہ مٹے ہوئے زمانے کی یادگار صفحہ روزگار پر چند سے باقی رہے۔ تصنیف کرنا تو بڑی بات تھی۔ مگر اگلے علماء کی تصانیف [illegible] کے ہدیہ ناظرین کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ چونکہ جس کتاب [illegible] کسی زبان میں ترجمہ ہو کر اشاعت کا سہرا [illegible] گیا ہے۔ [illegible] بنائی علیہ الرحمۃ۔ شعر۔ مریضان بادہا خوردند و رفتند۔ تہی نخانہ کردند و رفتند۔

فن تاریخ کو دیکھا تو ملک کی تاریخیں عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ انگریزی وغیرہ سے اردو۔ گجراتی۔ مرہٹی میں ترجمہ ہو کر ساری دنیا میں پھیلائی گئیں۔ ایک ہماری ملک گجرات کی تاریخوں میں دو تاریخیں ایک مرات سکندری اور دوسری مرات احمدی نہایت مبسوط اگلے زمانہ کی خبر دینے والے ابتک قدیم لباس پہنے ہوئے گنجینہ کتب میں چھپ چھاپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ان کا پیراہن اسیاتی بدلکر ہندوستانی مرزا [illegible] سے آراستہ کر کے ہدیہ شائقین کیجائیں۔ تو اس سے بڑھکر کوئی بات میرے لئے ملکی خدمت کی [illegible] نہ ہوگی۔ جاننے والوں کو تو کچھ کچھ حالات معلوم ہی ہیں۔ مگر جو لوگ اپنے ملک کے قدیم حالات سے نابلد محض ہیں۔ وہ آگاہ کر دئے جائیں۔ بنابران راقم نے [illegible] ۱۲۱۳ ہجری میں اسکے ترجمہ کو قلم اٹھایا۔ بحمد اللہ ڈھائی پونے تین برس کی مشقت سے حسب مراد دلی کامیابی حاصل ہوئی۔ کتاب چونکہ جم الضخامت تھی تین حصوں پر منقسم کر کے ہر حصہ علیحدہ کر دیا۔ اور چونکہ نام نامی مصنف صاحب تھے [illegible] کا تھا اوسکا چوتھا حصہ مقرر کیا۔

پہلے حصہ [illegible] ہو کر گجرات میں ظہور اسلام سے پہلے جو راجہ حکمران تھے انکی [illegible] کیفیت۔ اور اسلام شائع ہونیکے بعد شاہان دہلی کے ناظموں کا جدا جدا احوال اور بعد اس کے سلاطین گجرات کا اقتدار کس شدومد سے بڑھتا گیا۔ اور قلمرو حکومت کس حد سے کہاں تک پہنچا یہ پوری کیفیت بیان کر کے اکبر بادشاہ کے تسخیر کرنیکے زمانہ سے لیکر اورنگ زیب بادشاہ کے آخیر زمانہ تک ہر ناظم صوبہ کی عملداری کی پوری پوری کیفیت۔

۲۔ دوسرے حصہ میں بادشاہ شاہ عالم بہادر کے زمانہ سے لیکر تمام ناظموں کی کارروائیاں اور ماڑواڑیوں کی بیدادیاں اور پھر مرہٹوں کی دست بردیاں وغیرہ صوبہ گجرات کی خرابیاں تا زمانہ حکومت نجم الدولہ بہادر مفصل کیفیت مندرج ہے۔

۳۔ تیسرے [illegible] نجم الدولہ مرحوم کے فرزند مفتخر خاں اور بھتیجے فدا الدین خاں کے ساتھ گائکواڑ کی کارسازیاں اور خاندان بابی کی عملداریاں اور کہمبایت سے مومن خاں نے

چڑھائی کر کے احمد آباد کا قبضہ کرنا اور بارہ گرگیکواڑ و پیشوا کا تسخیر کرنا وغیرہ وغیرہ تک کی مفصل کیفیت۔

ان تین حصوں میں ہر جگہ ان اسلام و اقتدار و طرز حکومت مشروحاً بیان کیا گیا ہے چونکہ یہ کتاب فارسی میں لکھی ہوئی تھی۔ عوام کا سمجھنا دشوار تھا اسلئے میں نے اُردو میں اسکا ترجمہ کیا کہ ہر شخص اُس کے واقعات سے آگاہ ہو جائے۔ اور سوچے کہ اگلے زمانہ کے لوگوں کے کارنامے کیسے عمدہ اور شائستہ تھے آخر یہ بات ہی کیا تھی جس سے گجرات بھر میں اس سرے سے اُس سرے تک جہاں دیکھو اہل اسلام کے سوائے اور کوئی حاکم یا عامل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس علم کی بدولت تمہارے ہی دردولت پر حکومت کے چہرے دوڑ رہے تھے نقاروں کی آواز سے سارا مکان گونج رہا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کی دو نشانیاں ایک خاندان بابی اور دوسرا خاندان جالوری ابتک مسند حکومت پر جلوہ گر ہیں جب تم نے تحصیل علم کو ترک کر دیا۔ افلاس نے آکر تمہاری گردن دبائی۔ ہمکو شکر کرنا چاہئے کہ ہماری گورنمنٹ انگلشیہ اب بھی علم کی بڑی قدر اور کدر کرتی ہے تم سمجھو تو اسمیں بڑی قدردانی کیا ہو گی۔ تمہاری تربیت کیلئے مشتہ تعلیم میں ہر جگہ اردو کے مدرسے قائم کر دیئے۔ اور ہر ہر مقام سے ڈھونڈ کر مدرس انتخاب کر کے معین کئے تاکہ تمہاری تحصیل نکسان ہو اگلی بھی تم نے کچھ قدر نہ کی اور ایک زمانہ مفت کھو بیٹھے اگلے زمانہ میں ہماری قوم سب سے آگے بڑھی ہوئی تھی۔ اب جو دیکھتا ہوں تو سب سے پیچھے دایمی دیکھی لاٹھی ٹیک ٹیک کر چلی جاتی ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اگر اسوقت چونک کر کھڑے ہو جاؤ اور جھٹ لنگوٹ باندھ خم ٹھوک کر تحصیل کا میدان پکڑو تو چند ہی دنوں میں علمی طاقت سے افلاس کو زمین پر پٹخ دو گے۔ اور فوراً مشکیں کس کر اخراج بلد کی سزا دینے کو تیار ہو جاؤ گے۔ آگے جانیوالوں کی ہمسری تمہاری ہمت مردانہ سے دور نہیں۔ کسی بزرگ کا قول ہے ؎ بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد۔ اسمیں شک نہیں جیسی کہ اللہ نے براق طبیعتیں تمکو عطا فرمائی ہیں۔ کسی قوم کو نہیں ملیں۔ اور ہر جو کی اور ہر کا یاب ہوئے غالباً تم نے سنا ہو گا کہ علیگڈھ کالج اندنوں کس زوروں پر چل رہا ہے اسکا اولی طالب علم یہاں کی فارغ التحصیل سے ٹکر لیتا ہے جیسی نہ دیکھا وہ دیکھ لے۔ منشی میر نواب علی صاحب پروفیسر کالج بڑودہ اور محمد علیخان نائب صوبہ علاقہ گری یہ دونوں نوجوان نے مالا مال اسی عمر میں کیا لیاقت حاصل کی ہے۔

بھائیو اٹھو اٹھو [illegible] ان کی چرخی کی آمدنی کو سلام کرو۔ پھر دیکھو کہ انکا تحصیلی چرخہ کس شدومد سے چلتا ہو گا۔ اور آخر وہ نسبیں افلاس کے گڑھے میں نہ پڑینگے۔ ایک نہیں بلکہ دو تین یہی واقعہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اُن پر ذرا غور کرو۔

ہمارے معزز مکرم جناب سید شمس الدین صاحب قادری کا خاندان عالی علمی لیاقتوں سے معمور تھا۔ مگر آپنے اپنے ذاتی شوق سے علوم جدیدہ کو درجہ تحصیل کیا۔ جو آج ہم آپکو ایک معزز اسسٹنٹ کلکٹر کے عہدہ پر ناز کر رہے ہیں۔ آپکے وجود باجود سے عموماً کنان احمد آباد کو افتخار حاصل ہے۔

دوسرے شیخ عثمان قریشی کے خاندان سے کون نابلد ہے اگر یہ علمی لیاقت آپہی کی ذاتی مشقت سے حاصل ہوئی چونکہ آپنے بچپنے سے تحصیل کے پیچھے لٹھ باندھا۔ آخر اسکا نتیجہ آپکے فرزند رشید نے لوگوں کو کر کے دکھا دیا۔ اور کوئی ہم ڈپٹی کلکٹر کے عہدہ پر اجلاس فرماتے ہوئے دیکھکر خوشی مناتے ہیں۔

تیسرے منشی فتح محمد کو کون نہیں جانتا۔ یہ تحصیل علم کے پیچھے اپنے تئیں مٹا دیا۔ تو چند روز بعد اسی علمی طاقت سے ایک بہت بڑے اور عمدہ کارخانہ کی افسری نہیں بلکہ مالکی پائی تو بجا ہے۔ حاصل کر لی۔ اپنے سارے خاندان کو فلاکت کے گہرے گڑھے سے نکال کر اوج عزت پر پہنچا دیا۔ وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معنون

ارباب تصنیف و تالیف کا قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ اپنی تصنیف یا تالیف کو کسی معزز حاکم یا رئیس اعظم کے نام نامی سے معنون کرتے ہیں اس کتاب کے ترجمہ سے فراغت کئے بعد مجھے بھی اُس گلشن اُمید کے لہلہاتے ہوئے درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے سرمست بنا دیا۔ مگر اس خطہ کے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر بلحاظ علم و فضل غور کرنے سے خیال گذرا۔ کہ اس نسخہ کا زیبندہ عنوان مشکل سے ملیگا۔ اسی سوچ میں مستغرق تھا کہ یکایک سروش غیبی نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے مبارک کلمے میرے گوشدل میں پھونک کر بتا دیا کہ جناب مستطاب علی القاب نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب بہادر سیسٹر ایٹ لا سے بہتر ذریعہ اُس بارگاہ عالیقدر تک پہنچنے کا نہ ملیگا کہ جس نے تجھ ایسے ہزاروں بندگان خدا کی مشکلات کے منجدھار میں پڑی ہوئی کشتیاں اُسی ناخدا نے کنارے پر لگا دی ہیں۔ اُس مژدہ کو سنکر ایسا پھولا کہ جامے میں نہ سمایا۔ میں خوشی سے اس کتاب کو عالیجناب گردوں قباب سر حلقہ تاجران بمبئی حضرت ناخدا محمد علی صاحب کوکہی سابق ممبر گورنر بمبئی کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

چونکہ آپ اس صوبہ میں معزز خاندانی شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی عمر کا بڑا حصہ عموماً مسلمانان گجرات اور خصوصاً ساکنان بمبئی کی بہبودی و ترقی علم و ہنر میں حسبۃً للہ صرف کیا۔ یہ کتاب گجرات کی تاریخی واقعات سے مملو ہے۔ جبتک ایسے متبرک ہاتھوں سے اسکا افتتاح نہ ہو خلعت عزت افزائی سے محروم رہیگی۔ اُمید کہ جناب مستطاب نواب زادہ نصر اللہ خاں صاحب بہادر عالیجناب موصوف سے کو نسبت فرزندی حاصل ہے۔ توجہ فرما کر بنظر مسافر نوازی و غریب پروری معنون کرنیکی اجازت مرحمت فرمائینگے۔ چونکہ آپ نے بھی چار برس کا زمانہ گذرا اپنے ذاتی شوق سے اس صوبہ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن قائم کرکے خاص اہل اسلام کی بہبودی کیلئے کئی اقسام کی تجاویز فرمائے ہیں آپ خاندانی رئیس صاحب علم و فضل اور اہل ہنر کے قدردان اور مسلمانوں میں اشاعت علم کی الوالعزمانہ کوشش کرنے والے ہیں۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔

خاکسار

محمد رضی الحق عباسی

یہاں سے احوال کتاب کا ترجمہ شروع ہوا

سلاطین ہندوستان کی فہرست میں اولاد صاحبقران امیر تیمور گورگان بڑی وقعت کی نگاہوں سے ابتک دیکھے جاتے ہیں۔ عالمگیر کا نام کون نہیں جانتا شائقین تواریخ کو تو اورنگزیب کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوگی۔ کہ اُس نے سارے ہندوستان کو اِس سِرے سے اُس سِرے تک ایک ہی گھاٹ پانی پلایا بڑے بڑے سرکشوں کو اُس کے نام سے لرزہ چڑھتا تھا۔ اگرچہ ملک میں فساد بھی کیا آتے تھے مگر گوشمالی ایسی دیجاتی کہ عمر بھر تک پھر کسیکو ہوس نہوتی تھی۔ ایسے بادشاہ کا دفعتہً تخت سلطنت کو خالی کرکے گوشہ لحد میں سو رہنا غضب ہوگیا تمام ملک جو انتظام کی مضبوط رسّی سے بندھا ہوا تھا بادشاہ کے مرتے ہی سرکشوں نے کاٹ کاٹ کر فری کردیا۔ اوسوقت کوئی ایسا روکنے ٹوکنے والا نہ رہا جس کے دباؤ سے فساد برپا نہوتا۔ آشوب زمانہ جو ایک مدت تک ہیبت سلطانی سے پڑا سو رہا تھا۔ دفعتہً چونکا۔ اور اُٹھتے ہی ہر ضلع میں دست درازی کرنے لگا۔ امن و امان ابتداء سلطنت سے اوسوقت تک ہر بستی کے گلی کوچوں میں بستر ڈالکر پڑا ہوا تھا۔ آشوب زمانہ کی آمد آمد سنکر دامن جھاڑ کر کھڑا ہوگیا۔ کچھ اللہ ہی کو منظور تھا کہ انتظام ملک داری ٹوٹ کر خلق اللہ پر مصیبت پڑی۔ زمانہ ڈراؤنا ہوگیا۔ اوجھی تنگ طرفوں کی بن پڑی۔ راتیں آرام سے کھلے دروازہ بسر ہوتی تھیں۔ بدمعاشوں کی ڈاکہ زنی کی دہشت سے بیچینی میں بسر ہونے لگیں۔ خصوصاً احمد آباد آرام گاہ تھا۔ سونا اہلوں کا بھوت بنکر گھر طرفوں کا کنج پورہ ہوگیا۔ زمانہ کی بگڑتی ہوئی ہوا دیکھکر صوبوں کے ناظموں نے فرمانبرداری کے دروازے بند کرلئے۔ احکام شاہی کی کچھ وقعت نہ رہی۔ شعر۔ جہاں راجہا نذر دارد خراب + بہانہ است گو در زد افراسیاب

محکمہ دیوانی کے سارے کام ملتوی رہے۔ ارکان قواعد و ضوابط سارے کے سارے ٹوٹ گئے۔ صوبوں کی خزانی جو بادشاہوں نے کسی مصلحت سے محفوظ رکھی تھی۔ لچے اور بدمعاشوں نے لوٹ لوٹ کر خالی کرلئے۔

عالمگیر کے انتقال سے انتظام ملکداری کی وہ بات تو نہ رہی مگر تاہم پچھلے دباؤ سے ۱۱۳۶ ہجری تک بہرصورت اُسی لکیر کے فقیر بنے رہے مگر نائب مبارز الملک شجاعت خاں بہادر کی عملداری میں جو فساد برپا ہوا۔ اوسکا سارا دارمدار دانایان روزگار نے حامد خاں کی شقاوت قلبی کے پلے باندھا۔ چونکہ شجاعت خاں بذات خود نہایت ہوشیار اور کارگذار جری بہادر تھا۔ اوسکی موجودگی میں خانصاحب کی کوئی کارروائی پیش نہ جاتی تھی۔ جسکی مفصل کیفیت اوراق آئندہ میں تحریر ہوگی۔

جب حامد خاں شجاعت خاں بہادر کے خون ناحق سے دامن تر کرچکا پھر اوسکو کوئی روکنے والا نہ رہا۔ بے کھٹکے حسب خواہش صوبہ کا انتظام کرنے لگا۔ پہلے پہل محالات خالصہ شریفہ پھر تعلقہ پھر اور سب کے سب ضبط کرکے اپنے قبضہ میں کرلئے۔ جب اُسکی بازپرسی نہوئی۔ تو رفتہ رفتہ قدم بڑھاتے ہوئے ہر محکمہ میں تشریف لیجاکر قدیم دفتروں کو اٹھوالیا۔ جب دفتر نہ رہا تو اہل عملہ معطل ہوگئے۔ صوبہ کی کچہری کا نام باقی رہگیا۔ عہدہ داران جلیل القدر کو معزول کرکے عملوں کو بے اقتدار کردیا۔ یہ سب کچھ یہاں ہوا کیا۔ مگر دارالسلطنت کے بڑے بڑے رکن اعظم اس صوبہ سے ایسے غافل اور بیفکر ہو بیٹھے کہ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ جو خانصاحب سے بازپرس کیجاتی۔

جب مورخ نے اِس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ دوستوں کی بن پڑی سن سنکر ہر طرف سے فرمائشیں آنے لگیں۔ کہ خدا کیلئے جلد تیار کردیجائے۔ بات کہنے کو کہدی مگر نباہ دشوار ہوگیا۔ چونکہ اسکا دارمدار دفتر دیوانی پر رکھا گیا تھا۔ اگرچہ زمانہ سابق میں دیوانی عہدہ کل ممالک محروسہ میں وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ باعتبار اقتدار سارے ہندوستان میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ مگر فی زمانہ خانصاحب حامد خاں کے حسد میں چلو تروں نے

اوسکی

اسکی وقت کا نہ کہ آزادیا۔ حضرت دیوان کو سوائے نام کے کسی قسم کا اقتدار باقی نہ رہا۔ محرران دفتر دیوانی جو ایک مدت سے مانند خوشہ پروین ضود کہا ہے تھے
بیکار ہو کر تلاش معیشت کیلئے لباس بنات النعش ادہر ادہر پریشان ہو گئے۔ خانصاحب مجلدات دفتر تو پہلے سے اٹھوا چکے تھے اور جو باقی تھا محرروں
کے بیچنے سے درہم برہم ہو گیا۔ اوسی زمانہ سے صوبہ گجرات کی آمدنی کا تعلق دفتر دیوانی سے جاتا رہا۔

مورخ کو یہ عہدہ آخیر زمانہ سلطنت فردوس آرام گاہ محمد شاہ بادشاہ میں تفویض کیا گیا تھا۔ اسکی مفصل کیفیت اپنی جگہ تحریر ہوگی مگر
اوسوقت بھی نہ کسی قسم کا اقتدار تھا اور نہ امورات دیوانی سے کچھ سروکار۔ دفتر کو جو دیکھا گیا تو مثل اپنے نام کے کورا پایا۔ دفتر دیکھتے ہی میرے حواس
جاتے رہے۔ مگر پروردگار کریم سبب الاسباب اپنے کسی بندہ کو محروم نہیں فرماتا۔ پردہ غیب سے ایک سبب ایسا پیدا کر دیا جس سے ساری الجھن دور ہو گئیں
بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اوقات صوبہ گجرات تفصیل کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ پرگنہ کے متعلق کتنے شہر اور شہر کے ساتھ کتنے قصبہ پرگنے
اور ہر پرگنہ میں کتنے موضع بقید رقبہ و دام حاصل و آمدنی پیشکش بھی کچھ مفصل تحریر ہو۔ اسلئے کو اغذات دفتر دیوانی کی اشد ضرورت واقعہ ہوئی
صوبہ گجرات کے دفتر دیوانی میں عہدہ صوبہ نویسی سے میٹھا لعل کو دادا باعث چلا آتا تھا۔ راقم کو ایک مدت سے اس امر کی جستجو تھی۔ آخیر
بڑی کوشش سے پتہ لگا کر میٹھا لعل سے دفتر دیوانی کے چند اوراق حاصل کئے۔

یہ زمانہ ہے کہ حضرت فردوس آرام گاہ نے جنت میں مقام کیا اور ۱۱۶۱ھ ہجری میں سلطنت آبائے احمد شاہ بہادر کو منتقل ہوئی اوسی ایام میں
میری تمنا نے دل کا غنچہ دو شگفتہ ہوا۔ اگرچہ میٹھا لعل بھی آشوب زمانہ سے درہ عسرت میں پڑا ہوا تھا۔ مگر غیرت رفاقت ہم پیشوں سے جدا
نہونے دیتی تھی اور غیروں سے التجا کرنا عار سمجھتا تھا۔ گمنامی میں نیکنامی سے جیتا تھا کم مایہ گی میں امیری سے بسر کرتا۔ مرد قابل۔ جہاندیدہ۔ نہایت
ہوشیار۔ دانایان روزگار سے سمجھا جاتا تھا۔ اہل قلم وقت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ مگر افسوس ڈیڑھ برس کا زمانہ گذرا کہ میٹھا لعل کا دفتر عمر
مسلسل کا خراب و برباد ہو گیا۔ لوگوں نے تو نہ خاک بند کر دریا برد کر دیا۔

جب میٹھا لعل صوبہ نویس سے کو اغذات دفتر دیوانی [illegible] تمام مطالب حاصل ہونیکا موقع خوب ہاتھ آیا۔ اور خیال کیا کہ جب یہ کتاب [illegible]
تکمیل ہو جائے تو [illegible] مرآت احمدی رکھکر ایک نسخہ گجرات کے دفتر دیوانی میں بطور یادگار [illegible] اور دوسرا نسخہ بذریعہ مضرب [illegible] خان جاوید خاں
نواب بہادر [illegible] شاہنشاہی میں [illegible] آفرین ہو۔ چونکہ نواب بہادر [illegible] اور ہم [illegible] دولتخواہ دیگاہ کے بڑے سرپرست
تھے [illegible] تھا کہ باوجود مخالفت نے [illegible] کر دیا [illegible] نواب بہادر کے [illegible]
حیات کو [illegible] دوئی۔ مکاروں نے جو مدت سے درپے آزار تھے۔ قابو پا کر [illegible] کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہ
[illegible] کا خاتمہ ہو گیا۔ نخچیر میں [illegible] پیدا ہوئے۔ حواس جو مدت سے ہمہ تن اسی کام میں گنتے ہوئے تھے سن سنکر
ادہر ادہر پریشان ہو گئے۔ [illegible] کا لکھنا اور کیسی کتاب۔ مدت تک اسی پریشانی کے لمبے لمبے کوچوں میں قدم مارتا رہا۔ اندیشہائے دور دراز میں ڈانواڈول
ہو کر [illegible] پڑھنے سے ایسا دل اوچاٹ ہو گیا کہ کسی کا آیا ہوا ضروری خط تک پڑھنا ترک کیا۔ دیکھنے کو جی نہ چاہتا تھا
بس کیا کہوں [illegible] ہو کر رہ گیا۔

جب کئی روز اسی پریشانی میں گذر گئے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ جو کچھ تقدیر کا لکھا ہوتا تھا وہ ہو گیا۔ تلافی مافات نہ کسی سے ہوئی
ہے نہ ہوگی۔ ادہر ادہر سے دوستوں نے بھی آ کر مستعد کر دیا۔ جی تو نہ چاہتا تھا کہ پھر قلم اٹھاؤں۔ جبکہ فلک بے مہر نے بساط حیات نواب بہادر کا
کیسے وقت میں لے لیا جس کے صدمہ سے جو کچھ تمنا دل نیا رمنزل میں جوش زن تھے۔ معاً فرو ہو گئی۔ اور تکمیل نسخہ ہذا حیطہ تعویق میں پڑا رہا۔ اگرچہ

کتاب

کتاب محض متعلق امورات صوبہ گری وغیرہ واقعات سے مملو ہوتی تو کبھی کی تکمیل ہوکر بارگاہ شہنشاہی میں مشرف ہوجاتی۔ اور محرران دفتر دیوانی کی نظر کیمیا اثر سے بہرہ اندوز ہوکر تحسین و آفرین کا صلہ حاصل کرتی۔ مگر بات یہ ہے کہ اُس زمانہ تک کسی سے جو تفاوت فیمابین تاریخ فصلی و ہجری ملوتہا دور نہ کیا گیا تھا۔

اِس کتاب کے مرتب ہونے میں تفاوت تواریخ مذکورہ کی ازحد ضرورت تھی۔ احمد آباد کے محرروں اور اہل سیاق اور متصدیان دفتر دیوانی سے اُن تاریخوں کا تفاوت دریافت کرنا چاہا۔ مگر یہ عقدۂ لاینحل کسی سے حل نہوا۔ اور کتب تواریخ بادشاہان سلف سے بھی اِسکا پتہ نہ لگا۔ جس سے رہنمائے اصلی حاصل ہوتا۔ کوشش بے انتہا و سعی موفورہ و تلاش مشکورہ میں یہانتک قدم رکھا کہ رات کو دن بنایا۔ کوئی لمحہ خالی نہ تھا کہ جو اِس کام میں صرف نہوا ہو۔ مگر بقول عرب ؎ من طلب شیئًا فوجد ؎ کے معنی سے دل کو اطمینان کلی تھا۔ الغرض بہدایت ہادی ازل و رہنمائے قادر لم یزل۔ کیفیت حدوث و مبداء تاریخ الہی سنہ ہجری کے ساتھ بذریعہ عقل ناقص دریافت کرکے تطبیق کردی اور جناب باری عز اسمہ سے یہ اُمید تھی کہ اگر مشیت ایزدی میرے ارادے کے مطابق ہو اور حیات مستعار چند روزہ بھی میرے ساتھ بیوفائی نکرے تو بعد رفع ہونے پریشانی حال کے جو فی زماننا اِس صوبہ میں واقع ہوئی ہے اور نیز مفسدان روزگار نے ہر جگہ ایک بڑا تہلکہ ڈال رکھا ہے وہ بھی فرو ہوجائے اور از سر نو جمعیت ظاہری و باطنی حاصل ہو۔ تو انشاء اللہ المنان تمامی قواعد تطبیق تاریخ مذکورہ ایک رسالہ میں جداگانہ تحریر کرکے دفتر روزگار میں بطور نمونہ و یادگار زمانہ باقی رکھی جائیگی۔ لیکن فلک کج رفتار و گردش زمانہ ناہنجار کب فرصت دینے والا ہے کہ کوئی مرد لایق ایسے بحر ذخار میں غوطہ مار کر جواہر آبدار و لولوئے شاہوار سے دامن بھرے۔ ولو فرضنا متاع لایق و اسباب شائستہ ہی کیوں نہو۔ اول تو اُس کا سرانجام دشوار گذارا و بر تقدیر کسی نے بہزار جستجو خون جگر سپکر دوکان سخن کو کلمات جواہر آبدار سے مزین و مرتب بھی کیا تو خریدار کہاں۔ یہ بات کسی نے سمجھکر کہی ہے کہ کمال ہر شئی وبال گردن صاحب کمال ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر کمال کو زوال ہے مگر برعکس اُس کے یہ وقت زوال کمال ہے۔ قطعہ

بر اہل فضل چناں روزگار تنگ گرفت ✤ کہ نام فضل شد از دہر چوں ہنر نایاب ✤ نماند در ہمہ آفاق فاضلے باقی ✤ بغیر فاضل باقی کہ ہست جزو حساب

اور مضمون اشعار عربیہ وثیقہ جناب ولایت مآب علیہ التحیہ والثنا بہت ہی صادق آتا ہے۔

رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ✤ لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ ✤ فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ ✤ وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ

اور فارسی کے شاعر نے اِس مضمون کو اِس طرح بیان کیا ہے شعر۔ کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی ✤ کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من۔

لازمۂ عبودیت و بشریت بھی ہے کہ برضا و رغبت الٰہی صابر ہوکر شکر نعمائے عطیات نامتناہی جو انسان پر ہر حال میں جاری ہیں بحالانا لازم و ضروری ہے۔ پھر دیکھئے کہ پروردگار عالم اپنی عنایات فضل و کرم سے اُس بندۂ فرماں بردار کے لئے پردۂ غیب سے کیا کیا نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ جسکا شائبہ کسیطرح بیان نہیں ہوسکتا ہرگاہ کہ احوال عملداری زمینداران اطراف و حاکمان اولکہ اکناف۔ ملک گجرات و کیفیت حکومت ناظمان محکمہ دیوانی وقت تسخیر حضرت عرش آشیانی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ خاتمہ نسخہ ہذا میں مجمل طور پر تحریر کیا گیا تھا۔ مگر بعض احباب بے ریا و دوستان باوفا نے جنکو اِس کتاب کی وقفیت حاصل تھی۔ ارشاد فرمایا کہ ہنوز یہ کتاب حسب منشا ختم نہیں ہوئی۔ اور ملبوس تکمیل سے معرا ہے۔ قطع نظر اُسکی ضخامت اور حجم اِسکا بہت زیادہ ہوگا۔ اور بنیاد اسکی بہ نہج دفتر و تحریر رقوم سیاق رکھی گئی ہے لہذا یہ بات زیادہ تر ملحوظ رکھی جائے کہ ہر کس و ناکس امورات مالی و ملکی سے واقف ہوجائے۔ تو البتہ یہ امر خلاف قانون و ضابطہ بارگاہ سلطانی سمجھا جاویگا۔ لہذا جہانتک ممکن ہو اسکو بطرز دیگر تحریر کیا جائے۔ تو اعلیٰ و افضل ہوگا۔ لہذا احوال اُن زمینداروں کا جو ظہور اسلام سے پہلے گجرات پر حکمراں گذرے ہیں۔ اور بعد اون کے سلاطین دہلی کی جانب سے وقتاً فوقتاً ناظموں کی عملداریاں اور پھر آغاز ہونا ظہور دولت

سلاطین گجراتیہ کا اور بعد انقراض سلطنت مذکور حضرت عرش آشیانی اکبر بادشاہ انار اللہ برہانہ کا ملک گجرات کو تسخیر کرنیکے زمانہ سے لیکر آج تک جو ناظموں کی عملداریاں گذری ہیں۔ یہ تمام کیفیت مشرح و مفصل ہو۔ مگر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اون کیفیات میں امورات مالی اور ملکی کو ذرا بھی دخل نہو اور محض یہ کتاب تواریخ کے طور پر تحریر کیجائے تا عوام الناس بہرہ مند ہوں۔ اور احوال بزرگان سلف کو اعتبار کی نظروں سے دیکھیں اور صفحہ روزگار پر ہمیشہ کے لئے یادگار رہاتی رہے۔ آخر الامر دوستوں کا فرمان مجکو قبول کرنا لازم ہوا۔ اگرچہ مسودات سابق کو بہم پہونچانے میں دس سال کا زمانہ گذر چکا تھا۔ اور بڑی بڑی جانفشانی اور سرگردانی سے اس نسخہ کا ڈھانچہ اور وضع پڈھا لگایا تھا۔ باوجود پریشانی خاطر جو اوس زمانہ میں رہا کرتی تھی۔ ہنوز لباس کیفیت سے بالکل معرا تھا۔ اس لئے دوسرے پیرایہ میں آراستہ کرنیکی چنداں دشواری نہ واقعہ ہوئی۔

۱۱۷۱ھ ہجری مطابق چہارم سال جلوس حضرت شہنشاہ زمان خلیفہ ہندوستان قبلہ عالم و عالمیان سلطان ابو العدل عزیز الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی خلد اللہ دولتہ میں قلم اٹھایا اگرچہ اون ایام میں بھی گجرات میں بڑی بڑی ہنگامہ آرائیاں ہو رہی تھیں جنکی مفصل کیفیت اوسی سال کی روئداد میں تحریر ہوگی۔ مورخ کو افسردگی خاطر رہا کرتی تھی۔ تاہم حواس منتشرہ کو مجتمع کرکے ترتیب دینا شروع کیا۔ دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے ارادے میں مجکو کامیاب فرمائے۔ اور ہماری کیفیت تو مطابق قول سعدی علیہ الرحمۃ ہے ؎ غرض نقشے است کز ما یاد ماند ۔ کہ ہستی را نمی بینم بقائے

مگر صاحب دلے روزے برحمت ۔ کند در حق این مسکین دعائے

مخفی نہ رہے کہ سرزمین گجرات میں اسلام شایع ہونے سے پہلے بڑے بڑے نامور راجہ حکمران تھے۔ اور پھر ظہور اسلام سے کیفیت اون ناظموں کی جو شاہان دہلی کی جانب سے عملداری کرتے رہے۔ مع تفصیل نام و مدت حکومت حسب منشا راقم کیفیت ظاہر نہوئی۔ مگر جو جو باتیں قابل اعتبار لایق تحریر تواریخ مانی گئیں بر سبیل اختصار درج کردیں۔ اور جس زمانہ سے اسی گجرات میں سلاطین گجرات نے بنیاد سلطنت قائم کی۔ اور خلافت کا سہرہ بانی احمد آباد سلطان احمد بادشاہ کے سر پر باندھا گیا اس کے زمانہ سے لیکر تا انقراض سلطنت گجرات ہر ایک بادشاہ کا احوال بر سبیل اختصار مرات سکندری سے اخذ کیا گیا جسکا آخری سال ۹۳۸ھ ہجری تھا جب سلاطین گجرات کا خاتمہ ہوگیا۔ اور مغلوں کی تیسرے نامی و نامور بادشاہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے گجرات کو تسخیر کرکے قلمرو ہندوستان میں شامل کردیا اس کے زمانہ سے جو ناظمان صوبہ وقتاً فوقتاً گجرات پر حکمران ہوئے اونکی تمام کیفیت ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ لکھی گئی۔ مگر شہنشاہ زمان اورنگ زیب عالمگیر کی دس سالہ سلطنت کا احوال اکبر نامہ و جہانگیر نامہ سے لیا گیا۔ اور بعد اس کے دس سالہ حکومت عالمگیری کی کوئی کتاب مبسوط ایسی دستیاب نہوئی جس سے باقی ایام سلطنت عالمگیری کا احوال اسوقت تک دریافت ہوجاتا۔ مگر جو کچھ کیفیت اس زمانہ کے جہاندیدہ بزرگوں سے متواتر مل گئے تھے اوسیکو قابل اعتبار سمجھکر مندرج کردئے گئے۔

اتفاقات حسنہ سے ایک اور بات یہ پیدا ہوگئی کہ مورخ کو زمانہ خوردسالی میں جبکہ آٹھ نو برس کا سن ہوچکا تھا اور سلطنت حضرت خلد منزل محمد معظم شاہ ابن عالمگیر کا ابتدائی زمانہ شروع تھا۔ آب و دانہ گجرات نے دار السرور برہان پور سے کشاں کشاں احمد آباد میں پہنچا دیا۔ اگرچہ وہ زمانہ میرے سن تمیز کا نہ تھا۔ تاہم بعض باتیں ایسی تھیں جو میرے سینہ میں منقش ہوچکی تھیں۔ علاوہ اُن کے اکثر روئداد بزرگان جہاندیدہ کی زبانی سنی سنائی یاد تھیں سب کے علی الترتیب ہر ایک ناظم صوبہ کے زمانہ عملداری میں اپنی اپنی جگہ لکھی گئی۔

اوراق سابقہ میں احوال تحریر عمدۃ غائی مرات احمدی میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اسکا سارا دارمدار اور مدعائے اصلی اسی بات پر رکھا گیا تھا کہ ملک گجرات میں بعض وقت زمانہ نے موافقت کرکے سلطنت اسلامیہ کو کس عروج پر پہنچا دیا تھا۔ اور جب مخالفت پر کھڑا ہوگیا تو کیسی خرابیاں و بربادیاں سلطنت اور رعایا میں پیدا کردیں۔ تا ناظرین چشم عبرت سے ملاحظہ فرما کر کسی بات پر غرہ نکرسکیں۔ اگرچہ طول کلام سے شایقین فن تواریخ کو ملال خاطر ضرور پیدا ہوگا۔

مگر ساتھ ہی کیفیت حیلہ سازی زمانہ ناہنجار سے ایک نوع کا تجربہ بھی ضرور حاصل ہوگا۔

اس کتاب میں بعض بعض کیفیت بقید سال و ماہ جو جو مل سکے تحریر ہوئی۔ اور جس کے ملنے میں بڑی بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑیں تب بھی مدعائے اصلی تک پتہ نہ چل سکا۔ اس لئے معذور رہا۔ اور باقی کیفیت جو راقم کی چشم دید تھے۔ بے کم و کاست جانب داری و تعصب سے مبرا رکھکر مفصلاً تحریر کر دیئے گئے۔

تاریخی احوال تحریر کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ گجرات کی آب و ہوا اور کیفیت لطافت و زمانہ سابق کی آمدنی محاصل کو ایک مقدمہ کے دو دفعات میں بیان کروں۔ لہذا امید رکھتا ہوں کہ ارباب سخندانی و اصحاب معانی اوسکی غلطی پر جو لازمہ بشریت ہے کسی مقام پر لغزش معلوم ہو تو اصلاح کا قلم اٹھا کر صحت کر دیں۔ اور نکتہ چینی سے معذور فرماویں۔

ہندوستان کے تمام صوبوں میں بزرگی اور وسعت کا تاج اللہ جل شانہ نے صوبہ گجرات کو مرحمت فرمایا۔ اگرچہ ہندوستان دوسرے اقلیم میں شمار کیا جاتا ہے اور مشتری سے منسوب ہے۔ مگر اوسکا پورا اثر خاک گجرات پر پڑا ہوا ہے۔ چونکہ گجرات کی آب و ہوا نہایت معتدل مانی گئی ہے بعض بعض آبادی جو دریائے شور کے کنارے واقعہ ہے وہاں اکثر تغیرات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ گجرات کے اکثر رہنے والے نہایت خوبصورت اور حسین ہیں۔ خصوصاً ضلع سورٹھہ اور قصبہ پٹرنگا اور امبرٹھہ کے باشندے مرد و عورت سب ہی خوبصورت اور نازک اندام ہیں۔ جن کے دیکھنے سے ناظرین کی بھوک جاتی رہتی ہے اور شائقین کلام بات کرنے پر جان دیتے ہیں۔ کسی فارسی شاعر نے تعریف فرمائی ہے۔ شعر کسی چگویدازیں گلرخاں گجراتی + کہ حسن خوب بایں مہوشاں خداداد است

گجرات کی تمام سرزمین ایک قسم کی ہے۔ ہر قسم کا غلہ پیداوار ہے۔ خصوصاً باجرہ جو کچھی گھوڑوں کی خوراک ہے کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اکثر عوام الناس اسی پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں چانول بہت عمدہ پیدا ہوتا تھا اب کثرت سے نظر آتا ہے۔ بعض محالوں میں خریف اور ربیع دونوں فصلیں باہم پیدا ہوتی ہیں۔ اور بعض جگہ خریف اور کہیں ربیع بہاتی یا کنوئیں کے پانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ گاؤں کی آبادی کے ارد گرد بنظر حفاظت تہور لگایا جاتا ہے عرصہ قلیل میں بمنزلہ دیوار حصار مستحکم ہو جاتا ہے۔ پٹن سے بڑودہ تک تخمیناً ایک سو کوس کی مسافت ہوگی۔ علاوہ آم اور کھیرنی میوہ دار و غیر میوہ دار درخت کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ برخلاف ملک سورٹھہ کہ کہیں نشان تک نظر نہیں آتا۔ اور میووں کی نسبت خربزہ اور ناشپاتی اعلی قسم کا پیداوار ہے۔ اکثر دریاؤں کے کنارے تربوز اور خربزہ وغیرہ میوہ کے درخت لگائے جاتے ہیں۔ سردی اور گرمی میں دو مہینہ تک نہایت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ اوس کے اقسام اقسام کے پھول اور ترکاریاں جنکی تفصیل بیان کرنا طول امل ہے ہر جگہ پیداوار ہیں۔ شہر کی آبادی میں مکانوں کی دیواریں پکی اینٹ سے چنی ہوئی اور گھر کی چھت ساگ کی لکڑی کی اور اسپر نلیوں کی پوشش کیجاتی ہے۔ برخلاف اس کے ضلع سورٹھہ میں اینٹ کی جگہ پتھر لگایا جاتا ہے۔ کچھی گھوڑے تیز رو ایسے کہ ہوا کو دعوۂ ہمسری حاصل نہیں ہوتا۔ قد و قامت میں ایسے سڈول کہ دیکھنے والوں کو سیری نہو۔ چستی اور چالاکی عربی اور عراقی سے بہت زیادہ ہے۔ گجراتی بیل سارے ہندوستان میں منتخب ہیں۔ تیز روی میں گھوڑے پیچھے رہجاتے ہیں۔ سفید رنگ کا بیل نہایت خوبصورت اور خوش وضع۔ دیکھنے والوں کو خواہی نخواہی الفت پیدا ہوتی ہے۔ شکاری چیتے اعلی قسم کے اسی سرزمین میں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہاتھی بڑے بڑے قد آور اور جسیم و لحیم جسد راج پیپلہ اور دودھ میں شکار کئے جاتے ہیں۔ فی الحال پہاڑ کا درہ بند ہونے سے ہاتھیوں کے آنے کا راستہ مسدود ہو گیا۔ سارے ہندوستان کی تلواروں میں سروہی تلوار کو کون نہیں جانتا۔ وہ اسی ملک کی پیداوار ہے۔ بڑو کا تیر مثل کلک کے پیدا ہوتا ہے۔ کسی ملک کا تیر اسکی ہمسری نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مرتب و غیر مرتب ایران وغیرہ بلاد میں بطریق تحفہ بھیجا جاتا ہے۔ نگینہ تسبیح کے دانے۔ پیالہ۔ چھری اور خنجر کے دستے اور پانی کے جام بازو بند وغیرہ اشیاء نادرہ عقیق کے مثل یمن۔ بندر کھمبایت میں بنائی جاتی ہیں۔ علاوہ عقیق یہ تمام چیزیں ہاتھی دانت کی اسی بندر میں درست

کیجاتی ہیں - اکثر سوداگر کھمبایت سے خرید کر کے اطراف بلاد و نبادر میں لیجاتے ہیں - ریشمی کپڑا ہر قسم کا خاص ہندوستان و ایران و عرب اور حبش و روم و فرنگ کی مانند رنگ آمیزی کر کے بنایا جاتا ہے - سمندر کے کنارے والے آبادیوں میں نمک پکایا جاتا ہے - ترکیب یہ ہے کہ جاڑے کی فصل میں کیاریوں میں پانی بھرا جاتا ہے وہ عرصہ قلیل میں منجمد ہو کر نمک تیار ہوتا ہے - خصوصاً بندر کھمبایت وغیرہ میں کسیقدر سخت اور قرب سمندر سے گونہ تلخی پائی جاتی ہے - اور نمک ہندی جسکو سنچل کہتے ہیں موٹر بڑ نام ایک قسم کی گھانس کی آمیزش سے بڑی بڑی چٹانیں ڈھالی جاتی ہیں یہ نمک بذریعہ تجارت ہر ملک میں بھیجا جاتا ہے - اور ایک قسم کا نمک موضع جھجو واڑہ پرگنہ پرم کانم میں جو نمکسار کے نام سے مشہور ہے - اور سمندر سے فاصلہ پر یہ زمین واقعہ ہے - کنوؤں کے پانی سے بدستور بنایا جاتا ہے - بظاہر مصری کی ڈلیاں معلوم ہوتی ہیں - رنگت نہایت سفید شفاف اور نمکینی خوش مزہ اور فائدہ مند ہے یہ نمک بڑے بڑے ملکوں میں بذریعہ تجارت بھیجا جاتا ہے - خصوصاً مالوہ میں اسکا زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے - محصول کی بڑی رقم پرگنہ مذکور میں داخل ہوتی ہے - کاغذ کے کارخانہ موجود ہیں - اگرچہ دولت آبادی کشمیری خوش قلم و خوش تماش ہوتا ہے تاہم سفیدی اور صفائی احمد آباد کی اس سے کہیں زیادہ ہے - کئی قسم کا کاغذ بنایا جاتا ہے - مگر ہر قسم میں ایک عیب نامحسوس پیدا ہوتا ہے جسکا انسداد ممکن نہیں - چونکہ خاک گجرات میں ریت کا حصہ شامل ہونے سے باریک باریک ذرے شریک ہو جاتے ہیں - مہرہ کے وقت وہ ذرے کاغذ سے علیحدہ ہو کر اسیقدر سوراخ نامحسوس پڑ جاتے ہیں - پائداری ایسی ہوتی ہے کہ برسوں تک خراب نہیں ہوتا - یہی کاغذ اطراف ہندوستان و ملک عرب و روم میں بھیجا جاتا ہے - ساگ کی لکڑی بھی اسی ملک میں پیدا ہوتی ہے - جسسے گھر کی چھتیں اور بڑی بڑی عمارتوں کے ستون اور دہنیاں بنائی جاتی ہیں سمندری جہاز بھی اسی لکڑی کا بنتا ہے - سیسم جو مانند آبنوس رنگ و روپ میں برابر ہے - رتھہ - بہیلیاں وغیرہ بنانے میں کارآمد ہوتا ہے - کوہستان ایڈر میں ایک قسم کا پتھر جسکو ہٹائی کہتے ہیں - معدنوں سے نکال کر چونہ پکایا جاتا ہے - جو بڑی بڑی عمارات کی استرکاری کے لئے بکار آمد ہے - اوسپر مہرہ کرنے سے مثل آئینہ کے روشن ہو جاتا ہے - چنانچہ حضرت فردوس آشیانی شاہجہاں بادشاہ کے عہد سلطنت میں شاہجہاں آباد کے قلعہ ارک کی اندرونی عمارت کی استرکاری اسے چونہ کی بنائی گئی تھی - جو ابتک دہلی میں آباد ہے - سوائے اس کے گجرات کی اکثر عمارات عالیہ میں اسی چونہ کی استرکاریاں ہوا کرتی تھیں -

اس ملک میں بزرگان دین کے مقبروں کی بڑی بڑی عمارتیں پتھر کی بنی ہوئی آباد ہیں - اور ہر شہر و دیار میں اونکا ذکر خیر اکثر ہوا کرتا ہے - ویسے ہی اہل ہنود کی پرستش گاہیں جنکو مندر کہتے ہیں - ہر قوم کے لئے جدا جدا آباد ہیں - اونکی مفصل کیفیت بفضلہ معلومات خاتمہ میں انشاء اللہ تحریر ہوگی - گجرات میں اکثر چھوٹے چھوٹے دریا قریب قریب بہہ رہے ہیں - اون میں بعض ایسے ہیں جنکا بڑے دریاؤں میں شمار کیا جاتا ہے - نیک کمائی والے لوگوں نے ہر جگہ تالاب باؤلیاں اور بڑے بڑے کنوئیں پکی عمارت کے رفاہ عام کے لئے تیار کئے ہیں - بعض بعض جگہ کھاری پانی کے کنوئے بھی ہیں - اس ملک کی ہر شے کی پوری پوری کیفیت اور تعریف بیان کیجائے تو ایک کتاب علیحدہ تیار ہو - ہر شہر و دیار کے آنے جانے والوں سے کئی مرتبہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ملک گجرات کے ہر امر میں اور ولایتوں پر افضلیت کی گئی ہے - فی زماننا اگر ملک میں کسی قسم کا ہرج واقعہ نہیں تو انتظام صوبہ داری کے لئے علاوہ جمعیت فوجداران و تعلقداران ناظم صوبہ پانچہزار سوار کی جمعیت سے بخوبی دورہ کر سکتا ہے -

دفعہ اول زمانہ سلاطین گجرات میں ملک کی وسعت اور محاصل کیا تھا۔ اُسکی کیفیت کا بیان کیا جاتا ہے

سلاطین گجرات میں آخری بادشاہ سلطان مظفر کے عہد دولت میں شاہی خالصہ کا ملک کسقدر وسیع تھا۔ اور امراء و وزراء وغیرہ رئیسوں کی جاگیروں میں کسقدر تقسیم کیا گیا تھا۔ وہ تمام کیفیت تحریر کیجاتی ہے۔ سلطان مظفر ۹۷۹ھ ہجری مطابق سمت ۱۶۲۷ بکرماجیتی میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا عہدۂ وزارت اعلیٰ اعتماد خاں گجراتی کو سپرد کیا گیا۔ جب شاہی لشکر کا جائزہ لیا گیا تو دو لاکھ تین ہزار سوار کی موجودگی ثابت ہوئی۔ ملک کی آمدنی پانچ ارب چوراسی کروڑ پچاس لاکھ ٹنکے گجراتی شمار کئے گئے۔ جو ایک روپیہ کے سولہ ٹنکے تھے۔ چنانچہ فی زماننا ایک روپیہ کے چالیس دام معین کئے گئے ہیں۔ اوسوقت کی آمدنی کی رقم کو زمانہ حال کے حساب سے شمار کیجائے تو پانچ کروڑ سینتالیس لاکھ روپیہ تعین ہوتا ہے۔ علاوہ اوس کے بادشاہان دکن کا خراج اور بنادر فرنگ۔ دیو۔ دمن۔ گووا۔ اور بربوب کا محاصل ۲۵ لاکھ ہوں۔ اور ایک کرور ابراہیمی دوبتی ملا کر کل تخمینہ مبلغ ۵ کروڑ ۶۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ ہر سال خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا تھا جسکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے۔

۹۵۵ھ ہجری میں سلطان بہادر گجراتی نے قلعہ چتوڑ فتح کیا۔ اُس کے ہمعصر شاہان دہلی کے بادشاہوں میں حضرت خاقان سلطان نصیر الدین ہمایوں شاہ تخت ہندوستان پر براجمان رہا تھا۔ چتوڑ کا قلعہ فتح کئے بعد اسی ملک کے کسی رئیس کی اشتعال سے ہمایوں شاہ گجرات پر حملہ آور ہوا۔ سلطان بہادر اُس کے خوف سے ہراساں ہو کر فرار ہو گیا۔ اور براہ کشتی دیو بندر میں پہنچا۔ بادشاہ کو تنہا پا کر فرنگیوں نے دغا سے مار لیا۔ اُسی زمانہ سے بندر مذکور فرنگیوں کے قبضہ میں مستقل طور پر ہو گیا۔ یہ تمام کیفیت اُسی بادشاہ کے عہد دولت میں مفصل تحریر ہوگی۔ مگر بات یہ ہوئی کہ اِدھر سلطان بہادر مارا گیا۔ اور اُدھر سلطنت میں تنزل پیدا ہوا۔ شاہان دکن اور بندرگاہوں سے پیشکش کا آنا موقوف ہو گیا۔

اگلے زمانہ میں جب سلاطین گجرات کا اقتدار بڑھتا گیا۔ اطراف و جوانب کے بڑے بڑے شہر اور بندرگاہوں کو تسخیر کر کے قلمرو گجرات میں شامل کر لئے تھے۔ چنانچہ پچیس سرکار گجرات کی تابع تھیں

(۱) سرکار جودھپور (۲) سرکار جالور (۳) سرکار ناگور (۴) سرکار رام نگر (۵) سرکار ڈونگرپور (۶) سرکار بانس بلہ (۷) سرکار سروہی (۸) سرکار کچھ (۹) سرکار سونت (۱۰) سرکار سورٹھہ (۱۱) سرکار نوانگر (۱۲) سرکار احمد آباد (۱۳) سرکار بڑودہ (۱۴) سرکار بھڑوچ (۱۵) سرکار نادوت (۱۶) سرکار چانپانیر (۱۷) سرکار گودھرہ (۱۸) سرکار سورت (۱۹) سرکار دمن (۲۰) سرکار سیئی (۲۱) سرکار بمبئی (۲۲) سرکار نلہر (۲۳) سرکار نندربار (۲۴) سرکار پٹن (۲۵) سرکار ڈنڈا راجپوری

سلطان مظفر وغیرہ کے علاقہ میں تیس ہزار سوار کا لشکر اور بتیس محل کی آمدنی کے نوے کروڑ ٹنکے گجراتی معین تھے۔ اور خالصہ کے متعلق دس ہزار سوار کے ۲۳ کروڑ ٹنکے کا ملک علیحدہ مقرر تھا۔ علاوہ اس کے احمد آباد کا محل سائر وغیرہ کی آمدنی پندرہ لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ تھے۔ تفصیل یہ ہے۔

قصبہ سواد کی پیدائش پچاس لاکھ ٹنکے۔ سائر مانڈوے کے دس کروڑ ٹنکے۔ ٹکسال کی آمدنی تین کروڑ ٹنکے۔

یہ تین باتوں کی تیرہ کروڑ اور پچاس لاکھ ٹنکے آمدنی تھی۔ اب رہا متفرقات اُسکی دو لاکھ روپیہ پیدائش تھی۔

لوازمہ کوتوالی پندرہ ہزار۔ نکاح ثانی وناترہ پچاس ہزار۔ نخاس پینتیس ۳۵ ہزار۔ دریبہ لاکھ پانچہزار۔ دریبہ تارکش دس ہزار۔ دریبہ افیون پانچہزار دریبہ ریشم اٹھارہ ہزار۔ کرایہ بارکشی پانچہزار۔ مرسلی ڈیڑھ ہزار۔ ریاست محتسب پانچہزار۔ دوکانوں کا کرایہ پندرہ ہزار۔ پوروں کے دروازوں کی آمدنی ساٹھ ہے تین ہزار۔ شہر کے دروازوں کی آمدنی ۱۳ ہزار۔ خاص پوروں کی چودہ ہزار۔ کرانہ کی ٹھٹی وغیرہ کے پانچہزار۔ کل دو لاکھ روپیہ

اُمراء و وزراء کے متعلق

اعتماد خاں وزیر اعظم کو دس ہزار سوار کے ۳۰ کروڑ ٹنکے۔ الغ خاں حبشی کو چار ہزار سوار کے گیارہ کروڑ ٹنکے۔ جہو جہار خاں دو ہزار پانچسو سوار کے چھ کروڑ ٹنکے۔ ملک شرق کو ڈھائی ہزار سوار کے چار کروڑ ٹنکے۔ وجیہ الملک و مختار الملک وغیرہ متفرقات کو دو ہزار سوار کے چھ کروڑ ٹنکے۔

کل سوار اکیس ہزار — کل ٹنکے ستاون کروڑ

سلطان وغیرہ کے ملک خاصہ کی تفصیل

پرگنہ پٹلاد۔ ۲۷۶ موضع کی آمدنی بیس لاکھ روپیہ۔ پرگنہ کہمبایت۔ چھ موضع کی آمدنی ساٹھ ہے چار لاکھ روپیہ۔ اوسمیں کہمبایت کی منڈی اور قصبہ ومیر بھری کے چار لاکھ روپیہ۔ اور قصبہ دہوان محمود پور کے پچاس ہزار روپیہ۔

جاگیر جہو جہار خاں حبشی ۔ پرگنہ موندہ کی چوراسی مواضع کی آمدنی پانچ لاکھ روپیہ۔ پرگنہ محمود آباد وغیرہ پچھتر گاؤں کی آمدنی سات لاکھ روپیہ پرگنہ نڑیاد کے چھتیس گاؤں کی آمدنی چار لاکھ روپیہ۔

سلطان کا خاصہ اور جہو جہار خاں کی جاگیر دونوں کی آمدنی چالیس لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ علاوہ اُس کے اٹھارہ بندرگاہوں کے متعلق ۲۳ محال شمار کئے جاتے تھے۔ انہیں سے بندر کہمبایت کا ایک محال وضع ہو کر ۲۲ محال کی آمدنی ۳۴ لاکھ روپیہ کی تھی۔

گجرات کے متعلق پانچ بندر کی آمدنی بیس لاکھ روپیہ۔ بھڑوچ۔ سورت۔ گھوگہ۔ گندھار۔ رانیرہ۔ سرکار سورٹھ کے متعلق بارہ بندرگاہوں کی آمدنی ۱۴ لاکھ روپیہ بندر راونہ دو محال۔ پوربندر ایک محال۔ لوی بندر ایک محال۔ بندر مہوہ ایک محال۔ بندر پٹن دیو ایک محال۔ بندر منگلور ایک محال۔ بندر ملاچہ چار محال بندر ناکبیر ایک محال بندر گوری نار ایک محال بندر ڈونگر ایک محال بندر سکھاپور ایک محال بندر چیکلی ایک محال

امرا کی جاگیرون کی تفصیل

اختیار الملک ۔ یہ امیر بڑا عالیشان صاحب کروفر تھا۔ دس ہزار سوار کی جمعیت سے ہمیشہ ملازمت میں حاضر رہتا۔

۱۔ پرگنہ اندنگر کے ۴۴ مواضع کی آمدنی چار لاکھ روپیہ۔ (۲) پرگنہ پرانتی کے ۸۰ مواضع کی آمدنی پانچ لاکھ روپیہ۔ (۳) پرگنہ جہالا بارہ کے ۱۹ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ روپیہ (۴) پرگنہ ہرسوکے ۸۴ گاؤں کی آمدنی تین لاکھ روپیہ (۵) پرگنہ موراسہ کے ۱۶۲ گاؤں کی آمدنی ۸ لاکھ روپیہ (۶) پرگنہ مہکر بیج کے ۲۴۵ گاؤں میں سے ایکسو گاؤں انعام دئے گئے تھے۔ پچاس راجہ ایڈر کو اور پچاس راجہ ڈونگرپور والہ کو باقی ۱۴۵ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ روپیہ (۷) پرگنہ پیلود کے ۳۱ گاؤں کی آمدنی تین لاکھ روپیہ۔

(۸) پرگنہ کتھنال و معمور آباد کے ۴۴ گاؤں کی آمدنی چار لاکھ روپیہ (۹) پرگنہ بیرپور کے ۹۵ موضع کی آمدنی چار لاکھ روپیہ (۱۰) پرگنہ بھیل کے ۱۳۸ گاؤں کی آمدنی دس لاکھ روپیہ یہ جملہ دس پرگنے کے گیارہ محال کی آمدنی بحساب صدر ۴۵ لاکھ روپیہ ہوتا تھا۔ مگر جاگیرداروں کو ۳۰ لاکھ روپیہ میں دئے گئے تھے۔ جاگیرداروں نے پرگنوں کو آباد کرکے قریب ساٹھ لاکھ روپیہ کی آمدنی بڑھا دی تھی۔

جاگیر سید میران ولد سید حامد پسر سید مبارک خاں - یہ سید زادے چار ہزار سواروں کے افسر تھے۔ ہمیشہ سرکاری ملازمت میں حاضر رہتے تھے اونکی جاگیر میں پرگنہ دہولقہ ایک محل دیا گیا تھا۔ جس کے متعلق ۳۱۵ گاؤں کی آمدنی سولہ کروڑ ٹکے تھے۔

شیر خان فولادی - سات ہزار سوار کا افسر تھا۔ **حسن جمال** - پانچ ہزار سوار کا سردار۔ **دہوکر خاں شیروانی** - پانچ ہزار سوار کا افسر۔ **شہزادہ کی تنخواہ** پانچ ہزار سوار کے معین تھی۔ **فرقہ راجپوت** - تین ہزار سوار کے ساتھ ملازمت میں حاضر رہتا تھا۔ یہ سرداروں کی تنخواہ میں حسب تفصیل ذیل جاگیر اُنکے گئے تھے۔

پٹن کے قصبہ سواد کی پیدائش مع سائر اور لوازمہ کوتوالی کی آمدنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی۔

حویلی پٹن کے متعلق ۴۱۹ گاؤں کی آمدنی ۲۳ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ کی تھی۔ **پرگنہ بڑنگر** مع ۱۳ پوروں کے ۸۵ ہزار روپیہ **پرگنہ پسلنگر** ایک قصبہ کی آمدنی ۴۵ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ بیجاپور** کے متعلق ۹۸ گاؤں کی آمدنی ۹ لاکھ اور ستر ہزار روپیہ **پرگنہ کہرالو** کے ۱۱۰ گاؤں کی آمدنی ۵ لاکھ اور ۸۰ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ ولینہ** کے متعلق ۲۳ گاؤں کی آمدنی دو لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ **پرگنہ پالن پور** کے ۱۸۰ گاؤں کی آمدنی ۵ لاکھ اور ۲۵ ہزار روپیہ۔ **پرگنہ جہالاواڑ** کے ۴۰۰ گاؤں کی آمدنی ۲۶ لاکھ روپیہ **پرگنہ کڑی** کے ۲۹۹ گاؤں کی آمدنی ۲۸ لاکھ روپیہ۔ **پرگنہ ڈلیسہ** کے ۲۳ گاؤں کی آمدنی ۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ

کل ایک کروڑ تین لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ

کل پرگنہ دس۔ کل قریات ایکہزار سو دس گاؤں کی کل آمدنی ایک کروڑ تین لاکھ ۸۵ ہزار پٹن وغیرہ میں ٹکے کا رواج بہ نسبت گجرات بہت کم تھا۔ جہالاواڑ۔ کڑی وغیرہ میں مثل احمد آباد کے مروج تھا۔ اس سبب سے جمع سرکار ایک ارب اور سولہ کروڑ ٹکے معین تھے۔ جس کے ایک کروڑ اور سو لاکھ روپیہ ہوتے تھے **چنگیز خاں و رستم خاں پسران عماد الملک** یہ دونوں بھائی ۲۵ ہزار سوار کے سردار تھے۔ اور پانچ تھانہ کی نگہبانی سپرد کی گئی تھی۔ ہر تھانہ میں پانچ پانچ ہزار سوار تعین کئے گئے تھے۔ اور جاگیر میں ۶۹ محال کی آمدنی ۲ کروڑ ۲۵ ہزار محمودی چنگیز خانی تھے۔ جو بحساب مروجہ ٹکہ احمد آباد ایک ارب ۶۲ کروڑ ۵۰ ہزار ٹکے ہوتے تھے۔ اور ٹکے ایک روپیہ کے شمار کئے جاتے تھے۔ اس حساب سے ایک کروڑ ۶۲ لاکھ پانچسو روپیہ کا مالک جاگیر میں سپرد تھا۔ اسکی تفصیل حسب ذیل مندرج ہے۔

سرکار سورت - علاوہ آمدنی بندر مع منڈی و محصول زمین قصبہ سواد۔ فقط پرگنہ سورت کے متعلق ۳۱ محل کے ماتحت ۹۹۶ مواضع کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی۔

سرکار بڑودہ - مع منڈی اور قصبہ سواد کی زمین کا محصول پانچ لاکھ چنگیزی۔ اسمیں پرگنہ داخل نہیں ہیں۔

پرگنہ حویلی بڑودہ کے ۲۰۸ گاؤں کی آمدنی ۳۸ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ بھوئی** کے ۴۴ گاؤں کی آمدنی ۸ لاکھ چنگیزی۔

پرگنہ ستور کے ۴۶ گاؤں کی جمع پانچ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ بہادرپور** کے ۲۷ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی۔ **پرگنہ سونکھڑہ** کے ۸۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی

کل چھ محل کے ۴۰۷ موضع کی جمع ساٹھ لاکھ چنگیزی۔

سرکار ڈاووت کے متعلق ۱۲ محال کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی۔ **سرکار بھڑوچ** - پرگنہ حویلی کے علاوہ آمدنی بندر ۱۶۱ موضع کی ۳۰ لاکھ چنگیزی

LIBRARY M. A. O. COLLEGE ALIGARH

پرگنہ ہانسوت کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی - پرگنہ وجیج بارہ - بارہ گاؤں کی آمدنی ایک لاکھ پچاس ہزار چنگیزی
پرگنہ کولیارہ کے بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اوریار کے ۱۳۶ گاؤں کی جمع ۱۲ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ مہرمندی کے ایک موضع کی جمع پچاس ہزار چنگیزی - پرگنہ کلہ کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ جموسر کے ۵۶ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اکلیسر کے ۵۵ گاؤں کی جمع ۶ لاکھ چنگیزی
پرگنہ آتلیسر کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ توکیسر کے بارہ گاؤں کی جمع ایک لاکھ چنگیزی
پرگنہ آمود و مقبول آباد کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -

کل بارہ محال - ۴۸۹ موضع - ۷۵ لاکھ چنگیزی

سرکار چانپانیر - حویلی چانپانیر - ستائیس موضع - پرگنہ سانولی ۵۴ موضع پرگنہ دھوڑ ایک سو موضع - پرگنہ ہالول ۳۴ موضع -
پرگنہ تیموربار ۱۰۶ موضع - پرگنہ لالود ۲۵ موضع - پرگنہ جہالود ۱۰ موضع - کل ۷ پرگنہ کے متعلق ۴۴۳ گاؤں کی جمع ۱۵ لاکھ چنگیزی
ناصر الملک - یہ سردار بارہ ہزار سوار کا افسر تھا - جاگیر میں یہ پرگنے دئے گئے تھے - پرگنہ نذربار کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سلطان پور پندرہ لاکھ چنگیزی - پرگنہ حاسہ جانزا - دس لاکھ چنگیزی - کل تین پرگنوں کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی -
اس زمانہ میں محمودی چنگیز خانی جسکا مخفف چنگیزی ہوگیا - ایک سکہ مروج تھا - جو ایک روپیہ کی دو چنگیزی شمار کیجاتی تھیں -
زمیندار ملک بکلانہ مسمی بہرجی - تین ہزار سوار کی جمعیت سے سرکاری ملازمت بجالاتا تھا - اور قلعہ مولیر و سالیر اس کے قبضہ میں سپرد کر رکھی تھی
کامل الملک یہ سردار کو سرکار گودرہ بعوض جاگیر دیا گیا تھا - اس کے سواروں کی جمعیت کا پتہ نہ لگا - مگر گودرہ کے متعلق بارہ محل تھے - از انجملہ
دو محل زمینداروں کے نام وضع کئے گئے تھے - ایک زمیندار سونت مسمی جہریس کو اور دوسرا اونجا والے کو لی جہتراں کو - دونوں محالوں کی جمع بعوض
نوکری سات کی گئی تھی - باقی دس محال کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی کامل الملک وصول کرتا تھا -
پرگنہ حویلی گودرہ ۱۷۲ گاؤں کی جمع ۲۰ لاکھ چنگیزی - پرگنہ سہرا - ۲۴ گاؤں کی جمع ۵ لاکھ چنگیزی - پرگنہ میوال ۴۲ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سمدہ - عرف ناصر آباد ۴۲ گاؤں کی جمع آٹھ لاکھ چنگیزی - پرگنہ دودہ ۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی پرگنہ لوہانہ ۴۴ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی
پرگنہ دھامود بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ انباباد ۴۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ جہالود ۸۴ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ مورودہ ۲۴ گاؤں کی جمع دس لاکھ -
یہ دس پرگنے کے ۵۰۲ گاؤں کی جمع ۶۳ لاکھ چنگیزی حسب تفصیل بالا ثابت ہوتی تھی - اگرچہ صدر میں اصل کتاب سے کل جمع پچاس لاکھ چنگیزی تحریر کی گئی
ہے - شاید غلطی کاتب سے میزان نہ دیا ہوگا -
غزنوی خاں یہ سردار ملک خانجی جالوری کا بیٹا تھا - سات ہزار سوار کی جمعیت سے بادشاہی نوکری میں حاضر رہتا تھا - اور بعوض تنخواہ دس کروڑ کے
جسکی دس لاکھ روپیہ شمار کئے جاتے ہیں - حسب تفصیل ذیل جاگیر دی گئی تھی -
سرکار جالور کے متعلق گیارہ محل کے چھ سو گاؤں کی جمع اور آمدنی ٹکسال اور محال سائر کی پیدائش یہ سب ملا کر ۳ لاکھ ستر روپیہ شمار کئے جاتے تھے -
جودھپور علاقہ کا تلپد سلطان کے خالصہ ملک میں شریک تھا - اب رہا بانٹہ وہ زمینداروں کے متعلق رکھا گیا تھا - بانٹہ کی آمدنی کا چوتھا حصہ جسکے
۲ لاکھ ۷۵ روپیہ غزنوی خاں کو دیا کرتے اور تین ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کے ماتحت سرکاری ملازمت میں مصروف رہتے تھے -

سرکار ناگور۔ شہر ناگور چند سال سے ویران ہوگیا تھا۔ بالتماس ملک شاہجی افغان قلعہ از سر نو تعمیر ہوگیا۔ تمام پرگنوں کی دیہات کی نصف زمین راجپوتوں کو بصیغۂ وطن داری دیگئی تھی۔ تمام وطن دار دو ہزار جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ باقی نصف زمین کی پیداوار دو لاکھ پچپن ہزار روپیہ غزنوی خاں وصول کرلیتا تھا۔

میرٹھہ تعلقہ سرکار ناگور کے متعلق تھا۔ نصف پرگنہ زمینداروں کو دیا گیا تھا۔ چونکہ تمام دیہات سے چہارم حصہ زمیندار لیا کرتے تھے۔ اور دو ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب والی احمد آباد کو کوئی مہم درپیش ہوئی۔ تو یہ زمیندار علاوہ جمعیت موجودہ تین ہزار سوار جدید کے ساتھ شریک مہم ہوتے تھے۔ علاقہ میرٹھہ سے دو لاکھ روپیہ غزنوی خاں کو ملتا تھا۔ اس تقدیر سے دس لاکھ روپیہ پورا نہیں ہوتا۔ شاید غلطی کاتب سے کسی تعلقہ کی کمی لکھی گئی ہوگی۔ چونکہ ۹ لاکھ ۵۵ ہزار ۱۴۵ روپیہ ہوتا ہے۔ ۴۴ ہزار ۸۵۵ روپیہ کی کمی معلوم ہوتی ہے۔

راج سنگھ زمیندار راج پیپلیہ تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادوں کی جمعیت سے والی احمد آباد کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ اور پیشکش معاف تھا۔

فتح خاں رستم خاں قوم کے بلوچ تھے ان کے تابع میں چودہ ہزار سوار سرکاری نوکری کرتے تھے۔ جاگیر اس تفصیل سے دیگئی تھی

پرگنہ راوہن پور معہ منڈی سائر کی جمع پندرہ لاکھ محمودی۔ پرگنہ سمی۔ ۵ لاکھ محمودی۔
پرگنہ موتیچور۔ آٹھ لاکھ محمودی پرگنہ کاکرتج۔ سات لاکھ محمودی۔
پرگنہ تیمروا اڑہ۔ آٹھ لاکھ محمودی۔ پرگنہ موروارہ۔ چار لاکھ محمودی۔
پرگنہ ساتھلپور۔ تین لاکھ محمودی۔ پرگنہ نہراوہ معہ منڈی وغیرہ پندرہ لاکھ محمودی
پرگنہ مورلی۔ دس لاکھ محمودی

کل نو پرگنے کی پچھتر لاکھ محمودی جسکی تیس لاکھ روپیہ کی جمع پیداوار تھی۔

علاوہ سرداران مذکور الصدر اکثر زمیندار راجپوت شاہی ملازمت میں سرگرم رہتے تھے۔ پیشکش بعوض ملازمت معاف کردیا گیا تھا۔

پونجا راٹھور۔ زمیندار ایڈر بجمعیت دو ہزار سوار راما سہسمل زمیندار ڈونگرپور۔ ایکہزار سوار
واگھیلہ جالا۔ گراسیہ جہالاواڑ ایکہزار سوار جام جسا۔ سورٹھہ کے چار سو گراسیے اسکے مطیع فرماں تھے ہزار سوار

بہارا کھنیکار۔ بجھ کا زمیندار ایکہزار چار سو ۴۹ گاؤں کا مالک تھا۔ پانچہزار سوار کی جمعیت سے حاضر رہتا۔

امین خاں فتح خاں تاتار خاں غوری یہ سرداروں کو علاقہ جوناگڑھ جاگیر دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق ۸۰ محل بکا ہزار گاؤں تھے۔ ازاں جملہ ۱۷ محل بندرگاہوں کے جو علیحدہ تحریر میں درج کرکے باقی ستر محال کی جمع ایک کروڑ روپیہ تھا۔ سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ تک ملک میں کبھی بدانتظامی نہ واقع ہوئی تھی۔ بندرگاہوں سے پیشکش کی یہ بڑی رقم ایک کروڑ ابراہیمی اور ۷۵ لاکھ ہون ہر سال وصول ہوکر داخل خزانہ ہوتا تھا۔

قلمرو گجرات میں کل بندرگاہوں کی چوراسی محال شمار کئے جاتے تھے۔ ازاں جملہ سورٹھہ اور گجرات کے متعلق ۳۰ محال علیحدہ تحریر کئے گئے۔ اور باقی ۱۰ محل کا پیشکش حسب تفصیل ذیل ایک کروڑ ابراہیمی داخل جمع تھے۔

سورٹھہ کے متعلق چار بندر تھے۔ جمع دو لاکھ ابراہیمی۔ بندر دیو۔ بندر بیہم۔ بندر باوا پور۔ بندر کاج مین
بندر دیو دوسرے قصبوں کے ساتھ ملک ایاز و ملک طوغاں کے قبضہ میں تھا۔

سرکار سورت کے متعلق بندر دمن معہ سات سو موضع کی جمع ۴۳ لاکھ ابراہیمی۔

پرگنہ ہانسوت کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی - پرگنہ وہیج بارہ - بارہ گاؤں کی آمدنی ایک لاکھ پچاس ہزار چنگیزی
پرگنہ کولیارہ کے بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اوریار کے ۱۳۶ گاؤں کی جمع ۱۲ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ مہرمنڈی کے ایک موضع کی جمع پچاس ہزار چنگیزی - پرگنہ کلہ کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ جموسر کے ۵۶ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی - پرگنہ اکلیسر کے ۵۵ گاؤں کی جمع ۶ لاکھ چنگیزی
پرگنہ آلیسر کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ توکیسر کے بارہ گاؤں کی جمع ایک لاکھ چنگیزی
پرگنہ آمود و مقبول آباد کے ۳۶ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -

کل بارہ محال - ۴۸۹ موضع - ۷۵ لاکھ چنگیزی

سرکار چانپانیر - حویلی چانپانیر ستائیس موضع - پرگنہ سانولی ۵۴ موضع پرگنہ دہوڈ ایک سو موضع - پرگنہ ہالول - ۳۴ موضع -
پرگنہ تیموربابسنہ ۱۰۶ موضع - پرگنہ لالودہ ۲۵ موضع - پرگنہ جہالود ۱۰ موضع - کل ۷ پرگنہ کے متعلق ۴۴۳ گاؤں کی جمع ۱۵ لاکھ چنگیزی
ناصر الملک - یہ سردار بارہ ہزار سوار کا افسر تھا - جاگیر میں یہ پرگنے دئے گئے تھے - پرگنہ نذریار کی جمع ۲۵ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سلطان پور پندرہ لاکھ چنگیزی - پرگنہ حسابہ جانزا - دس لاکھ چنگیزی - کل تین پرگنوں کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی -
اس زمانہ میں محمودی چنگیز خانی جسکا مخفف چنگیزی ہوگیا - ایک سکہ مروج تھا - جو ایک روپیہ کی دو چنگیزی شمار کیجاتی تھیں -
زمیندار ملک بکلانہ مسمی ہیرجی - تین ہزار سوار کی جمعیت سے سرکاری ملازمت بجالاتا تھا - اور قلعہ مولیر و سالیر اس کے قبضہ میں سپرد کر رکھی تھی
کامل الملک یہ سردار کو سرکار گودرہ بعوض جاگیر دیا گیا تھا - اس کے سواروں کی جمعیت کا پتہ نہ لگا - مگر گودرہ کے متعلق بارہ محل تھے - ازانجملہ
دو محل زمینداروں کے نام وضع کئے گئے تھے - ایک زمیندار سونت مسمی جہریس کو اور دوسرا اونجا والے کولی چھترال کو - دونوں محالوں کی جمع بعوض
نوکری سات کی گئی تھی - باقی دس محال کی جمع ۵۰ لاکھ چنگیزی کامل الملک وصول کرتا تھا -
پرگنہ حویلی گودرہ ۱۷۲ گاؤں کی جمع ۲۰ لاکھ چنگیزی - پرگنہ سہرا - ۲۴ گاؤں کی جمع ۵ لاکھ چنگیزی - پرگنہ میوال ۴۲ گاؤں کی جمع ۴ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ سمدہ - عرف ناصر آباد ۴۲ گاؤں کی جمع آٹھ لاکھ چنگیزی - پرگنہ دودہ ۳۶ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی پرگنہ لوہانہ ۲۴ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی
پرگنہ دہامود بارہ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ انباباد ۴۲ گاؤں کی جمع ۲ لاکھ چنگیزی - پرگنہ جہالود ۸۴ گاؤں کی جمع ۸ لاکھ چنگیزی -
پرگنہ مورودہ ۲۴ گاؤں کی جمع دس لاکھ -
یہ دس پرگنے کے ۵۰۲ گاؤں کی جمع ۶۳ لاکھ چنگیزی حسب تفصیل بالا ثابت ہوتی تھی - اگرچہ صدر میں اصل کتاب سے کل جمع پچاس لاکھ چنگیزی تحریر کی گئی ہے - شاید غلطی کاتب سے میزان نہ دیا ہوگا -
غزنوی خاں یہ سردار ملک خانجی جالوری کا بیٹا تھا - سات ہزار سوار کی جمعیت سے بادشاہی نوکری میں حاضر رہتا تھا - اور بعوض تنخواہ دس کروڑ کے
جسکی دس لاکھ روپیہ شمار کئے جاتے ہیں - حسب تفصیل ذیل جاگیر دی گئی تھی -
سرکار جالور کے متعلق گیارہ محل کے چھ سو گاؤں کی جمع اور آمدنی ٹکسال اور محال سائر کی پیدائش یہ سب ملا کر ۳ لاکھ ستر روپیہ شمار کئے جاتے تھے -
جودھپور علاقہ کا تلپد سلطان کے خالصہ ملک میں شریک تھا - اب رہا بانٹہ وہ زمینداروں کے متعلق رکھا گیا تھا - بانٹہ کی آمدنی کا چوتھا حصہ جسکے
۲ لاکھ ۷۵ روپیہ غزنوی خاں کو دیا کرتے اور تین ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کے ماتحت سرکاری ملازمت میں مصروف رہتے تھے -

۲ ۔ ۔ ۔

سرکار ناگور۔ شہر ناگور چند سال سے ویران ہو گیا تھا۔ بالتماس ملک خانجی افغان قلعہ از سر نو تعمیر ہو گیا۔ تمام پرگنوں کی دیہات کی نصف زمین راجپوتوں کو بصیغۂ وطن داری دیگئی تھی۔ تمام وطن دار دو ہزار جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ باقی نصف زمین کی پیدائش دو لاکھ پچپن ہزار روپیہ غزنوی خاں وصول کر لیتا تھا۔

میرٹھہ تعلقہ سرکار ناگور کے متعلق تھا۔ نصف پرگنہ زمینداروں کو دیا گیا تھا۔ چونکہ تمام دیہات سے چہارم حصہ زمیندار لیا کرتے تھے۔ اور دو ہزار کی جمعیت سے غزنوی خاں کی ملازمت میں حاضر رہتے تھے۔ جب والی احمد آباد کو کوئی مہم درپیش ہوئی۔ تو یہ زمیندار علاوہ جمعیت موجودہ تین ہزار سوار جدید کے ساتھ شریک مہم ہوتے تھے۔ علاقہ میرٹھہ سے دو لاکھ روپیہ غزنوی خاں کو ملتا تھا۔ اس تفصیل سے دس لاکھ روپیہ پورا نہیں ہوتا۔ شاید غلطی کاتب سے کسی تعلقہ کی کمی لکھی گئی ہوگی۔ چونکہ ۹ لاکھ ۵۵ ہزار ۱۴۵ روپیہ ہوتا ہے۔ ۴۴ ہزار ۸۵۵ روپیہ کی کمی معلوم ہوتی ہے۔

راج سنگھ زمیندار راج پیپلیہ تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادوں کی جمعیت سے والی احمد آباد کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ دو پیشکش معاف تھا۔

فتح خاں و رستم خاں قوم کے بلوچ تھے ان کے تابع میں چودہ ہزار سوار سرکاری نوکری کرتے تھے۔ جاگیر اس تفصیل سے دیگئی تھی

پرگنہ رادھن پور مع منڈی سائر کی جمع پندرہ لاکھ محمودی۔ پرگنہ سمی۔ ۵ لاکھ محمودی۔
پرگنہ موہنپور۔ آٹھ لاکھ محمودی پرگنہ کاکرتج۔ سات لاکھ محمودی۔
پرگنہ تیرواڑہ۔ آٹھ لاکھ محمودی۔ پرگنہ مورواڑہ۔ چار لاکھ محمودی۔
پرگنہ ساتھلپور۔ تین لاکھ محمودی۔ پرگنہ تھراد مع منڈی وغیرہ پندرہ لاکھ محمودی
پرگنہ مورلی۔ دس لاکھ محمودی

کل نو پرگنے کی پچپن لاکھ محمودی جسکی تیس لاکھ روپیہ کی جمع پیداوار تھی۔

علاوہ سرداران مذکور الصدر اکثر زمیندار راجپوت شاہی ملازمت میں سرگرم رہتے تھے۔ پیشکش بعوض ملازمت معاف کر دیا گیا تھا۔

پونجا راٹھور۔ زمیندار ایڈر بجمعیت دو ہزار سوار رانا سہسمل زمیندار ڈونگرپور۔ ایکہزار سوار
وا گھیلہ جالا۔ گراسیہ جالا داڑا ایکہزار سوار چیام جسا۔ سورٹھ کے چار سو گراسیے اسکے مطیع فرماں تھے ہزار سوار

بہارا کھنیکار۔ بجہ کا زمیندار ایکہزار چار سو ۴۹ گاؤں کا مالک تھا۔ پانچہزار سوار کی جمعیت سے حاضر رہتا تھا۔

امین خاں و فتح خاں و تاتار خاں غوری سرداروں کو علاقہ جوناگڑھ جاگیر دیا گیا تھا۔ اس کے متعلق ۸۷ محل کے ۷ ہزار گاؤں تھے۔ ازاں جملہ ۱۷ محل بندرگاہوں کے جو علیحدہ تحریر میں درج کر کے باقی ستر محال کی جمع ایک کروڑ روپیہ تھا۔ سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ تک ملک میں کبھی بدانتظامی نہ واقع ہوئی تھی۔ بندرگاہوں سے پیشکش کی یہ بڑی رقم ایک کروڑ ابراہیمی اور ۷۵ لاکھ ہون ہر سال وصول ہو کر داخل خزانہ ہوتا تھا۔

قلمرو گجرات میں کل بندرگاہوں کی چوراسی محال شمار کئے جاتے تھے۔ ازاں جملہ سورٹھ اور گجرات کے متعلق ۷۳ محال علیحدہ تحریر کئے گئے۔ اور باقی ۱۱ محل کا پیشکش حسب تفصیل ذیل ایک کروڑ ابراہیمی داخل جمع تھے۔

سورٹھ کے متعلق چار بندر تھے۔ جمع دو لاکھ ابراہیمی۔ بندر دیو۔ بندر بیہم۔ بندر باڈاپور۔ بندر کاج مین
بندر دیو دوسرے قصبوں کے ساتھ ملک ایاز و ملک طوغاں کے قبضہ میں تھا۔

سرکار سورت کے متعلق بندر دمن مع سات سو موضع کی جمع ۴۴ لاکھ ابراہیمی۔

یہ پانچ بندرگاہوں کی جمع ۴۵ لاکھ ابراہیمی معین تھے۔

بابت بندر و متعلقہ فرنگ ۳۰ محل کی ۲۰ لاکھ ابراہیمی پیشکش معین تھا۔

بندر چیول - بندر دابھول - بندر بلاول - بندر سیئی - بندر ڈونڈا - بندر مال دیلی - بندر اگاسی - بندر راپ - بندر کلیان - بندر بھیری - بندر ڈنڈا - بندر چوری - بندر لیوا - بندر بیسی - بندر کھاکوٹ - بندر کاہن - بندر داسن - بندر کوجن - بندر بدرت کالنبی - بندر ملبار - بندر ملبار - بندر مال دیو - بندر دھورا - بندر بندست - بندر نوانگر

سوب کے متعلق بندرگاہوں کی ۲۷ محال کا پیشکش پانچ لاکھ ابراہیمی معین تھا۔

مسقط - بکراٹہ - لوہی - بصرہ - لاہری - ہرمو - ساوہ - نیکو - دہناسری - ملک - کینہ - ملتہ - سوال - ہودروا - پونا - مدرجی - بیدر - سرپہائی - بندر دالس - بیدر چیں - لاوہ - بیدرت - کلسان - دار - راکل - جاوہ -

علاوہ ان کے چار بندر انگریزوں کے اور دو ولندیزوں کے کل چھ بندر کا دس لاکھ ابراہیمی پیشکش معین تھا۔

شاہ دکن - نظام شاہ بحری - عادل شاہ بیجاپوری - ہاشم براری و ایلچ پوری - قطب شاہ گلکنڈی - راجہ علیخان برہان پوری - یہ پانچوں بادشاہ ہر سال ۲۵ لاکھ ہون پیشکش بھیجا کرتے تھے۔ ؎

ہرچند بدہ جاہ و جلال و ملک و مال و کثرت افواج و نقد و خزائن وغیرہ اکثر باتوں سے لوگوں کو تعجب ہوتا ہے۔ مگر تاریخ مرات سکندری ملاحظہ کرنے سے ساری باتیں سلاطین گجرات کی دریافت ہو جانیکی تمثیلاً سلطان محمود بیگڑہ کا غلام ایاز نام کی لیاقت و حوصلہ مہم رانا میں لکھا گیا ہے۔ اس کے دیکھنے سے تمام شکوک رفع ہو سکتے ہیں۔ اکثر وہیں سلاطین و امرا کی تعمیر کی ہوئی مسجدیں اور تالاب۔ باؤلیاں اور اکثر قلعے اور قلعوں میں بڑی بڑی عمارتیں عالیشان تمام سنگ خارا کی بنی ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ ملک کوہستان سے بہت دور واقع ہوا۔ تاہم پتھر لانے میں کیا صرف ہوا ہوگا۔ اسکا اندازہ ذرا مشکل سے ملیگا۔ علاوہ اوسکے سخاوت کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہو سکتا۔

ملک گجرات کی تفصیل میں جو سرکاری اور زمینداروں کا پیشکش وغیرہ تحریر کیا گیا۔ بذریعہ موجد سررشتہ دار نظامت کے دفتر سے اخذ کیا گیا۔ سررشتہ داری کا عہدہ اس کے خاندان میں قدیم سے چلا آتا تھا۔ اور اس نسخے کے علاوہ اور کہیں سے ایسا مشرح و مفصل داخلہ نہ ملسکا۔ بندرگاہوں وغیرہ کے نام میں کہیں کہیں شبہ واقع ہوا۔

کہتے ہیں کہ سلطان سکندر بن بہلول لودہی بادشاہ دہلی کا یہ مقولہ تھا کہ سلطنت دہلی کا دارمدار تجوار اور باجرہ پر ہے اور بنیاد سلطنت گجرات مرجان اور موتیوں پر رکھی گئی ہے۔ چونکہ علاوہ ملک محض چوراسی بندرگاہوں کا مالک و مختار سمجھا جاتا ہے۔ آجکل خدا نے جیسی ان سلاطین کو دولت دی۔ کسی ولایت میں نہیں پائی جاتی۔

نوٹ

؎ بندرگاہوں کی آمدنی ایک کروڑ ابراہیمی صحیح معلوم ہوتی ہے اور تفصیل سے اسی لاکھ ابراہیمی تک پہنچتی ہے جب بندرگاہوں کی آمدنی کا ۲۰ لاکھ ابراہیمی غلط واقع ہوا ہے۔ بندرگاہوں کی آمدنی کا ۲۰ لاکھ ابراہیمی غلط واقع ہوا ہے۔ ونگ و دیو کی بندرگاہوں کی آمدنی کا ۲۰ لاکھ ابراہیمی غلط واقع ہوا ہے۔ قیاس اسی بات کو ثابت کر رہا ہے۔

۱۲

۸ تو خدا کا شکر ہے کہ کتاب کی غلطی واقع ہو چکی ہے۔ ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۲۰ کا نوٹ

دفعہ دوہزار سنوات ماضیہ میں صوبہ گجرات کا کسقدر عرض و طول تھا و چاروں سمت کس ملک کی حدود متعلق تھی اور کتنی سرکار اور حاصل ملک کیا تھا

یہ تمام کیفیت تحریر ہے

صوبہ گجرات کا عرض و طول

طول دو سو لوسے کوس شمار کیا گیا ہے - جانب مشرق - شہر سے بانس بلہ تک جو مالوہ سے ملا ہے - جانب مغرب - احمد آباد سے دوارکا تک جو جگت تک جو دریائے شور سے ملحق ہے - ۱۷۰ کوس

عرض تین سو کوس کا ہے - جانب شمال احمد آباد سے بڑگاؤں تک جو صوبہ اجمیر اور سرکار جالور سے ملا ہوا ہے ایکسو دس کوس - جنوبی سمت کے دو حصے کئے گئے ہیں ایک احمد آباد سے سورت تک ایکسو دس کوس اور دوسرا سورت سے پشتہ خانا پور تک جو خاندیس اور بکلانہ سے ملا ہوا ہے - اسی کوس

ملک گجرات اکبر بادشاہ نے جب تسخیر کیا پچیس سرکاریں شمار کیجاتی تھیں - ازاں جملہ سلاطین گجرات نے تو سرکار غیر صوبوں کے تسخیر کرکے گجرات میں شامل کردی تھیں - سنہ ۹۸۰ ہجری زمانہ صوبہ داری شہاب الدین احمد خاں میں بادشاہی حکم سے وہی سرکاریں اصلی صوبوں میں ملا دی گئیں - چنانچہ سرکار جودھپور سرکار جالور سرکار ناگور - یہ تین سرکار داخل صوبہ اجمیر - اور سرکار ملہیر سرکار نندر آباد داخل صوبہ خاندیس اور سرکار دمن سرکار بمبئی یہ تین سرکاریں شامل تل کوکن کردی گئیں - چونکہ متعلق کلاہ پوشان فرنگ تھیں - اب رہی سرکار ڈنڈا راجپوری اسکی نسبت اکثر لوگ ایسا بیان کرتے تھے - کہ سلطان بہادر گجراتی نے محافظ کھڑکی دولت آباد سمی ملک عنبر کی لڑکی کے جہیز میں دیگئی تھی - وہ بدستور ملک عنبر کے متعلق رہی -

اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں تمام صوبہ گجرات کی اونیس سرکاریں معین ہوکر دو حصے کئے گئے - ایک حصہ دس سرکار خراج گذار کا سورت کے متعلق ہوکر متصدی کے سپرد کیا گیا - اور دوسرا حصہ احمد آباد کے دفتر دیوانی میں رقم ہوکر دیوان صوبہ کے سپرد ہوا - یہ نو سرکار کی تفصیل حسب ذیل لکھی جاتی ہے -

سرکار احمد آباد ۳۰ محال - سرکار پٹن - سرکار بڑودہ - سرکار بھڑوچ - سرکار ناروت - سرکار چانپانیر - سرکار گودرہ - سرکار سورٹھ - سرکار اسلام نگر نیا نگر

۱۷ محال ۴ محال ۱۴ محال ۱۲ محال ۱۳ محال ۱۱ محال ۶۳ محال ۱۷ محال

عالمگیر کے زمانہ میں سرکار اسلام نگر جام زمیندار نے تسخیر کرلی - جو اب تک اسی کے قبضہ میں چلی آتی ہے - یہ اونیس سرکاروں کی تفصیل میں ایک سو چوراسی محال تھے - ان میں بڑے بڑے شہر اور قصبے اور پندرہ بندرگاہیں بھی شمار کی گئی تھیں - ساٹھ محالوں کی ماتحت دس ہزار چار سو بیس ٹھیٹھ و نیم موضع اور دو پورے آباد تھے اسی تو سرکار کے جس کے علاوہ تمام ملک زمینداروں کے تصرف میں چلا آتا تھا - اوسکا ایک حبہ دفتر میں داخل نہیں ہوتا تھا -

اکبر بادشاہ کے حکم سے راجہ ٹوڈرمل نے اکثر پرگنوں کے عرصہ چھ ماہ میں پیمائش کردی تھی - ایک کروڑ تیئس لاکھ ساٹھ ہزار پانچسو ۹۴ بیگہ ۹ بسوہ معلوم ہوئی - ازاں جملہ ۸۳ لاکھ ۴۷ ہزار چار سو ۹۰ بیگہ اور تین بسوہ قابل زراعت ثابت ہوئی - باقی رہی چالیس لاکھ تیرہ ہزار چھیانوے بیگہ اور چھ بسوے اس میں آبادی اور جنگل خرابہ وغیرہ شمار کیا گیا - علاوہ اسکی سرکار سورٹھ سرکار گودرہ سرکار اسلام نگر کی پیمائش نہیں کی گئی - اور جو پیمائش ہوئی ان میں بھی ۴۹ محال

باقی

باقی رہ گئے تھے۔ لہذا صوبہ کا کل رقبہ ازروئے دفتر ثابت نہوا۔ اور خارجی سرکاریں جو زمینداروں کے متعلق تھیں۔ ناظم صوبہ نے وقتاً فوقتاً موقع پاکر زمینداروں پر فوج کشی کرکے پیشکش سالانہ معین کرلیا تھا۔ سرکار ڈونگر پور سرکار بانس بارہ سرکار کچھ مخاطب بسلیمان نگر سرکار سونت سرکار رام نگر۔ سرکار سری یہ چھ سرکار پیشکش گذار ہوگئی تھیں۔ ازاں جملہ سرکار رام نگر کا پیشکش متصدیصورت لیا کرتا۔ باقی پانچ کا پیشکش احمد آباد کے خزانہ میں داخل ہوتا تھا زمانہ سابق میں یہ سرکاریں متعلق دیوانی رکھی گئی تھیں۔ بعد ازاں بسبب بعد مسافت متعلق صورت کردی گئیں۔ آمدنی صوبہ احمد آباد علاوہ سرکار سورٹھ گھٹ بڑھ ہوکر ۷۹ کروڑ ۹۰ لاکھ ۸۲ ہزار دو سو شیرہ دام حضرت فردوس آرام گاہ محمد شاہ پیا کے عہد سلطنت تک داخل دفتر تھی۔ ازاں جملہ آٹھ کروڑ بیاسی لاکھ تین سو بیالیس دام خالصہ شریفہ اور صرفہ خاص کے معین تھے۔ اور دو کروڑ بیس لاکھ دام صیغہ نظامت صوبہ کے مقرر تھے۔ اور ناظم صوبہ کو علاوہ جاگیر ذاتی اور جاگیر امرائی تابعین چوبیس لاکھ روپیہ کی پیدائش تھی۔ اور پیشکش وصول آتا تھا۔ وہ الگ۔ باقی آمدنی اس صوبہ کے امرا اور منصب دار اور بڑے بڑے عہدہ دار اور فوج داروں کی تنخواہ میں تقسیم کردی گئی تھی۔ گویا بادشاہی خالصہ اور صرف خاص کے علاوہ سارا ملک منصبدار اور جاگیردار وغیرہ کو تقسیم کردیا گیا تھا اور ان کے متعلق بھی خدمتیں معین تھیں۔ کہ ملک کی نگہبانی کرتے رہا کرو۔ اور جاگیروں سے مزے اوڑایا کرو۔ افسوس کیسا زمانہ تھا۔ کہ ہمارا ہی ملک بادشاہ نے ہمارے ہی حوالہ کرکے کہا تھا۔ گویا ساری آمدنی کے ہم ہی مالک تھے۔ لو اور سنو۔ یہ سب کچھ تھا علاوہ اسکی خیرات وحسنات کے دروازے ہمیشہ کھلے ہوئے تھے۔ چنانچہ قریباً ایک کروڑ بیس لاکھ دام اور پچاس لاکھ بیگہ زمین اور ایک سو تین موضع کی آمدنی حسب فرمان واسناد بادشاہی بمعرفت دفتر دیوانی وغیرہ سادات کرام ومشائخ عظام کے لئے معین ومقرر تھی۔ سوا اس کے مبلغ ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد خزانہ شاہی سے علاوہ انعامات حکامی جو اپنی جاگیرات سے دیا کرتے تھے علیحدہ مقرر تھا۔ چنانچہ بعض اشخاص کو اراضی اور بعض کو نقد مدد معاش کا ملا کرتا تھا۔ ہم اس زمانہ کی چہل پہل یاد کریں تو امر واقعی یہ ہے کہ چند منٹ کے لئے حالت محویت ضرور طاری ہوگی۔

دو سو باون مکان چھوٹے بڑے فوجدار اور تھانہ داروں کے رہنے کیلئے ہر جگہ تعمیر تھے۔ علاوہ اون قلعوں کے جو ابھی ابھی بنائے گئے ہیں دو سو تین قلعہ غور دو کلاں سنگ خارا اور اینٹ وچونہ سے تعمیر کئے ہوئے ابتک آباد اور موجود ہیں۔ ایک سال کا پورا حاصل مبلغ ایک کروڑ تیئیس لاکھ چھپن ہزار روپیہ تھا۔ اور اگلے زمانے میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ علاوہ پیشکش سرکار کے ناظموں کو حاصل ہوتا تھا۔

گجرات میں ہندو راجاؤں کی ابتداء سلطنت اور پٹن کی آبادی کا بیان جسکو انہل واڑا اور نہروالہ بھی کہتے ہیں

کہتے ہیں کہ حکومت گجرات زمانہ سلف میں راجپوت اور کولیوں کے قبضہ میں تھی ہر ایک راجہ بلا اطاعت وفرماں برداری غیر حاکم بالاستقلال تھا۔ لیکن راجہ بھوردیو جو اس زمانہ میں ہندوستان کی بڑے راجاؤں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ہر سال گجرات پر فوج کشی کرکے بطور پیشکش لے لیوا کر واپس چلا آتا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوردیو نے اپنے ایک غلام سامت سنگھ نامی کو کسی ناقابل حرکت سے قتل کروادیا۔ مقتول کی عورت حاملہ تھی۔ حالت پیشکشی میں بستی چھوڑ کر جنگل میں [illegible] لڑکا مرحمت فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز

سیہا دیونامی راہن پور سے کہیں جا رہا تھا۔ عورت اور شیرخوار بچہ کو دیکھکر رحم آیا اپنے ملازموں کو لاہن پور لیجانیکی تاکید کرکے آپ تو رستہ پہولیا ملازم عورت بچہ کو لیکر راہن پور چلے گئے۔ سبل دیو آدمی تھا۔ نیک طینت۔ بہ تقاضائے فرض انسانیت شیرخوار بچہ کی پرورش کرنے لگا۔ جب لڑکا سن تمیز کو پہونچا۔ راہن پور کے بدمعاش اوباشوں کی صحبت میں جا ملا۔ اُنکی طبیعت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی تھی کہ اُنکی صحبت نے اچھا خاصہ ڈاکو بنا دیا۔ پیشہ قزاقی و ڈاکہ زنی کرنے لگا۔

اتفاقاً گجرات سے خزانہ قنوج جا رہا تھا۔ لڑکے نے دہاوا کرکے سارا خزانہ لوٹ لیا۔ تقدیر زبردست تھی۔ راہن پور کا بقال چانپا نام اُس کا رفیق ہوگیا لڑکے کو ہونہار دیکھکر رفتہ رفتہ افعال شنیعہ کی برائیاں اور اخلاق حمیدہ کی بھلائیاں بیان کرکے پچھلی ساری بُری باتوں کو چھوڑوا دیا۔ خلاق عالم نے سلطنت گجرات اس کے نام معین کر رکھی تھی۔ سارے اسباب بھی موجود ہوگئے۔ پچاس برس کے سن میں گجرات کا راجہ ہوگیا۔ سلطنت ملتے ہی اپنا نام ابن راج (راج پوتر) رکھا اگرچہ راجہ ہوگیا۔ مگر اسوقت تک دارالسلطنت تعین نہوا تھا۔ اور یہ چاہتا تھا کہ اس سرزمین میں کوئی قضا وار عمدہ جگہ ملجائے تو دارالسلطنت کی بنیاد قائم کروں۔

ایک روز انہل نامی چرواہے سے ملاقات ہوئی۔ راجہ کو جگہ کی تلاش تھی۔ چرواہے نے ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ مہاراجہ ایسی جگہ بتاؤں یقین ہے کہ آپ بھی ضرور پسند کریں بشرطیکہ وہ خلع میرے نام سے مشہور کیا جائے۔ راجہ نے بخوشی درخواست منظور کرکے پوچھا کہ کیا بات اُس میں پائی جاتی ہے۔ جو لایق راج دہانی مانی جائے۔ چرواہا کہنے لگا کہ مہاراجہ ایک روز میں اُس سرزمین میں جانور چرا رہا تھا۔ اتفاقاً میرے کتے نے خرگوش پکڑا۔ وہ چاہتا تھا کہ مار ڈالے۔ مگر خرگوش کی چستی و چالاکی سے کتا دانت پیسکر رہ گیا۔ اور خرگوش صحیح و سالم صاف نکلکر چلا گیا۔ اُس روز سے میرے دل پر اُس سرزمین کی آب و ہوا کا سکہ بیٹھ گیا۔ میں تھا غریب آدمی۔ کیا کرسکتا۔ بھگوان نے تمکو راجہ بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں اُسی سرزمین میں راج دہانی کی بنیاد ڈالی جائے۔ تو اس کھیت کا کیا آدمی اور کیا جانور بڑا پیارا لگیگا۔ یہ سُنکر راجہ بہت خوش ہوا۔ اور اُسیوقت سے کاریگر لگا دیئے عرصہ قلیل میں راج دہانی تیار ہوگئی۔ جب قرار داد انہل واڑہ نام رکھا گیا۔ اور بکثرت سے آباد ہوگیا۔ پاٹن کہنے لگے۔ پاٹ ہندی میں تخت کو کہتے ہیں اس لئے پاٹن مشہور ہوا آبادی کی ترقی نے شہر پناہ تعمیر کرنے پر مجبور کیا۔ سونت آٹھ سو دو بکرماجیتی مطابق ۱۰۰۳ ہجری اور بقول دیگر ۱۰۰۳ ہجری تھا۔

جیسا کہ سدی اکہا تیج کے روز بائیس گھڑی پینتالیس پل دن گذر چکا تھا منجموں نے متفق ہوکر زائچہ کھینچا۔ اس زائچہ کا طالع اسد واقع ہوا۔ سب نے متفق الرائے پسند کرکے بنیاد قائم کرنیکی اجازت دی۔ پہلے گھر میں اسد تھا۔ دوسرے میں سنبلہ تیسرے میں میزان۔ چوتھے میں عقرب ذنب پانچویں میں قوس۔ چھٹے میں جدی۔ ساتویں میں دلو و مشتری۔ آٹھویں میں حوت و زہرہ۔ نویں میں حمل عطارد و شمس۔ دسویں میں ثور۔ قمر۔ زحل۔ مریخ۔ راس۔ گیارہویں میں جوزا۔ بارہویں میں سرطان۔

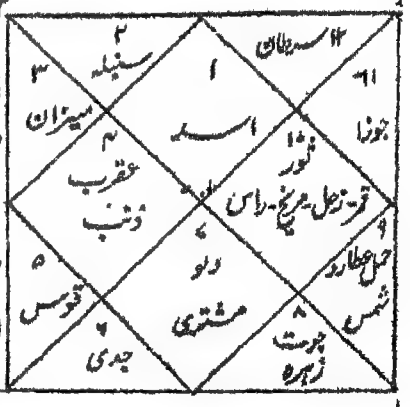

غالباً یہ بات پوشیدہ نہیں کہ گجرات میں تین قوم کے راجہ سلطنت کر چکے ہیں۔ جاوڑہ۔ سولنکھی۔ باگھیلہ۔ ہر قوم کے کتنے شخصوں نے کتنی مدت تک حکمرانی کی۔ یہ امر پورے طور پر دریافت نہوا۔ مگر آئین اکبری تصنیف فاضل اجل ابوالفضل کے ملاحظہ سے تسکین ہوگئی۔ اُس میں مفصل لکھا تھا کہ ہر قوم کے ۳ شخصوں نے ۵۷۵ برس اور چار مہینے تک حکومت کی ہوئی ہے۔ اور بعد انقضاء حکومت اہل اسلام کا غلبہ ہوا۔

پہلے پہل قوم جاوڑہ کو حکومت گجرات نصیب ہوئی۔ پہلا شخص جسنے تخت پر قدم رکھا ابن راج یعنی راج پوتر تھا۔ یہ وہی لڑکا جسکو سبل دیو نامی اُٹھا کر راہن پور لے گیا جب تخت پر قدم رکھا۔ پچاس برس کی عمر ہو چکی تھی۔ سولہ برس سلطنت کرکے ملک عدم کو چلا گیا۔

جو کہ راج اُسکا بیٹا اکہا تیج کے روز جانشین ہوا۔ پینتیس ۳۵ سال حکمرانی کرکے راج دہانی اپنے بیٹے کھیمراج یا بھیمراج کو سپرد کی۔ (بھیمراج۔ اور کھیمراج ایک ہی کو کہتے ہیں) کھیمراج پچیس برس حکمران رہا۔ بعد اُس کے راجہ بیٹھورا تیس ۳۰ برس رہا۔ راجہ بیجے سنگھ پچیس ۲۵ برس۔ راوت سنگھ پندرہ ۱۵ برس۔ سانت سنگھ سات برس۔ اس راجہ نے قوم جاوڑہ کو خاتمہ کردیا۔ سات شخصوں نے ایکسو چھیانوے ۱۹۶ برس سلطنت کرکے حکومت گجرات قوم سولنکھی کو سپرد کی۔

سولنکی قوم کی ابتدا اسطرح بیان کی گئی ہے کہ ساونت سنگھ جادورہ کو سوالے ایک لڑکی کے اور فرزند نہ تھا۔ راجہ نے کنوری کو کسی سولنکی قوم کے راجپوت سے منسوب کردی تھی۔ جب لڑکی حاملہ ہوئی۔ وقت وضع حمل بیچاری دردِ زہ کی شدت سے فوت ہوگئی۔ مُردے کا شکم چاک کرکے لڑکا زندہ سالم نکالا گیا۔ اُسوقت قمر منزل شولہ میں متعین تھا۔ اوسکو ہندی میں مول کہتے ہیں۔ اس لئے لڑکے کا نام مول راج رکھا گیا۔ اور ساونت سنگھ نے فرزندی میں قبول کیا۔ اوسکی ترتیب مثل راجہ زادوں کے ہونے لگی۔ جب سن تمیز کو پہونچا۔ ایک روز راجہ نے فرطِ محبت سے حالتِ نشہ میں ولیعہد قرار دیا۔ جب ہوش میں آیا پشیمان ہوکر انکار کرنے لگا۔ مولراج بھی سمجھ چکا تھا۔ کہ سوائے میرے وارث سلطنت نہیں۔ موقع کا منتظر تھا۔ بعد چند سال راجہ راہیِ ملک عدم ہوا۔ مولراج موقعہ پاکر راج کا قابض ہوگیا۔

سولنکی قوم کے دس شخصوں نے دو سو چھپن ۲۵۶ برس تین مہینہ اور دو دن گجرات کی سلطنت کی۔

مولراج ۵۶ برس جانمند ۱۲ سال ۴ ماہ ۲ یوم بلیتا ۷ ماہ دولا برادر زادہ جانمند ۸ سال راجہ بھیم دیو ۴۲ سال راجہ کرن ۲۲ سال سدراج سنگھ ۵۰ سال

کنور پال ۳۰ سال ۳ ماہ ۳ یوم اجی پال ۳ سال ایکماہ ۲ یوم کمار پال دیو برادر بھیم دیو ۲۰ سال

اجی پال اپنے ولی نعمت کو زہر دیکر قابض ہوگیا تھا۔ سنہ ۴۱۶ ہجری زمانہ حکومت جانمند میں سلطان محمود غزنوی نے براہ ملتان سومنات پر دھاوا کیا۔ آتے آتے راہ میں نواحی نہروالہ عرف پٹن میں گذر ہوا۔ راجہ جانمند بہیئت سلطانی سے بھاگ گیا۔ سلطان محمود بلا روک ٹوک نہروالہ میں گھسا۔ اور لشکر کو جس چیز کی ضرورت تھی لے لیوا کر جانب سومنات روانہ ہوا۔ جاتے ہی ماہ ذیقعدہ میں سومنات فتح کرلیا۔ بعض تاریخ میں خبر ملی کہ راجہ جانمند نہروالہ میں پھر قابض ہوگیا۔ اور قلعہ بند ہوکر لڑائی کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور قلعہ یہاں سے قریباً ۴۵ کوس ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ نے اُسی جانب کوچ کیا۔ جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک قلعہ نہایت ہی مستحکم ہے۔ اور ایک دریا اطراف وجوانب محیط ہو رہا ہے۔ پیرکوں کو حکم ہوا کہ پانی کسقدر ہے دریافت کیا جائے۔ حسب الحکم پیراکوں نے تمام دریا کی تلاشی کرکے ظاہر کیا کہ فلاں مقام سے عبور ممکن ہے بشرطیکہ دریا موج زن نہو ورنہ موجب ہلاکت ہے۔ سلطان نے استخارہ کرکے متوکل علی اللہ دریا میں قدم رکھا۔ فضل ایزدی شامل حال تھا۔ صحیح وسالم سارا لشکر عبور کرگیا۔ راجہ نے سارا حال اپنی آنکھ سے دیکھا۔ تاب باقی نہ رہی۔ فرار ہوگیا۔ لشکر سالم قلعہ میں گھسا۔ اکثر اہالیان قلعہ تہ تیغ ہوئے۔ مال غنیمت اسقدر ملا کہ تمام لشکر مالا مال ہوگیا۔

صاحب تاریخ روضۃ الصفا فتح سومنات کی ایک عجیب نقل بیان کرتا ہے۔ کہ جب سلطان محمود کو فضل خدا سے سومنات پر فتح حاصل ہوئی۔ ارادہ تھا کہ چند مدت اسی جگہ قیام رکھا جائے۔ چونکہ ولایت کی وسعت اور عجائبات پیداوار نے گرویدہ بنالیا تھا۔ علاوہ اُس کے زرِ خالص اور یاقوت وغیرہ کی کئی معدنیں جو ولایت سرندیپ میں نکلتی تھیں۔ اور بھی فریفتہ ہو رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ ولایت سومنات دارالسلطنت قرار دیا جائے۔ مگر ارکانِ دولت سب کے سب مخالفت کرنے لگے۔ اونکا یہ کہنا تھا کہ خراسان جیسے جنت نشان کو چھوڑ کر سومنات کو راج دہانی بنانا بادشاہ کی عالی ہمتی سے بعید ہے۔ غرض سلطان محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم کیا اور ارکین دولت سے فرمایا۔ اگر یہ ملک ہمارے نزدیک کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو لیاقت بھی رکھتا ہو۔ اور ہماری اطاعت بھی کرتا رہے۔ ارکانِ دولت میں بعض نے یوں بیان کیا۔ کہ ہمارے نزدیک اس ملک کے شاہی خاندان کے علاوہ کوئی قوم عالی نسب نہیں پائی جاتی۔ فی زمانہ خاندان شاہی سے ایک ہی متنفس باقی رہگیا ہے وہ بھی فقیری لباس میں گوشہ نشین ہوکر ریاضت میں مصروف ہے۔ ارکان دولت کا دوسرا گروہ فریق اول کی مخالفت کرنے لگا۔ کہ وہ ذلیل بھکاری کیا تسلیم کیا سلطنت کے لائق ہے۔ شاید تمکو معلوم نہیں کہ اس کے بھائیوں نے نہ جانے کیوں اور کس لئے بارہا گرفتار کرکے مقید کیا تھا۔ اور پھر رحم کھا کر چھوڑ دیا گیا۔ اب کی مرتبہ بخوف جان بھاگ کر یہاں روپوش ہو رہا ہے۔ اس بیچارے کو لیاقت حکومت کہاں۔ مگر ہاں ہمکو معلوم ہے اسی کے عزیزوں میں اسی کا ہمنام کہ تسلیم نہایت زیرک ہے۔ اللہ نے سب طرح کی لیاقت بھی عطا فرمائی ہے۔ کسی ولایت کا حکمران بھی ہے۔ ہم تمام بہت اسکی دانائی کے معتقد ہیں۔ بشرطیکہ فرمان بھیجکر بلوا لیا جائے۔ ہم یقین کہتے ہیں کہ ملک کی نگہبانی کرکے حضور کی اطاعت بھی کرتا رہیگا۔ اور معاہدہ کی رو سے جو رقم معینہ ہوگی اُس میں سر مو تفاوت نکریگا۔ اور بے کم و کاست ہر سال دارالسلطنت کو بھیجتا رہیگا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اوسکو ملک کی خواہش نہیں۔ اب تک

ہماری خدمت میں حاضر نہوا۔ اوسکی بے پرواہی ہمکو روک رہی ہے کہ اتنی بڑی ولایت بلا وجہ کیوں سپرد کیجائے۔ غرض بادشاہ نے فریق اول کی درخواست منظور فرماکر دابشلیم مرناض کو حضور میں طلب کیا۔ تمام مراتب نگہبانی ملک و حکومت سمجھا کر خراج سالانہ کی ایک رقم معین کرلی۔ اور دارالسلطنت میں ہر سال بھیجنے کا معاہدہ لکھوالیا۔ اُس نے عرض کی کہ حسب الحکم زر و یاقوت محاصل معدنیات معہ خراج معینہ ہر سال حضور میں بھیجدیا جائیگا۔ بشرطیکہ میرا دشمن جانے دیا دابشلیم مجکو باطمینان حکومت کرنے سے مجبور نکرے۔ ورنہ سارا کیا دھرا برباد ہو رہیگا۔ مجکو بار بار اسی بات کا خوفناک سپن دکھائی دے رہا ہے۔ کہ اگر تشریف برنی سلطان وہ ضرور ادھر آویگا۔ اور مجکو ہنوز سلطنت میں کیا اقتدار حاصل ہوا ہے۔ جو اُس کا مقابل بنکر کھڑا ہو جاؤں۔ انجام کار وہ غالب اور میں مغلوب ہو رہونگا۔ اگر سلطان بالنفس نفیس توجہ فرماکر دابشلیم کو مقید کرلے تو بے کھٹکے ہر سال یہاں کا زر و جواہر برابر خراج خراسان و کابل خزانہ سلطانی میں داخل ہوتا رہیگا۔ یہ سنکر سلطان نے فرمایا کہ اگرچہ غزنی چھوٹے تین برس کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اور چھ مہینے زیادہ بھی۔ مگر جہاد سے قدم پیچھے نہ ہٹیگا۔ فوراً کوچ کا حکم دیا۔

اس امر سے اہالیان سومنات دابشلیم مرناض کو نفرین کرنے لگے کہ بادشاہ محض تیری درخواست سے اُدھر متوجہ ہوا۔ ورنہ کبھی ارادہ نہ تھا۔ یہ سمجھ لے کہ جسکو الدینے عزت عطا فرمائی ہے بد تیرے کئے ذلیل نہوگا۔ یہ بات بھی بادشاہ کے کان تک پہونچگئی۔ چونکہ ارادہ مصمم کرلیا گیا تھا۔ اوسکی ہمت عالی نے فسخ ہونیکو پسند نفرمایا۔ اور بدستور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ہوسی ملک میں پہونچگیا۔ فتح سومنات نے دبدبہ جاہ و جلال سلطانی کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا تھا۔ اور نام سنکر حواس پریشان ہوتے تھے۔ جاتے ہی غازیان اسلام کے ایک ہی حملہ نے ولایت دابشلیم فتح کرلی۔ اور راجہ کو مقید کرکے دابشلیم مرناض کے سپرد کیا۔ اُس نے عرض کیا کہ ہمارے دین و آئین میں حاکم مغلوب کو قتل کرنا جائز نہیں اس ملک کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے تو حاکم مغلوب زیر تخت مکان تنگ و تاریک میں مقید رکھا جاتا ہے۔ اور سارے ابواب عیش و نشاط مسدود کردیئے جاتے ہیں محض ایک سوراخ سے آب و دانہ بقایا زیست کیلئے پہونچایا جاتا ہے۔ فی الحال غلام کو اسقدر اقتدار کہاں کہ ایسے زبردست دشمن کو مقید رکھنا مناسب بھی ہے۔ کہ حضور سواری کے ساتھ دارالسلطنت لیجائیں۔ ہر وقت حصول موقع منگوالیا جائیگا۔ غرض بادشاہ کی سواری اُدھر روانہ ہوئی اور دابشلیم مرناض ولایت سومنات پر حکومت کرنے لگا عرصہ قلیل میں اقتدار بھی حاصل ہوگیا۔ فوج فراں بردار ہوئی۔ دولت نے ترقی کی۔ ہندوستان کے عمدہ عمدہ تحفے اور زر و جواہر وغیرہ ارکان دولت اور حضور میں بھیجکر سب کو رضامند کرلیا۔ معاہدہ کی رو سے معدنوں کا جواہر اور خزانہ بھی بھیجا کرتا تھا۔ جب سلطنت پر پورا قابض ہوگیا۔ فوراً درخواست بھیجکر دابشلیم راجہ کو طلب کیا۔ اگرچہ سلطان محمود بیگناہ کو پنجہ دشمن میں سپرد کرنا پسند نفرماتا تھا۔ مگر ارکان دولت کو دابشلیم نے طرفدار بنالیا تھا۔ سب نے متفق ہوکر عرض کیا کہ حضور جیسا یہ مشرک ہے ویسا ہی وہ کافر۔ فرق اتنا کہ وہ مطیع اسلام اور وہ نافرمان۔ ہمارے نزدیک گوشت خر و دندان سگ سے زیادہ کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی۔ علاوہ اوس کے دابشلیم مرناض کے نزدیک نقاب الوعد ثابت ہونگے۔ اور سلطنت سومنات کا قبضہ مفت ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ غرض بمشورہ ارکان دولت راجہ دابشلیم۔ دابشلیم مرناض کے ملازموں کو سپرد کیا۔ اور احتیاطاً شاہان ہند کے نام الگ الگ فرمان روانہ کئے۔ کہ دابشلیم مقید صحیح و سالم سرحد سومنات تک پہونچا دیا جائے۔ الغرض جب یہ سرحد سومنات میں داخل ہوا شہر سے ایک منزل فاصلہ پر اوسوقت تک روک دیا۔ کہ دارالسلطنت میں زیر تخت ایک محبس خانہ تعمیر ہوگیا۔ شاہان سومنات کا یہ قاعدہ تھا کہ جب دشمن مقید کیا جاتا۔ بادشاہ معہ ارکان دولت ایک منزل جاکر اس طریقہ سے وہ شہر میں لایا جاتا۔ چنانچہ قیدی کے سر پر کھپچ پیادہ یا سواری کے آگے آگے دوڑایا لیجاتا۔ اور خود بادشاہ تخت پر جلوس فرماکر قیدی کو محبس خانہ معینہ میں بھوادیتا۔ لیجانے والے سند گستردہ پر بٹھا لیتے۔ اور باہر آکر تمام ابواب مسدود کردیئے جاتے۔ دابشلیم مرناض بنا بر اوائے رسوم معینہ باہر آیا۔ چونکہ قیدی ہنوز منزل معینہ تک نہ پہونچا تھا۔ بادشاہ معہ ارکان دولت شکار میں مصروف ہوا۔ جب ٹھیک دوپہر ہوگئی اور گرم ہوا نے تھپیڑیں مار مار کر ہر ذی روح کو گوشہ عافیت میں پہونچا دیا۔ خود بادشاہ اور لشکری اِدھر اُدھر متوجہ ہوکر آرام گاہیں ڈھونڈھنے لگے۔ جس کو جہاں موقع ملا پڑ رہا۔ دابشلیم مرناض ایک پہتیاے درخت کے نیچے زمین پوش بچھا کر لیٹا۔ اور سرخ رومال مکھیوں سے محفوظ رہنے کیلئے مونہہ پر ڈال دیا۔ (ذرا قدرت خدا کا تماشہ ملاحظہ کرو کہ زمانہ نے کیسا پلٹا کھایا جو دابشلیم قید خانہ میں کھٹیے کو بلوایا گیا تھا۔ وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اور دابشلیم مرناض بعوض اوسکے قید خانہ میں مقید ہوگیا) لکھتے ہیں کہ جانوران شکاری چھوٹے گئے تھے۔ دھوپ کی شدت اور بھوک نے ایسا پریشان کیا کہ کسی چیز کا امتیاز باقی نہ رہا۔ ایک طائر تیز منقار سخت چونچ نے ملے بھوکہ کے سرخ رومال کو پارہ گوشت تصور

کر کے اس زور سے پنجہ مارا کہ رومال کے ساتھ دابشلیم مرتاض کی ایک آنکھ نکال لیگیا - یہ بیچارا آنکھ کے ساتھ راج بھی کھو بیٹھا - اسی عرصہ میں دابشلیم مقید بھی وہاں آپہنچا اراکان دولت ادھر اُدھر سے جمع ہو گئے - اور دیکھا کہ بادشاہ حال آنکھ کھو کر معیوب ہو گیا - قابل سلطنت نہ رہا - اب سوائے اس دابشلیم کے لایق سلطنت شخص ثالث ناممکن - بامر مجبوری متفق ہو کر دابشلیم مقید کو مژدہ سلطنت سے آگاہ کیا - اور قیدی کے کپڑے اوتروا کر لباس شاہانہ پہنایا - اور سوار کرا کر وہی لگن اور لوٹا دابشلیم مہبوب کے سر پر رکھا گیا - اور دابشلیم مرتاض مقید ہو کر قید خانہ میں پہونچایا گیا - اور دابشلیم مقید سلطنت کا قابض و متصرف ہوا - فاعتبروا یا اولی الابصار

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خلاف نہیں ہوئی - فرمایا ہے - من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ -

اسی مضمون کو خواجہ خسرو نے فارسی میں نظم کیا ہے - ہر کہ بیرہ بہر کسے چاہ کند + از پے خود نیز زمین راہ کند

جب نہروالی کی سلطنت راجہ بہیم دیو کو ملی سلطان معز الدین سام جو شہاب الدین مشہور تھا - اپنے بھائی کا نائب ہو کر ۵۷۸ھ ہجری میں حکومت غزنی کرنے لگا - اور ۵۷۸ھ ہجری میں ولایت اوچہ پر لشکر کشی کر کے قوم قرامطہ کو ہزیمت دی - اور سلطنت کا قابض ہو گیا - بعد اس کے ملتان فتح کیا - پھر راہ ریگستان وارد گجرات ہوا - راجہ بہیم دیو سے لڑائی ہوئی - ایسا کشت و خون ہوا کہ انجام کار سلطان کو ہزیمت ہوئی - اور بدشوار غزنی پہونچا - ۵۷۹ھ ہجری میں سلطان قطب الدین ایبک (ترکی میں چہرہ انگلی والے کو کہتے ہیں) بادشاہ کا نائب ہو کر ہندوستان آیا - اور دہلی کو دار الملک قرار دیا - جب ہی سے دہلی پائے تخت معین ہوا - اور بعد اسکے لشکر کشی کر کے راجہ بہیم دیو سے انتقام لیا -

جب سدراجی سنگ سولنکھی کا زمانہ آیا - اس نے مالوہ - برہان پور وغیرہ مسخر کیا - اکثر قلعہ اور تالاب اس کے تعمیر کئے ہوئے ابتک موجود ہیں - قلعہ بھڑوچ - دیہوئی وغیرہ اور پٹن کا تالاب سہنسر لنگ - اور ہم کائم کا تالاب پختہ جس کے ایرد گرد تمام پتھر لگا ہوا ہے - سید ہپور آباد کر کے عمارت رودرمال جو گجرات میں مشہور و معروف تھے اسی کے شوق بت پرستی نے تعمیر کر دی - رودرمل کسی زمانہ میں بہت بڑا بت خانہ تھا - جب سدراجہ سنگ نے رودرمل کا ارادہ کیا - نجومیوں سے تاریخ و ساعت بنیاد دریافت کی - سبنے بالاتفاق رائے سونے بچار کر زائچہ لگایا - اور عرض کیا کہ اس عمارت کو بادشاہ دہلی علاء الدین سے نقصان پہونچنے کا ہماری پوتھیوں سے دریافت ہوتا ہے - راجہ کو شک سا پیدا ہوا - کسی ذریعہ سے سلطان علاء الدین سے جو ابتک تخت نشین نہ ہوا تھا - اس امر کا عہد و پیمان لیا گیا - معاہدہ کیوقت بادشاہ نے یہ کہا کہ اگرچہ منہدم نہ کیا جائیگا - مگر آثار شرع شریف تو ضرور قائم ہونگے - جب علاء الدین تخت سلطنت پر متمکن ہوا - سید ہپور پر لشکر کشی کر کے حسب معاہدہ بتخانہ رودرمال میں جہاں بت بزرگ تخت خدائی پر بٹھایا گیا تھا - اٹھا دیا گیا - اور مسجد و منبر و مینار قائم کرئے جو ابتک موجود ہیں - اضلاع گجرات میں اکثر بت خانے اور تالاب اسی راجہ کے تعمیر کئے ہوئے موجود ہیں -

سلطنت قوم باگھیلہ یا واگھیلہ

خاندان سولنکھی سے خاندان واگھیلہ میں سلطنت منتقل ہونا یوں بتایا گیا ہے کہ لکھو مول دیو سولنکھی کے آخری راجہ کو کوئی لڑکا لایق سلطنت نہ تھا - آخر مسند گجرات کی سلطنت خاندان واگھیلہ میں منتقل ہوئی - اس خاندان کے چھ راجاؤں نے ایکسو چھبیس ۱۲۶ برس سلطنت کر کے خاتمہ کر دیا -

راجہ ارنول مولدیو	راجہ بھیمل دیو (بھیمل نگر اسی کا آباد کیا ہوا ہے)	بہیم دیو	ارجن دیو	سارنگ سال	راجہ کرن
۱۲ سال ۵ ماہ	۳۴ سال ۶ ماہ	۴۴ سال	۱۰ سال	۲۱ سال	۶ سال

ابتدائے ظہور اسلام ملک گجرات اور اسلام ہی کے طفیل سے سلطنت گجرات حاصل ہونا مسلمان بادشاہان دہلی کو

یہ امر خدا ہی کو منظور تہا کہ سرحد گجرات سے ظلمت کفر دور ہو - اور روشنی اسلام ہر طرف پہیلائی جائے - تاہم ہر امر کیلئے ایک سبب ضروری اور لازمی ہے اللہ کو جب گجرات میں اسلام شایع کرنا منظور ہوا تو سلطان علاء الدین خلجی کو ہندوستان کی سلطنت مرحمت فرمائی - یہ بادشاہ - خداترس - رعیت پرور تہا - فرماں برداری شرع شریف ہمیشہ ملحوظ رکہتا تہا - بادشاہ ہوتے خود مطیع علما تہا - کوئی کام بدون مشورہ علما نکرتا - علمائی سوسائٹی نے متفق ہو کر بادشاہ کا خطاب المجاہد فی سبیل اللہ مقرر کرکے خطبہ میں پڑہنے کا حکم دیا تہا جمعہ جمعہ اسی خطاب سے خطبہ پڑہا جاتا - اُس زمانہ میں تخت گجرات پر راجہ کرن حکومت کر رہا تہا - بادشاہ کو اشتیاق ملک گیری پیدا ہوا - الغ خان نامی سردار جو گجرات میں الپ خان مشہور ہوا، اور نصرت خان جالیسری کو معہ لشکر جرار سمت گجرات روانہ کیا - سرداران مذکور نہروالہ میں پہونچے - راجہ کرن سے لڑائی شروع ہوئی - ہر چند راجپوتوں نے کوئی بات اوٹہا نہ رکہی - مگر غازیان دیندار کی شمشیر زنی نے چہکے چہڑائے - ایسی تلوار چلی کہ ہندی لشکر کا ستہراؤ ہو گیا - راجہ کرن مجبور ہو کر تن تنہا جانب دیوگڑہ وجانڑہ بہاگ کھڑا ہوا مسلمانوں نے نہروالہ پر قبضہ کیا - غارت گری میں بہت مال و متاع لشکر اسلام کو ملا - اور راجہ کرن کی بیوی اور بچے وغیرہ متعلقین سب پر قبضہ ہو گیا - خزانہ اور اسباب سلطنت تو پہلے ہی ہاتھ لگ چکا تھا - رنواس کی مستورات بہی مقید ہو گئیں - غازیان اسلام کو خبر لگی کہ بعد سلطان محمود بت پرستوں نے سومنات میں از سر نو بت پرستی جاری کی ہے - لگے ہاتھ اُدہر بہی متوجہ ہوا - اور سومنات کا بتخانہ منہدم کر دیا گیا - سارا مال و اسباب اور راجہ کرن کی دولت معہ جورو لڑکیوں کے جمع کرکے دہلی روانہ کیا - اس لوٹ میں کہبایت کے خواجے بہی نہ بچے تہے - راجہ کرن کی لڑکی دیولدی رانی جو ہنوز خورد سال تہی مگر حسن و جمال اللہ نے ایسا دیا تہا کہ معشوقان چین و چگل پر سبقت لیگئی تہی - شاہزادہ دیکہتے ہی فریفتہ ہو گیا - بادشاہ نے دیولدی رانی کو شاہزادہ خضر خاں سے منعقد کر دی - اور اُنکی ماں سے آپ نکاح کیا - امیر خسرو دہلوی نے خضر خاں اور دیولدی رانی کی عشق بازی میں ایک کتاب بزبان فارسی منظوم کرکے ساری کیفیت بیان کر دی ہے - امیر خسرو فرماتے ہیں کہ جب دیولدی رانی گرفتار ہوئی - ہنوز خورد سال تہی - الغ خاں نے اپنی فرزندی میں قبول کرکے بحکم سلطان خضر خاں سے بیاہ دی - اوسی کتاب کے چند اشعار بطور نمونہ لکہتے ہیں - نظم

دُوَل رانی کہ ہست اندر زمانہ — ز طاؤسان ہندستان یگانہ
بنام آں پری چوں دیورہ داشت — فسون بندہ زان دیوش نگہداشت
یکے علت درد بفگندم از کار — کہ دیول را دول کردم بہنجار
چو رانی بود صاحب دولت و کام — دول رانی مرکب کردمش نام
خطاب ایں کتاب عاشقی بہر — دول رانی خضر خاں ماند در دہر

بر سم ہندوی ایزیام دبالش — در اول بود دیولدی خطابش
چناں رسم بدل کردم مراعات — کہ از ہندی علم بردند بہندات
دول چوں جمع دولتہاست در جمع — درین نامہ است دولتہا بسی جمع
چو نام خان بنام دوست ختم شد — فلک در ظل ایں ہر دو علم شد

بعد فتح نہروالہ الغ خاں کے قبضہ میں حکومت گجرات سپرد ہوئی - اُسی زمانہ سے گجرات میں ناظم مقرر ہو کر آنے لگے - پٹن کی جامع مسجد سنگ پتھر کی تعمیر کی ہوئی اسی الغ خان کی ہے - اور عوام میں مشہور ہے کہ شمار ستون میں اکثر غلطی واقع ہوتی ہے - خیال کیجئے کہ کسقدر ستون ہوتے جو شمار کرنے والا عاجز ہو

ہے۔ کہتے ہیں کہ سابق میں اسی جگہ بتخانہ تھا۔ انغ خاں نے مسمار کرکے مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اوس زمانہ میں یہ مسجد آبادی کے بیچوں بیچ تھی۔ اب جو دیکھو تو شہر سے کہیں دور ویرانہ میں دکھائی دیتی ہے۔ واقعی پٹن کی عظمت باعتبار آبادی بہت زیادہ ہوگی۔ اکثر آثار عمارات منہدمہ صاف بتا رہی ہیں۔ کہ کم از کم تین کوس کے دور قطر میں ضرور آباد ہوگا۔ اکثر جگہ علامات قلعہ و برج پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ بہت دن گذر جانے سے تغیر و تبدل ضرور ہوا تاہم بعض بعض کھنڈروں کے علامات اگلے راجاؤں کی شان و شوکت کی گواہی دے رہے ہیں۔ پرانی عمارتوں میں ہر جگہ سنگ مرمر پایا جاتا ہے۔ یقین ہے یہ پتھر اجمیر وغیرہ بلاد سے منگوایا گیا ہوگا۔ ابتک بعض جگہ تھوڑی سی زمین کھودنے سے سنگ مرمر نکل آتا ہے۔ احمد آباد کی اکثر مساجد وغیرہ عمارات میں لگایا گیا۔ وہ اسی جگہ کا منگوایا گیا تھا۔ انغ خاں نے بیس سال تک گجرات کی صوبہ داری کا انتظام نہایت استقلال کے ساتھ کیا۔ آخر عمر میں بادشاہ نے دہلی بلوالیا۔ ملک نائب خواجہ سرا وزیر کو نہ معلوم کس وجہ سے انغ خاں کے ساتھ عداوت تھی۔ بادشاہ کو بدظن کرکے بیچارے کو بڑھاپے میں قتل کروایا۔ اور شہزادہ خضر خاں بھی اسی کی بدذاتی سے قلعہ گوالیار میں مقید ہوگیا۔ چند دن گذرے تھے کہ بادشاہ مرض استسقا میں مبتلا ہوا۔ انجام کار اکیس سال سلطنت کرکے ملک عدم کو روانہ ہوگیا۔ شعر

جو در راہ رحیل آمد روا رو + چہ جمشید و چہ پرویز و چہ خسرو

اکثر عمائد کا بیان ہے کہ بادشاہ ملک نائب کے زہر سے فوت ہوگیا۔ اور خضر خاں اگرچہ مستحق ولیعہدی تھا۔ اسی کی بدذاتیوں نے محروم رکھا۔ ملک نائب خضر خاں شہزادہ کو قید کرکے بادشاہ کے خون ناحق سے دامن تر کرچکا۔ پھر تو کسیکا خوف نہ رہا۔ چھوٹے شہزادے شہاب الدین کو بنام سلطنت پر قائم کرکے تمام ملک کا قابض و متصرف ہوگیا۔ اگرچہ خضر خاں مقید تھا۔ تاہم اسکو ایک نوع کا کھٹکا رہا کرتا۔ چند معتمدوں کو بھیجکر خضر خاں کی آنکھوں میں میل پھروائے۔ تب مطمئن ہوا۔ خضر خاں کو نابینا کرنے سے فرقہ غلامان علائے برافروختہ ہوا۔ آخر ایک مہینہ چند روز کے بعد موقع پاکر ملک نائب کو قتل کردیا۔ شعر

اگر بدکنی چشم نیکی مدار + کہ ہرگز نیارد گشز انگور بار

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین کا احوال

امرایان سلطنت و اعیان خلافت نے متفق ہوکر قطب الدین کو قید سے رہا کیا۔ اسوقت اسکا سن اٹھارہ برس کا ہوچکا تھا۔ موروثی سلطنت پر قائم ہوا۔ جب انغ خاں ملک نائب کی شرارت سے قتل کیا گیا۔ اوسی زمانہ سے گجرات کا انتظام تتر بتر ہوگیا۔ ہر طرف بغاوت ہونے لگی۔ سلطان حال نے ملک کمال الدین کو حکومت گجرات سپرد کرکے روانہ کیا۔ یہ وہاں پہونچا تھا کہ باغیوں نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شہید کیا۔ پھر تو روز بروز بغاوت ترقی کرنے لگی۔ سلطان نے بمشورہ دولت خواہان اعیان الملک ملتانی کو بہ لشکر جرار تعین کیا۔ اس نے گجرات پہونچتے ہی ایسا انتظام کیا کہ ساری بغاوت فرو ہوگئی۔ اور ملک میں امن کی دوہائی پھر گئی۔ ادھر سلطان نے اپنے خسر ملک دینار کو ظفر خاں خطاب دیکر گجرات کا ناظم مقرر کیا۔ اوس نے گجرات میں پہونچتے ہی عرصہ تین چار مہینے میں قرار واقعی انتظام کرکے جسقدر روپیہ تحصیل کا داخل ہوا تھا۔ سارا سمیٹ کر دہلی بھجوادیا۔ خزانہ پہونچنے کے بعد بادشاہ نے حضور میں بلوا کر بلا جرم قتل کردیا۔ اور مقتول کا سارا مال و اسباب حسام الدین نامی کو جو خسرو خاں کا ماموں اور بادشاہ کا منظور نظر تھا۔ سپرد کرکے جانب گجرات روانہ کیا۔ حسام الدین اور خسرو خاں دونوں ماموں بھانجے مسلمان زادے نہ تھے۔ بلکہ اصلیت انکی قوم پرمار راجپوت سے تھے۔ نہ جانے کس بات نے اونکو مسلمان کیا تھا۔ اگرچہ مسلمان ہوئے مگر ہنوز بدذاتی اور شرارت اصلی باقی تھی۔ گجرات میں آتے ہی حسام الدین نے اپنی ہمقوم پرماروں کو بلوا بلوا کر باغی ہونے کا ارادہ کیا۔ امرائے ہمراہی کو اس کے ارادۂ فاسد کی کچھ خبر ملی تھی متفق ہوکر گرفتار کرلیا۔ اور مسلسل و مطوق حضور میں بھجوادیا۔ بادشاہ نے بعوض اس کے وجیہ الدین قریشی کو جو نہایت مرد شجاع اور تجربہ کار تھا۔ گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرمائی

اس نے حسام الدین کی ساری خرابیاں دور کرکے ملک میں امن و امان قائم کیا۔ آخر زمانہ سلطنت میں بادشاہ نے وجیہ الدین کو گجرات سے بلوا کر منصب وزارت و خطاب تاج الملک مرحمت فرمایا۔ یہ کیفیت دیکھکر خسرو خاں ہندو بچہ نومسلم نے گجرات کی صوبہ داری کا فرمان بادشاہ سے حاصل کیا۔ تب بھی مطمئن نہوا۔ و بہوش سلطنت بادشاہ کو قتل کرکے تخت پر بیٹھ گیا۔ اور تمام پرداروں کو بلوا بلوا کر اپنے پاس رکھا۔ اور اپنا خطاب ناصر الدین مقرر کیا۔ سلطان قطب الدین کا زمانۂ سلطنت چار برس اور چار مہینے سے زیادہ نہوا۔ بادشاہ کے یوں مارے جانیکی کیفیت سے اکثر لوگ آگاہ ہوئے۔ اور تو کسیکی جرات نہوئی۔ امرایان علائی سے غازی الملک نامی کو خسرو خاں کی شجاعت اور جوانمردی نے گدگدا کر آمادہ کردیا۔ اکثر امرا اور اطراف کے لشکر کو فراہم کرکے ناصر الدین سے مقابلہ کیا۔ دستور ہے کور نگی سے کبھی رسوخ نہیں ہوتا۔ عین ہنگامہ آرائی میں غازی الملک نے کور نمک کو گرفتار کیا۔ اور سارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا تمام ممالک محروسہ میں تقسیم کردیا۔

جب سلطان علاء الدین کی اولاد نہ رہی۔ امرا نے متفق ہوکر غازی الملک کو غیاث الدین تغلق شاہ خطاب دیکر ۷۲۰ھ ہجری میں تخت پر بٹھلایا یہ بادشاہ آخر زمانہ سلطنت میں گجرات روانہ ہوا۔ اور تاج الدین جعفر کو نظامت سپرد کی۔ چار برس اور کئی مہینے گذرے تھے کہ دفعتہً ایک مکان کی چھت گری۔ چھ آدمی اور بھی بادشاہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی کیفیت

باپ کے مرنیکے بعد محمد شاہ تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ بڑا ذہین تھا۔ عرصہ قلیل میں بہت علم تحصیل کیا۔ خیالات وسیع تھے۔ اسکا ثبوت کتب تواریخ سے پایا جاتا ہے اور عجیب و غریب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ ملک مقبل نامی مخاطب بخان جہان نائب ناظم گجرات مسمی بختاور ڈہاڑی بچہ خزانہ و سرکاری طویلہ کے خاص خاص گھوڑے براو بڑودہ و ڈبھوئی لئے ہوئے دہلی آرہا تھا۔ راہ میں چھوٹے چھوٹے زمیندار ٹھاکر نے لوٹ لیا۔ ملک مقبل تنہا بھاگا ہوا نہروالہ پہونچا یہ خبر سنکر سلطان غضبناک ہوا۔ فوراً لشکر تیار کرکے گجرات پر چڑھائی کی۔ دو برس تک قیام رکھکر سرکشوں کی خاطر خواہ گوشمالی کی۔ اسی حملہ میں قلعہ کرنال فتح ہوگیا۔ کچھ کا راجہ کہینکار مطیع فرمان ہوا۔ وقت مراجعت نظام الملک کو نظامت گجرات سپرد کی۔ اثنائے راہ میں بادشاہ بیمار ہوا۔ قضا کے فرشتے آپہونچے دار السلطنت بھی نصیب نہوا۔ یہ بادشاہ ستائیس برس سلطنت کرکے قبر میں سو رہا۔

سر اپ ارسلاں دید نے رفعت رفتہ بر گردون ✦ بمرد اکنوں بخاک اندر تن الپ ارسلاں بینی

سلطان فیروز ابن عم سلطان محمد کا احوال

سلطان فیروز دو استحقاق رکھتا تھا۔ ایک تو خود بادشاہ کا چچازاد بھائی اور دوسرا بادشاہ نے فرزندی میں مان لیا تھا۔ ان دونوں حقوق نے سالانور کو اجماع کردیا۔ ۲۴ محرم ۷۵۲ھ ہجری کے روز سلطان فیروز تخت پر بیٹھا۔ رسوم تاج پوشی ادا ہوئیں۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے تمام ممالک محروسہ میں احتیاط مراتب دینداری اور انتظام ملکی و مالی کے فرمان جاری کئے۔ اکثر ملک فتح ہوئے۔ جب خود بادشاہ نگرکوٹ تسخیر کرتا ہوا۔ وارد گجرات ہوا۔ نظام الملک کو معزول کرکے ظفر خاں کو نظامت سپرد کی۔ ۷۷۳ھ ہجری میں ظفر خان گجرات میں فوت ہوا۔ بادشاہ نے اس کے بڑے بیٹے کو ظفر خاں خطاب دیکر قائم مقام کیا۔ اس عرصہ میں

شمس الدین ہ معافی خواستگار ہوا۔ کہ گجرات کی اصل جمع کے علاوہ چالیس لاکھ ٹنکے اضافہ اور سو ہاتھی۔ دو سو گھوڑے عربی اور چار سو غلام ہر سال نذرانہ بھیجا جائیگا۔ نظامت گجرات میرے نام معین کردیجائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ظفر خاں کا نائب شمس الدین انور خاں یہ اضافہ منظور نہ رکھیگا۔ تو تمہارے لئے انتظام کردیا جائیگا۔ جب شمس الدین انور خاں نے اضافہ قبول نکیا۔ نظامت گجرات شمس الدین کو سپرد ہوئی۔ چند ہی روز میں یہ بہلا مانس ایسا خود فراموش ہوگیا کہ خلاف معاہدہ ساری باتیں کرنے لگا۔ بغاوت تک نہ چھوڑی۔ بادشاہ نے لشکر بھیجکر قتل کروادیا۔ اور نظامت ملک مفرح سلطانی کو تفویض ہوئی۔ عرصہ قلیل میں فرحت الملک راستی خاں خطاب ہوا۔

سلطان فیروز شاہ اڑتیس ۳۸ برس نو مہینے سلطنت کرکے سنہ ۷۹۰ ہجری میں گوشہ لحد میں سو رہا۔

جہاں لے برادر نماند بکس + دل اندر جہاں آفریں بند و بس
جو آہنگ رفتن کند جان پاک + چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

سلطان غیاث الدین بن فتح خان بن فیروز شاہ کا احوال

بعد رحلت فیروز شاہ غلامان فیروزی نے بادشاہ کے پوتے سلطان غیاث الدین کو فیروز شاہ خطاب دیکر تخت پر بٹھایا۔ یہ بادشاہ نوجوان آدمی تھا۔ غلبۂ جوانی انتظام سلطنت کی جانب متوجہ ہونے نہ دیتا تھا۔ اکثر اوقات لہو ولعب میں مصروف رہا کرتا۔ یہ سب کچھ تھا۔ مگر ایک بات ایسی تھی جس نے اوسکو جان سے مروا ڈالا۔ بندگان خدا کی محافظت تو درکنار۔ اور بیچاروں پر طرح طرح کے ظلم روا رکھتا تھا۔ انجام کار ملک کن الدین نائب سلطنت نے سنہ ۷۹۱ ہجری میں قتل کروادیا۔ عبرت کے لئے سر اوس کا دربار شاہی کے سامنے لٹکا دیا۔ چھ ماہ اٹھارہ دن بادشاہت نصیب ہوئی

فیروز شاہ کی اولاد سے ابوبکر شاہ اور محمد شاہ بن فیروز شاہ کا احوال

بعد قتل سلطان غیاث الدین خاندان شاہی سے ابوبکر نامی منتخب کیا گیا۔ اوسکی سلطنت کو ڈیڑھ برس گذرا تھا کہ محمد شاہ بن سلطان فیروز نے قابو پاکر مقید کیا۔ اور آپ تخت پر بیٹھ گیا۔ ابوبکر قید ہی میں مرگیا۔ اس عرصہ میں گجرات اور کھمبایت سے رعایا کی فریاد آنے لگی۔ یہی پکار ہو رہی تھی کہ دستی خاں جور وظلم نے ہم کو ملیامیٹ کر رکھا ہے۔ خدا کے واسطے ہماری خبر لو۔ بادشاہ نے دوسری ربیع الاول سنہ ۷۹۳ ہجری کے روز تخت سلطنت خالی کرکے قبر میں سو رہا۔

آغاز سلطنت سلاطین گجرات بیان کیا جاتا ہے انتخاب مرات سکندری

اس کتاب کا مدعائے اصلی یہ رکھا گیا ہے کہ سلاطین گجرات کی سلطنت ختم ہوکر اکبر بادشاہ کے زمانہ سے جو ناظمان صوبہ کے عہد حکومت میں واقعات گذرے اور اسی صدیوں سے ملک گجرات ذریعہ سیر حاصل سلاطین ماضیہ کا کس مشقت اور جانفشانی سے آراستہ کیا ہوا برباد اور ویران ہونیکی پوری پوری کیفیت کا بیان کرنا مدعائے اصلی مانا گیا تھا۔ مگر جبکہ اگلے راجاؤں کی مختصر کیفیت بیان کردی گئی تھی تو لامحالہ سلسلہ کلام اس بات کو نہیں پسند کرتا کہ سلاطین گجرات کا احوال بیچ سے اٹھا دیا جائے۔ اگرچہ واقعات سلاطین مذکور اکثر دانشمندان سلف نے ہر موقع اور محل پر جدا جدا تحریر کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تاریخ مظفر شاہی

اور تاریخ منظومہ احمد شاہی حلوائے شیرازی نے کس شیریں کلامی سے بیان فرمائی ہے اور تاریخ محمود شاہی سلطان محمود بیگڑہ کے زمانہ کی اور تاریخ بہادر شاہی سلطان بہادر کی سلطنت کی بھری پڑی ہیں۔ مگر کوئی تواریخ ایسی نہ دستیاب ہوئی جس سے کل سلاطین گجرات کی مفصل کیفیت دریافت ہو سکے۔ مگر تاریخ مرات سکندری جو سلاطین مذکور کی سلطنت منتقل ہونے سے چالیس برس بعد تصنیف و تالیف کی گئی ہے البتہ اُنہیں سلاطین مذکور کا مفصل احوال پایا جاتا ہے

اس کتاب میں بادشاہان گجرات کی مفصل کیفیت لکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ تاہم ہر ایک بادشاہ کی کیفیت بر سبیل اختصار جس سے سلسلۂ کلام منقطع نہ ہو جائے خود لکھدی گئی۔ اور شائقین کو سلاطین ماضیہ کا مفصل احوال دیکھنا مطبوع ہو تو مرات سکندری ملاحظہ فرماویں۔

مترجم: اگرچہ مرات سکندری ابتک قدیم لباس عجمی پہنے ہوئے آراستہ ہے۔ مترجم کا ارادہ ہے کہ بعد اختتام ترجمہ ہذا اُسکا ہی لباس قدیم بدل دیا جائے بشرطیکہ حیات مستعار بیوفائی نکرے۔

کیفیت سلاطین گجرات

ظفر خاں کا باپ وجیہ الملک اسلام قبول کرنے سے پہلے ہندو بچہ سدھارن نام قوم نانک زمرۂ کھتریوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُسکا نسب نامہ رامچندر سے منتہی ہے۔ یہ وہی رامچندر جسکی اہل ہنود پرستش کرتے ہیں۔ اُس کے مسلمان ہونیکی کیفیت تاریخ مرات سکندری میں مرقوم ہے۔

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا چچازاد بھائی سلطان محمد بن فیروز شاہ ۷۹۰ھ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ ظفر خاں بن وجیہ الملک کی بخت چمکی۔ روز بروز مراتب کی ترقیاں ہونے لگیں۔ گجرات میں راستی خاں کے ظلم کی پکار ہو رہی تھی۔ بادشاہ نے ظفر خاں کو اعظم ہمایوں خطاب دیکر گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ ظفر خاں نے دوسری ربیع الاول ۷۹۲ھ ہجری کو پاتراب کیا۔ دلی شہر کے باہر حوض خاص نامی تالاب پر مقیم تھا۔ کہ بادشاہ بذات خود تشریف لایا اور خیمہ سرخ جو مخصوص بادشاہ کیواسطے تھا ظفر خاں کو مرحمت کرکے رخصت کیا۔ ظفر خاں چند منزل آگے گیا تھا۔ کہ تاتار خاں اپنی لڑکے کے ہاں بیٹا پیدا ہونیکی خوشخبری ملی۔ وقت رخصت بادشاہ نے تاتار خاں کو متبنیٰ قرار دیکر اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ ظفر خاں اس مژدہ روح افزا سے بہت خوش ہوا۔ بلکہ سفر گجرات مبارک سمجھکر اپنے دربے کوچ کرتا ہوا سرحد ناگور میں پہونچا۔ رعایائے کہبایت بیداد راستی خاں سے فریاد کناں دلی جاتی تھی۔ خان اعظم کی خبر سنکر ناگور میں ٹھیرے۔ خان اعظم ہمایوں نے بہر نوع اطمینان دلاکر ہر ایک کو رخصت کیا۔ جب پٹن پہونچا۔ راستی خاں کے نام پروانہ روانہ کیا۔ کہ پچھلی باتوں کو ترک کرکے بادشاہی فرماں برداری کرتے رہو گے تو تمہاری نسبت عمدہ خیال کئے جائینگے۔ ورنہ جو ہونا ہے اُس سے تم بھی بے خبر نہیں۔ مگر راستی خاں کچھ ایسا مغرور ہو رہا تھا کہ پروانہ کا کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور تیاری کرکے خان اعظم کا مقابلہ کیا۔ آخر الامر پٹن تعلقہ کے کانہوگاؤں کے قریب معرکہ آرائی ہوئی۔ راستی خاں مارا گیا۔ ظفر خاں بفتح و فیروزی پٹن پہونچا۔ ۷۹۴ھ ہجری میں یہ لڑائی واقع ہوئی تھی۔ اُسی جگہ ایک گاؤں آباد کرکے نام اُسکا جیت پور رکھا۔ جیت ہندی میں فتح کو کہتے ہیں۔ جب راستی خاں کے ظلم و ستم کی جڑ کٹ گئی۔ تمام رعایائے شکستہ دل کی تسلی و تشفی کرنے لگا۔ رعائے اصلی اشاعت دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ملحوظ خاطر تھا۔ شب و روز اسی کی کوشش کرتا رہا۔ رعایا سے ایسے برتاؤ جاری کئے۔ کہ گجرات بھر میں خان اعظم کی نیکنامیاں مشہور ہو گئیں۔ خیر ملی کہ ابتک بتخانہ سومنات آباد ہے۔ لشکر جرار تعین ہوا کہ جسطرح ممکن ہو بت خانہ مسمار کر دیا جائے۔

ظفر خاں کو گجرات کی نظامت میں چار برس کا زمانہ گذرا تھا۔ کہ دفعتہً ۷۹۶ھ ہجری میں سلطان محمد شاہ کے انتقال کی خبر شایع ہوئی۔ یہ تو اِدھر سوچ کر رہا تھا اور دہلی میں بادشاہ متوفی کا بیٹا ناصر الدین محمود شاہ اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ عہدۂ وزارت اقبال خاں کو سپرد کیا۔ ظفر خاں کا بیٹا

تاتارخاں جو اُسوقت تک دہلی میں بادشاہ کے پاس حاضر تھا۔ مگر کسی وجہ خاص سے اقبال خاں کو اُسکا موجود ہونا کھٹک رہا تھا۔ اسی خوف سے تاتارخاں بھاگ کر گجرات میں باپ کے پاس چلا آیا۔ اور باہم مشورہ کرکے اقبال خاں سے بنظر انتقام لشکر فراہم کرنے لگے۔ اس عرصہ میں حضرت صاحبقران امیر تیمور گورگان کی فوج دہلی میں آنیکی خبر شایع ہوئی۔ کسی ملک میں بادشاہ جدید کا قدم رکھنا موجب فساد ہوجاتا ہے۔ خاص دلی اور اطراف وجوانب کا سارا انتظام درہم وبرہم ہوگیا۔ ملک بھر میں تہلکہ عظیم واقعہ ہوا۔ ناصرالدین محمود شاہ بخوف صاحبقران دلی سے بھاگ کر گجرات میں آیا۔ مگر جس اُمید پر آیا ہوا تھا وہ صورت نہ پیدا ہوئی۔ آخر مالوہ چلا گیا۔ جب صاحبقران دلی سے سمرقند تشریف لیگئے۔ اقبال خاں موقعہ پاکر قابض ہوگیا۔ یہ خبر سنکر تاتارخاں نے پدر بزرگوار ظفرخاں سے عرض کیا کہ فضل ایزدی سے ہمکو کس بات کی کمی ہے۔ کافی لشکر موجود ہے۔ خزانہ معمور۔ لیاقت حاصل۔ پھر کیوں چپکے بیٹھے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ پھر ایسا موقعہ نہ ملیگا۔ دلی پر لشکرکشی کرکے اقبال خاں سے انتقام لیا جائے۔ آخر آپ جانتے ہیں کہ سلطنت کسیکی میراث تو ہوتی نہیں جس نے تلوار پکڑی۔ وہی حاکم ہوبیٹھا۔ سلف سے اسطرح چلا آیا ہے۔ ہرچند بیٹے نے سمجھایا مگر ظفرخاں ایک کا دو نہوا۔ وازیں روئے پختہ کارے و دوراندیشی منظور نہ کیا۔ جب دیکھا کہ تاتارخاں دارالسلطنت میں رہکر اس کا مزہ حاصل کرچکا ہے۔ میرا کہنا نہ مانیگا۔ اور میں چند روزہ زیست کے لئے حقوق دلی نعمت کیوں تلف کرنے لگا۔ بوڑھا ہوچکا ہوں۔ آج نہیں تو کل قبر میں سورہونگا۔ بعد میرے مالک ملک و دولت یہی ہوگا۔ بہتر ہے کہ اپنے سامنے سپرد کردیا جائے۔ یہ سوچکر تمام مال و دولت فوج و لشکر تاتارخاں کو سپرد کرکے آپ گوشہ نشین ہوگیا۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ جب ظفرخاں نے بیٹے کی مخالفت کی تاتارخاں کو ہوس سلطنت نے باپ کو قید کرنے پر مجبور کیا۔ آخر موقعہ پاکر ظفرخاں کو مقید کرکے قصبہ ساول میں تخت نشین ہوا۔ پہلے پہل کفار نادو ت پر چڑھائی کی۔ اقبال یاور تھا۔ فتح کرتا ہوا آگے ہاتھ جانب دلی روانہ ہوا۔ اپنا نام محمد شاہ رکھا۔ جب دہلی میں اُس کے آنیکی خبر شایع ہوئی۔ اقبال خاں متوحش ہوا۔ خدا کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اثنائے راہ میں محمد شاہ بیمار ہوا۔ ہرچند اطبائے حاذق علاج کرتے رہے۔ مگر قضا آچکی تھی۔ کسی طبیب کی دوا نے فائدہ نہ بخشا۔ آخرالامر شعبان مہینے میں سلطنت دنیاوی کو چھوڑ کر گوشہ لحد میں جا سورہا۔ اہالیان گجرات یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب تاتارخاں بہ طمع دنیاوی باپ کی عزت و حرمت کو بالائے طاق رکھکر بادشاہ ہوگیا۔ اکثر مقربان درگاہ کو یہ امر ناگوار خاطر گذرا تھا۔ اور ظفرخاں سے باطناً موافقت رکھتے تھے۔ محمد شاہ کی علالت باعث ہوپڑی۔ زہر سے بادشاہ کا کام تمام کیا۔ اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ زہر کی کارروائی ظفرخاں کے اشارے سے کی گئی تھی۔ غرض کچھ بھی ہو محمد شاہ کے مرنے کے بعد لاشہ پٹن لاکر مدفون کیا۔ اور خدایگان شہید کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

اعظم ہمایوں یعنے ظفرخاں لشکر میں آیا۔ ارکان دولت و افسران فوج نے بیٹے کا پُرسا دیکر سلطنت کی مبارکبادی ظاہر کی۔ اور بدستور اطاعت کرنے لگے۔ ظفرخاں ہر ایک کو اعلیٰ قدر مراتب اطمینان دلاکر جانب دارالحکومت متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ خان اعظم ہمایوں صدمہ مفارقت لخت جگر سے ہمیشہ گریاں رہا کرتا۔

جب خاندان فیروزشاہی سے ایک متنفس بھی وارث سلطنت نہ رہا۔ اور اقبال خاں لڑائی میں خضرخاں کے ہاتھ مارا گیا۔ ارکان دولت نے متفق ہوکر عرض کیا کہ سلطنت دہلی یوں برباد ہوچکی۔ اب رہا گجرات۔ اگر حضور توجہ نفرمائینگے تو نہ معلوم کیا انجام ہوگا۔ اور کن مشقتوں کا آباد کیا ہوا ملک مفت جاتا رہیگا۔ بجز ذات والاصفات یہ ملک اور کسے سنبھالے نہ سنبھالیگا۔ موقعہ وقت اسی کا مقتضی ہے کہ بسم اللہ کہکے تخت سلطنت کو رونق بخشیں۔ غرض ارکین دولت کے کہنے سے محمد شاہ مرحوم کے انتقال سے تین برس بعد ۸۱۰ ہجری میں مقام شیرپور میں تخت پر جلوس فرمایا۔ اور مظفر شاہ لقب مقرر کرکے خطبہ سکہ جاری کیا۔ اپنے پوتے احمد خاں کو ولیعہدی سپرد کی۔ اس بادشاہ کا تمام دار مدار سلطنت پیر دینی و دین مبین و رواج شرع متین پر رکھا گیا تھا۔

۸۱۳ھ ہجری میں احمد خاں کے اپنے دادا مظفر شاہ کو زہر پلانے کی اور بہت سے اسباب بیان کئے گئے ہیں مگر صاحب مرات سکندری نے یہ قول معتبر مانا ہے کہ کولیان قصبہ ساول نے پیشہ راہ زنی اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے پوتے احمد خاں کو کولیوں کی تنبیہ کے لئے معہ لشکر جرار رخصت کیا۔ احمد خاں نے بیرون پٹن خان سرور نامی تالاب کے کنارے پا تراب کیا۔ اور علماء پٹن کو بلوا کر استفتا پیش کیا۔ کہ اس امر میں علماء کا کیا فرمان ہے کہ زید نے عمر کے باپ کو بلا جرم و قصور کسی ذریعہ سے مار ڈالا ہو تو عمر کو قصاص لینے کا استحقاق حاصل ہے یا نہیں۔ علماء نے متفق ہو کر فتوے استحقاق لکھدیا۔ احمد خاں دوسرے دن دفعتہً شہر میں آیا اور بادشاہ حال مظفر شاہ اپنے جد بزرگوار کو مقید کیا اور زہر کا پیالہ دو لیکر سامنے آیا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اے نور نظر لخت جگر کیوں جلدی کرتا ہے جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہے۔ اور بجز تیرے میرا کوئی وارث نہیں۔ احمد خاں نے کہا کہ بس اب وقت آپہونچا۔ بہتر یہی ہے کہ پیالہ نوش فرمادیں۔ یہ سنکر بادشاہ چپ ہو گیا۔ اور پھر کہنے لگا کہ خیر تیری یہی مرضی ہے تو مجکو کچھ عذر نہیں۔ مگر چند نصیحتیں میری یاد رکھ۔ کہ آئندہ تجکو سودمند ہو رہینگی۔

اول یہ کہ اس سے دوستی کی امید مت رکھ جس نے تجکو اس کام پر آمادہ کیا۔ بلکہ وہ قتل کیا جائے تو انسب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ شراب پینے سے احتراز کر۔ چونکہ تیرے بادشاہ محدود ہوتے آئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ شیخ ملک اور شیر ملک کو ضرور قتل کر چونکہ یہ دونوں شریر النفس فتنہ روزگار ہیں۔ علاوہ اس کے اور بہت سی نصیحتیں کر کے بادشاہ نے زہر کا پیالہ نوش کیا۔ فوراً روح پرواز کر گئی۔ ۸۱۳ھ ہجری کا ماہ صفر تھا کہ بادشاہ نے دنیائے دنی سے انتقال کیا۔ اٹھارہ سال حکومت گجرات اور تین برس ۹ مہینے ۱۶ روز سلطنت کے شمار ہوئے۔

ابتدا تخت نشینی مظفر شاہ ۷۹۸ھ ہجری سے لیکر ۹۸۰ھ ہجری تک ایکسو ستر برس تک تیرہ ۱۳ یا چودہ ۱۴ بادشاہوں نے علی الترتیب گجرات میں کس و ہوم دہام سے سلطنت کی۔ شعر ؎ ہر کہ آمد بجہاں اہل فنا خواہد بود ✤ آنکہ پایندہ و باقی ست خدا خواہد بود۔

احمد خان ملقب بہ سلطان احمد کی سلطنت کا بیان

خاندان سلاطین گجرات کا یہ طریقہ تھا کہ جو لڑکا پیدا ہوتا اس کے نام پر لفظ خان زیادہ کر دیا جاتا۔ اور جب سلطنت حاصل ہوتی ——— تو ملقب سلطان مشہور کیا جاتا۔ سلطان مظفر جب راہی ملک عدم ہوا اور سلطان احمد ۱۴ رمضان ۸۱۳ھ ہجری کے روز تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکا چچازاد بھائی موجودین فیروز خان جو بڑودہ کا حاکم تھا۔ مدعی کھڑا ہوا۔ اطراف و جوانب کے اکثر زمیندار شریک تھے۔ اور سب یہی کہتا تھا کہ انا خیر منہ لینے استحقاق سلطنت بہ نسبت احمد خاں مجکو زیادہ حاصل ہے۔ ادھر سے احمد خاں سلطان احمد نے بھی تیاری کی۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ بادشاہ اور وہ ایک زمیندارانہ حیثیت رکھتا تھا۔ ہم نبرد نہو سکا۔ مجبور ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کہیں اور نہ گیا۔ قلعہ بھڑوچ میں متحصن ہو رہا۔ تاہم دبدبہ سلطانی سے خوف زدہ ہو کر انجام کار بادشاہ سے ملاقات کر کے اطاعت قبول کی۔ بادشاہ لشکر لئے ہوئے قصبہ ساول میں تشریف لایا اور آسا بھیل زمیندار قصبہ ساول کا استیصال کر دیا۔ چند روز دریائے سابرمتی کے کنارے سیر و شکار میں مصروف رہا۔ بادشاہ کو یہاں کی ہوا اور آب دریا مطبوع طبع ہو گیا تھا۔ آخر الامر باجازت حضرت بدر المحققین شیخ احمد کھٹو قدس سرہ احمد آباد کی بنیاد کا کام شروع کیا۔ اس شہر کے عرض و طول وغیرہ کی کیفیت انشاء اللہ خاتمہ میں تحریر ہوگی۔

۸۱۴ھ ہجری میں ایڈر پر لشکر کشی کی۔ راجہ غضب سلطانی سے بھاگ گیا۔ مگر بار دگر عذرات چند پیش کر کے تقصیر معاف کرالی۔ اور پیشکش معقول منظور کر لیا۔ مشہور ہے کہ گجرات کی ظلمت کفر بحیثیت طولانی نہروالہ پاٹن سے لیکر بھڑوچ تک علاء الدین کی کوششوں سے مٹ مٹا کر تمام میں روشنی اسلام پھیلائی گئی تھی مگر اطراف و جوانب قریات و قصبات ویسے ہی ظلمت سے بھرے پڑے تھے۔ اونکو سلاطین گجرات کی شائستہ کارروائیوں نے روشن کر دیا۔ چنانچہ ہر ایک بادشاہ نے فرض منصبی ادا کیا۔ ملک سورٹھ کا نامی اور مشہور قلعہ گرنار کافروں سے بھرا پڑا تھا۔ ۸۱۷ھ ہجری میں بادشاہ نے چڑھائی کی۔ اگرچہ راؤ مندلیک نے مقابلہ کیا۔ مگر برش شمشیر غازیان دیندار سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ اگرچہ اس حملہ سے اوسوقت یہ قلعہ بچ گیا تھا۔ تاہم قلعہ جوناگڑھ جو اوسی کے دامنہ میں واقعہ تھا۔ ملازمان شاہی کے تصرف میں آگیا۔ اور اکثر زمیندار

ملک سورٹھ مطیع فرمان ہو کر پیشکش قبول کر چکے تھے

۸۱۸ھ ہجری کی جمادی الاول میں سید سہپو کا بتخانہ منہدم کر دیا گیا۔ ۸۱۹ھ ہجری میں قصبہ دہار پر چڑھائی کی۔ اور پہلی ماہ ذیقعدہ ۸۲۱ھ ہجری کو ولایت سونکھیڑہ یعنی سنکھیڑہ تاخوہ تاراج کر دیا گیا۔ اور ۲۲۔ ماہ صفر ۸۲۲ھ ہجری کو سنگھیڑہ کا قلعہ بنوا کر مسجد تعمیر کی۔ اور قاضی خطیب اور ملاں وغیرہ معین کر کے مراسم شرع نبوی مروج کرنیکی تاکید اکید کر دیگئی۔ اسی سال موضع مانگنی پرگنہ سونکھیڑہ کا حصار تعمیر ہوا۔ نگہبانی کے لئے سوار و پیادے تعین کئے گئے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کے حقیقی چچا شمس خان دندانی حاکم ناگور کا مراسلہ آیا۔ بادشاہ نے کوچ فرما کر دارالسلطنت کی جانب معاودت کی۔ شمس خان کو دندانی اس لئے کہتے تھے کہ دانتوں کا چوکھٹا کسیقدر دراز اور منہ کے باہر نکلا ہوا تھا۔

۸۲۳ھ ہجری میں تمام ممالک مقبوضہ کا انتظام ایسا کیا کہ جائے شکایت باقی نہ رہی۔ بتخانے مسمار کر کے مسجدیں بنوائی گئیں۔ اور اکثر قصبوں کے حصار تعمیر ہوئے۔ زمیندار ظالم یا حاکم کشش کی ایسی گوشمالی ہوئی کہ بار دگر نافرمانی کی جرأت نہ ہوئی۔ اور جو زیادہ سرکش تھے وہ نیست و نابود کر دیئے گئے۔ قصبہ بالاسنور متعلقہ پرگنہ کاجنہ کا قلعہ اسی بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا اب تک موجود ہے اور کوہستان میں قصبہ دہانہ دراباد کر کے قلعہ بنوا دیا۔ قصبہ کاربھٹہ کا قلعہ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں ایلچ خان کا تعمیر کیا ہوا۔ کہیں کہیں ناقابل ہو جانے سے از سر نو مرمت کیا گیا۔ اور سلطانا باد نام رکھا۔ ۸۳۰ھ ہجری میں بار دگر ایڈر پر لشکر کشی کی۔ راجہ بھاگ کر پہاڑی میں روپوش ہوا۔ ایڈر سے دس کوس کے فاصلہ کنارے دریائے ہاتھی حسد گجرات پر ایک شہر آباد کر کے اردگرد پتھر کی شہر پناہ بھی تعمیر کر دی گئی۔ بادشاہ نے بنظر حفاظت احمد نگر کو مستقر خلافت قرار دیا۔

اکثر اوقات بادشاہ بذات خود احمد نگر میں رہا کرتا۔ ۸۳۱ھ ہجری میں بسبب اتفاق فوج کا ایک دستہ اسباب رسد لینے کو جا رہا تھا۔ راہ میں ایڈر کا راجہ بھی پونجا لشکر پر حملہ آور ہوا۔ سردار لشکر نے طرح دیکر ایک ہاتھی کو پونجا کے تعاقب میں دوڑایا۔ جب ہاتھی راجہ کے پیچھے ہو لیا۔ سوار بھی ادھر ادھر سے لکھٹے ہو کر ہاتھی کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ اتفاقاً پونجا ایک درۂ کوہ میں گھسا۔ درہ ایسا تنگ واقع ہوا تھا کہ ایک سوار بدشواری جا سکتا تھا۔ اوسکی ایک بازو دیوار پہاڑ سے ملحق تھے۔ اور دوسری جانب ایک غار نہایت عمیق تحت الثریٰ سے باتیں کر رہا تھا۔ پونجا کو گھیر کر ملک الموت نے درہ میں پہونچا دیا۔ یہ آگے آگے اور ہاتھی پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔ اس عرصہ میں فیلبان نے ہاتھی کو للکارا۔ پونجا کا گھوڑا ہاتھی سے ڈر کر بھاگنے لگا۔ نہ جانے کیسی ٹھوکر کھائی کہ پونجا سمیت گھوڑا غار میں گرا۔ ملک الموت منتظر کھڑی تھی۔ اٹھا کر پونجا کو لیتے ہوئے چلی گئی۔

دوسرے روز ایک گھسیارے نے پونجا کا سر دربار میں حاضر کیا۔ بادشاہ نے دو برس تک مملکت غیر کی جانب توجہ نفرمائی۔ امرائے دیانت پیشہ و وزرائے امانت اندیشہ کی تدابیر نیک سے لشکر کا ایسا انتظام کیا گیا کہ نہ تنخواہ سپاہی کو نیمی جاگیر سے اور نیمی نقد خزانہ عامرہ سے دلایا جاتا تھا چونکہ تمام تنخواہ نقد دینے سے بیجا مصارف کا احتمال رہتا تھا۔ اور جب تنخواہ سے بچت نہ رہی۔ تو بوقت ضرورت بے سر و سامانی سپاہی کو محتاج کر دینے سے نگہبانی و حفاظت ملک میں بے پروائی واقع ہونیکا اندیشہ تھا۔ اس لئے نیمی تنخواہ جاگیر میں لگا دی گئی چونکہ علاوہ تنخواہ جاگیر سے اور بہت سے فائدے متصور تھے۔ چنانچہ گھاس۔ لکڑی غلہ وغیرہ کفایت سے مل سکتا تھا۔ اور علاوہ اس کے آپ خود زراعت کی طرف متوجہ ہو یا کوئی مکان بنانیکا ارادہ کرے تو اور زیادہ فوائد ہونیکا احتمال رکھا گیا تھا۔ اور باقی نیمی تنخواہ جہاں کہیں تعین کیا گیا ہو۔ اوسی جگہ ماہ بماہ لینے کے لئے حاضر رہے اور اگر خدانخواستہ تنگی پیش آئے۔ خواہ سفر ہو یا حضر۔ قرض لینے کا محتاج نہو۔ چونکہ اکثر سپاہیان فوج دارالسلطنت سے کہیں دور دورہ پر جایا کرتے تھے۔ یا کسی تہانہ و محل پر تعین ہوا کرتے۔ اوسوقت نیمی تنخواہ و نقد جو ہر مہینے خزانہ سرکاری سے ملا کرتے تھے۔ محتاج نہوتا تھا۔ اور نہ قرض لینے کی ضرورت واقع ہوتی تھی۔ آپ سے متعلقین اونکو آمدنی جاگیر سے وقتاً فوقتاً خرچ دلایا جاتا۔ اس انتظام سے ہر حال سپاہی یا افسر نہایت خوشحال رہا کرتا تھا۔

خزانہ عامرہ شاہی کا یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ دو شخص تحویلدار معین تھے۔ ایک زمرۂ غلامان شاہی سے مرد لایق منتخب کر کے تعین کیا جاتا۔ اور دوسرا نجیب شہر سے شریف زادہ وہ بھی ہر طرح لایق اور نجیب الطرفین منتخب ہوتا تھا۔ یہ دو فریق اس لئے تعین کئے گئے تھے کہ باہم اضداد جنسی اونکو متفق نہونے دیتی تھی۔ چونکہ احتمال تھا کہ اگر دونوں فریق شریف یا نجیب الطرفین ہوں تو باہم اتحاد و دوستی قرابت پیدا کر کے خیانت اختیار کریں۔ اور جو دونوں تحویلدار غلام شاہی ہوں تو بھی ہمیں آش در کاسہ ہونیکا احتمال تھا

[illegible]

اور پرگنے کے حاکموں کا بھی اسی نہج پر انتظام کیا گیا تھا۔ یہ قانون سلطان مظفر بن سلطان محمود بیگڑہ کے آخر زمانہ تک نہایت کروفر سے جاری رہا۔ جب سلطان بہادر کا زمانہ آیا اور لشکر آفاقی[1] بہت جمع ہوا۔ وزرائے کفایت شعار نے آمدنی ولایت گجرات منتخب کی تو معلوم ہوا کہ بعض محال کی آمدنی ایک سے دس حصے زیادہ ہوگئی ہے۔ اور بعض محال آٹھ گنا اور بعض محال نو گنا ہوگیا تھا۔ اس لئے قانون قدیم منسوخ ہوگیا۔ اور راستی قانون جدیدہ نے ملک میں فتنہ وفساد برپا کیا۔ اس کا ذکر اپنے موقعہ پر بیان ہوگا۔

سلطان احمد نے بعد اس کے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ کبھی ایڈر کی مہم پر اور کبھی نصیر خاں حاکم آسیر کی تنبیہ کے لئے اور کبھی سلطان محمود بہمنی کی جانب اور کبھی ولایت میواڑ کی طرف ہر سال لشکر بھیجا کرتا تھا۔ اور کسی موقعہ پر آپ بذات خود تشریف لیجاتا۔ فتح ونصرت ہمیشہ مانند غلامان زریں کمر ہمرکاب سعادت انتساب رہا کرتے۔ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوا کہ مدت سلطنت میں شکست حاصل ہوئی ہو۔ گجرات کا لشکر کفاران منڈو دکن آسیر اور میواڑ پر ہمیشہ فتحمند ہوتا رہا۔ افسوس! ایسا بادشاہ عادل رعیت پرور لشکر نواز بھی طمانچہ اجل سے نہ بچا۔ ۸۴۵ھ ہجری کی دوسری ربیع الثانی کو سفر آخرت اختیار کیا۔ ارکان دولت وافسران لشکر نے سواری آخری مقبرہ ماتک چوک تک پہنچا کر گوہر گنجینہ سلطنت کو خاک میں پوشیدہ کردیا۔

یہ بادشاہ ۷۹۳ھ ہجری کی ماہ ذی الحجہ کی انیسویں[19] شب کو دہلی میں پیدا ہوا۔ تیئیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ بتیس برس چھ مہینہ بائیس روز سلطنت کرکے زندانیٔ پیک اجل کو حاضر حاضر کہتا ہوا چلا گیا۔ حضرت قطب الاقطاب شیخ رکن الدین کان شکر سے بیعت حاصل تھی۔ مرشد کے جذبہ باطنی نے بادشاہ کو ہمہ صفت موصوف بنا دیا تھا۔ زہد وتقویٰ عدل وانصاف اور سخاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ اسکی عدالت مشہور عالم تھی۔ چنانچہ اس نقل سے صاف پایا جاتا ہے۔

نقل

ایک روز داماد سلطان بغرور جوانی وقرابت سلطانی ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ ناحق وناروا کسی غریب کو قتل کردیا۔ بادشاہ نے از روئے داد گستری مثل مجرموں کے چپڑغٹو بنا کر عدالت میں بھجوا دیا۔ حاکم عدالت یعنی قاضی چیف جسٹیس نے ورثائے مقتول کو خون بہا لینے پر رضامند کرکے دو سو اونٹ یا قیمت ولوانیکا فیصلہ لکھکر منظوری کے لئے حضور میں مقدمہ بھجوا دیا۔ یہ دیکھکر بادشاہ عادل فرمانے لگا کہ اس خون کا خون بہا دلوانے سے مالداران شریر النفس کو جرأت دلانیکا احتمال ہوتا ہے۔ لہذا برائے معدلت آرائی مقتضی نہیں کہ خون بہا دلاکر قاتل چھوڑ دیا جائے۔ سزا دینا افضل ہوگا۔ قاضی نے حسب الحکم مجرم کو سر بازار دار پر لٹکایا۔ مردہ شبانہ روز آویزاں رہا۔ دوسرے روز دفن کیا گیا۔ بادشاہ کی عدالت اور سیاست مدن کا یہ حال دیکھکر تمام بدمعاشوں کی جان نکل گئی۔ اور انتہائے سلطنت تک کسی اوباش کو خون کرنیکی جرأت نہوئی۔

نقل دوسری۔ ایک روز بادشاہ محل کے جھروکہ سے دریائے سابر کا تماشہ ملاحظہ کر رہا تھا۔ برسات کے دن دریا میں پانی کا بڑھاؤ۔ دور سے کالی کالی چیز دکھائی دی۔ حکم ہوا کہ پیراک جاکر بہتے ہوئی شے کو نکال لائیں۔ حسب الحکم چند پیراک دوڑائے گئے۔ ایک مٹکا بستہ لاکر حاضر کیا۔ جب کھولا گیا تو کسی مقتول کا لاشہ نکلا۔ بادشاہ دیکھکر متعجب ہوا۔ اور فوراً سارے شہر کے کمہار حاضر کئے گئے۔ حکم ہوا کہ یہ مٹکا کس کا بنایا ہوا ہے۔ اور کس کے ہاتھ فروخت کیا گیا ہے۔ ہیبت سلطانی ایسی غالب تھی کہ بامر مجبوری ایک کمہار نے اقبال کیا۔ کہ یہ مٹکا میرا بنایا ہوا ہے۔ اور فلاں موضع کے فلاں مقدم کو بقیمت فروخت کیا گیا تھا۔ جب مقدم دربار میں حاضر

[1] افاقی کے معنی سرحد نشین کے ہیں۔ ترک، چرکس، کردو دور دراز ملکوں ایران توران، خراسان، ازبکستان، روم وغیرہ سے فوجیں جمع ہوکر آفاقی کہلاتی ہیں۔ جمعیت لشکر کی کثرت ہی

ہوا۔ تحقیقات ہونے لگی۔ دریافت ہوا کہ فلاں بقال کو بطمع مال قتل کرکے اسی صورت دریا میں بہایا گیا تھا۔ جب مجرم اقبالی ثابت ہوا۔ دارالقضا میں پہنچایا گیا۔ قاضی صاحب نے حد شرعی جاری کی۔ بادشاہ کے زمانہ سلطنت میں سوائے اِن خون کے کوئی بندۂ خدا ناحق و ناروا قتل نہ کیا گیا تھا۔ بادشاہ کی طبیعت موزوں واقعہ ہوئی تھی حضرت قطب الاقطاب سید برہان الدین بن سید جلال مخدوم جہانیاں قدس اللہ ارواحہما کی مدح کا ایک شعر تمثیلاً لکھا گیا ہے۔ شعر

قطب زمانہ ما برہان بس است مارا ✤ برہان او ہمیشہ چوں شامش آشکارا

سلطان محمد بن سلطان احمد شاہ کا بیان

سلطان احمد کے تیجے کے روز سلطان محمد شاہ باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ امورات سلطنت میں پست حوصلہ ثابت ہوا۔ اکثر بڑے بڑے امورات اہم میں اس کی عقل رسا معذور تھی۔ اس نے اپنا دار و مدار عیش و عشرت پر رکھا تھا۔ اسکی زرنجشی نے ساری خلق اللہ کو گرویدہ کر لیا تھا۔ لوگوں نے اس کا نام سلطان زرنجش رکھا۔ جلوس کے پہلے برس ایڈر پر لشکر کشی کی گئی تھی۔ راجہ ہیبت سلطانی سے بھاگ کر کوہستان میں روپوش ہوا۔ بار دگر بذریعہ ایلچی معافی مانگی۔ اور لڑکی بطریق ڈولا بادشاہ کی خدمت میں بھیجدی۔ وہ ایسی حسین تھی کہ خود بدولت دیکھکر لٹو ہو گئے۔ اس کی شفاعت سے ایڈر کا ملک مرحمت ہوا۔ ایڈر سے لگے ہاتھ ولایت ناگڑہ تاخت و تاراج کرتا ہوا دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ ۹۲۹ھ ہجری میں عارف ربانی عالم سبحانی قطب المشائخ شیخ احمد کھٹو المعروف بہ گنج بخش قدس سرہٗ نے دار فانی سے کوچ فرمایا۔ اسی بادشاہ نے حضرت کے مزار پر مقبرہ اور مسجد وغیرہ عمارات تعمیر کی تھیں۔ یہ بادشاہ ۹۵۴ھ ہجری میں جانپانیر تشریف لیگیا۔ بوقت واپسی سانولی پرگنہ کے موضع گوہڑہ میں واقعہ طبیعت علیل ہوگئی۔ ارکان دولت متواتر کوچ کرتے ہوئے دارالسلطنت میں بادشاہ کو لیکر حاضر ہوئے۔ کسی طبیب کا معالجہ سود مند نہوا۔ آخر الامر ۲۰ محرم ۸۵۵ھ ہجری کے روز سفر آخرت اختیار کی۔ مقبرہ اٹک چوک میں باپ کے پہلو میں مدفون ہوا۔ مدت سلطنت نو برس اور کئی مہینے اور بقول دیگر سات برس اور چار مہینے۔ بادشاہ کے مرنیکا سبب صاحب مرات سکندری نے اور نہج پر بیان کیا ہے۔

سلطان جلال خان ملقب بہ قطب الدین بن محمد شاہ کا احوال

جب بادشاہ کا انتقال ہوا شاہزادہ جلال خان نڈیاد میں تشریف رکھتا تھا۔ ارکان دولت نے طلب کرکے ۸۵۵ھ ہجری کے محرم مہینے میں تخت نشین کیا۔ حسب رسوم قدیم لشکر اور امراء کو انعام سے سرفرازی بخشی۔ اس عرصہ میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ بارادہ گجرات دارالحکومت سے روانہ ہوکر نواح سلطان پور میں داخل ہوا۔ اور یکوچ ہائے متواتر بڑودہ جاکر غارت گری کرنے لگا۔ یہ بڑودہ میں تھا کہ مخبروں کے ذریعہ سے سلطان قطب الدین کا بارادہ مقابلہ قصبہ خانا پور متصل دریائے مہی تشریف لانا معلوم ہوا۔ بڑودہ سے نکلکر براہ کپڑنج اسی قصبہ میں پہونچا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ خلجی ہزیمت پاکر چلا گیا۔ یہ لڑائی ۸۵۵ھ ہجری کی ماہ صفر کی پہلی تاریخ واقعہ ہوئی تھی۔ اسی سال ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حضرت قطب الاقطاب برہان الدین نے جنکا لقب قطب العالم مشہور تھا دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ کسی طالب العلم نے مادۂ تاریخ یوم الترویہ کہا تھا۔ نقل ہے کہ جب سلطان محمود حد گجرات میں داخل ہوا۔ بعض اہل قلم کو کسی وجہ خاص نے بادشاہ کی نظروں سے گرا دیا تھا۔ بامید ملازمت خلجی سے ملاقات کی۔ اور فرد حساب ملک گجرات محمود کے ملاحظہ سے گذری۔ معلوم ہوا کہ دو حصہ کا ملک فوج اور بادشاہی خالصہ میں معین کیا گیا ہے اور ایک حصہ ائمہ و سادات علماء وغیرہ مستحقین کے لئے خیرات رکھا گیا ہے یہ دیکھکر محمود خلجی فوج گجرات سے محروم ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ سلاطین گجرات کے پاس دو طرح کا لشکر موجود ہے۔ ایک سپاہ خوش حال جو ہمیشہ کمر باندھے تیار رہا کرتی ہے۔ اور دوسرا سادات عظام و مشائخ کرام دائمہ و فقرا کی فوج راتوں کو تیر دعا عیان سلطنت کے لئے برسانے کو مستعد ہے۔ پھر کون ایسا ہوگا جو ایسے لشکر پر فتح حاصل کریگا۔ اسی بنا پر محروم ہوکر واپس چلا گیا۔ اور سلطان قطب الدین بفتح و فیروزی داخل احمد آباد ہوا۔ جب دشمن کا کھٹکا نہ رہا عیش و عشرت میں مصروف ہوا۔ سلطان محمد نے حضرت شیخ احمد کھٹو کے روضہ متبرکہ کا کام جاری کیا

تہا۔ مگر اوسکی عمر نے وفاداری نہ کی۔ اور ابتک عمارت ناتمام تھی۔ سلطان قطب الدین نے انجام کو پہنچا دیا۔ علاوہ اس کے کانکریہ تالاب اور نگینہ باڑی اور کہانڈول کی عمارتیں اس عمدگی اور خوبصورتی سے بنائی گئیں کہ دیکھنے والے دیکھ دیکھکر تعریف کرتے تہے۔ مؤلف مرات سکندری کہتا ہے کہ یہ ساری عمارات میری دیکھی ہوئی تھیں۔ مگر اب سوائے کانکریہ تالاب اور نگینہ باڑی کے کہانڈول حویلی کا نشان تک باقی نہ رہا۔

بعد چند روز دریافت ہوا کہ رانا کو مہپل حاکم قلعہ چتوڑ ضلع ناگور میں فساد کر رہا ہے۔ رعایا کو جانی مالی دونوں کا نقصان ہو رہا ہے سنہ ۸۶۱ ہجری میں سلطان قطب الدین باتفاق سلطان محمود خلجی چڑھ دوڑا۔ اور قلعہ آبو تسخیر کرتا ہوا چتوڑ کی اطراف و جوانب تہلکہ عظیم برپا کر دیا۔ رانا گھبرا کر چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے قلعہ کے باہر آیا۔ پانچ روز ایسی لڑائی پڑی کہ مسلمانوں نے راجپوتوں کے دانت کہٹے کر دئے۔ رانا بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ وکیلوں کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر استدعا کی۔ کہ آئندہ ضلع ناگور محفوظ رہیگا۔ بادشاہ براہ بندہ نوازی میرے ملک سے دست بردار ہو کر تشریف لیجاوے پیشکش سالانہ حضور میں پہنچتا رہیگا۔ بادشاہ نے رانا سے معاہدہ لکھوا لیا۔ اور جانب دارالسلطنت کوچ فرمایا۔ سلطان محمود مالوہ چلا گیا۔ کچھ دن نہ گذرے تہے کہ رانا نے خلاف معاہدہ یار و گرنا گور پر حملہ کیا۔ آدہی رات کیوقت مخبروں نے وزیر عماد الملک ملک شیعان کو خبر پہونچائی۔ بادشاہ کو بالکی میں سوار کر کے رانوں رات چل کھڑا ہوا۔ جب راجہ کو خبر ملی اوسوقت اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ بادشاہ سرور پہنچکر تاجدار دارالسلطنت ہوا۔ اسی سنہ ہوا۔

یہ بادشاہ آٹھ برس چھ مہینہ تیرہ دن سلطنت کر کے سنہ ۸۶۳ ہجری کی ماہ رجب کی تیسری تاریخ کو سلطنت چھوڑ کر چلا گیا مقبرہ مانک چوک میں اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوا۔ اوسکی وفات کی نسبت اور بہی سبب بیان کئے گئے ہیں۔ مرات سکندری ملاحظہ کرنے سے معلوم ہونگے۔

سلطان قطب الدین کا چچا سلطان داؤد ولد احمد شاہ کی سلطنت

سلطان قطب الدین کے انتقال کے بعد امرا و وزرا نے سلطان داؤد بن احمد شاہ کو تخت نشین کیا۔ تاریخ تخت نشینی ۱۰ رجب تھی۔ اس بادشاہ کو والد نے لیاقت جہانگیری سے محروم رکھا تہا۔ امورات سلطنت کی طرف متوجہ نہوا۔ اور ایسے کام کرنے لگا جس سے علاء الملک نے باتفاق امرا سلطان قطب الدین کا چھوٹا بہائی فتح خاں جو مختلف البطن اور حضرت شاہ عالم قدس سرہ کے ظل حمایت میں پرورش پایا تہا۔ تخت نشین کیا۔ شادیانے بجنے کی آواز سلطان داؤد کے گوش زد ہوئی۔ براہ کھڑکی شیخ اودہن رومی کی خانقاہ میں چلا گیا۔ حضرت کے زمرہ مریدوں میں داخل ہو کے۔ باقی ایام زندگی وہیں بسر کئے۔ مدت سلطنت ایک مہینہ اور ۱۰ دن شمار ہوئے ہیں۔

سلطان محمود بیگڑہ کی سلطنت

کہتے ہیں کہ سلطان محمود بارہ ۱۲ شعبان سنہ ۸۶۳ ہجری کے روز تخت سلطنت آبائی پر بٹھایا گیا۔ اہل گجرات کے نزدیک بیگڑہ نام ہونے کے دو سبب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ بادشاہ کی مونچھیں مانند شاخ نرگاؤ موٹی و دراز اوپر پیچ دار تہیں۔ اس صفت کے بیل کو اہل گجرات بیگڑہ کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گجراتی زبان میں بی دو کو کہتے ہیں اور گڑہ کا بہی قلعہ۔ محمود نے قلعہ جوناگڑہ اور چانپانیر تین شبانہ روز میں مفتوح کئے تہے۔ اسوجہ سے بیگڑہ مشہور ہوا۔ مولف مرات سکندری کہتا ہے کہ سلاطین گجرات میں ایسا نامور بادشاہ نہیں گذرا۔ تمام باتیں اسکی قابل قدر اور یادگار روزگار ہیں۔ عدل و احسان میں اپنا نظیر نہ رکہتا تہا۔ جہاد کا اہتمام ایسا کیا

کہ آج تک کسی سے نہوا۔ رعایتِ احکام اسلام اور مسلمانوں کے اعزاز ہمیشہ ملحوظ خاطر تھے۔ بچپنے کے زمانہ سے لیکر بوڑھا ہونے تک اُنکی رائے میں غلطی واقع نہوئی۔ ساری عمر حواس خمسہ میں کسی نے اختلال نہ دیکھا۔ اور اور بادشاہوں سے اللہ نے درازی عمر بھی عنایت فرمائی تھی۔ قوت اور توانائی کی تشبیہیں بہت موجود ہیں۔ شجاعت ایسی تھی کہ نام سُنکر بڑے بڑے بہادروں کا زہرہ پانی ہوجاتا تھا جیسی قوت وطاقت تھی ویسی اشتہا بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک وقت گجراتی وزن کا ایک من کہانا کہاتا تھا جسکا ایک سیر پندرہ بہلونی تھا۔ اور رات کو پلنگ کے دونوں بازو دو قاب سموسوں کے بھرے ہوئے رکھے جاتے تھے۔ جس کروٹ سے بیدار ہوتا اوسی قاب سے ایک مُشت سموسہ اُٹھاکر کھالیتا۔ صبح ہوتے ہوتے دونوں قابیں صاف ہوجاتیں۔ اور پھر صبح کو بعد ادائے نماز ایک پیالہ شہد اور ایک پیالہ گھی اور ڈیڑھ سو سنہلی کیلے کا ہر روز ناشتہ ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ بارہا مرتبہ فرماتا تھا کہ اگر پروردگار عالم محمود کو دولتِ سلطنت عطا نہ فرماتا تو اُسکی شکم سیری کیونکر ہوتی۔ اور قوۃ باہ ایسی تھی کہ کسی عورت کو تاب ہم بستری نہوتی۔ مگر ایک حبشن نوجوان دراز قد مشرف ہوا کرتی۔ اِس بادشاہ نے تیرہ برس دو ماہ کے سن میں تخت پر جلوس فرمایا حسب رسوم آبا واجداد لشکر اور امرا کو خلعت اور انعام سے مالا مال کردیا۔

آپکی تخت نشینی کو چند مہینے گذرے تھے کہ بعض امرائے مفسد عماد الملک ملک شعبان وزیر دولت کے حاسد بنکر حضور میں بدگوئی کرنے لگے۔ بظاہر دوستی کے برتاؤ اور پوشیدہ حسد کے پھپولے پھوڑتے تھے۔ اونکا مدعا یہ تھا کہ وزیر کو بادشاہ کی نظر عنایت سے گرادیا جائے۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ رات دن کے کہنے سُننے سے بادشاہ کو بھی شک پیدا ہوا۔ جب مقید کروالیا تب حسد کے چلتروں نے پیچھا چھوڑا۔ بداندیش اپنی کر گذرے تھے۔ اگر فیلخانہ کا داروغہ عبد اللہ نامی خدا لگتی نہ کہتا تو بیچارے عماد الملک کا نہ جانے کیا انجام ہوتا۔ ایک رات بداندیشوں کی بھیڑ سے دربار خالی تھا۔ داروغہ نے موقعہ پاکر وزیر عماد الملک کی خیر خواہی اور امرائے بداندیش کی افترا پردازی حضور میں ثابت کردیں یہ دیکھکر ملازمان خاص حضوری داروغہ صاحب کے شریک ہوئے۔ بادشاہ کا شک بھی رفع ہوگیا۔ اوسیوقت عماد الملک کو قید خانہ سے رہائی دیگئی۔ خلعت بھی ملا۔ اعزاز میں ترقی ہوئی۔ نظروں میں وقار زیادہ ہوا۔ یہ دیکھکر امرائے بدبیں کی جان نکل گئی۔ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ عماد الملک کی رہائی ہم پر ضرور آفت ڈھا بنوالی پڑی ہوگی۔ اور ویسا ہی ہوا۔ صبح ہوتے ہی بدخواہوں کی گرفتاری کا حکم چھوٹا۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی تاکید دی گئی تھی کہ جب گرفتار ہوجائیں۔ فوراً ساروں کے مکان تاراج کردیئے جائیں۔ مگر نہ معلوم کسنے اُنکو آگاہ کیا۔ سب کے سب اپنی فوج لیکر قلعہ ارک پر حملہ کرنے کے ارادے سے آپہنچے اوسوقت حضور میں تین سو آدمی سے زیادہ جمعیت موجود نہ تھی بادشاہ نے حکم فرمایا کہ فیلخانہ سے پانچ سو چھ سو ہاتھی نمک حراموں پر چھوڑدیئے جائیں۔ ہاتھیوں کا حملہ اللہ کی پناہ۔ ایک بھی نہ ٹھیرا جمعیت پریشان ہوگئی۔ پھر اُنکی گرفتاری دشوار نہ تھی۔ بہادران محمودی نے ایک ایک کرکے چن لیا۔ جیسے شیر بکریوں پر گرتا ہے نمک حراموں میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ اُس روز سے داب سلطانی کا ایسا سکہ بیٹھا کہ تا بقائے سلطنت کسی کو مجال عدول حکمی نہوئی۔ جب اُن کا خاتمہ ہوگیا۔ مقربان درگاہ سے ۱۵۲ امیروں کو خطاب دیئے گئے۔ جاگیریں ملیں منصب کی ترقیاں ہوئیں بادشاہ کے پاس امیروں کا لشکر از سر نو جمع ہوگیا۔ تمام قلمرو گجرات میں امن وامان کی دُہائی پھر گئی۔ بادشاہ نے اُمرا کے لئے ایک قاعدہ معین کیا تھا۔ کہ جو امیر یا عہدہ دار کسی لڑائی میں شہید ہوجائے۔ خواہ اجل طبعی سے فوت ہو تو اوسکی جاگیر اُس کے بیٹے کے نام منتقل کردیجائے۔ اور بر تقدیر اولاد ذکور نہو۔ لڑکی نصف جاگیر کی مستحق ہوگی۔ اور خدا نخواستہ لاولد ہو تو متعلقین کے لئے تنخواہیں معین کردیجائیں۔ تا کسیکو شکایت باقی نہ رہے۔ ایک روز کسی نے حضور میں ظاہر کیا کہ فلاں امیر مرحوم کی اولاد صاحب لیاقت نہیں۔ حکم ہوا۔ دولتِ سلطانی سے لائق ہورہیگا۔ من بعد کسیکو ایسے الفاظ ناشایستہ عرض کرنیکی جرأت نہوئی۔

اسی بادشاہ نے مسافروں کے آرام کے لئے سرائیں اور طلبا کیواسطے مدرسے اور عام مسلمانوں کے لئے مسجدیں تعمیر کروادیں۔ پھر ایک اشتہار جاری ہوا کہ ہمارے لشکر کا سپاہی تک کسی سے قرض نہ لیوے۔ بوقت ضرورت سرکاری خزانچی سے جو خاص اسی بات کیلئے علیحدہ مقرر کیا گیا ہے بقدر احتیاج قرض لیکر حسب وعدہ ادا کرتا ہے یہ اُمر اس غرض سے کیا گیا تھا کہ بادشاہ بزبان خود فرمایا کرتا کہ قرضدار سپاہی جہاد میں جی چراتا رہیگا۔ کبھی اُس سے کارروائی ظہور میں نہ آئیگا۔ سرحدین گجرات میں اکثر میوہ دار درخت اسی بادشاہ کے حکم سے لگائے گئے ہیں۔ کسی شہر یا قصبے خواہ گاؤں میں کوئی مکان یا دوکان بدون بادشاہ کے ملاحظہ سے گذرتی فوراً آباد ہوجاتے

شکست کی ترمیم اور خالی کے لئے کوئی کین تجویز کیا جاتا۔

۸۶۹ھ ہجری میں نظام شاہ والی دکن نے درخواست بھیجی کہ میرے ملک پر سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ بلا سبب حملہ کیا چاہتا ہے بادشاہ نے اسی وقت کوچ فرمایا۔ یہ خبر خلجی کو پہونچی کہ سلطان محمود بہ نفس نفیس برہان پور ہوتا ہوا ادھر تشریف لاتا ہے۔ شہر بیدر کے محاصرہ سے دست بردار ہو کر مالوہ چلا گیا۔ نظام شاہ نے ایلچی بھیجکر بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ محض حضور کی توجہ نے یہ آفت سر سے ٹالی۔ امیدوار ہوں کہ زیادہ تکلیف نہ فرما کر وہیں سے مراجعت ہو تو انسب ہوگا۔ بادشاہ حسب الخواہش نظام شاہ پلٹ آیا۔ ۸۷۱ھ ہجری میں تیاری لشکر کا حکم ہوا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ جوناگڑھ اور گرنار تسخیر کرتے ہوئے ہاتھ راؤ منڈلیک کا بھی قلع قمع کر دیا جائے۔ جب لشکر کی تیاری ہونے لگی حضور سے داروغہ خزانچی کو حکم پہونچا کہ پانچ کروڑ روپیہ کا سونا خالص سواری کے ساتھ تیار رکھا جائے اور اسلحہ خانہ کے داروغہ کو حکم دیا گیا کہ مصری ایمانی مغربی اور خراسانی یہ چار قسم کی ایکہزار سات سو تلواریں ہر ایک کا قبضہ سونے کا چھ سیر سے چار سیر تک کا بنایا جائے۔ اور تین ہزار آٹھ سو تلواریں احمد آبادی بعض اعلیٰ درجہ کی تلوار کا قبضہ پانچ سیر چاندی کا اور بعضے تلوار کا قبضہ چار سیر چاندی سے کم نہو علاوہ اُن کے ایکہزار سات سو خنجر و کٹاریں ہر ایک قبضہ ڈھائی سیر سے تین سیر تک سونے کا بنایا جائے اور داروغہ اصطبل خاص کو حکم دیا گیا کہ دو ہزار عربی اور ترکی گھوڑے سواری کے ساتھ حاضر رہیں۔ اس تیاری کے ساتھ سلطان محمود بہ نفس نفیس دار الخلافہ سے روانہ ہوا۔ اور جاتے ہی قلعوں کے محاصرہ کئے گئے۔ راؤ منڈلیک نے مقابلہ نہ کیا۔ محاصرہ کو چار ہی دن گذرے تھے کہ بادشاہ نے سونے اور چاندی کی قبضہ والی تلواریں اور خنجر اور کٹاریں اور گھوڑے لشکر کو تقسیم کر دئے۔ اس حوصلہ کا بادشاہ گجرات کی سلطنت میں پھر پیدا نہوا۔ سارا لشکر ملک سورٹھ میں بھیجدیا گیا۔ لشکر نے ملک کو خوب لوٹا۔ دولت سے سارا لشکر مالا مال ہو گیا۔ جب یہ کیفیت دیکھی۔ راؤ منڈلیک نے بذریعہ وکلا امان مانگی۔ بادشاہ نے منظور فرما کر کسی مصلحت سے یورش قلعہ موقوف رکھی اور محاصرہ اٹھا کر دار الخلافہ چلا آیا۔

۸۷۲ھ ہجری میں بادشاہ کو خبر دیگئی کہ راؤ منڈلیک پونجا کرنے کو سوار ہوتا ہے۔ سر پر چھتر شاہی اور بدن میں لباس مرصع بیش بہا پہنکر جایا کرتا ہے۔ یہ سنکر حمیت سلطنت کو ناگوار گذرا حکم ہوا کہ چالیس ہزار سوار جرار بھیجدئے جائیں۔ یا تو چھتر و زرائن چھین لیا جائے۔ خواہ راؤ کا ملک تاراج کر دیا جائے۔ ادھر لشکر روانہ ہوا۔ اور ادھر راؤ کو بھی خبر دیگئی۔ چھتر و خلعت معہ زرائن و پیشکش لائق پہلے سے خدمت میں بھیجدیا۔ بادشاہ کا یہی منشا تھا لشکر بین راہ سے لے لیوا کر واپس پھرا۔ بادشاہ نے سارا زرائن قوالان شاہی کو تقسیم کر دیا۔

۸۷۳ھ ہجری میں بار دگر قلعہ جوناگڑھ و گرنار کی تسخیر کا ارادہ مصمم ہوا۔ ہنوز لشکر نہ پہونچا تھا۔ کہ راؤ منڈلیک بلا طلب حاضر ہوا عرض کیا کہ غلام کی کون سی تقصیر فرمائی باعث تحریک اسلام ہوا کرتی ہے۔ بظاہر کوئی گناہ نہیں پایا جاتا۔ فرمایا کہ کفر سے زیادہ اور کون گناہ ہوگا۔ اب رہا امان بلا شرط قبول اسلام نہ دیا جائیگا۔ ایک اسلام قبول کرنے سے ساری باتوں کا فیصلہ ہے۔ راؤ سمجھ گیا اور راتوں رات بھاگ کر قلعہ بند ہوا دوسرے روز سے لڑائی شروع ہوئی۔ جب قلعہ والوں کے پاس آذوقہ نہ رہا راؤ نے نہایت عجز و انکساری سے امان مانگی۔ ادھر وہی جواب دیا گیا۔ آخر الامر راؤ دست بستہ خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر کے کلمہ توحید پڑھا۔ یہ فتح ۸۷۵ھ ہجری میں حاصل ہوئی۔

حوادث سکندری میں مرقوم ہے کہ راؤ منڈلیک قلعہ سپرد کر کے بادشاہ کے ساتھ احمد آباد آیا۔ اور حضرت شاہ قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں اسلام سے مشرف ہوا۔ تا دم زیست آپ ہی کا ہو رہا مسلمان ہونے کے بعد خان جہاں نام رکھا گیا۔ اسکی پرستش گاہوں سے سونے چاندی کی جو مورتیں ملیں۔ سب کو توڑوا کر فوج کو تقسیم کر دیں۔ کھانے پینے کے لئے جاگیر عنایت فرمائی۔ جب مر گیا تو کالو پور دروازے کے رستہ پر سیدھی طرف مدفون ہوا۔

ملک سورٹھ اسی غرض سے تسخیر کیا گیا تھا۔ کہ ظلمت کفرستان برطرف ہو کر روشنی اسلام پھیلائی جائے۔ ہر شہر و دیار سے علماء و فضلا اور قاضیوں کو بلا بلا کر ہر جگہ تعین کر دئے۔ تاکہ اعلام شرع محمدی بلند کر کے سارے ملک میں مراسم دین نبوی جاری ہو جائیں۔ بادشاہ بذات خود ہمہ تن متوجہ ہوا۔ شہر پناہ نہایت مستحکم

بنوایا گیا۔ اور قلعہ کے اندر بڑی بڑی کوٹھیاں اور عالیشان عمارتیں تعمیر ہوگئیں۔ جب بادشاہ کی توجہ کامل دیکھی ہر ایک رئیس نے ایک ایک مکان سکونت کے لئے تیار کیا۔ تھوڑے عرصہ میں شہر ایسا آباد ہوگیا کہ احمد آباد کہئے تو مناسب نہوگا۔ مگر بادشاہ نے مصطفےٰ آباد نام رکھا۔ جب ملک سورٹھ سے خاطر خواہ اطمینان ہوا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملک سندھ ظلِ عاطفت سلطانی سے ابتک محروم ہے۔ ۸۷۸ ہجری میں چڑھائی کردی گئی۔ لونڈی غلام اس کثرت سے ہاتھ لگے۔ کہ جوناگڈھ آباد ہوگیا۔ جگت سانکو دیو بھی اسی سال تسخیر ہوا۔ اس کے تسخیر ہونیکا ایک سبب ایسا پیدا ہوا جس سے بادشاہ کو لامحالہ فوج بھیجنی پڑی تھی۔ کہتے ہیں کہ ملا محمود سمرقندی معہ اہل وعیال سمندر کی راہ سے کہیں جارہا تھا۔ کفاران جگت نے مسلمان سمجھکر گرفتار کرلیا۔ جب کسی تدبیر سے رہائی میسر نہوئی۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے آگاہ کیا بادشاہ کفاروں کے لئے ایسا موقعہ ڈھونڈا کرتا۔ خبر ہوتے ہی لشکر کو کمر بندی کا حکم ہوا۔ بادشاہ کی ایلغار مشہور تھی اور فوج بھی حکموں کی عادی ہورہی تھی۔ جاتے ہی نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا۔ کفاران جگت کے چھکے چھوٹ گئے۔ کچھ بھی بنائے نہ بنی۔ مسلمانوں نے سب کو تہ تیغ رکھ لیا۔ سارا دار و مدار بتخانوں پر رکھا گیا تھا۔ غازیان دیندار نے بتخانوں میں گھس گھس کے سارے بت اور بت خانوں کو مسمار کردئے۔ بادشاہ نے دوگانہ شکرانہ ادا کیا۔ سابق میں بادشاہانِ سلف سے کسیکو ایسی فتح حاصل نہوئی تھی جس جگہ ناقوس اور گھنٹے بج رہے تھے۔ اب وہاں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ خزانہ بیشمار از قسم زر نقد و جواہر و ملبوسات پر زرغازیان اسلام کے ہاتھ آیا۔ ملا محمود سمرقندی معہ اہل وعیال قید سے رہا ہوا۔ اور بادشاہ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ جگت سنکو دیو فرحت الملک ملک طوغاں کو مرحمت ہوا۔ لشکر میں آذوقہ ختم ہوچکا تھا۔ اطراف و جوانب سے ہم پہونچا کر بادشاہ کی سواری سمت جوناگڈھ روانہ ہوئے۔

۸۸۰ ہجری میں فخر الاولیا حضرت شاہ عالم قدس سرہٗ نے دار فانی سے کوچ فرمایا۔ تاج خاں نریالی حضرت کے زمرۂ مریدوں میں اور امرائے محمود شاہی میں شمار کیا جاتا تھا۔ مرقد شریف پر گنبد عالی تعمیر کروایا۔ روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول سنہ مذکور کے روز سلطان مصطفےٰ آباد میں رونق افروز ہوا۔ اسی عرصہ میں مچھیروں نے ظاہر کیا کہ قزاقان ملبار نے فی زماننا یہ وتیرہ اختیار کیا ہے کشتیوں میں سوار ہوکر بندر گجرات میں آنے جانے والوں کو غارت کررہے ہیں۔ اگر ان کا انسداد نہ کیا جائیگا آئندہ بندر کی راہیں بند ہوجانیکا احتمال رہتا ہے۔ بادشاہ فوراً گھوگہ میں تشریف لایا۔ اور چند کشتیاں بکار آمد مرتب کرکے تجربہ کار ہشیار کا ایک گروہ تعینات کیا گیا۔ اور خود بدولت سر سواری کہمایت ہوتے ہوئے سرنج تشریف لایا۔ زیارت حضرت شیخ الاولیا سے مشرف ہوکر تین روز تک قیام رکھا۔ چونکہ زمانہ جہاد میں بعض امرا کو درجہ شہادت حاصل ہوا تھا۔ اور بعض اجل طبعی سے قبر میں سو رہے تھے۔ اون کی اولاد کو روبرو طلب فرماکر حسب ضابطہ اولاد مذکور کے نام پوری جاگیر اور اولاد اناث کے نام نصف جاگیر بحال کردی گئی۔ اور بعض لاولد کے ورثا و متعلقین کے لئے علی قدر مراتب تنخواہیں معین ہوگئیں اور جاگیریں خالصہ میں شریک کردیں۔ جب اس امر ضروری سے فرصت حاصل ہوئی۔ دار السلطنت میں رونق افروز ہوا۔

بادشاہ کو ایک مدت سے تسخیر قلعہ چانپانیر مرکوز خاطر تھا مگر اس عرصہ میں ملک سورٹھ وغیرہ کفرستان کی ظلمت مٹانے میں اسقدر فرصت نہ ملی جو چانپانیر کا عزم کیا جاتا۔ اکثر اوقات بعزم سیر و شکار اوسی جانب تشریف لیجاتا۔ اتفاقاً ایک روز شکار کرتے ہوئے کنار دریائے واترک پہونچا۔ یہ وہ دریا ہے جو احمد آباد سے بارہ کوس فاصلہ پر فیما بین مشرق و جنوب بہہ رہا ہے۔ اس دریا کی آب و ہوا کچھ ایسی مرغوب طبع ہوئی کہ بادشاہ کا جی لگ گیا۔ چند روز سیر و شکار میں مصروف رہکر آخر کار بنیاد دنیائے محمود آباد قائم کردی۔ ادھر بستی کے آباد کرنیکا کام شروع ہوا۔ ادھر بادشاہ نے خاص اپنے رہنے کے لئے دریا کنارے ایک پشتہ نہایت مضبوط پتھر کا باندھکر عمارت عالیشان لائق شاہان اولوالعزم تعمیر کردی۔ مورخ نے عمارت تو نہیں مگر کچھ کچھ ایسی علامات دیکھی تھیں جس سے ایک دیدۂ سلطنت مترشح ہوتا تھا۔ جب بادشاہ کو تعمیر سے فرصت ہوئی۔ تسخیر قلعہ چانپانیر کا ارادہ کیا۔ اللہ کو منظور تھا۔ عرصہ قلیل میں دوسری ذیقعدہ ۸۸۹ ہجری کے روز خانہ راول سے اولیائے دولت محمود شاہی کو سپرد ہوگیا۔ تاریخ فتح قلعہ کلمہ افتتح و لفظ ذیقعد سے پائی جاتی ہے۔ بادشاہ کو آئے ہوئے چانپانیر کچھ ایسی مطبوع طبع ہوئی۔ کہ ایک شہر نہایت عظیم الشان آباد کرکے پائے تخت قرار دیا۔ اور نام محمد آباد رکھا گیا۔ شہر کی آبادی کے ساتھ

ایک مسجد عالیشان نہایت وسیع و خوشنما تعمیر کردی حصار شہر پناہ بھی بنوایا گیا۔ جب بادشاہ نے دارالسلطنت و پائے تخت قرار دیا۔ تو لامحالہ اراکین سلطنت اور بڑے بڑے سوداگر اور اکثر نامی اہل حرفہ نے ایک ایک عمارت اپنے لئے تعمیر کی۔ سواد شہر میں عمدہ عمدہ باغات بنائے گئے۔ سب میں اعلیٰ درجہ کی زیب و زینت سے باغ بہاول نامی آراستہ کیا گیا تھا۔

سنہ ۹۱۰ ہجری میں بادشاہ مصطفےٰ آباد تشریف لیگیا۔ چندے قیام فرما کر محمود آباد رونق افروز ہوا۔ سنہ ۹۱۲ ہجری میں ولایت سورٹھ معہ قلعہ جوناگڈھ شہزادہ خلیل خاں کو مرحمت ہوئی۔ اس عرصہ میں عراق و خراسان سے سوداگروں کا قافلہ عراقی اور ترکی گھوڑے معہ سامان لئے ہوئے گجرات آرہا تھا۔ قریب آیو سرہی والے راجہ نے حملہ کرکے سارا قافلہ غارت کیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ سوداگروں کے پاس پہننے کپڑے تک نہ رہے۔ سوداگر بے سروپا فریاد کناں بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ دین پناہ رحم دل مسافر نواز کا حکم ہوا کہ قافلہ والوں کے اسباب تلف شدہ کی قیمت از روئے فرد حساب خزانہ عامرہ سے دلوادی جائے۔ سرہی والے راجہ سے سمجھ لیا جائیگا۔ قافلہ والے بادشاہ کی جان و مال کو دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ حضور سے ایک فرمان تہدید سرہی والے کو بھیجا گیا۔ اور اوپر لشکر کو کوچ کا حکم ہوا۔ فرمان میں تحریر تھا کہ تم نے خیانت باطنی سے دور دراز کے مسافروں کو غارت کرکے تمام مال و اسباب اور گھوڑے تلف کئے ہیں۔ بمجرد ورود فرمان سارا سامان بالتغلب و بالجبر حضور میں بھیجدیا جائے۔ ورنہ رایات عالیات سرہی کی غارتگری کو روانہ ہو چکی ہیں۔ فرمان پہنچتے ہی راجہ مارے خوف کے لرزنے لگا۔ اور فوراً تمام مال و اسباب معہ پیشکش لائق حضور میں بھجوا دیا۔ ہنوز لشکر سلطانی سرور سرہی میں نہ پہونچا تھا۔ کہ دلکلا راجہ حاضر دربار ہوئے۔ اور نہایت عجز و انکساری سے معافی مانگنے لگے۔ بادشاہ نے رحم فرما کر مراجعت کی۔ اور محمد آباد میں رونق افروز ہوا۔ پھر چار برس تک کسی ملک پر لشکر کشی کا اتفاق نہوا۔ نو مہینہ محمد آباد میں قیام فرما کر فقط تین مہینے فصل خریف میں احمد آباد تشریف لایا۔ عادل خاں حاکم آسیر کا معمولی پیشکش بروقت نہ پہنچا۔ سنہ ۹۱۳ ہجری میں لشکر کو کمربندی کا حکم ہوا۔ رایات والیات گھوڑ دریائے تپتی سایہ افگن ہوئے۔ اور عادل خاں یہی سمجھا کہ بدوں پیشکش بھیجے جان نہ بچیگی۔ فوراً تیاری کرکے معمولی پیشکش اور خدمت لائق حضور میں بھجوا عرض کیا کہ اس سال کچھ ایسے ہی اتفاق پیش آئے جس سے پیشکش بروقت خدمت بندگانعالیں نہ پہونچ سکا۔ دیر ہونیکی معافی کا خواستگار ہوں۔ بادشاہ نے معذرت منظور فرمائی۔ اور لشکر جانب نندربار روانہ کرکے خود بدولت و اقبال قلعہ تہالنیر کی سیر کرتا ہوا نندربار تشریف لایا۔ چند روز قیام فرما کر جانب محمد آباد کوچ کیا۔

سنہ ۹۱۳ ہجری میں ولایت چیول پر لشکر کشی کی گئی تھی۔ مگر فرنگیوں کی باہمی اختلال سے معاودت فرما کر جانب بسنی و خطہ بمبئی تشریف لایا۔ اس اضلاع میں چند روز قیام فرما کر سنہ ۹۱۴ ہجری میں جانب دارالملک کوچ کیا۔ بادشاہ کی لڑکی کا نواسہ عالم خاں بن حسن خاں نے اپنی والدہ کے ذریعہ سے حضور میں عرض کیا۔ کہ عادل خاں بن مبارک حاکم قلعہ آسیر و برہان پور آج سات برس کا زمانہ ہوتا ہے کہ حکومت سے دست بردار ہو کر گوشہ لحد میں سو رہا۔ اور دنیا سے لاولد اٹھ گیا۔ امرائے فاحش شناس نے متفق ہو کر اولاد ملک راجا خانہ زاد سے ایک کو منتخب کرکے حاکم بنائے نام بنا لیا ہے۔ اور سارے ملک کی حکومت آپ کرتے ہیں اگر بادشاہ کی بندہ نوازیاں مجھ ایسے سچے مستحق کو خاک مذلت سے مسند عزت پر بٹھادیں عجب نہوگا۔ چونکہ بنسبت حاکم حال آپکا فدوی سچا مستحق مانا جاتا ہے۔ بادشاہ نے درخواست منظور فرما کر عالم خاں مذکور کو حکومت قلعہ آسیر و برہان پور مرحمت فرمائی۔ جب بادشاہ کی سواری نندربار جاتی تہالنیر میں پہونچے۔ بعد عید الضحیٰ چار ہاتھی اور تیس لاکھ ٹنکے بخشش دیکر خطاب عادل خاں مرحمت فرمایا۔ ملک لادن خلجی کا مولد موضع بناس متعلقہ سلطان پور و نندربار تھا۔ انعام دیا گیا۔ ملک پور مراحم خسروانی خطاب خانجہاں مرحمت ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ عادل خاں کی رفاقت میں ہمیشہ حاضر رہے۔ علاوہ اس کے بعض امرا بھی تعینات ہوئے۔ عادل خاں رخصت لیکر آسیر چلا گیا۔ بادشاہ کی سواری دارالملک میں رونق افروز ہوئی۔

اوسی سال بجنائے سادات سے سید محمود جونپوری ثانی احمد آباد میں آخطلعہ جمال پور مسجد تاج خاں بن سالار خان غریبالی میں فروکش ہوا چند ہی روز نہ گذرے تھے کہ سید صاحب امام آخری الزماں مہدی علیہ السلام بن بیٹھے اور خلق اللہ کو اپنی طرف متوجہ کرنیکی کوشش کرنے لگے۔ علمائے وقت اُن کے جھوٹے دعوے سے برافروختہ ہوئے۔ اور باتفاق رائے فتوائے قتل تحریر کیا گیا۔ یہ سنکر سید صاحب چلتے پھرتے نظر آئے۔ اور سیدھے پٹن جاکر دم لیا۔ پٹن میں آپکی کچھ رونق ہوئی۔ آخر کسی تقریب سے پالن پور تشریف لیگئے۔ مسلمانوں نے سید صاحب کی مطابعت اختیار کی۔ اور آپکو سچے مہدی کہنے لگے۔ چنانچہ مسلمانان پالن پور اب تک اوسی مذہب پر قائم ہیں۔

۹۱۶ھ ہجری کی ذی الحجہ مہینے میں بادشاہ پٹن تشریف لے گیا۔ یہ آخری سواری تھی۔ سب سے علماء و فضلاء کو بلاکر زبان مبارک سے فرمایا کہ میں خوب سمجھ چکا ہوں۔ کہ میرا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے۔ اسوقت میں تم سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ یہ سنکر علماء کو تاب باقی نہ رہی۔ بے اختیار رونے لگے۔ (سچ ہے سلطان محمود ایسا بادشاہ عادل رعیت نواز غریب پرور۔ حق شناس۔ اپنی زبان سے ایسے کلمے کہے اور سنکر رونا نہ آئے) خود بادشاہ علماء کو تسکین دینے لگا۔ تین روز رہکر چوتھے روز مراجعت فرمائی۔ اور سید باسرخ تشریف لایا۔ حضرت شیخ احمد کھٹو عرف گنج بخش قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوکر روضہ کے باہر جو خاص اپنے لئے قبہ مدفن بنا رکھا تھا۔ بنظر عبرت ملاحظہ کیا۔ اور احمد آباد آتے ہی بیمار ہوا۔ تین مہینے تک بیماری کا طول کھچا۔ جب وقت قریب آیا۔ بڑودہ سے شہزادہ خلیل خاں کو طلب فرماکر اپنے سفر آخرت سے آگاہ کیا۔ تیسری رمضان المبارک یوم دوشنبہ ۹۱۷ھ کے روز وقت نماز عصر تخت سلطنت سے اوٹھکر تابوت میں جا لیٹا۔ ارکین دولت نے اوسی مقبرہ میں جو عین حیات تعمیر کر رکھا تھا۔ گوہر گنجینہ سلطنت کو برج لحد میں پوشیدہ کردیا۔ یہ بادشاہ آٹھویں رمضان ۸۴۹ھ ہجری کو پیدا ہوا۔ چھوتر برس سلطنت کرکے ۶۷ برس کی عمر میں دنیا کو چھوڑکر چلا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلیل خان ملقب بہ سلطان مظفر حلیم کی سلطنت

ساتویں رمضان ۹۱۷ھ ہجری وقت نماز جمعہ شاہزادہ خلیل خاں نے تخت سلطنت آبائی پر جلوس فرمایا۔ اپنا نام سلطان مظفر رکھا۔ بزرگوں کی رسمیں زندہ رکھیں۔ امراء و وزراء وغیرہ ارکین سلطنت کو علی قدر مراتب انعام عطا فرمائے۔ آپ کے زمانہ شہزادگی میں جو رئیس نزدیک رفیق تھے۔ سب کو منصب و جاگیریں اور خطاب مرحمت فرمائے۔ امرائے محمود شاہی بھی علی قدر مراتب سرفراز کئے گئے۔ اوسی سال ماہ شوال میں شاہ اسمٰعیل والئے ولایت عراق و خراسان کا ایلچی مسمی میرزا ابراہیم خزانچی دار و گجرات ہوا۔ ارکان دولت نے استقبال کرکے دربار شاہی میں حاضر کیا۔ ایلچی مذکور آداب شاہانہ بجا لایا۔ اور جو ہدیہ اور تحفے لایا ہوا تھا حضور میں پیش کئے۔ ازاں جملہ فیروزہ کا پیالہ نہایت خوبصورت اور نازک تھا۔ اقسام اقسام کے ملبوسات زریں پیش بہا اور ایک صندوقچہ جواہرات کا بھرا ہوا سامنے رکھدیا۔ علاوہ اُس کے تین گھوڑے عراقی عمدہ عمدہ ایک سے ایک بہتر تھا۔ میدان دربار میں کھڑے کردئے۔ وقت رخصت مظفر شاہ نے ایلچی کو معہ بھرا ہی خلعت شاہانہ سے سرفرازی بخشی۔ سابق میں بڑودہ ایک قصبہ تھا۔ اسی بادشاہ نے اوسکو شہر بنایا اور دولت آباد نام رکھا۔

اس عرصہ میں فرماں روایان مالوہ سلطان محمود و سلطان محمود کے باہمی جھگڑوں سے بربادیٔ مالوہ کی خبریں حضور میں متواتر پہونچیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سلطان محمد مالوہ سے بھاگ کر قریب محمد آباد عرف جانپانیر اس سلطنت کی پناہ میں کسی جگہ مقیم ہے۔ حکم ہوا کہ فرماں روائے مذکور کی تمام ضرورتوں کا انتظام کردیا جائے۔ بلکہ اطمینان دلایا جائے۔ کہ انشاء اللہ بعد انقضائے ایام برسات رایات عالیات جانب مالوہ بلند کئے جائینگے۔ داماد سلطان عادل خاں حاکم آسیر برہان پور صفدر خیز رندوں کے ملازمت سے مشرف ہوا۔ چند روز رخصت لیکر چلا گیا۔ اُسی عرصہ میں سلطان محمد مانڈو کے شاہ اسمٰعیل والئے عراق کے ایلچی کے آدمیوں سے کچھ یوں ہی سی گفتگو واقعہ ہوئی۔ اگرچہ کم رتبہ کا مگر بادشاہ تھا۔ ایلچی کے آدمیوں کی گفتگو ناگوار طبع ہوئی۔ آزردہ ہوکر چلا گیا۔ اور اُسکا رخصت پیے جلد جانا بادشاہ کو بھی خلاف مرضی واقعہ ہوا۔ ایلچی مذکور کو رخصتی خلعت تعمیل چکا تھا۔ شاہ اسمٰعیل کے واسطے تحفہ

تحائف دیکر رخصت کیا۔ ۹۱۸ھ ہجری کے شوال مہینے میں متواتر خبر آگئی کہ سلطان محمد مندو کے یوں بے سر و سامان مالوہ پلٹ آئیگی خبر سنکر سلطان محمود نے اگرچہ حقیقی بہائی تھا۔ لشکر کفار بے انتہا فراہم کرکے تعینات کیا۔ اول تو سلطان محمد کے پاس اتنا لشکر نہ تھا جو محمود کے لشکر کا کلمہ بکلمہ جواب دیتا۔ کچھ یوں ہی سی چھپا چھپتی میں ہزیمت پاکر واپس چلا گیا کہتے ہیں کہ سلطان محمود کا دیوان مدار المہام میدنی راؤ ہندو بچہ تھا۔ اوسکو مسلمانوں سے قلبی عداوت تھی سلطان محمد کے جانیکے بعد سلطنت میں ایسا دباؤ ڈالا کہ بادشاہ کوئی چیز نہ تھا۔ بے مرضی اس کے کوئی کام خود بادشاہ نکر سکتا تھا میدنی راؤ نے رفتہ رفتہ رسوم بت پرستی جاری کرکے اسلام کو مٹا رکھا تھا۔ بادشاہ ایسا مجبور کہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر دم نہیں مار سکتا تھا۔ لوگ کھلم کھلا کہہ رہے تھے کہ اگر چند سے یونہی رہا تو محمود کو بھی محمد کے سلطنت مالوہ سے ہجرت کرنیکی ضرورت واقعہ ہوگی جبتک دونوں بہائی متفق علیہ تھے میدنی راؤ کوئی چیز نہ تھا۔ اسی غرض سے باہم لڑوا کر سلطان محمد کو خارج کروا دیا اور پھر محمود پر ایسا قبضہ کیا کہ بائے نام بادشاہ رہگیا۔ یہ کیفیت سنکر بادشاہ کو تاب باقی نہ رہی۔ لشکر تیار کرکے محمد آباد سے مالوہ کا رخ کیا گودرہ پہنچکر اور زیادہ فوج کی بھرتی ہو رہی تھی کہ راجہ ایڈر کے باغی ہونیکی خبر ملی۔ مہم مالوہ ملتوی رہی۔ اور لشکر ایڈر کیجانب روانہ ہوا۔ چلتے وقت فوج کو سرے حکم دیا گیا تھا کہ سب سے پہلے ایڈر کے بت خانے اور کفار کے مکان منہدم کرے جائیں جبتک یہ نہوگا بت پرستی کبھی نہ مٹیگی۔ بادشاہ کی تشریف آوری سنکر راجہ بہت گھبرایا۔ اور تو کچھ بن نہ پڑی۔ ندامت مٹانیکی غرض سے معمولی پیشکش سے بھی کچھ زیادہ رقم زر نقد اور جواہرات بیش بہا معہ عرضداشت بادشاہ ظل اللہ کی خدمت میں بھیجکر تقصیرات گذشتہ و حرکات ناشائستہ کی معافی مانگی بادشاہ نے مہربانی فرماکر ایڈر کا دہاوا موقوف رکھا اور پیشکش لے لیکر مراجعت فرمائی۔ یہ واقعہ ۹۱۹ھ ہجری میں گذرا تھا جب سواری گودرہ میں رونق افروز ہوئی۔ شہزادہ سکندر خاں کو محمد آباد روانہ فرماکر جانب مالوہ کوچ کیا۔ دو حد میں قلعہ کی تعمیر کا حکم فرماکر سواری آگے بڑھی۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطانی دہشت سے فتنہ انگیز میدنی راؤ سلطان محمود کو لیکر چندیری چلا گیا۔ بادشاہ نے بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ ہمارا یہ منشا نہ تھا کہ مالوہ تسخیر کرلیا جائے البتہ اس غرض سے لشکر کشی کی گئی تھی کہ سرغنہ باغیان یعنی میدنی راؤ کو معہ گروہ متابعین سزا معقول دیکر دونوں بہائیوں میں صفائی کرا دیجائے چونکہ یہ شاہان اسلام میں شمار کئے جاتے ہیں مناسب نہیں کہ اسلامی سلطنتیں باہم لڑتی رہیں بادشاہ مدت سے دہار کے آہوخانہ کی تعریفیں سن سنکر مشتاق ہو رہا تھا۔ بلحاظ موقع مناسب تشریف لیگیا۔ واقعی آہوخانہ کی عمارت اور محل والا درہ دونوں چیز قابل دید تھیں۔ بادشاہ بہت محظوظ ہوا۔ مراجعت فرماکر محمد آباد تشریف لایا۔ ۹۲۰ھ ہجری میں بذریعہ عرضداشت خبر دریافت ہوئی کہ ایڈر کا راجہ بھیم راؤ فوت ہوگیا۔ اگرچہ اسکا بیٹا بہار مل موجود تھا۔ مگر متوفی کا بھتیجا رائے مل بجائیت رانا سانگا والئی چتوڑ پتے متبنی کو معزول کرکے آپ قابض ہوگیا۔ بلکہ اسکو ایڈر سے بھی نکالدیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ راؤ بھیم اس سلطنت کی اجازت سے راجہ بنایا گیا تھا چتوڑ والیکی مجال نہیں کہ بدون رضامندی ہمارے رائے مل غاصب کو حکومت ایڈر سپرد کرے ایک فرمان بنام نظام الملک جاگیردار احمد نگر روانہ کیا گیا۔ تاکید تحریر تھا کہ بمجرد ورود فرمان بہر عنوان غاصب نکالدیا جائے۔ اور مستحق وراثت قائم مقام ہے۔ نظام الملک نے تیاری کرکے ایڈر پر لشکر کشی کی رائے مل غاصب بھی لڑنے کو تیار ہوا۔ ۹۲۳ھ ہجری میں فریقین کا مقابلہ ہونے لگا کبھی رائے مل غالب ہوتا کبھی نظام الملک یہ دونوں میں باہم شتم پشتم ہوا ہے کہ اس عرصہ میں امرائے مالوہ حبیب خاں وغیرہ بخوف میدنی راؤ نمک حرام طریقہ دین اسلام کو منڈو سے برطرف کرکے رسوم کفرانہ جاری کر رہا ہے مسلمانوں پر ظلم و بیداد کی کوئی حد نہ رہی۔ اکثر اہل اسلام شہید کئے گئے اور یقین ہے آجکل سلطان محمود بھی قتل کردیا جائیگا اور بر تقدیر جان سے نہ مارا۔ زندہ در گور قید تو ضرور ہوگا۔ ہم نمک خوران قدیم سے دیکھا نہ گیا۔ بھاگ کر حضور کی حمایت میں آرہے یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا۔ انشاء اللہ بعد برسات کافر و کفر کی خبر لیجاوے گی۔ اور ہر منڈو میں یہ کیفیت گذری کہ جب میدنی راؤ مسلمانوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا سلطان محمود سمجھا کہ مکرم کی نیت بخیر نہیں۔ سارا ملک و دولت خزانہ لشکر سب ہی کچھ اس کے قبضہ میں ہوگیا۔ اگرچہ بظاہر نہ معلوم کس بات سے فی الحال میرا معترض نہیں مگر مجھکو نظر بندی کے اسباب دکھائی دے رہے ہیں۔ ابھی ابھی نکلجانا میرے حق میں بہتر ہوگا۔ ایک روز آدھی رات کیوقت دو گھوڑے بہم پہنچا کر ایک پر آپ اور دوسرے پر حرم کو سوار کرکے اس پھرتی سے جانب گجرات روانہ ہوا کہ کسیکو کانوں کان خبر نہوئی۔ جب بادشاہ کو ایسی حالت سے آنیکی خبر ملی۔ فوراً خیمہ و خرگاہ معہ لوازمہ سلطنت تیار کرواکر بھجوا دیا اور خبر مقدم کی خوشخبری کہہ سنائی۔ چوتھی ماہ ذیقعدہ ۹۲۳ھ ہجری کو مہم منڈو کی تیاری ہوکر لشکر روانہ ہوا۔ پندرہویں شنبہ کو موضع دیولہ میں سلطان محمود منڈو سے ملاقات ہوئی لشکر شاہی سلطان محمود کو ہمراہ لئے ہوئے منزل بمنزل سرحد منڈو میں داخل ہوا۔ قلعہ کے اطراف جوانب لشکر کا پڑاؤ ہوا۔ مورچہ بندیاں ہونے لگیں۔ میدنی راؤ نے اہالیان قلعہ منڈو کو کہلا بھیجا کہ جبتک رانا سانگا کو لیجائے تم شاہی لشکر سے ٹالم ٹول کرکے ایک مہینہ نکالدو۔ یہ کہکر میدنی راؤ دہار سے چتوڑ روانہ ہوا جاتے ہی رانا کو جواہر بیش بہا جو خزانہ محمود شاہ سے ملگئے تھے رانا کو دیکر لبھا لیا۔ بلکہ کئی عمدہ ہاتھی اپنے ساتھ لیگیا تھا۔ رانا کو پیش کئے رانا لالچی تھا میدنی راؤ کیساتھ منڈو کیطرف متوجہ ہوا۔ یہ سارنگ پور پہنچا تھا کہ بادشاہ کو قلعہ والوں کی جاسازی کھل گئی

رانا کی روک تھام کیلئے عادل خاں آسیری اور قوام الملک کو معہ امرائے شجاعت پیشہ روانہ کرکے لشکر سلطانی نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں شجاعان و جیدار و جوانمردان تہور شعار کی تلواروں نے ۱۰ ہزار کفار کا ستھراؤ کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار کفار واصل جہنم ہوئے۔ دوسری ماہ صفر یوم دوشنبہ کو قلعہ مفتوح ہوگیا۔ لشکر اسلام کے ۷۰ سردار نامی نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ انکی تفصیل تاریخ مظفر شاہی اور مرات سکندری میں مرقوم ہے کسی شاعر نے تاریخ فتح منڈو کا ایک قطعہ لکھا ہے جس کے آخر مصرعہ سے سنہ ثابت ہوتی ہے۔ قطعہ۔ مظفر شاہ کرد فتح منڈو کہ اول تخت گاہش دہار باشد۔ اگر پرسند از تاریخ فتحش بر بشائی ہمہ کفار باشد۔ اور یہ عربی مصرعہ بھی تاریخ بتا رہا ہے۔ قد فتح المنذ و سلطانا۔

سلطان مظفر شاہ کا تا۔ منڈو میں سیر کیلئے تشریف لیجانا اور سلطان محمود کے ہاں مہمان بننا وغیرہ کیفیت مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔

بادشاہ کے واپس آنیکے بعد ۹۲۵ھ ہجری میں پھر خبر آئی کہ فیما بین سلطان محمود منڈو اور رانا خوب لڑائی پڑی سلطان محمود زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔ بادشاہ نے منڈو کی حفاظت کیلئے لشکر روانہ کیا۔ جب سلطان محمود کی زخم دوزی ہوکر اتمام ہوا۔ رانا نے اسکی لڑکی کو بطریق رہن اپنے پاس رکھکر بادشاہ کو رخصت کیا۔ ۹۲۶ھ ہجری میں رانا نے ایڈر پر چڑھائی کی۔ احمد نگر وغیرہ کے جاگیرداروں کو ہزیمت ہوئی۔ راہ دلیر ہوکر سرنگر و بھیلسنگر تاخت و تاراج کرنے لگا۔ اس عرصہ میں خبر ملی کہ لشکر سلطانی احمد آباد اور پٹن سے گوشمالی کے لئے آرہا ہے پے در پے کوچ کرتا ہوا چتوڑ پہنچا۔ ۹۲۷ھ ہجری کے ماہ محرم میں بادشاہ نے رانا کی گوشمالی کیلئے غلام خاص ملک ایاز کو ایک لاکھ سوار کا افسر مقرر کرکے اور ایک سو ہاتھی باربرداری کیلئے دئے۔ قوام الملک کو بیس ہزار ہاتھی قلعہ شکن کی جمعیت سے دونوں سرداروں کو رخصت کیا۔ ملک ایاز کے ساتھ جو سامان دیا گیا تھا صاحب مرات سکندری مفصل بیان کرتا ہے۔ ایک ادنی غلام کے جاہ و جلال سے سلاطین گجرات کا حد بیرونہ قدرت نمائی پایا جاتا ہے الدرے تیری شان۔ افواج قاہرہ نے ریت باگھڈ سے کافروں کو لوٹنا و قتل کرنا شروع کیا۔ اسلئے کہ باگھڈ کا راجہ رانا کا شریک تھا جب چتوڑ کی حد میں پہنچے سلطان محمود خلجی منڈو سے معہ لشکر آملا۔ افواج قاہرہ کا بایں تیاری آنا سنکر رانا کی جان نکل گئی۔ سرداران لشکر اسلام کی باہمی نفاق نے رانا کو صاف بچا لیا۔ ورنہ خدا جانے چتوڑ کی کیا نوبت ہوتی یہ دیکھکر رانا نے عذر معذرت پیش کرکے صلح کرلی۔ لشکر سلطانی احمد آباد چلا آیا اگرچہ رانا کے ساتھ صلح کرنے سے بادشاہ ملک ایاز سے آزردہ خاطر ہوا۔ مگر اب موقعہ نکل چکا تھا۔ خاموش ہو رہا اور فرمایا کہ انشاء اللہ برسات گذرنے پر رانا کی خبر لیجاوینگے۔ ملک ایاز رخصت لیکر سورٹھ چلا گیا۔ ۹۲۸ھ ہجری میں سلطان بارادہ تسخیر قلعہ چتوڑ احمد آباد سے احمد آباد تشریف لایا۔ ادھر تیاری ہو رہی تھی کہ رانا کا لڑکا حسب قرارداد پیشکش معینہ لئے ہوئے حاضر ہوا انکی گرفتاری موقوف رہی۔ ۹۳۱ھ ہجری میں شہزادہ بہادر خاں جاگیر کی شکایت سے آزردہ ہوکر ڈونگرپور چلا گیا چند سے قیام فرماکر چتوڑ ہوتا ہوا مالوہ اور بھوپال میں جا کر دم لیا۔ شاہ دہلی سلطان ابراہیم لودی کو پانی پت میں ظہیر الدین بابر شاہ سے لڑائی پڑی تھی۔ بادشاہ دہلی شہزادہ کیساتھ باعزاز پیش آیا۔ شہزادہ کی شجاعت و جوانمردی نے بادشاہ کے دل میں سکہ بٹھا دیا۔ دہلی کے لوگ فریفتہ ہوگئے اگرچہ بادشاہ کو انکی جوانمردی سے کسیقدر غیرت پیدا ہوئی مگر مہمان ہونیکا خیال مانع ہوا شہزادہ بھی سمجھ گیا۔ فوراً رخصت لیکر جونپور چلا گیا۔ شہزادہ کے ہاتھ سے رانا کے بھتیجے کا مارا جانا وغیرہ کیفیت مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔ شہزادہ جونپور کی حد میں پہنچا تھا کہ سلطان مظفر کے مرنیکی خبر سنکر عازم گجرات ہوا۔

بسوقت بہادر خاں شہزادہ کے آزردہ ہوکر چلے جانیکی خبر بادشاہ سلطان مظفر نے سنی۔ ارکین دولت کو حکم ہوا کہ بہرصورت شہزادہ کو فرمانمند کرکے پھیر لایا جائے حسب الحکم امرا روانہ ہوئے مگر بادشاہ زادہ برات سے نکل گیا تھا۔ اسی عرصہ میں بادشاہ بیمار ہوا ۹۳۲ھ ہجری میں محمد آباد سے دولت آباد عرف بڑودہ تشریف لایا۔ اور بکوچہائے طولانی احمد آباد آکر محل کھمبہ میں کوروانہ بخشی۔ بادشاہ کی علالت دیکھکر ارکان دولت کو مایوسی ہوگئی۔ شہزادہ سلطان سکندر ولیعہد مقرر ہوا۔ شہزادہ لطیف خاں کو یقین ہوگیا کہ سکندر خاں کی ولیعہدی مجکو زندہ نہ چھوڑیگی۔ بال بچوں کو لیکر خیرہ آباد کے روز بڑودہ چلا گیا بعض کا یہ قول ہے کہ لطیف خاں بادشاہ کے اشارہ سے نکل گیا۔ اس کے دوسرے روز بادشاہ نے ولیعہد کو چند نصیحتیں فرمائیں جو امور سلطنت کے متعلق ضروری سمجھی جاتی تھیں۔ اس کے بعد بادشاہ بیس روز تک زندہ رہا۔ ۲۲ جمادی الاخر روز جمعہ تمام ارکین دولت و اعیان شہر کو طلب کرکے کلمات رخصت بیان فرمائے۔ ٹھیک نماز جمعہ کے وقت داعی حق کو لبیک کہتا ہوا خالی ہاتھ چلا گیا مقبرہ سلطان محمود بیگڑہ واقعہ سرکھیج میں دفن ہوا۔ ۱۲ برس ۹ مہینے سلطنت کے شمار ہوئے یہ بادشاہ سید محمد طاہر بڑودہ والوں کا مرید تھا۔ (۲) بادشاہ میں تمام صفتیں موجود تھیں زہد و تقوی حد درجہ کا بڑھا ہوا تھا۔ عالم و دیندار علیم تو سارے عالم میں مشہور تھا انکی حلیمت نے دنیا بھر میں بٹھا دیا تھا۔ شجاعت و بہادری میں یگانہ روزگار تھا اپنی ساری عمر میں کبھی نشہ نہ پیا تھا۔ تمام خصائل پسندیدہ کی مفصل خبر مرات سکندری بتا رہی ہے۔ سیاست مدن سے جو بادشاہ کیلئے واجب مانا گیا ہے علمیت کو بٹہ نہیں لگتا۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں زراعت کی اسقدر ترقی کی گئی تھی کہ پرگنہ جہالاواڑ کی

رعایا چراگاہ مویشی کی شکایت کرنے لگی۔ حکم دیا گیا کہ چراگاہ کے لئے زمین چھوڑ دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

سکندر خان ملقب بہ سلطان سکندر شاہ کی کیفیت

باپ کے مرنیکے بعد بیٹا تخت نشین ہوا۔ رسوم تخت نشینی ادا ہوتے ہی فوراً محمد آباد چلا گیا۔ ۲۵ جمادی الآخر ۹۳۲ھ ہجری کو حسب رسوم بزرگان محمد آباد میں جلوس فرمایا۔ زمانہ شہزادگی کے ہم جلیس امرازادوں کو علی قدر مراتب خطاب مرحمت ہوئے کہتے ہیں کہ طویلہ خاص سے ایکہزار سات سو گھوڑے ملازمان خاص کو تقسیم کر دیئے۔ اگرچہ اس حرکت سے امرائے مظفر شاہی کو کسیقدر صدمہ گذرا۔ اور وزیر عماد الملک ملک شعبان ازحد آزردہ ہوا۔ چونکہ عماد الملک اگرچہ زمرہ غلامان شاہی میں شمار کیا جاتا تھا۔ مگر سلطنت کی تربیت نے عہدہ وزارت تک پہنچا دیا تھا خوش قدم اس کا لقب تھا مگر سلطان سکندر نے انجام بینی نفرما کر عہدہ وزارت سے محروم رکھا۔ اس عرصہ میں شہزادہ لطیف خاں کی سلطان پور و نذر بار کی پہاڑیوں میں روپوش ہونیکی خبر ملی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ راجہ بھیم اس کے پلے پر ہو گیا ہے علاوہ اس کے اکثر امرائے سلطنت کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے سلطان سکندر نے بنظر حفظ ماتقدم لطیف خاں کو گرفتار کرنے یا حدود گجرات سے باہر نکال دینے کیلئے معتمد خاص شمرزہ خاں کو تعین کیا جب لطیف خاں کا مقابلہ ہوا عین معرکہ میں شمرزہ خاں مارا گیا۔ قیصر خاں اسی مہم پر مامور ہوا۔ ادھر امرائے مظفر شاہی سلطان سکندر کی حرکات سے بددل ہو رہے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ عماد الملک کا سلطنت سے اچھا رہنا کسی روز برا دن دکھائے گا۔ بعض تو کنارہ کش ہو کر جاگیروں میں جا رہے۔ عماد الملک کو ہوس وزارت نے دلی نعمت زادے کے خون کا پیاسا کر دیا۔ اس دن سے اسی کی ٹوہ میں لگا رہتا۔ اشرمردان تجربہ کار خانہ جنگیاں لڑے ہوئے سپاہیوں کو اپنے ساتھ متفق کر کے قابو کا منتظر ہو رہا تھا۔ بحسب اتفاق ایک روز بادشاہ چوگان بازی سے تھک کر خیمہ میں آرام فرما رہا تھا۔ پچھلی رات کو چالیس پچاس سواروں کا ٹولہ ہمراہ لیکر درِ دولت سلطانی پر حاضر ہوا۔ عماد الملک نے رومال سے منہ چھپا لیا تھا۔ درِ دولت پر چند آدمی حاضر تھے۔ سواران باڈی گارڈ چوگان بازی کے تھکے ماندے اپنے اپنے گھر سو رہے تھے۔ عماد الملک سراپردہ سلطانی کے قریب پہونچا۔ حاجب نے اندر جانے کو منع کیا۔ یہ کب کسی کی سننے والا تھا۔ اور سواروں کو باہر کھڑا رکھا۔ ملک چھاتہ کو ہمراہ لیکر اندر گھسا۔ اور بادشاہ کو خواب راحت سے خواب مرگ میں پہنچا دیا۔ صبح ہونیکے بعد لاشہ موضع ہالول میں قریب محمد آباد مدفون ہوا۔ یہ واقعہ بنگر فرسا ۱۴ شعبان ۹۳۲ھ ہجری کو ظہور میں آیا۔

عماد الملک نے نعمت زادے کے خون ناحق سے دامن تر کر چکا۔ حرم سرائے سلطانی سے پانچ چھ برس کا ایک لڑکا نصیر خاں نامی اٹھا لایا۔ اور اپنی گود میں بٹھا کر تخت نشین کیا۔ نام اسکا سلطان محمود رکھا گیا۔ حسب دستور قدیم لوگوں کا انعام اور خطاب ہوئے عماد الملک حسب منشاء ولی انتظام کرنے لگا۔ اور امرائے سلطنت اس حرکت ناشائستہ سے آزردہ ہو کر جاگیروں پر چلے گئے۔ چونکہ وزیر سے بدلہ لینے کا موقعہ حاصل نہ تھا انجام کار شہزادہ بہادر خاں کی تجویز ہونے لگی۔ پتہ لگا کر امرا نے طلب کیا۔ سلاطین گجرات میں بیگناہ قتل ہونیکا سہرہ سب سے پہلے سلطان سکندر کے سر باندھا گیا۔

بہادر شاہ کی سلطانت کا بیان

شہزادہ بہادر خاں پہلے ہی جاگیر سے آزردہ ہو کر چلا گیا تھا۔ اس کے جانیکے بعد سلطان مظفر نے سکندر خاں کو ولیعہد مقرر کیا۔ اور بھی سونے پر سہاگہ ہو پڑا۔ از بکہ بہادر کو اتنا کھٹکا کافی ہو گیا۔ جب سلطان مظفر کے مرنے کی خبر ملی ادھر آنیکی تیاری کر رہا تھا کہ سلطان سکندر کی شہادت کا غل ہوا۔ ساری باتیں چھوڑ کر مرا تعزیت ادا کیں۔ تین روز تک ماتم داری میں مصروف رہا۔ چوتھے روز بہم ایلغار قصبہ میگن پور عرف محمود نگر میں پہونچا۔ جمیع امرا بخوف عماد الملک جاگیروں میں جا بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے بہادر شاہ کے آنیکی خبریں سن سنکر اسی مقام میں آ حاضر ہوئے۔ بہادر خاں محمود نگر سے امرا کو لئے ہوئے ۲۶ ماہ رمضان کو داخل احمد آباد ہوا۔ چار روز توقف کر کے عید کے دن عیدگاہ میں تشریف لیگیا۔ جلسہ اپنے عام پر پہونچا لیا تب اطمینان ہوا۔ پچیس آدمی منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے۔ دوسری شوال کو جانب محمد آباد روانہ ہوا۔ یہ خبر سنکر عماد الملک پریشان ہوا۔ مآل کار سوچنے لگا

معلوم ہوا کہ نصیر خاں ہنوز بچہ ہے اور بہادر خاں تجربہ کار۔ یہ اُس سے سر نہ ہوگا۔ لطیف خاں بلایا جائے تو کچھ اُمید پڑتی ہے۔ اُسی اُدھیڑ بن میں لطیف خاں کو طلب کیا۔ مگر بہادر خاں کی بہادری اور شجاعت کا سکّہ بیٹھا ہوا تھا۔ اُس سے دونوں کو چھوڑ چھاڑ کر خانہ نشین ہو بیٹھا اس عرصہ میں سلطان بہادر دریا عبور کر کے لشکر کو وہیں چھوڑا اور آپ بہ سیم الیغار قصبہ ہالول میں جا دم لیا۔ پہلے سلطان سکندر کی زیارت کی اور پھر تاج خاں کو تین سو سواروں کی جمعیت سے عماد الملک کو گرفتار کرنے کے لئے مامور فرمایا۔ تاج خاں نے عماد الملک کا مکان تاراج کیا۔ وہ بھاگ کر ایک شیعہ کے گھر روپوش ہوا۔ اس عرصہ میں بادشاہ معہ لشکر و اثاثہ سلطنت داخل محمد آباد ہوا۔ خبر ملی کہ ابتک عماد الملک گرفتار نہیں کیا گیا۔ جاں نثاران درگاہ بھیجے گئے۔ فوراً گرفتار کر کے حاضر کیا گیا۔ عماد الملک چونکہ بڑے رتبہ کا غلام تھا۔ اُس کیلئے سزا وار تجویز ہوئی۔ گروہ شرکا عماد الملک کو بقول جیسی کرنی ویسی بھگتنی۔ سب کو سزائیں دی گئیں۔ لطیف خاں عماد الملک کے بلانے سے آرہا تھا۔ یہ خبر سنکر پلٹ گیا۔

۱۴۔ ماہ ذیقعدہ کی شب کو حسب رسوم قدیم تخت پر جلوس فرمایا۔ اُمرائے جاں نثار و زرائے لیاقت شعار کو بیش بہا خلعتیں اور گھوڑے مرحمت ہوئے۔ اور فوج بہر نے منظر پرورش بندگانِ خدا صدہا لنگر خانے شہر میں جاری کئے۔ ہر لنگر خانے سے پکا ہوا کھانا ملا کرتا تھا۔ اور جب بادشاہ کسی دن سوار ہوتا۔ سائل کو ایک اشرفی سے کم نہ دیتا تھا۔ لطیف خاں نے زمینداران ضلع سلطان پور و نندربار کو جمع کر کے لڑائی کی تیاری کی۔ اِدھر سے فوج سلطانی بھیجی گئی۔ عین معرکہ میں لطیف خاں زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا۔ لڑائی موقوف ہو گئی۔ فوج سلطانی لطیف خاں کو لیتی ہوئی آتی ہی تھی راہ میں مرغ درہ میں لطیف خاں کا مرغ روح پرواز کر گیا۔ لطیف خاں کا بکھیڑا یوں تمام ہوا۔ نصیر خاں زہر سے مارا گیا۔ سارے مدعی ٹھکانے لگے۔ بہادر شاہ کو کسی کا کھٹکا نہ رہا۔ اطمینان سے سلطنت کرنے لگا۔

۱۵۔ ماہ ربیع الاول ۹۳۳ھ ہجری کو بادشاہ کمبایت تشریف لے گیا۔ ہنوز تماشائے سیر دریا سے مطمئن نہوا تھا کہ ملک ایاز حاکم ملک سورٹھ کے لڑکوں میں باہم فساد برپا ہونیکی خبر سنی۔ سیر و تماشہ ملتوی رکھکر عازم جوناگڈھ ہوا۔ اور فریقین کو زمانہ کے نشیب و فراز سمجھا کر اتفاق کے مضبوط رشتہ سے دونوں کو باندھکر وقت مراجعت بندر دیو میں ایک مہینہ قیام کر کہا۔ اور بندر مذکور مجاہد بہلیم کو سپرد فرما کر احمد آباد تشریف لایا۔ رانا سانگا کا لڑکا کسی بکرماجیت حاضر ہوا۔ ملازمت سلطانی حاصل کی۔ برابر تین مہینہ تک احمد آباد میں قیام کر کہا۔ اور کمبایت کی سیر کرتا ہوا محمد آباد تشریف لایا۔ پھر محمد آباد سے روانہ ہو کر ناوت والے راجہ کی گوشمالی کرتا ہوا سورت پہنچا۔ اور سورت سے ایک رات دو دن کے عرصہ میں محمد آباد رونق افروز ہوا۔ اسی سال بندر بھڑوچ کا شہر پناہ تعمیر کرنیکا حکم دیا گیا۔ اور بعد اُس کے جانب باگھڈ لشکر کشی ہوئی۔ مقام میکرتج میں ڈونگر پور والے راجہ نے ملازمت حاصل کی وہاں سے پٹن ہوتا ہوا احمد آباد آیا۔ اور احمد آباد سے بطریق الیغار ایک ہی روز کی مسافت میں محمد آباد جا پہونچا اُس زمانے میں بہادر شاہی الیغار ضرب المثل مانے گئے تھے۔ اگر سارے الیغاروں کی پوری پوری کیفیت لکھی جائے تو اصلی مطلب فوت ہوتا ہے چونکہ اوراق صدر میں بھی شرط لکھی گئی ہے کہ احوال سلاطین گجرات منتخب و مختصر تحریر کیا جائیگا مفصل کا اشتیاق مدنظر ہو تو تاریخ سکندری ملاحظہ فرماویں۔ مترجم بھی اس امر کو پہلے ظاہر کر چکا ہے کہ اگر حیات مستعار نے بیوفائی نہ کی تو انشاء اللہ بعد ترمیم ترجمہ مراتِ احمدی سکندری کا ترجمہ شروع ہوگا۔

۹۳۵ھ ہجری میں حسب التماس محمد خاں عادل خاں آسیر (جو بادشاہ کا بھانجا تھا کسی مہم میں گاک کا خواستگار ہوا) ایک لاکھ سوار اور نو سو ہاتھی کوہ پیکر کی جمعیت سے جانب دولت آباد روانہ کیا۔ بھلا خیال کیجئے کسکی مجال تھی جو اس لشکر کا مقابلہ کرتا۔ فوراً مہم سر ہو گئی۔ بادشاہ نے ماہ شعبان میں دار السلطنت کی جانب مراجعت فرمائی۔

۹۳۶ھ ہجری ماہ محرم کی دوسری تاریخ کو دکن پر چڑھائی ہوئی۔ یہ سنکر شاہان دکن راجہ بکلانہ مسمی بہرجی نے دھار میں بادشاہ کی ملازمت حاصل کی حسب الحکم سلطانی بندر چیول و احمد نگر کے اطراف و جوانب کی بستی غارت کر دی گئی۔ دکن کے اکثر شہروں میں بہادر شاہ کے نام سے خطبہ پڑھا گیا۔ قلعہ منڈو کی تسخیر کا ارادہ ہوا۔ چند روز محاصرہ رہا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی۔ مگر قلعہ فتح نہوا۔ انجام کار ۲۹ شعبان کو بادشاہ بذات خود بہادروں کو ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ گیا۔ قلعہ کا فتح ہونا تھا۔ کہ سلطان محمود بھاگ کر محل میں روپوش ہوا بہادر شاہ نے قلعہ فتح کیا۔ مگر محمود خلجی سے معترض نہوا۔ وہ اسیطرح محل میں رہا گیا۔ بادشاہ قلعہ کے سیر تماشے میں مصروف رہا جب ساری بہار ختم ہوئی سلطان محمود خلجی اپنے لڑکوں سمیت بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ہمراہی سرداروں میں سے الف خاں۔ آصف خاں اقبال خاں کو منتخب کیا۔ کہ محمود خلجی کو معہ فرزندوں کے بحفاظت

تمام احمد آباد لئے جائیں۔ اُن کے نکلنے سے پہلے راجہ پال کولیوں کی جمعیت لیکر سرحد دھوہد میں منتظر تھا۔ کہ اس عرصہ میں یہ تینوں سردار بھی پہنچے۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔ راجہ پال اس غرض سے لڑ رہا تھا کہ خلجی کو رہا کر کے لیجاوے۔ آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ بیچارہ محمود خلجی سر کہیں مارا گیا۔ لڑائی ختم ہوئی۔ اُس روز سے سارا ملک لوہ سلطان بہادر کے قبضہ میں آگیا۔

۹۳۲ھ ہجری کی ماہ صفر میں سلطان بہادر شاہ قلعہ آسیر و برہان پور کی سیر کو تشریف لے گیا۔ نظام الملک حاکم احمد نگر کو چتر شاہی عنایت فرما کر خطاب نظام شاہ کی سرفرازی بخشی۔ اُس دن سے آج تک نظام شاہ مشہور ہوا۔ اور محمد خاں آسیری کو خطاب محمد شاہ عنایت کیا۔ بارو گر سلطان بہادر منڈو تشریف لایا۔ اور کسی مصلحت سے اوجین پر چڑھائی ہوئی۔ جب راجہ کے مقید ہونے کی خبر ملی۔ بادشاہ بطریق ایلغار منڈو سے اوجین آیا۔ یہ ملک دریا خاں مالوہ کو سپرد ہوا۔ اور لگے ہاتھ بکو چھائے متواتر سارنگ پور پہنچا۔ اور ملو خاں کو جاگیر پر بھیجکر کے بہلسہ پر قبضہ کیا۔ بعد اُس کے قلعہ رائے سین جو کنار دریا واقعہ تھا بنام فلک احتشام برپا ہوئے۔ اُمرا کو مورچے تقسیم کر دئے یہ قلعہ سہلدی کے بھائی رائے سین کے قبضہ میں تھا۔ لشکر شاہی میں رومی خاں نامی کوفن آتشبازی میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ ایک ہی ضرب توپ سے قلعہ کا ایک برج گرا کر رستہ بنا دیا۔ دوسری جانب سے بارہ ہزار روکھتی پیادوں نے باران تیر برسا کر ایک اور برج کو چھلنی کر دیا۔ سہلدی یہ کیفیت دیکھکر عرض پیرا ہوا۔ کہ مجکو اسلام سے مشرف کیجئے قلعہ بھی حاضر ہے اور میں بھی غلام ہوں۔ اور اپنے بھائی لکھمن سین کو بلوا کر حضور میں حاضر ہوا۔ دونوں بھائی مشورت کرنے لگے۔ لکھمن نے کہا کہ مفت قلعہ کیوں دئے دیتے ہو میں نے اپنے لڑکے بھوپت کو رانا کے پاس بھیجا ہے۔ وہ عنقریب فوج کو کمک کچھ نہیں تو تیس چالیس ہزار لئے ہوئے آتا ہی ہوگا۔ چند روز ظالم ٹولا کرتے رہو۔ سہلدی کو بھی یہ بات پسند آئی۔ بادشاہ سے عرض معروض کر کے رخصت حاصل کی۔ اور چلتے وقت کہدیا کہ آج نہیں تو کل قلعہ پر بادشاہی علم کا پھریرہ اوڑتا ہوا دکھائی دیگا۔ جب دو سے روز حسب معاہدہ قلعہ سے کوئی اثر نہ ظاہر ہوا۔ اور مخبروں سے خبر ملی کہ رانا کا لڑکا تعداد کثیر لئے ہوئے ادھر آرہا ہے بادشاہ نے محمد شاہ آسیری اور عماد الملک کو بھوپت کی روک تھام کیلئے تعین کیا۔ عماد الملک نے حضور میں عرض کیا۔ کہ رانا کا لشکر بہت زیادہ ہے۔ بادشاہ نے اختیار خاں کو محاصرہ کی حفاظت پر رکھا اور آپ بذات خود سوار ہوا۔ نہ جانے گھوڑے تھے کہ پریاں تھیں۔ جو ایک شبانہ روز میں ستر کوس کا دھاوا مار کر لشکر ہراول کو جا ملایا بادشاہ کی سواری میں فقط تیس سوار ہمراہ تھے۔ خدا جانے وہ کیسے لوگ ہونگے جو اتنی بڑی مہم اور پھر جان جوکھوں کے کام میں ذرا بھی نہ جھجکتے تھے۔ جب رانا کو خبر ہوئی ایک منزل پیچھے ہٹا اور مقرب خاص کو حضور میں بھیجکر عذر چند بیقرار گناہ ظاہر کئے۔ اُس سے یہ مقصد تھا کہ بادشاہ بنفس نفیس لشکر میں موجود ہے یا نہیں۔ اس عرصہ میں کسی مخبر نے رانا کو خبر دی کہ اتنے خاں گجرات سے چھتیس ہزار سوار و پیادوں کی جمعیت کے علاوہ توپخانہ و بیشمار ہاتھی لئے ہوئے ادھر آرہا ہے۔ یہ سنکر رانا پھر نہ ٹھہرا رہا۔ اور سیدھا چتوڑ کے قلعہ میں جا کر دم لیا۔ اگرچہ بادشاہ نے رانا کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر رانا اس سے پہلے قلعہ چتوڑ میں پہونچ گیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا۔ خیر اب نہیں تو پھر فراغت مہم رائے سین دیکھنا چاہیگا۔ اور بادشاہ قلعہ رائے سین کی جانب متوجہ ہوا۔ جب اہالیان قلعہ کمک رانا سے محروم ہوئے۔ چونکہ اب تک اُسی کھونٹے پر کود رہے تھے۔ مایوس ہوتا تھا۔ کہ قلعہ مفتوح ہوا۔ اُسکی مفصل کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے۔

بعد فتح قلعہ رائے سین سارا ملک جو سہلدی کے قبضہ میں تھا معہ چندیری و بھلسہ کے سلطان عالم لودی کو مرحمت فرمایا۔ چونکہ یہ بھی بجا خود ایک بادشاہ تھا اور ہمایوں شاہ کے تحت حکومت سے کالپی چھوڑ کر بارہ ہزار سواروں کی جمعیت سے حمایت سلطانی میں آبسر بسر کر رہا تھا علاوہ اُسکے اقربائے سلطانی میں معزز و ممتاز مانا جاتا تھا بمحض نظر پرورش

سارا ملک مفتوحہ بخش دیا۔ اور محمد شاہ آسیری کو فرمان بھیجا گیا کہ رانا نے قصبہ کالروں پر سلطان محمد کے زمانہ میں قبضہ کر لیا تھا۔ ہم چاہتے ہیں بزور شمشیر اُس سے چھین لیا جائے۔ اور خود بادشاہ کی سواری ہاتھیوں کے شکار کو جانب کونڈر روانہ ہوئے اس مرحلہ میں اکثر عمدہ عمدہ ہاتھی شکار کئے گئے۔ لہذا اُس کے قلعہ کا نور ایک ہی روز کے عرصہ میں فتح کر کے الپ خاں کو سپرد کیا۔ اور ہوشنگ آباد و اسلام آباد کے علاوہ بعض مضافات ضلع مالوہ بھی سلطان بہادر کے حملہ سے نہ بچے۔ ان

سب کو تسخیر کرکے قلمرو گجرات میں شریک کردئے ۔ بعد اُس کے بادشاہ کی سواری سارنگپور پہونچی ۔ دو سہ روز مراجعت ذمالر قصبہ کا کرواں کی خبر ملی ۔ محمد شاہ آسیری
اب تک تسخیر کاکرون کی تدبیر کر رہا تھا ۔ بادشاہ کے جاتے برابر مفتوح ہوگیا ۔ حسب الحکم سلطانی عماد الملک نے مندسور مسخر کیا ۔ بعد اُس کے بادشاہ کی سواری محمد آباد رونق افروز
ہوئی ۔ چند ہی دن گذرے تھے کہ بندر دیو میں فرنگیوں کے جاؤ ہونے خبریں متواتر آگئیں اور ساتھ کے ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ بڑی تیاری سے بندر پر حملہ ہوگا ۔ بادشاہ
بطریق ایلغار راتوں رات کھمبایت تشریف لایا ۔ جاسوسوں نے فرنگیوں کو آگاہ کیا ۔ فوراً چلتے پھرتے ہوگئے ۔ بادشاہ بخط مستقیم بندر دیو میں تشریف فرما ہوا ۔
مہم چتوڑ کے لئے بڑی بڑی دو توپیں قلعہ شکن اور چھوٹی چھوٹی معمولی ایک سو توپیں محمد آباد میں روانہ کرکے آپ بذات خود احمد آباد رونق افروز ہوا ۔ اور ایک ہی
روز کے عرصہ میں مہم ایلغار محمد آباد پہونچا ۔ اور محمد شاہ آسیری کو فرمان روانہ کیا گیا ۔ کہ بہت جلد مہم چتوڑ پر روانہ ہو جائے ۔ اور وزیر خداوند خاں کو جو قلعہ مانڈو میں
مقیم تھا ۔ فرمان بھیجا گیا ۔ کہ لشکر موجودہ کو ہمراہ لیکر محمد شاہ آسیری کے ساتھ چتوڑ جائے ۔ اور آپ محمد آباد سے سوار ہوکر تین روز کے عرصہ میں مانڈو پہونچا ۔
سرداران مذکور متفق ہوکر چلنے کی تیاریاں کر رہے تھے ۔ کہ بادشاہ آپہونچا ۔ اور یہ حکم سلطان آگے بڑھے ۔ مندسور پہونچے تھے کہ رانا کے وکیلوں نے نہایت
انکساری سے مظاہر کیا ۔ کہنے لگے کہ رانا کہتا ہے کہ میں بندۂ درگاہ ہر طرح سے تابعدار ہوں تعمیل احکام کو اپنا اعزاز سمجھتا ہوں ۔ بار بار یہ قلعہ پر کیوں چڑھائی
ہوا کرتی ہے ۔ بندۂ نافرمان کی گت میرے لئے کیوں بنائی جائے ۔ امیدوار ہوں کہ غلام دیرینہ پر رحم فرماکر تسخیر قلعہ کی تیاریاں موقوف کردی جائیں ہر چند وکیلوں نے
کوئی بات اٹھا نہ رکھی ۔ مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی ۔ فوج نے قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ جب اہالیان قلعہ بہت تنگ ہوئے ۔ رانا سانگا رانی سے دیکھا نہ گیا ۔ شفاعت کرنے
کھڑی ہوگئی ۔ نہایت عاجزی سے ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگی ۔ بادشاہ کو اسکی حال پر رحم آیا اور اس شرط سے معافی منظور ہوئی کہ سلطان محمود خلجی کی تمام زر و تاج مرصع
جسکی قیمت کا اندازہ کرنے میں جوہری مجبور تھے ۔ رانا لوٹ کر لے گیا تھا ۔ وہ سب چیزیں بہ پیشکش حاضر کردی جائیں ۔ ابھی ابھی محاصرہ اٹھا دیا جائیگا ورنہ یہ سمجھ رکھو کہ
قلعہ کی اینٹ سے اینٹ لڑا دیجاویگی ۔ رانی نے ساری چیزیں معہ پیشکش پانچ لاکھ روپیہ نقد اور سو گھوڑے دس ہاتھی حضور میں حاضر کردئے ۔ بادشاہ محاصرہ اٹھا کر تشریف لیگیا
حسب الحکم برہان الملک اور مجاہد خاں کثیر التعداد فوج کے ساتھ قلعہ رنتنبہور کو روانہ ہوئے ۔ اور ملک شمشیر الملک بارہ ہزار سوار لیکر اجمیر کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ چار
روز کے عرصہ میں چتوڑ سے مندسور تشریف لایا ۔ دو سہ روز لشکر ہمراہی کو مانڈو چلنے کا حکم ہوا ۔ دو روز کے بعد آپ بھی سوار ہوکر ایک شبانہ روز میں راہ لپیٹ لپیٹ کر مانڈو
پہونچا ۔ (مانڈو اور مندسور کے درمیان ساٹھ کوس کا فاصلہ ہے) چند روز قیام رہا ۔ محمد شاہ فاروقی آسیری کو بحیثیت نائب سرداران گجرات نظام الملک دکھنی کی
جانب روانہ کیا ۔ محمد شاہ کو نظام الملک کے ساتھ قصبہ بیر کی سرحد میں مقابلہ ہوا یہ کیفیت محمد شاہ نے حضور میں قاصدوں کے ساتھ روانہ کی ۔ عرضی آتے برابر فوج
سے بارہ ہزار سوار چنے منتخب ہوئے اور مہم ایلغار قصبہ بیر میں جا پہونچا ۔ لڑائی ہو رہی تھی ۔ بہادر شاہ کا آنا غضب ہوگیا ۔ دکھنی فوج کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے نظام الملک
فوج کی بھاگڑ سے مجبور ہوا ۔ آخر تھک کر جھک مار کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا ۔ از سر نو گوشوارۂ طاعت کان میں ڈالا گیا ۔ بادشاہ نے رحم فرماکر سارا ملک اوسی کو
بخشا ۔ سواری سمت مانڈو روانہ ہوئی ۔ نظام شاہ چند منزل سواری کے ساتھ ساتھ حاضر رہا ۔ پھر رخصت لیکر چلا گیا ۔

مانڈو آنے کے بعد بارہ گر تسخیر قلعہ چتوڑ کا ارادہ ہوا ۔ ہنوز تیاریاں ہو رہی تھیں کہ سلطان حسین مرزا کا پوتا محمد زماں مرزا جو ہمایوں شاہ کا عزیز قریب تھا ۔
کسی وجہ خاص سے آزردہ ہوکر براہ مستقیم گجرات چلا آیا ۔ اور ملازمت بہادر شاہ حاصل کی ۔ یہ بات باعث ملال ہمایوں شاہ واقعہ ہوئی ۔

کئی مرتبہ فریقین میں خط و کتابت ہوا کی ۔ مگر کسی خاص امر کا فیصلہ نہ ہوا ۔ ہمایوں شاہ یہ کہتا تھا کہ حسین مرزا ہمارے پاس بھیجدیا جائے یا اپنی قلمرو سے اخراج ہو ۔
بہادر شاہ کو ایک بھی بات پسند خاطر نہ ہوئی چنانچہ اسکی مفصل کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے بلکہ نقل نامہ ہمایوں شاہ بھی مندرج کردی گئی ہے ۔

بس اسی بات پر فیمابین ہمایوں و بادشاہ رنجش واقعہ ہوئی ۔ تسخیر قلعہ چتوڑ کی تیاریاں ہو رہی تھیں ۔ رومی خاں مہتمم مہم قرار دیا گیا ۔ بلکہ اُس سے یہ وعدہ کیا گیا تھا ۔ کہ بعد
حصول فتح یہ قلعہ مہتمم کو سپرد کردیا جائیگا ۔ ادھر چتوڑ پر محاصرہ ہو رہا تھا کہ ہمایوں بادشاہ کے بارادہ تسخیر قلعہ گوالیار تشریف لانے کی خبر پہونچی ۔ بہادر شاہ جنگ چتوڑ

ملتوی رکھکر منتظر رہا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے جب ہمایوں شاہ کا ارادہ منکشف ہوگیا۔ تاتار خاں لودھی کو حکم دیا گیا۔ کہ تیس ہزار سوار کی جمعیت سے براہ خطہ بیانہ و دہلی جاکر منتظر رہے جب ہمایوں شاہ عازم گجرات ہو یہ دہلی پر حملہ کرکے تسخیر کرے۔ لامحالہ ہمایوں شاہ گجرات سے دست بردار ہوکر مدافعت کریگا۔ یہ سب کچھ سمجھا بجھا کر روانہ کیا تھا۔ سارے امورات مشیت ایزدی سے وابستہ ہیں۔ خدا کو منظور نہ تھا۔ تاتار خاں کی غلط فہمی نے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا چنانچہ ہندال مرزا برادر ہمایوں شاہ سے لڑائی میں شکست ہوئی۔ اور قلعہ چتوڑ تسخیر ہوگیا۔ مگر سیوجہ خاص نے رومی خاں کو قلعہ داری چتوڑ سے محروم رکھا۔ اسکا بدول ہونا اور بھی غضب ہوگیا۔ جیسے سونے پر سہاگہ۔ رومی خاں کی آزردگی نے آگ کھلایا۔ اس نے بطور پوشیدہ یہاں کی ساری کیفیت تحریر کرکے ہمایوں شاہ کو گجرات کی ترغیب دلا کر آمادہ کیا۔ ہمایوں شاہ کا آنا اور رومی خاں کا کھلے خزانہ تو نہیں مگر پوشیدہ کا روائیوں سے بہادر شاہ کو تنگ کرنے کی مفصل کیفیت مرات سکندری بتلا رہی ہے۔ بہادر شاہ مجبور ہوکر مخصوص چند آدمیوں کے ساتھ چتوڑ سے منڈو پہنچا۔ یہہ قلعہ بھی ہمایوں شاہ نے تسخیر کرلیا۔ بہادر شاہ بہزار خرابی چپ و شن سے نکلکر چانپانیر چلا گیا۔ اختیار خاں وراجہ نرسنگھ دیو زخمی کو قلعہ سپرد کرکے آپ بخط مستقیم کھمبایت اور سورٹھ ہوتا ہوا بندر دیو میں جا دم لیا۔ ہمایوں شاہ کے پیچھے پر رومی خاں کھڑا ہوگیا تھا۔ چانپانیر بھی تسخیر کرلیا۔ اور پھر احمد آباد آیا۔ گویا سارا ملک گجرات بات کی بات میں تسخیر ہوگیا مرزا عسکری ہمایوں شاہ کا بھائی حفاظت احمد آباد کے لئے تعین ہوا اور قاسم بیگ کو بھڑوچ اور یادگار ناصر مرزا کو پٹن و بابا بیگ جلائیر کو چانپانیر سپرد فرماکر بادشاہ دار الخلافہ آگرہ تشریف لے گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں بادشاہ کی عدم موجودگی سے شیر خاں افغان ملقب بہ شیر شاہ نے آگرہ میں فساد برپا کیا تھا۔

جب امرائے بہادر شاہی کو یہ کیفیت دریافت ہوئی بہت ہی ناگوار طبع گذرا۔ حاکم رن تھنبھو ملک امین نسن اور قلعہ دار چتوڑ ملک برہان الملک بنیانی اور حاکم قلعہ ایدر ملک شمشیر الملک نے متفق ہوکر فریبا بیس ہزار سوار کی جمعیت بہم پہنچا۔ سرحد پٹن سے بہادر شاہ کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی کہ اگر حکم ہو تو یادگار ناصر مرزا سے لڑائی شروع کردیجائے۔ بہادر شاہ نے جواب لکھا تو قف لازم ہے۔ اور ہم عنقریب پہونچا چاہتے ہیں۔ عرصہ قلیل میں بادشاہ ملحق ہوا۔ یادگار ناصر مرزا دیدۂ بہادر شاہی سے بھاگ کر احمد آباد آیا۔ پٹن پر پھر قبضہ ہوگیا۔ آپ بہا احمد آباد سو بہادر شاہ کی خبریں سن سنکر سب طرف سے لشکر فراہم ہوگیا۔ مقام محمود آباد میں مرزا عسکری سے مقابلہ ہوا۔ بیگانہ ملک میں حکومت کرنا کچھ دل لگی ہے۔ اور پھر بہادر شاہی حملہ ضرب المثل مشہور عالم تھے۔ بیچارہ مرزا عسکری بھاگ کر ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں چلا گیا۔ بہادر شاہ سب طرح سے مطمئن ہوکر چانپانیر تشریف لے گیا۔

بادشاہ کو اس امر کا نہایت افسوس تھا کہ اوسکی غیبت میں فرنگیوں نے بندر دیو میں ایک قلعہ تعمیر کرلیا تھا۔ اوسی کی آڑ میں ہر وقت فساد کیا کرتے ہر چند اُن کے دفعہ کرنے کی تدبیریں سوچا کرتا۔ مگر اوسوقت تک کوئی بات ذہن نشین نہوئی تھی۔ فرنگی دندناتے ہوئے بندر دیو کی حکومت کر رہے تھے۔ وجہ بنائے قلعہ مذکور مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔

بہادر شاہ کی پالیسی ایسی نہ تھی کہ فرنگیوں کا یوں داؤں چل جاتا۔ مگر سارے امورات تقدیر الٰہی سے وابستہ ہیں۔ بادشاہ نے دھوکہ کھاکر با معدودے چند ملازموں سے فرنگیوں کی ملاقات کی۔ اور پھر بندر دیو میں بادشاہ کو تنہا پاکر بمکر و دغا شہید کرکے لاشہ دریا میں پھینکدیا۔ اُس دن سے یہ جزیرہ فرنگیوں کے قبضہ میں ہوگیا۔ یہ سانحہ ہوش ربا رمضان کی تیسری ۹۴۳ھ ہجری میں واقعہ ہوا۔ اختیار خاں دبیر سلطنت نے تاریخ شہادت سلطان البر شہید البحر لکھی۔ گیارہ برس سلطنت کرکے اسی برس کے سن میں شہادت حاصل ہوئی۔

سلطان بہادر کی لاولدی نے اُس کے بہانجے محمد شاہ فاروقی حاکم قلعہ آسیر و برہان پور کو ولیعہد مقرر کرکے اراکین سلطنت سے معاہدہ کروالیا تھا وقت شہادت محمد شاہ ستر ہزار سوار کی جمعیت سے بحکم سلطانی نواح اوجین میں مقیم تھا۔ ارکان دولت نے ایک عرضی روانہ کی۔ کہ بادشاہ نے تخت سلطنت سے منصب شہادت درجہ اعلیٰ حاصل کیا۔ آپ چونکہ ولیعہد ہیں سلطنت سنبھالیں اس عرصہ میں مرزا محمد زماں کو ہوس سلطنت نے بندر دیو سے تیس کوس کے فاصلہ قصبہ اونا کے اطراف میں آمادۂ فساد کردیا۔ امرائے گجرات نے تنبیہ کے لئے عماد الملک کو تعین کیا۔ فریقین کا مقابلہ ہوا نتیجہ جنگ عماد الملک کے پلّے رہا

جب امرائے گجرات کا مولینہ محمد شاہ فاروقی کو ملا کیفیت شہادت سلطان سنکر از حد رنجیدہ ہوا کیسی سلطنت اور کس کا سنبھالنا کسی بات پر متوجہ نہوا۔ اور ساری باتیں چھوڑ کر بیت الحزن میں جا بیٹھا۔ بادشاہ کے الم مفارقت سے شب و روز آہ و زاری کرتا رہا۔ آخر کار شہادت کے سترویں روز جان عزیز قربان کردی۔ جب امرا کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ باہم مشورہ کرنے لگے۔ کہ اب کیا انتظام کیا جائے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ محمود خاں بن لطیف خاں بہادر شاہ کا بھتیجا وارث سلطنت موجود ہے۔ مگر بادشاہ نے محمد شاہ آسیری کو سپرد کرکے قلعہ نندیں کے قصبہ تباول میں مقید کر رکھا تھا۔ اور شمس الدین نگہبانی کے لئے مامور تھا۔ امرائے گجرات نے محمود خاں کو طلب کیا۔ سلطنت گجرات کا دبدبہ بہادر شاہ کے زمانہ تک کس کر دفر سے جاری تھا۔ جب سلطان بہادر ہمایوں شاہ سے شکست کھا کر بھاگا۔ اسی دن سے سلطنت میں فساد ہونے لگے۔ چند ہی دن گذرے تھے کہ بہادر شاہ کی شہادت نے دبدبہ کا خاتمہ کر دیا۔ شاہان دکن و بنادر فرنگ نے جسکی مفصل کیفیت دفعہ دوم میں تحریر ہو چکی ہے۔ پیشکش بھیجنا موقوف کر دیا۔

محمود خان بن لطیف خان بن سلطان مظفر حلیم کی سلطنت کا احوال

محمود خاں بن لطیف خاں گیارہ برس کے سن میں تخت سلطنت پر بٹھایا گیا۔ سال جلوس ۹۴۳ھ ہجری تھا۔ لقب اسکا سلطان محمود ثانی رکھا گیا۔ تمام قلمرو گجرات میں سکہ اور خطبہ جاری ہو گیا۔ دریا خاں کو وزارت سلطنت سپرد ہوئی۔ اور مجلس کرامی کے نام سے سرفراز کیا گیا۔ عماد الملک اور دریا خاں مل جل کر عہدہ وزارت کا انجام دینے لگے تھے۔ اور بادشاہ خورد سال کی حفاظت بھی ان ہی کے ذمہ رکھی گئی تھی۔ بادشاہ کی خورد سالی مداخلت امورات سلطنت کی مانع تھی۔ علاوہ امرائے مذکور شخص ثالث باریاب نہوتا تھا۔ بادشاہ کا کھانا پینا لباس وغیرہ اشیائے ضروری ان ہی کے قبضہ قدرت میں رکھا گیا تھا۔ اگرچہ اس انتظام سے بادشاہ کو بڑا تہ اذیت ہوتی تھی۔ مگر زیادتی ادراک رسائی عقل و فہم پر داشت کرنے پر مجبور کرتی تھی۔ بادشاہ دل بہلانے کو اکثر سیر و شکار میں مصروف رہا کرتا۔ اور سلطنت و مہم مملکت سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اگرچہ بادشاہ خورد سال تھا۔ مگر زمانہ معطلی میں ہر امر کے غور کرنیکا موقعہ خوب ملگیا تھا۔ گاہ گاہ تخلیہ میں امرائے مذکور کو یہہ بات ضرور کہدیتا۔ کہ جس بادشاہ کو تمہارے ایسے وزیر ملجائیں تو امورات سلطنت کی دردسری کیا ضرورت ہے اور کبھی یہ کہہ بیٹھتا۔ کہ مکہ معظمہ کیسی جگہ ہوگی۔ اور مدینہ منورہ کیسا مقام ہوگا۔ امرائے مذکور بادشاہ کی باتوں سے مطمئن ہو کر بفراغ خاطر سلطنت کرتے تھے۔ سلطان محمود از روئے فہم و فراست و تقاضائے مصلحت وقت نادان بنا ہوا تمام طلب یا بس جو کچھ ملاحظہ فرماتا یا دیکھتا بطرز خیال عارفانہ وزرا سے کہدیتا۔ وہ اسکی باتیں سن سنکر حیران ہوتے تھے۔ ایک روز دریا خاں کو خرخشہ پیدا ہوا کہ کسی بہانہ سے عماد الملک کو عہدہ وزارت سے دور کر دیا جائے تو ساری باتیں حسب منشا درست ہو رہینگی۔ ایک روز بادشاہ کو یہ بہانہ شکار دریائے مہی کے کنارے فروکش کیا۔ اور اطراف و جوانب سے لشکر فراہم کرکے عماد الملک کو حکم دیا گیا۔ کہ بادشاہ چاہتے ہیں چند روز کے لئے جاگیر پر چلے جاؤ۔ ناچار مجبوری عماد الملک سمت جہالاواڑ چلا گیا۔ دریا خاں بادشاہ کو لئے ہوئے عماد الملک کے تعقب میں نواح برہان پور میں داخل ہوا۔ اور مبارک شاہ کو پیغام بھیجا کہ عماد الملک کو گرفتار کرکے حوالہ کرے۔ مگر مبارک شاہ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ انجام کار بعد رد و بدل بسیار حوالے قصبہ واگڑی میں لڑائی شروع ہوئی۔ مبارک شاہ کم ہنگداد کا حاکم تھا شکست کھا کر قلعہ آسیر میں پناہ گزیں ہوا۔ اسکا اثاثہ سلطنت اور زنانی ہاتھی بادشاہ کو ملے۔ عماد الملک پھر بھاگ کر قلعہ پاونڈ میں قادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس جا پہونچا۔ سلطان محمود کئی روز تک برہان پور میں مقیم رہا۔ صلح کے پیغام ادھر سے آتے تھے۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہو گیا۔ کہ برہان پور اور آسیر میں سکہ اور خطبہ سلطان کے نام کا جاری رہیگا۔ معاہدہ ہونیکے بعد دریا خاں سلطان محمود کو لیکر احمد آباد آیا۔ عماد الملک کا کانٹا نکل گیا تھا۔ بے کھٹکے ساری گجرات میں حکومت کرنے لگا۔ سلطان محمود بدستور نظر بند تھا۔ دریا خاں عیش پسند اور تماشا

دوست آدمی تھا۔ اکثر اوقات مصروف لہو ولعب ہوا کرتا۔ عہدۂ نگہداشت سلطان عالم خاں لودی کے سپرد کر رکھا تھا۔ چونکہ یہ دریا خاں کا معتمد خاص اور ملازم با اختصاص تھا۔ دریا خاں جب وزیر مطلق العنان ہوا۔ زر بخشی انعام اور وظیفوں کی بھرمار سے خلق اللہ کو گرویدہ بنا لیا۔ امرا کی کچھ تخصیص نہ تھی۔ بلا امتیاز شخصیت انعام دئے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زمینوں کے فرمان بلا قید اسم لکھوا لکھوا کر مہر وغیرہ سے مکمل کر کے تیار رکھے جاتے تھے۔ کہ بروقت ضرورت مستحق کو انتظار باقی نہ رہے۔ اور فوراً دیدئے جائیں۔ دریا خاں اس تیرہ سے پانچ برس تک عیش و عشرت میں مصروف رہا۔ بادشاہ کو گھڑی گھڑی کی خبریں وقتاً فوقتاً ملتی رہتی تھیں مگر تغافل فرماتا رہا۔ اور دریا خاں ہر چند بادشاہ کے دلی ارادوں کو ٹٹولتا رہا۔ مگر بادشاہ کی بردباری اور حلیمت سے پتا نہ لگا۔ گاہ بگاہ کہہ دیتا کہ اس سلطان کے معاملے میں سخت حیران ہوں۔ نہ جانے یہ عاقل کامل ہے یا نادان جاہل۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ عالم خاں لودی محافظ بادشاہ دریا خاں کی کسی حرکت ناجائزہ سے بددل ہو کر رخصت لے جاگیر پر چلا گیا۔ یہ کیفیت مفصل مرات سکندری میں مرقوم ہے۔ اس عرصہ میں خبر ملی۔ کہ عماد الملک نے مالوہ میں قادر شاہ سے بدرجہا خصوصیت پیدا کی ہے۔ یہ سنکر آزردہ ہوا۔ اور ایک فرمان بنام قادر شاہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ عماد الملک کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ خواہ ملک سے خارج۔ جب حسب مراد قادر شاہ کا جواب نہ آیا۔ دریا خاں نے بارادۂ لشکر کشی بادشاہ کو کہا۔ محمود محل میں باتراب کر دایا اور اطراف ممالک محروسہ میں فرمان بھیج بھیجکر لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ دریا خاں نے یہ معمول رکھا تھا کہ ہر روز پہر دن چڑھے دربار میں حاضر ہوتا اور دو ایک گھڑی بیٹھکر شہر میں واپس جاتا اور دن بھر عیش و عشرت میں مصروف رہتا۔ جبتک بادشاہ خورد سال و بے اختیار تھا جو کچھ گذرتا تھا۔ برداشت کرتا۔ ایک روز دریا خاں نے خود بادشاہ اور سید مبارک بخاری کو محفل راگ و رنگ کی شرکت کا مدعو کیا۔ رات بھر محفل سرود و ناچ برپا رہی۔ دریا خاں پچھلی رات کو محفل سے اوٹھا اور ایک رنڈی کو لیکر خلوت خانہ میں چلا گیا۔ بادشاہ اور سید صاحب محفل میں بیٹھے رہے۔ اس حرکت ناشائستہ سے سلطان محمود ازحد آزردہ ہو کر سید صاحب سے شکایت کرنے لگا۔ کہ آپ نے ملاحظہ کیا یہ غلام نمکحرام نے دانستہ لحاظ کی پروا نہ کی۔ اور محفل شراب پی اور رنڈی کو لیکر سو رہا۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم ہنوز صبر و تحمل و بردباری کو کام فرمائیگا۔ دیکھئے تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اتفاقاً بادشاہ کی پوری پوری کیفیت عالم خاں لودی کو قصبہ دہندوقہ میں ملی یہ قصبہ احمد آباد سے تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دریا خاں سے آزردہ ہو رہا تھا۔ مخفی بادشاہ کو اطلاع کی۔ یہ غلام کو اچھی طرح معلوم ہے کہ خاطر مبارک جس امر سے پریشان رہا کرتی ہے اس کے دفع کرنے میں حسب الحکم جان و مال سے دریغ نہ کیا جائیگا۔ بشرطیکہ حضور یہاں تشریف لاویں۔ سلطان محمود بذریعہ جرچی چڑیا مار عالم خاں لودی سے معاہدہ لیکر مطمئن ہوا۔ عالم خاں لودی نے ایک [illegible] دو سو سوار بادشاہ کے لینے کو بھیجے۔ یہ کیفیت دو فاصلہ پر ٹھیرے ہے۔ رات کو موقعہ پاکر محل کہا ندول کے پوشیدہ [illegible] سے بادشاہ نکلکر چلا گیا۔ [illegible] دریا خاں کو معلوم ہوا کہ سلطان محمود ہاتھ سے جاتا رہا سلطنت خالی ہو گئی۔ اور تدبیر کرنی چاہئے۔ چونکہ ملک اور خزانہ اس کے پاس موجود تھا [illegible] احمد آباد کی اولاد سے ایک لڑکا پیدا کر کے سلطان مظفر نام رکھا اور برائے نام سلطنت پر قائم کیا۔ تمام قلمرو میں سکہ اور خطبہ جاری ہو گیا۔ تقریباً پچاس ہزار فوج جمع کر کے باہر آیا۔ راہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سخت لڑائی پڑی۔ سلطان محمود پسپا ہوا۔ اور دریا خاں مظفر و منصور بادشاہ جدید کو [illegible] گیا۔ سلطان محمود ثانی کا ستارہ غالب اور ہونہار بادشاہ تھا۔ باوجود مغلوبیت ہر طرف سے جوق جوق لشکر فراہم ہو گیا۔ بلکہ طرف داران دریا [illegible] قلعہ سے احمد آباد آئے۔ ہر چند اہالیان قلعہ شہر میں آنیکو مانع ہوئے مگر یہ کب کسی کی ماننے والا تھا۔ جبراً شہر میں داخل ہوا چلا آیا۔ سپاہ و رعایا کی تسکین کرنے لگا۔ مگر فریقین کچھ ایسے برداشتہ خاطر ہو رہے تھے کہ دریا خاں کے کہنے سننے کی اصلاً پرواہ نہ کی اور سیدھے سلطان محمود ثانی کے پاس چلے۔ احمد آباد میں دریا خاں کو دہشت ہوا۔ کہ مبادا اہالیان شہر گرفتار کر کے سلطان کے پاس لیجائیں تو غضب ہی ہو جائیگا۔ اپنی بیوی اور بال بچے مال و خزانہ سب سمیٹ کر چانپانیر پہنچا دیا۔ اور آپ برہان پور میں مبارک شاہ کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۹۵۰ ہجری میں واقع ہوا۔ اس کے جانیکے بعد سلطان محمود احمد آباد میں آ کر اپنا چانپانیر تشریف لے گیا۔ اور قلعہ پر قبضہ کر کے دریا خاں کی جو روپے مال و خزانہ سب کا سب ضبط کر لیا۔ منصب وزارت برہان الملک بنا۔ اور سپہ سالاری عالم خاں لودی کو مرحمت ہوئے۔ بادشاہ اطمینان سے رہنے لگا۔ اسی روش سے تین مہینے بسر ہوئے۔ اور فلک کجرفتار سیدھا چلتا رہا۔

ایک روز عالم خاں لودہی نے عرض کیا کہ دریا خاں نے محض بنظر اغراض نفسانی عماد الملک جیسے خیر خواہ کو درگاہ سلطانی سے دور کر رکھا تہا۔ حکم ہو تو فرمان بھیجکر بلوا لیا جائے۔ بادشاہ نے التماس منظور فرمائے۔

سابق میں جرجی چڑیمار بین بادشاہ و عالم خاں لودہی واسطہ ہو کر پیغام لاتا لیجاتا۔ اسی ذریعہ سے خطاب محافظ خاں حاصل کیا۔ مقرب و معتمد درگاہ مانا گیا ہے۔ مگر اوسکی کم ظرفی نے اسقدر بولا دیا کہ عوام میں صاحب اقتدار ثابت ہونا کیا چاہتا تھا۔ اسی عرصہ میں عماد الملک حاضر ہوا۔ بھڑوچ و سورت دونوں پرگنے جاگیر میں مرحمت ہوئی۔ رضا لیکر انتظام کے لئے چلا گیا۔

بحسب اتفاق ایک روز بادشاہ نشہ شراب میں چکچور ہو رہا تہا۔ موقعہ پاکر محافظ خاں عرف جرجی نے عرض کیا۔ کہ بعض امرائے قدیم برطرف ہو کر بعوض اون کے نوجوان ہوشیار بحال کئے جائیں تو انسب ہوگا۔ اور جبتک اوروں کا علاج کیا جائے سلطان علاء الدین لودہی برادر سلطان سکندر بادشاہ دہلی زمانہ بہادر شاہ میں تلازم درگاہ ہو کر یہیں کا ہو رہا تہا اور دریا خاں سے جو لڑائی واقعہ ہوئی اس کے ساتھ شجاعت علیخاں بہی شریک تھا۔ بالفعل یہ دونوں قتل کر دئے جائیں۔ بادشاہ حالت نشہ میں اسکی ہاں میں ہاں ملا کر محل میں چلا گیا۔ غلطی اسقدر واقعہ ہوئی کہ کسی وزیر یا امیر معتبر سے استصواب نہ کیا۔ غرض دونوں سردار قتل کر کے زیر دار ڈالدئے گئے۔ بادشاہ تین روز تک محل سے باہر نہ آیا۔ اور نہ کسیکو باریابی حاصل ہوئی۔ عالم خاں لودہی نے عماد الملک سے کہا کہ سلطان علاء الدین کا لاشہ تین روز سے زیر دار پڑا ہے تم بادشاہ سے دفن کرنیکی اجازت حاصل کرو تو بہتر ہوگا۔ جب عماد الملک دربار میں حاضر ہوا۔ جرجی محل سے باہر آیا۔ اور عماد الملک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ تو رخصت لیکر جاگیر کو تشریف لیگئے تہے۔ بایں عجلت واپس آنیکی کیا وجہ ہوئی۔ عماد الملک نے کہا۔ خیر یہ اور بات ہے۔ مگر بالفعل حضور سے اجازت تدفین و تکفین لاشہ سلطان علاء الدین لینے کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ آج تو یہ دو مکرم قتل کئے گئے ہیں۔ تم دیکھوگے عنقریب اور بھی کئی ایک اون کے ساتھ شریک کر دئے جائینگے۔ یہ سنکر عماد الملک غصہ سے لال بنگیا۔ اور کیفیت جرجی عالم خاں لودہی سے بیان کر کے کہنے لگا کہ اگر چند روزہ زندگی منظور ہو تو جاگیروں میں چلے جاؤ۔ ورنہ سب سے پہلے جرجی قرم ساق کی خبر لو اور پھر سلطان کو نظر بند کر رکھو۔ عماد الملک تو اوسیوقت جاگیر پر چلا گیا۔ ادہر عالم خاں اور وجیہ الملک وغیرہ امرا نے متفق ہو کر باہم عہد کیا کہ تا وقتیکہ جرجی نمک حرام کو جان سے نہ ماریں۔ بادشاہ کو ہرگز سلام نکریں۔ اور سلطان علاء الدین و شجاعت علی خاں کے لاشوں کو ٹہکانے لگا کر بہیئت مجموعی بہو روانی مسجد میں جا بیٹھے۔ اور بادشاہ کو محصور کر لیا۔ تین روز تک حالت محصوری رہی۔ جب محلسرا کا پانی پورا ہو گیا۔ بادشاہ نے گھبرا کر سبب اجتماع الرؤس دریافت کیا۔ سب نے متفق اللفظ وہی بات ظاہر کی۔ کہ جرجی اگرچہ حضور میں معتمد مانا گیا ہے مگر لیاقت دربار سلطانی ابتک حاصل نہیں۔ اسکی بعض حرکات نالایق سے اکثر فتنہ برپا ہونیکا احتمال رہتا ہے۔ انسب ہوگا کہ جرجی ہم بندگان درگاہ کے حوالے کر دیا جائے۔ بادشاہ نے درخواست منظور نفرمائی اور امرا کو اجازت بار عام دیگر حضور میں طلب فرمایا۔ زمرہ امرا سے نہ معلوم کس رئیس کو جرجی سے رابطہ دوستی وابستہ تھا۔ اس نے از روئے خیر خواہی اشارہ کر دیا کہ فی الحال مجلس امرا میں بتری موجودگی باعث از دیاد فساد ہو پڑیگی۔ مگر مغرور اسقدر بہکا ہوا تھا کہ دوست کے کہنے پر ذرا متوجہ نہوا۔ اور جب سب امرا حاضر ہوئے یہ تخت سلطانی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ عالم خاں لودی کی نگاہ دلدار النزا پر جا پڑی۔ مارے غصہ کے بے اختیار ہو کر ملازموں کو اشارہ کیا۔ جرجی بخوف جان زیر تخت پوشیدہ ہوا۔ مگر ملازمان عالم خاں زیر تخت سے جھونٹے پکڑ کر گھسیٹ لائے۔ سارے امرا بگڑے ہوئے تہے ہی۔ شپاشپ تلواریں پڑنے لگیں۔ سلطان ہر چند منع کرتا رہا۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ آخر بذات خود خنجر پکڑ کر تخت سے کودا۔ لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے بادشاہ کو الگ کیا۔ مگر نہ معلوم کس کے ہکی سے ذرا سی نوک خنجر شکم سلطان میں در آئی۔ خون بہنے لگا۔ امرا نے ہاتھوں ہاتھ بادشاہ کو محلسرا میں پہنچا دیا۔ زخم دوزی کر کے حفاظت کرنے لگے۔ بادشاہ مثل سابق نظر بند کر دیا گیا۔ زمرہ امرا میں یہ چار آدمی مقرر سمجھے جاتے تہے۔ عالم خاں لودی۔ وجیہ الملک۔ مجاہد خاں۔ مجاہد الملک۔ بادشاہ کی نگاہداشت احمد آباد آنیکے بعد مثل سابق انہی کے سپرد ہوئی۔ مگر ان دو باتوں نے امرا میں باہم نا اتفاقی پیدا کر دی۔ ایک بادشاہ کی حفاظت اور دوسری طرح حکومت۔ ایک روز

باہم مسئلہ متنازعہ فیہ چھیڑا گیا۔ بعض کہتے تھے کہ اسطرح سلطان کی حفاظت کہانتک کی جائے۔ نہ معلوم یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا ہے۔ اس سے پیشتر اس جھگڑے کو پاک کردیا جائے تو کیا۔ یعنی بادشاہ کو نابینا کرکے کسی اور لڑکے کو خاندان شاہی سے بٹھا دیا جائے۔ تو انسب ہوگا۔ دوسرا فریق یہ کہنے لگا۔ کہ اسکی بھی کیا ضرورت ہے مفت دردسری مول لیکر مطیع فرمان رہنا سب سے بہتر یہ بات ہے کہ بادشاہ کو بیچ سے نکالکر ملک باہم تقسیم کرلیا جائے۔ پھر نہ زق زق ہے نہ بق بق ہر کوئی اپنی قسمت کی حفاظت کرلیگا۔ یہ خبر تاتارالملک نے حضور میں پہنچا دی۔ بادشاہ نے پچھلی رات سواروں کو حکم دیا کہ افسر امرا عالم خاں لودی اور وجیہ الملک کے مکان لوٹ کر غارت کردئے جائیں حکم ہوتے ہی انکی خبر کسی ذریعہ سے دونوں افسروں کو ملگئی۔ فوراً چلتے پھرتے نظر آئے۔ اُن کے بھاگنے کی کیفیت مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے۔ اُن کے جانے سے بادشاہ کی نظربندی دور ہوگئی۔ افضل خاں بنانی وزیر سلطان بہادر کو عہدۂ وزارت سپرد ہوا۔ خداوند خاں آصف خاں وغیرہ کے رتبے بڑھائے گئے

عالم خاں لودی یہاں سے نکلکر بھڑوچ پہونچا۔ عماد الملک موجود تھا۔ اُس سے دریا خاں کی کیفیت دریافت ہوئی کہ . . . بحال پریشان دکن میں کسی جگہ تنگی سے اوقات بسری کررہا ہے۔ باہم مشورہ کرکے بکوا لیا گیا۔

دریا خاں۔ عالم خاں اور عماد الملک کی باہم یکسوی ہونیکی خبر بادشاہ کو ملی۔ سُنکر از حد پریشان ہوا۔ اِس عرصہ میں عماد الملک کا عریضہ حضور میں گذرا۔ لکھا تھا۔ کہ عالم خاں و دریا خاں قدیم غلاموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور میں بھی۔ جب اِس سلطنت سے اونکی نسبت کچھ انتظام نہوگا تو لامحالہ شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس ضرور جا رہینگے۔ اُن کا یوں چلے جانا باعث بدنامی سلطنت ہوگا۔ فدوی چاہتا ہے کہ سرحد پر اُن کے لئے جاگیریں تجویز کیجائیں۔ تو دونوں باتیں حاصل ہیں۔ پرورش بھی ہوگی اور ملک کی نگہبانی کرتے رہینگے۔ بادشاہ اِس بات سے بہت خوش ہوا۔ مگر عالم خاں لودی کے اہل وعیال اور بھائی کے مفرور ہونے سے حضور میں حاضر نہوا۔ چونکہ یہ اونکی تلاشی میں مصروف تھا۔ اُن کے نہ آنے سے بادشاہ زیادہ تر متردد ہوا۔ کہ مبادا تینوں افسر متفق ہوکر چڑھائی کرینگے تو سنبھلنا دشوار ہوجائیگا۔ آخر گھبرا کر سید عریشہ نامی بخاری اولاد حضرت قطب عالم کو فرمان دیکر عماد الملک کے بلانے کو روانہ کیا۔ عماد الملک بجمعیت دس بارہ ہزار سوار چانپانیر میں حاضر ہوا۔ سلطان نے از راہ بندہ نوازی سرفراز فرمایا۔

بعد چند روز ایک دن آدھی رات کو کسی نے آواز دی کہ بادشاہی حکم ہوا ہے کہ عماد الملک کو لوٹ لیا جائے۔ اگرچہ اسکی اصلیت نہ تھی مگر بدمعاشوں نے ہجوم کرکے عماد الملک کا سارا لشکر لوٹ لیا۔ یہ بیچارا بہزار خرابی تھک کر سید مبارک کے پاس چلا گیا۔ یہ سُنکر سلطان از حد پریشان ہوا۔ اور تجویز کرکے بانیان فساد کو معقول سزائیں دیں۔ عماد الملک کا ہرچند اطمینان کیا گیا۔ مگر وہ کسی اور بات پر راضی نہوا۔ بجز اس کے کہ رخصت زیارت عتبات عالیات حاصل ہو۔ بادشاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا۔ اور سورت تک باحترام پہونچا دیا۔

رمضان کی ۲۷۔ ۹۵۸ھ ہجری کو نہ معلوم کس حاسد نے عمود عمر عماد الملک کو جڑ سے گرا دیا۔ بحکم حضور سید مبارک نے چڑھائی کرکے عالم خاں لودی و دریا خاں کو شکست فاش دیکر سرحد گجرات سے نکالدیا۔ دونوں شیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ بار دگر سلطان کا اقتدار بڑھنے لگا۔ عبدالکریم نامی کو اعتماد خاں کا خطاب ملا۔ علاوہ اُس کے اور امرائے جدید بھی عمدہ عمدہ خطابوں سے سرفراز ہوئے۔ اعتماد خاں آدمی تھا چالاک حسن کارروائی سے مقرب درگاہ ہوا۔ رفتہ رفتہ تمام سلطانی کے تمام کام دیکھنے بھالنے لگا۔ سلطنت میں از سر نو دبدبہ پیدا ہوگیا۔ کسی امیر یا سپاہی کو نافرمانی یا عدول حکمی کا حوصلہ نہوا۔ بادشاہ کو ہوس تسخیر مالوہ پیدا ہوئی کہ اِس امر میں آصف خاں وزیر سلطنت سے مشورہ لیا گیا۔ اُس نے عرض کی کہ مالوہ کی دردسری کیا ضرور ہے۔ اِس سے بڑھکر ایک ملک ایسا ہے کہ جسکی آمدنی ۲۵ ہزار سوار کی جاگیر ہورہیگی۔ چنانچہ سارے گجرات میں ملک دو حصوں پر منقسم ہے ایک تلپد جسکا مالک بادشاہ وقت سمجھا جاتا ہے اور دوسرا وانٹہ وہ چہارم حصہ ہے جو آجتک گراسیوں کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ گراسیہ خاص کوئی قوم نہیں اِس میں راجپوت اور کولی وغیرہ سب شامل ہیں۔ اِس زمین کی مالگذاری سرکار میں وصول نہیں ہوتی۔ گراسیے حسب قسمت وصول کرلیتے ہیں۔ بادشاہ نے وانٹہ ضبط کرنیکا حکم

فرمایا۔ یہ خبر سنکر ایڈر۔ سروہی۔ ڈونگرپور۔ بانس بلہ۔ لونا واڑہ۔ راج پیپلہ۔ جھی کانٹھ۔ ہلود وغیرہ اضلاع کے کراسیوں نے فساد برپا کیا۔ جب ہر جگہ تھانہ دار مقرر کئے گئے۔ گجرات بھر میں گراسئے راجپوت اور کولی نام کو باقی نہ رہے مگر معدودے چند وہ بھی جو سرکار میں مالگذاری دیتے رہے اُن کے لئے بھی ایک خاص علامت معین کردی گئی تھی کہ جس کے سبب سے بازو پر داغ نہ ہوتا قتل کردیا جاتا۔ اسی بادشاہ کے عہد دولت میں اسلام نے وہ عروج پایا تھا کہ سوائے اہل اسلام کے کسی قوم کی وقعت نہ سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ کیا ہی ہندو صاحب ثروت کیوں نہ ہو احمد آباد میں گھوڑے کی سواری نصیب نہ ہوتی۔ تمام کفاروں کے لئے ایک علامت رکھی گئی تھی۔ جبتک استعمالی کپڑوں پر قریشیانہ سرخ کپڑے کا پیوند نہ لگایا جاتا عمدہ ہی پوشاک کیوں نہ ہو بے پیوند لگائے پہنکر باہر آنیکی قدرت نہ تھی۔ بت پرستوں کو ماتھے پر قشقہ یا تلک لگانے کا مجاز نہ تھا۔ ہنود کے تہوار۔ دیوالی۔ ہولی وغیرہ تمام شہر سے نہ کئے جاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ سلطان محمود ثانی کو برہان بے ایمان آبدار نے زہر دیکر شہید کیا۔ گراسئے راجپوت اور کولی برہان کی صورت کا بت بنا کر پرستش کرنے لگے۔ اور کہتے تھے کہ اسی کے طفیل ہم کو مہلکہ عظیم سے نجات ملی۔ ہم تو اسی کو نعوذ باللہ خدا کہینگے۔ اسی بادشاہ کے عہد دولت میں علماء فضلاء مشائخ۔ فقرا کی اسم وار تفصیل مرات سکندری میں مندرج ہے۔ یہ بادشاہ بالذات فقیر دوست تھا۔ ہمیشہ فقرا کی خدمت کیا کرتا۔ اور مسافروں کی خبر گیری۔ جگہ جگہ عمدہ عمدہ سرائیں تعمیر کروا کر نگہبان معین کر رکھے تھے۔ اُن کا یہی کام تھا کہ مسافروں اور فقیروں کی ضرورتوں کا انتظام کردیا جاتا۔ نہ کسی کو گدائی کرنے کی نوبت نہ آتی۔ جبتک جی چاہے رہیں۔ کوئی متعرض نہ ہوتا تھا۔ کسی روز بادشاہ کے خاصہ میں کوئی عمدہ لذیذ کہانا رکھا جاتا تو حاضرین دربار سے ارشاد ہوتا کہ ایسا کہانا فقیروں کو میسر آتا ہوگا۔ عرض کرتے کہ یہ کہانا سوائے بادشاہوں اور رئیسوں کے کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ بحکم حضور داروغہ باورچی خانہ ویسا ہی کہانا اسقدر پکوا کر تمام شہر کے غربا و مساکینوں کو کہلایا جاتا۔ کہ سیر ہو کر کہا لیتے۔ اور سردی کی فصل میں عمدہ عمدہ قبائیں اور لحاف اہل زہد و تقوی کے لئے بنائے جاتے جو مسجد اور مدرسے کے رہنے والے تھے۔ بعض قلاش ایسے بھی ہوتے کہ لحافوں کو فروخت کرکے پھر شکایت کرتے تب حکم ہوتا تھا کہ بڑے بڑے وسیع لحاف بنائے جائیں جن میں دس دس بیس بیس آدمی کی گنجائش ہو تاکہ ایک متنفس کو حق ملکیت نہ ہونے پائے۔ اور فروخت کرنے کی بھی جرات نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر گلی و کوچہ و محلہ کے نکڑ پر رات رات بھر لکڑیوں کا انبار سلگایا جاتا جس کے سہارے غربائے بے سروسامان جاڑے کی راتیں بسر کرتے۔ ہر فصلی میوہ پہلے فقیروں کو تقسیم کیا جاتا۔

۹۵۳ھ ہجری میں بادشاہ کو امرائے متغلبیہ سے پورا پورا اطمینان ہوگیا۔ محمود آباد کو قیام گاہ بنایا۔ آہو خانہ تعمیر ہونے لگا۔ طول دو فرسنگ اور عرض ایک گھوڑے کی دوڑ کا میدان مسطح گھیر آگیا تھا جس کے ہر گوشہ پر چاروں طرف ایک ایک بنگلہ خوشنما تعمیر کیا گیا جسکے در و دیوار جہت پر سے ہر چیز منقش و مطلا تھی اور ہر ایک قصر کے دروازے سے بازار لگا ہوا تھا۔ اور بازار میں ہر ایک دوکان پر ایک ایک پریزاد ماہرو چاند کا ٹکڑا اسباب فروخت کر رہے تھے۔ کبھی کبھی سلطان محمود پریزادوں کا جھمگھٹا لئے ہوئے شکار میں مصروف ہوتا۔

ماہ ربیع الاول میں پہلی تاریخ سے بارہویں تاریخ تک مجلس میلاد شریف جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر روز منعقد ہوا کرتی۔ شہر کے جمیع علماء فضلا مشائخ کبار سادات عظام فقرا و عزیم بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر شریک مجلس ہوتے تھے۔ ذکر احادیث پڑھا کرتا۔ بعد اختتام ہر قسم کا کہانا کہلایا جاتا تھا۔ بارہویں کو بادشاہ بذات خود کمربستہ اہل مجلس کی مہمانی میں مصروف ہوتا۔ یہ طریقہ اس خاندان میں سلطان مظفر حلیم کے زمانہ سے شروع ہوا۔

۹۶۱ھ ہجری کے ایام مولود میں بارہویں کو حسب قوانین مستمرہ اہتمام مجلس و انعام دینے سے فارغ ہوا طبیعت پر کسیقدر گرانی معلوم ہوئی۔ آرام فرمایا۔ جب نیند کا غلبہ کم ہوا اور کسیقدر کسل بھی جاتی رہی۔ پانی طلب کیا۔ برہان نام آبدار نے نہ جانے کس غرض سے پانی میں زہر ملا کر پلا دیا۔ بادشاہ پیتے ہی سو گیا۔ اُدھر زہر نے

پورا اثر کیا۔ بادشاہ کو بیچینی ہونے لگی۔ اُٹھتے اُٹھتے استفراغ ہوا۔ کلیجہ اور قلب ٹکڑے ہونے لگا۔ برہان سے فرمایا کمبخت یہ کیسا پانی تھا جس نے میرے قلب و جگر میں آگ سی لگادی۔ نمکحرام بے ایمان نے کہا کہ حضور سارے دن کے تھکے ماندے تھے۔ اس سے یہ کیفیت ہوئی ہوگی۔ تھوڑی دیر آرام فرمایئے طبیعت درست ہو جائیگی۔ پہر رات گذری ہوگی کہ سلطان نے آرام فرمایا۔ جب اسکو ثابت ہوگیا کہ بادشاہ سو رہا ہے سینہ پر چڑھکر حلق پر خنجر براں رواں کیا۔ یہ بادشاہ ۹۳۲ ہجری میں پیدا ہوا۔ گیارہ برس کے سن میں سلطنت ملی۔ قریباً ۱۸ برس سلطنت کی۔ ۲۸ برس کے سن میں ۱۲ ربیع الاول شب جمعہ کو درجہ شہادت حاصل ہوا۔ لاشہ محمود آباد سے سرکیج لاکر قبہ محمود بیگڑہ میں دفن کیا۔

مورخ صاحب نے ان الفاظ سے تاریخ لکھی ہے۔ مگر جب شمار کیا تو غلطی واقعہ ہوئی۔ شاید کاتب کی غلط فہمی ہوگی۔ ورنہ ایسا مورخ اور اتنی بڑی غلطی ممکن نہیں۔ سلطان شہادت یافتہ ۹۶۱

القصہ برہان بے ایمان خون ولی نعمت سے دامن تر کرچکا۔ کسیقدر رات باقی تھی۔ درباریوں کی جماعت جو کئی روز سے اُس کے ساتھ شریک تھی بلائی گئی۔ ازاں جملہ چند بدمعاش منتخب ہوئے۔ مسلح کرکے ایک حجرے میں بٹھادیا۔ اور سمجھا دیا کہ جو رئیس یا سردار تمہارے حجرے میں قدم رکھے فوراً تہ خانہ عدم میں اوتار دیا جائے۔ اُدھر ایک اوباش اعظم الوزرا آصف خاں کے پاس بھیجا گیا۔ کہ چلئے حضور یاد فرماتے ہیں وہ خالی الذہن چلا آیا۔ برہان نے تعظیم کرکے اوسکو حجرے میں بیٹھنے کو بھیجا۔ جیسا ہی اندر گھسا۔ بدمعاشوں نے چارطرف سے حملہ کرکے مارلیا۔ پھر خداوندخاں کو بھی آصف خاں کے پاس بھجوادیا اور اعتماد خاں کو بلوایا وہ کہا کہ تا وقتیکہ طلب کرنا خالی از علت نہوگا۔ نہ آیا۔ بعد افضل خان وزیر کو بلوایا جب وہ آیا۔ برہان کہنے لگا کہ خوش آمدے وصفا آوردے۔ آؤ میرا ہاتھ تھامو۔ تاکہ تمہاری آرزو پوری ہو۔ افضل خان اس بات سے کچھ چونکا مگر پھر بھی دھوکہ کہا گیا۔ یہ بھی مثل اوروں کے قتل ہوگیا۔ جب برہان قتل امرا و سلطانی سے فارغ ہوا۔ اول توشکخانہ سے لباس شاہی نکلوا کر پہنا۔ اور گلوئے جواہر کفار بادشاہ کے گلے سے اوتار کر اپنے گلے میں ڈالا۔ اور کرسی جواہر نگار جو خاص بادشاہ کے بیٹھنے کیلئے تھی آپ بیٹھکر مونہہ دھونے لگا۔ لگن و آفتابہ جواہر نگار آگے رکھا۔ مونہہ دھوتے دھوتے سلطنت کا انتظام شروع ہوا۔ سلطانی خاصے گھوڑے سہ سامان طلائی و نقرئی کھلوا کر اپنے معاونوں کو تقسیم کردئے۔ وہ لے لیوا کر چلتے پھرتے ہوگئے۔ برہان کے پاس چند رفیق باقی رہگئے تھے کہ اس عرصہ میں بادشاہ کے قتل ہونیکی خبریں عوام میں مشہور ہوگئیں۔ رومی سپاہیوں کا سردار عماد الملک اور حبشیوں کا سرگروہ انیع خاں بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ پہلے خزانہ شاہی کو مقفل کرکے پہرہ بٹھادیا۔ پھر برہان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس عرصہ میں برہان شاہی ملبوس پہنے ہوئے رفقا کے ساتھ باہر آیا۔ شیروان خاں بھی کجو نامی سرداروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ دیکھکر کہنے لگا کہ ای شیروانخاں پیچھے آئے۔ مجھے تمہاری بھی تلاش تھی۔ اُس نے جواب دیا حضور حاضر ہوا۔ یہ کہکر گھوڑے کو ٹھکرایا اور تلوار سونتکر ایسا ہاتھ مارا کہ ایک برہان کے دو کردئے۔ اروں نے برہان کے رفقا کو دہر لیا ایک بھی نمکحرام زندہ نہ بچا۔

امرائے عظام اعتماد خاں وغیرہ اوسوقت موجود نہ تھے سید مبارک نے بلوا کر امرا میں باہم اتفاق کروادیا۔ امور سلطنت کے مشورے ہونے لگے اعتماد خاں سے پوچھا گیا کہ تمکو یہ نسبت ہمارے حرم سلطانی سے وقفیت تمام حاصل ہے۔ بتلایئے۔ بادشاہ شہید کا کوئی لڑکا ہو تو تخت نشین کیا جائے اور درحالت عدم وارث کوئی حرم حاملہ ہو تاوقتیکہ وضع حمل انتظار کیا جائے۔ اور انتظام امورات سلطنت بحالت موجودہ جاری رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زمام اختیار سلطنت سلسلہ خاندان محمودیہ میں باقی رہے

سلطان شہادت یافتہ ۹۶۱

۱۲

اعتماد خاں نے کہا کہ سلطان شہید کو نہ کوئی لڑکا ہے نہ کسی حرم کو حمل - امرا نے کہا کہ شاہی خاندان سے کوئی لڑکا لایق سلطنت ہو تو بتاؤ - اعتماد خاں کہنے لگا کہ فی الحال ایک لڑکا احمد خاں نام زمرۂ اقربائے سلطان محمود احمد آباد میں رہتا ہے - وہ البتہ قابل سلطنت ہے - امیروں کے کہنے سے رضی الملک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک پہر کے عرصہ میں احمد آباد آیا - احمد خاں کسی بنیئے کی دوکان پر کبوتروں کا دانہ دامن میں لئے ہوئے کھڑا تھا - رضی الملک گھوڑے پر سوار کر کے محمود آباد لایا -

سلطنت احمد خان بن لطیف خان نبیرہ سکر خان بن سلطان احمد بانی احمد آباد

پندرہویں ربیع الاول ۹۴۱ھ ہجری کے روز سید مبارک نے باتفاق امرائے جلیل القدر و خوانین صاحب تمکین محمود آباد میں احمد خاں کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور سلطان احمد نام رکھا - بادشاہ کو سید صاحب نے اپنے زمرۂ مریدوں میں داخل کر کے عہدۂ وزارت اعتماد خاں کو سپرد کیا - جب رسوم تخت نشینی ادا ہو گئی امرا نے باہم یہ مشورہ کیا کہ پھر ایسا موقعہ نہ ملیگا - جبتک سلطان خرد سال ہے اور حد بلوغت کو نہیں پہونچا - امورات سلطنت سے ہنوز نابلد ہے - سارا ملک اور خزانہ باہم تقسیم کر کے اپنی اپنی جاگیر قسمتی میں رہکر سرحد کی حفاظت کرتے رہیں - اسکی پوری تفصیل مرات سکندری میں مندرج ہے -

جب مبارک شاہ والی آسیر اور برہان پور کو خبر تخت نشینی احمد شاہ و تقسیم ولایت پہونچی - فوراً بارادۂ تسخیر گجرات لشکر کشی کر کے دریائے نربدا کے کنارے محاذی بھڑوچ فروکش ہوا - امرائے گجراتی یہ خبر سنکر سلطان احمد کو ہمراہ لئے ہوئے مبارک شاہ کے مقابلہ میں خیمہ زن ہوئے - دونوں لشکروں میں دریائے نربدا حائل تھا - طرفین کے ایلچیوں نے آمد و رفت شروع کی - انجام کار گفتگو ہو ہو کر سید مبارک کی کارروائی سے صلح ہو گئی - ادہر مبارک شاہ اودہر سلطان احمد مرگزاصلی کو روانہ ہوئے -

سابقاً امرائے گجرات میں نااتفاقی پیدا نہ تھی - اور اسی سے سلطنت پر اغیار دست تصرف کوتاہ رہتا تھا - فی زمانہ مبارک شاہ کے مقدمے نے امرا کے دو فریق کر دیئے - ایک گروہ نے اعتماد خاں کی سرداری منظور کی - دوسرا ناصر الملک کی طرفداری میں کھڑا ہو گیا - سید مبارک مرد شجاع و دانشمند تھا - اعتماد خاں کی جانب داری کرنے لگا - راہ چلتے چلتے دونوں فریق باہم ایک دوسرے کو بنظر تعصب دیکھنے لگے - جب قریب بڑودہ پہونچے فیمابین سید مبارک و ناصر الملک لڑائی ہونے لگی - اعتماد خاں کی بے توجہی اور عدم استعانت سے سید مبارک کے عزیز و اقارب اکثر مارے گئے - چونکہ ادہر ناصر الملک کے طرفدار بڑے بڑے امرا ہو گئے تھے - سید صاحب شکست کھا کر اپنی جاگیر کیمبے بنج چلے گئے - ان کے جانے سے اعتماد خاں بہت کمزور ہو گیا - ناصر الملک سے بدون لڑے بھڑے بھاگ کر سید مبارک کے پاس چلا گیا - پھر تو ناصر الملک سلطان احمد کو ہمراہ لیکر بے کھٹکے احمد آباد آیا - اور باستقلال تمام انتظام امورات سلطنت کرنے لگا - چونکہ مدمقابل باقی نہ رہا تھا -

جب دو مہینے گذر چکے ہر چند سید مبارک و اعتماد خاں چلے گئے تھے - تاہم ناصر الملک کو اطمینان کلی نہ تھا - کیمبے بنج پر لشکر کشی کر کے بھیل پر گنے کے مکندگاؤں میں فروکش ہوا - سلطان کی حفاظت کی ذمہ داری الغ خاں حبشی اور عماد الملک رومی کی نگرانی میں رکھی گئی تھی اور واقعی یہ دونوں سردار نہایت جری اور بہادر بھی تھے - ناصر الملک کی کج ادائی سے بنظر حفظ ماتقدم باہم مشورہ کیا کہ مبادا ناصر الملک سے سید صاحب اور اعتماد خاں پر فتح حاصل کی اور کیوں نکریگا جب ہم اس کے شریک رہینگے - تو خواہ مخواہ سید صاحب کو پسپا ہونا پڑیگا - اور جب ان سے اطمینان ہوا تو لامحالہ ضرور ہماری بھی خبر لیگا - اسی غرض سے پہلے پہل ہماری حمایت سے یہ دو سردار جلیل القدر کا کانٹا نکالنے کو مستعد ہو گیا ہے - ہمکو لازم ہے اس کے ارادے سے سید صاحب کو پوشیدہ آگاہ کر دیا جائے غرض کسی معتمد کے ذریعہ سے سید صاحب کو خبر دی گئی - دوسرے روز وقت صبح سید صاحب سے مقابلہ ہوا - فوراً یہ دونوں سردار سلطان احمد کو ہمراہ لیکر لشکر

مقابل میں چلے گئے۔ اون کے جانے سے ناصر الملک کا قدم اکھڑ گیا۔ معاً بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ کیفیت مفصل تاریخ سکندری میں مرقوم ہے

سید مبارک و اعتماد خاں بادشاہ کو لیکر بفتح و فیروزی احمد آباد میں داخل ہوئے اور پھر ناصر الملک کا تعاقب اختیار کیا۔ وہ بھاگ کر کوہستان پال میں پوشیدہ ہو گیا۔ چلتے وقت اعتماد خاں نے اپنی طرف سے اختیار الملک کو نائب مقرر کیا تھا۔ اُس نے حسن خاں دکنی و فتح خاں بلوچ سے اتفاق کر کے سلطان مال کے چچا ساہو نامی کو سلطنت پر بیجائے نام قائم کر کے فساد برپا کیا۔ جب یہ خبر سید مبارک کو ملی۔ بھڑوچ سے پلٹ کر محمود آباد آیا۔ یہ سنکر امرائے باغیہ ساہو سلطان جدید کو ہمراہ لیکر باہر نکلے۔ احمد آباد سے چار کوس کے فاصلہ پر موضع روپرہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ساہو معہ امرائے باغیہ بھاگ گیا۔ اور سید مبارک سلطان احمد کو ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی داخل احمد آباد ہوئے۔

جسوقت سارے بکھیڑوں سے فرصت حاصل ہوئی حسب قرارداد سابق ملک باہم تقسیم کر کے اپنی اپنی جاگیر کو چلے گئے۔ اعتماد خان حضوری میں حاضر رہا اور امورات سلطنت کا انجام دینے لگا۔

افسوس زمانہ اتنی فرصت نہیں دیتا کہ چند روز اطمینان سے بسر ہوں۔ ہر وقت ایک نہ ایک شعبدہ تازہ دکھاتا ہے۔ امرا نے چاہا کہ ملک تقسیم کر کے چند روز جاگیروں میں مزے اڑاویں۔ مگر اسمان کو اس کا رشک پیدا ہوا اور اُن کا کیا وہرا سب برباد کر دیا۔

سابقاً یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ دریا خاں اور عالم خاں لودہی آزردہ ہو کر شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس چلے گئے تھے۔ دریا خاں تو وہیں کا ہو رہا۔ مگر عالم خاں لودہی سے ایک امر ایسا سرزد ہوا جس نے وہاں سے نکالا۔ مجبوری سید مبارک سے توسل پیدا کر کے احمد آباد آیا۔ اعتماد خان و عماد الملک اُس کے آنے سے آزردہ ہوئے۔ آخرش عالم خاں لودہی کی فتنہ انگیزی سے سید مبارک کے ساتھ لڑائی واقعہ ہوئی۔ اور امرا سلطان کو ہمراہ لیکر سید کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے۔ عالم خاں کی فتنہ پردازی امرا کو ثابت ہو گئی۔ سلطان کو ہمراہ لیکر سید مبارک سے ملگئے۔ عالم خاں بھاگ کر کوہستان پال میں چلا گیا۔ ہر چند امرا نے تعاقب کیا۔ مگر اُن کے ہاتھ نہ آیا۔ چانپانیر واپس آگئے۔

مبارک شاہ آسیری کو گجرات کے امرا کا باہمی نفاق دریافت ہونے سے بارادہ گجرات پر لشکر کشی کی۔ مگر بے نیل مرام واپس چلا گیا۔ اِس عرصہ میں بادشاہ سلطان احمد نے ایک رسالہ بڑودی گارڈ کا ملازم رکھا۔ وہ ہمیشہ بادشاہ کی حضوری میں رہا کرتا۔ لیکن سلطنت اعتماد خاں اور عماد الملک کے قبضہ قدرت میں ہو چکی تھی۔ کبھی سلطان کی حفاظت ملازمان اعتماد خاں کی ذمہ داری میں رکھی جاتی۔ اور کبھی مردان عماد الملک کی نگرانی میں ہوا کرتی۔

افسوس مشیت ایزدی زوال دولت سلاطین و امرائے گجرات مقتضی ہو گئی۔ خداوند عالم کو جب کسی خاندان کا زوال دولت منظور ہوتا ہے تو پہلے ہی اُس کے خیالات بدل دئے جاتے ہیں اور یہی اسباب بربادی کے ہیں۔ معاہدہ ایک ایسی چیز ہے جسپر تمام امورات دنیاوی کا دارمدار رکھا گیا ہے اور جبتک معاہدہ پر فریقین ثابت قدم رہتے ہیں کبھی ضرر نہیں پہونچتا۔ یہ بات عقلاً و نقلاً ثابت مانی گئی ہے۔ امرائے گجرات جبتک احکام معاہدہ کی پیروی و پابندی کرتے رہے اچھی طرح دندناتے ہوئے سلطنت پر قبضہ رہا۔ اور جس روز سے عہد شکنی ہونے لگی۔ نفاق باہمی نے حکومت کی ساری باتیں ملیامیٹ کر دیں۔ بات یہ ہوئی کہ عماد الملک اور اعتماد خاں سلطنت کے رکن اعظم تھے۔ جبتک اُن میں اتفاق رہا۔ غیر کو سلطنت کی طرف نظر بد سے دیکھنے کی جرات نہ ہوئی۔ انجام کار رفتہ رفتہ یہ صورت پیدا ہو گئی کہ جب کسی معاملہ کی نسبت فریقین میں معاہدہ کیا جاتا۔ تو ذرا سی رد و بدل یا تغیر واقعہ ہونے سے فوراً عہد شکنی ہو کر باہم لڑنے بھڑنے کو تیار ہو جاتے۔ بلکہ بارہا ایسا اتفاق پیش آیا کہ فریقین میں تلوار چلکر بندگان خدا کا مفت خون بہایا گیا۔ ہر چند سید مبارک اصلاح ذات البین کرتے رہے مگر انجام کار فائدہ متصور نہ ہوا۔ سلطان احمد اعتماد خاں کی زیر دستیوں سے نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ الگ ہو کر عماد الملک سے متفق ہو گیا۔ اعتماد خاں آزردہ ہو کر سید مبارک کو ہمراہ لئے ہوئے احمد آباد آیا۔ سید صاحب نے فریقین کو سمجھا کر بکلمات نصائح سودمند غبار خاطر کو پاک و صاف کر کے باہم اتفاق کرا دیا۔ اور بدستور سابق عہدہ

وزارت اعتماد خاں کو سپرد ہوا۔ یہ امر خلاف مزاج سلطان احمد واقع ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ عہدہ وزارت عماد الملک کو تفویض کیا جائے۔ عماد خاں سے بخوف جان متوہم ہو کر چند رفقائے خاص کو ہمراہ لئے ہوئے سیدپور چلا گیا۔ یہ پورہ متصل محمود آباد سید مبارک کا آباد کیا ہوا تھا۔ اگرچہ سید صاحب بادشاہ کے بے موقع اور مخفی آنے سے آزردہ ہوئے۔ مگر سلطان کہ ہنوز تاثیر بہ کار تھا کچھ نہ کہا۔ رفقائے سلطانی کو سرزنش کرنے لگے کہ بادشاہ کو اسطرح مخفی لیکر چلے آنا مناسب نہ تھا۔

اس عرصہ میں ایک نامی سردار مسمی حاجی خاں ملازم اسلام شاہ بادشاہ دہلی پانچہزار سوار اور ڈیڑھ سو ہاتھی کی جمعیت سے محض ہمایوں بادشاہ کے بدلے پر تسخیر گجرات کا ارادہ کرکے دہلی سے روانہ ہوا۔ راہ میں رانا سے مقابلہ پڑا۔ عین معرکہ جنگ میں رانا شکست کھا کر بھاگا۔ حاجی خاں مظفر و منصور جانب گجرات متوجہ ہوا۔ اعتماد خاں اور عماد الملک کو اوسکے آنیکی خبر ملی۔ نفاق باہمی نے جوش کر کہا تھا۔ حاجی خاں کا آنا باشارہ سید مبارک و سلطان احمد تصور کرکے باہم مشورہ کیا کہ۔ جبتک حاجی خاں سید مبارک سے نہیں ملا اور اون کا لشکر بھی اطراف و جوانب سے اونکی پاس فراہم نہیں ہوا۔ سید صاحب کا علاج کر دیا جائے تاکہ حاجی خاں یہ کیفیت سنکر خود واپس چلا جائیگا۔ دونوں سردار تیس ہزار سوار اور توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر قریب محمود آباد فرکش ہوئے۔ بعد رد و بدل بسیار و آمد و رفت۔ ایلچیان لیاقت شعار صورت صلح آئینہ رزم و پیکار میں جلوہ گر ہوئی۔ انجام کار طرفین سے اعلان جنگ دیا گیا۔ ایک ہی مقابلہ میں افسر لشکر سید مبارک نے جام شہادت نوش کیا۔ سیدپور تاراج ہو گیا۔

سرداران گجرات کا قلت سے یہ وتیرہ چلا آتا تھا کہ باوجود عداوت اندرونی و خصومت باطنی جب کبھی دو فریق میں لڑائی واقع ہوتی تو اکثر ایک فریق پسپا ہو کر دس بارہ کوس پیچھے ہٹ جاتا۔ اور فریق ثانی باوجود غلبہ اس کے ناموس اہل و عیال کا متعرض نہ ہوتا تھا۔ پھر چند روز دونوں فریق متفق ہو کر داخل احمد آباد ہوتے۔ لوگوں کے کہنے سننے سے باہم صفائی ہو جاتی۔ اور پھر لڑنے کو مستعد ہو جاتے تھے۔ اسی بنا پر سید میراں دل سید مبارک معہ اہل و عیال کنارہ کش ہو کر کیرنج چلا گیا۔ امرا بادشاہ کو لیکر احمد آباد آئے۔ بعد چند روز اعتماد خاں اور عماد الملک نے سید میراں کو کیرنج سے بلوا لیا۔ جب وہ احمد آباد آیا۔ باہم گرانہی دونوں میں خصومت پیدا ہوئی۔ اعتماد خاں کو یہ گمان ہوا کہ بادشاہ عماد الملک سے پوشیدہ سازش رکھتا ہے۔ اور اسی بنا پر اس نے اپنے لڑکے چنگیز خاں کو بھڑوچ سے بلوا لیا ہے۔ اعتماد خاں نے بھی اپنی حمایت کے لئے اتا خاں غوری کو جوناگڑھ سے طلب کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ برپا کرکے عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ شہر خالی کرکے جاگیر میں چلا جائے۔ عماد الملک نے دیکھا کہ میں اسکی برابری نہیں کر سکتا۔ ایلچ خاں حبشی کو ہمراہ لیکر چلا گیا۔ اور ایلچ خاں کو بڑودہ میں چھوڑ کر آپ بخط راست بھڑوچ پہونچا۔

اعتماد خاں نے اپنے ملازم معتمد کو بادشاہ کی نگہبانی پر مقرر کیا۔ اور پھر بفراغت تمام حکومت کرنے لگا۔ حاجی خاں بعد شکست سید مبارک اعتماد خاں کا شریک ہوا۔ اسکو نصف گرمی پرگنہ جاگیر دیکر نوکر رکھا۔ موسیٰ خاں وغیرہ امرا اپنی اپنی جاگیر کو چلے گئے۔ اس عرصہ میں متواتر اخبار سے دریافت ہوا کہ عماد الملک کو اس کے قصر پورہ اختیار خاں نے سورت میں دغا سے مارا۔ عماد الملک کے بیٹے چنگیز خاں نے اپنے ماموں اختیار خاں کو گرفتار کرکے قتل کیا۔

اعتماد خاں نے بھڑوچ پر چڑھائی کی تھی مگر پٹن اور رادھن پور کے ہنگاموں نے کامیاب نہونے دیا۔ ساتھ جھگڑے چھوڑ پٹک کر احمد آباد چلا آیا۔ اسکی پوری کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے۔ اسی زمانہ میں مردم آفاقی گجرات میں کثرت سے جمع ہو گئے تھے۔ اکثر ہنگاموں میں شریک ہو جاتے۔ بادشاہ کا ہیجان طبیعت انکی طرف زیادہ پایا جاتا تھا۔ بادشاہ نہایت کمظرف و تنگ حوصلہ آدمی تھا۔ اکثر اوقات حالت نشہ میں تلوار کھینچکر کیلوں کے درختوں پر چوٹ لگا کر کہتا۔ کہ عماد الملک کا سر یوں قلم کیا گیا۔ اور اعتماد خاں کے یوں دو ٹکڑے ہوئے۔ وغیرہ امراؤں کے نام لے لیکر ہاتھ صاف کرتا۔ یہ خبریں اونکو بھی ملا کرتیں۔ سن سنکر اعتماد خاں متفکر ہوتا۔ کہ مبادا بادشاہ کی حرکات ناشائستہ کا نتیجہ برا پیدا ہوا تو سلطنت میں بڑا فساد پیدا ہو کر بزرگوں کا کس مشقت سے تسخیر کیا ہوا سارا

ملک مفت ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ چونکہ شاہان دہلی بُری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ وجیہہ الملک اعتماد خاں کا مشیر خاص و معتمد با اختصاص تھا وہ یہ کہتا۔ کہ علاج واقعہ قبل از وقوع ہو جائے تو سارے جھگڑوں کا خاتمہ ہے۔ امراء اپنی اپنی کر رہے تھے اور بادشاہ کو اسقدر دستگاہ حاصل تھا کہ شہر سے دو دو تین تین کوس شکار کے بہانہ باہر چلا جاتا اور کبھی ناوقت اعتماد خاں کے گھر آبیٹھتا۔ اعتماد خاں بخوف و بدبہ سلطانی اعزاز سے پیش آتا۔ ہرچند وجیہہ الملک ایسے موقعہ پر قتل سلطان کی ترغیب دیتا مگر اعتماد خاں ٹال دیا کرتا تھا ایکروز وجیہہ الملک نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ میں خوب سمجھتا ہوں اعتماد خاں کو حضور کی نسبت بُرے خیالات پیدا ہو چلے ہیں۔ اگر سلطان عہدۂ وزارت غلام کو عطا فرماوے تو اعتماد خاں کا کام تمام کر دیا جائے۔ بادشاہ چونکہ ناتجربہ کار نادان محض تھا اوسکی جعلسازی میں پھنس گیا اور فوراً درخواست منظور کرلی۔ وجیہہ الملک نے یہ ساری مخفی باتیں اعتماد خاں سے کہدیں۔ وہ کہنے لگا تاوقتیکہ کانوں کان نہ سنوں ہرگز معتبر نہ ہونگا۔ وجیہہ الملک نے بنا بر اثبات دعوے اعتماد خاں کو رات کیوقت اپنے ہاں ایک حجرے میں پوشیدہ بٹھلا دیا (یہ مکان قریب بہدر تھا) اُسی حجرے سے لگا کر ایک تخت بادشاہ کیلئے بچھوا رکھا اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ غلام بخوف جواسیسان اعتماد خاں علانیہ حاضر نہیں ہوسکتا۔ اگر خود بدولت و اقبال میرے کلبۂ احزاں کو رونق بخشیں تو زہے قسمت۔ ایک تخت حضور کیلئے مرتب کر رکھا ہے۔ اُسی پر اجلاس فرما کر غلام کیساتھ معاہدہ فرماویں تو اطمینان ہو۔ بادشاہ چونکہ نادان محض و جاہل مطلق تھا یہ دوسری مرتبہ دھوکا کھایا۔ خوشی خوشی چلا آیا۔ بادشاہ کو قضا گردن پکڑ کر کھینچ لائی۔ یہ تخت نہ تھا تختۂ تابوت تھا فوراً بیٹھ گیا وجیہہ الملک نے وہی باتیں دوہرائیں۔ بادشاہ بیوقوف تھا بیدھڑک وہی معاہدہ حرف بحرف کہہ بیٹھا۔ اعتماد خاں اُسی حجرے میں سُن رہا تھا غصہ سے آگ ہوگیا۔ اور باہر آکر بادشاہ سے کہنے لگا کہ میں نے تیرے ساتھ کونسی بُرائی کی تھی جو میرے خون کا پیاسا ہوا۔ سنتے ہی بادشاہ کے ہوش پراگندہ ہوگئے اور پنجۂ دشمن میں پھنسا دیکھکر زندگی سے مایوس ہوا۔ اعتماد خاں کے غلاموں نے ایک شلاق مار کر بادشاہ کا کام تمام کیا۔ اور لاشہ اٹھا کر ریگ سابر میں پھینکدیا۔

یہ سانحہ پانچویں شعبان المعظم ۹۶۸ھ ہجری کو واقعہ ہوا۔ کسی نے مادہ تاریخ بگناہ مقتول شد۔ لکھا ہے۔ صبح ہوتے ہی خبر منتشر ہوئی کہ بادشاہ فرار ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد لاشہ کا پتہ لگا آخر یہ ثابت ہوا کہ کسی ملازموں سے یہ حرکت ناشدنی واقعہ ہوئی۔ لاشہ حسب دستور سلطان احمد ثانی احمد آباد کے روضہ میں مدفون کیا گیا۔

ع

شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جاں دراں درج است ٭ کلاہ دلکش است اما بہ ترک جان نمی ارزد

قبل از شہادت سلطانی بیرام خاں پٹن میں قتل کر دیا گیا تھا مفصل کیفیت اکبرنامہ میں مندرج ہے۔ مجملاً یوں بیان کیا جاتا ہے کہ بیرام خاں باجازت بادشاہ ہندوستان اکبر شاہ زیارت حرمین الشریفین کو جاتے جاتے وہیں چند روز کیلئے ٹھہر گیا اوس زمانہ میں موسیٰ خاں حاکم پٹن تھا پٹھانوں کا ایک گروہ موسیٰ خاں کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر ملک میں فساد کر رہا تھا۔ ازانجملہ ایک پٹھان مبارک خاں نوحانی کا باپ بیرام خاں کیساتھ جنگ ماجھی واڑہ میں مارا گیا تھا وہ اپنے باپ کا قصاص لیا چاہتا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک کشمیری عورت سلیمان خان بن شیر خاں کی جورو لڑکی کو لئے ہوئے بیرام خاں کیساتھ مکہ معظمہ جانیوالی تھی۔ اور خانصاحب اپنے لڑکے کا عقد اُس لڑکی سے کرنا چاہتے تھے۔ پٹھانوں کو یہ بات منظور نہ تھی۔ ان دو وجوہ سے سارے پٹھان آمادہ فساد ہو رہے تھے۔ بیرام خاں زمانہ قیام پٹن میں ہمیشہ سیر و تماشا سے گل دریا میں کیا کرتا۔ ایکروز بمنجب اتفاق گول نام تالاب کی سیر کو تشریف لیگیا۔ تالاب کے وسط میں ایک بنگلہ بہت عمدہ خوشنما تعمیر کیا ہوا تھا۔ اکثر لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر سیر و تماشا کرتے تھے۔ خانصاحب بھی کشتی میں بیٹھکر تشریف لیگئے۔ اس عرصہ میں اوسی گروہ افغاں کے تیس چالیس آدمی کنارے پر آ کھڑے ہوگئے۔ وقت معاودت خانصاحب سمجھے کہ حضرات افغاں ملاقات کو تشریف لائے ہیں آپنے سبکو اپنے پاس بلوایا سب سے پہلے مبارک خاں

آگے بڑھا اور بالعوض مصافحہ خنجر خونخوار پشت پر رسید کیا یہ تو سینہ سے پار ہوگیا اوپر سے تلوار کے زبردست ہاتھ نے خانصاحب کا کام تمام کیا۔ بیرام خاں کے منہ سے کلمہ اللہ اکبر جاری ہوا۔ اسی کلمہ کیساتھ جان بھی پرواز کرگئی۔ مبارک خاں کے ساتھی یہ کیفیت دیکھکر ادھر اُدھر متفرق ہوگئے۔ جماعت فقرا نے لاش بیرام خاں مقبرہ شیخ حسام الدین میں دفن کیا۔ شہادت بیرام خاں روز جمعہ ۱۴ جمادی الاول ۹۶۸ ہجری واقع ہوئی۔ قاسم ارسلان نے مادہ تاریخ نظم کیا۔

بہرام بطوف کعبہ چوں بست احرام ✦ در راہ شد از شہادتش چوں کار تمام
در واقعہ ہاتفے بتے تاریخش ✦ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام
۹۶۸

چند روز بعد خانجہاں بکوشش حسین قلیخاں لاش بیرام خاں نقل کرکے مشہد لیگیا۔ اِدھر بیرام خاں قتل ہوا اُدھر اوباشوں نے مقتول کا سارا اسباب لوٹ لیا۔ وقت غارت گری خواجہ ملک موجماعت ہمراہی آپہونچا۔ بیرام خاں کی بیوی اور خورد سال لڑکے عبدالرحیم کو جو ہنوز پانچ چھ برس کا تھا۔ لیکر صاف نکل گیا۔ لگے ہاتھ احمد آباد پہونچا کر پیچھا پلٹا۔ چار مہینے بعد اکبر بادشاہ نے آگرہ بلوالیا۔

سلطنت سلطان مظفر عرف تتو آخری سلطان گجرات کا احوال

بعد قتل سلطان احمد ثانی ۹۶۸ ہجری کے شعبان مہینے میں سلطان مظفر تخت پر بٹھایا گیا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ اولاد سلاطین گجرات سے ایک متنفس بھی اس قابل نہ رہا کہ وراثت موروثی سنبھالے۔ اعتماد خاں وزیر اعظم تھا تتو نام ایک لڑکے کو لا حاضر کیا اور حلفیہ کہنے لگا کہ یہ لڑکا سلطان محمود ثانی کا شکم جاریہ سے پیدا ہوا چنانچہ جب اسکی والدہ حاملہ ہوئی۔ بادشاہ نے مجھے سپرد کی اور فرمایا کہ اسکا حمل ساقط کردیا جائے مگر مدت حمل پانچ مہینے سے کچھ زیادہ ہوچکی تھی۔ اسقاط ملتوی رہا اور یہ لڑکا پیدا ہوا۔ میرے ہاں بطور مخفی پرورش پاتا رہا۔ اب سوائے اسکے اور وارث سلطنت باقی نہیں۔ امرا نے متفق ہوکر تخت نشین کیا۔ سلطان مظفر نام رکھا گیا۔ بعد چند روز اعتماد خاں نے بنظر انتقام فتح خاں پٹن پر لشکر کشی کی۔ حاکم پٹن موسیٰ خاں و شیر خاں سے مقابلہ ہوا۔ امرائے گجرات قتل سلطان احمد ثانی سے اعتماد خاں کیساتھ بددل ہو رہے تھے۔ امرا کی نااتفاقی نے اعتماد خاں کو وہ دن دکھایا کہ فتح کے بدلے شکست لیکر پیچھا پلٹا۔ چند روز بعد خجالت ٹالنے کو پھر تیار ہوا۔ امرا سب کے سب ناراض تو تھے ہی کسی نے شرکت کی ہامی نہ بھری اور جاگیروں میں جا رہے اعتماد خاں نے اِدھر اُدھر سے فوج جمع کرکے چڑھائی کی مقابلہ میں موسیٰ خاں زبردست ثابت ہوا اور اعتماد خاں اپنا سا منہ لیکر چلا آیا۔ یہ لڑائیاں ۹۶۹ھ میں واقعہ ہوئی تھیں۔ الحاصل امرائے گجرات میں نااتفاقیاں پھیلتی گئیں۔ ایک کا دوسرے سے میل ملاپ اٹھ گیا۔ باہمی کشیدگی نے سبکو الگ کردیا۔ اعتماد خاں بھی تھک کر شہر سے کہیں چلا گیا۔ چنگیز خاں پسر عماد الملک وزارت کی جگہ خالی دیکھکر آبیٹھا۔ اوسکو حبشیوں نے قتل کیا۔ اندرونی لڑائی جھگڑوں سے نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی بڑی باعظمت سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ زوال سلطنت کی مفصل کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے۔ ان صفحات میں ضروری اور مختصر باتیں لکھی گئی ہیں۔ اگرچہ سلطنت کا خاتمہ اکبر بادشاہ کے تسخیر کرنے سے پورا پورا ہوگیا تھا۔ مگر نسل خاندان شاہی کا چراغ ابتک روشن تھا۔ وہ مرزا عزیز کوکلتاش کے دوسرے مرتبہ زمانہ صوبہ داری میں مطابق ۱۰۰۰ ہجری میں گل کردیا گیا۔ یہ کیفیت آگے چلکر بیان کیجائیگی۔

اگرچہ گجرات پر اور بادشاہوں نے تسخیری حملے کئے مگر کسیکو کامیابی نہوئی۔ چونکہ روز ازل سے اسکا سہرا اکبر بادشاہ کے سر پر

باندھا گیا تھا۔ اوسکی اولوالعزمی اور عالی ہمتی نے عرصہ قلیل و بضاعت مختصر سے کامیابی حاصل کی۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ سے لیکر احمد شاہ کے عہد سلطنت تک وقتاً فوقتاً بعض ناظمان صوبہ اصالتاً حاکم رہے اور بعض نے بذریعہ وکلا کارروائیاں کیں وغیرہ ہر ایک ناظم کی کیفیت فرداً فرداً تحریر کیگئی ہے"

مرات احمدی کا اصل اصول مقدمات دفتری اور مالی پر رکھا گیا ہے۔ حضور دارالسلطنت سے جو جو احکام بنام انتظام صوبہ دیوان کے نام صادر ہوئے۔ وہ اوسکے زمانہ عملداری میں لکھے گئے ہیں۔ اکثر فوجدار اور تحصیلدار وغیرہ کا احوال دریافت نہوا۔ اور جو کچھ ہوا ہے طول کلام کی مناسبت سے معذور رہا۔ مگر جنکا سلسلہ واقعات سے وابستہ تھا وہ تمام لکھدئے گئے۔ نظامت اور وزارت یہ دونوں عہدے ایک ہی شمار کئے جاتے تھے اور دراصل ہیں بھی توام اُن سے کنارہ کشی نہو سکی"

بیان سلسلہ علیہ تیموریہ

سبحان اللہ کیسا بزرگ خاندان حضرت صاحبقران امیر تیمور کورکان کا دنیا میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے آبائے کرام و اجداد عظام حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام تک سب کے سب شاہنشاہ زماں و تاج بخش بادشاہان بنی نوع انسان صفحہ ہستی پر گذرے ہیں گویا خیاط ازل نے کارخانہ قضا و قدر میں خلعت جہانبانی و چار قب کشورستانی انھیں نامداران جہاں کے بہ اندازہ قد و قامت سی سلا کر رکھا تھا جو ہر ایک صاحب تخت و تاج کے جسم اطہر میں ٹھیک درست و زیبندہ ہوا۔ واہب علی الاطلاق خلاق زمین و آسمان نے سجیہ رضیہ عدالت و شیوہ پسندیدہ سخاوت اسی خاندان کے بزرگوں کو عطا فرمایا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تواریخوں کے صفحہ پر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اور بادشاہان روئے زمین و والیان ممالک ہفت اقلیم اسی خاندان کے خوشہ چیں معلوم ہونگے۔ ہر خلاف اور بادشاہوں کے ایک عالم ممالک ایران و توران و روم و شام عرب حبش وغیرہ بلاد سے جسنے اس درگاہ کی نیازمندی حاصل کی وہ ہمیشہ مستفیض و مستفید ہوتا رہا۔ باوجود عظمت و شوکت و وسعت مملکت کبھی کسیکی زبان سے کلمہ غرور نہیں نکلا۔ بلکہ ادنیٰ ملازم کو بہ نظر حقارت بلاحظہ نہیں فرمایا۔ ہمیشہ ہمت والا نہمت بروائج دین مبین حضرت سید المرسلین مصروف رہا کی۔

نقل ہے کہ جسوقت صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی نے تخت طاؤسی مرصع کار ایک کروڑ روپیہ کی تیاری کا بنوایا۔ یہ روپیہ ملک مصر کے کئی برسونکا خراج ہوگا۔ جب تخت تیار ہوا شاہ جہاں بادشاہ نے جلوس فرماکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے خدائے عزوجل کی بہت کچھ ثنا صفت بیان کی بلکہ زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ فرعون بادشاہ مصر نے تخت عاج پر جلوس کرکے از راہ غرور و تکبر دعوے انا ربکم الاعلیٰ کیا تھا۔ الحمدللہ کہ یہ نیازمند درگاہ بے نیاز ایسی مملکت وسیع کا مالک تخت و تاج ہے۔ لیکن دعوے عبودیت محض و حقیقی سے افتخار حاصل ہے۔ سبحان اللہ کیسے پاک اعتقاد والے بادشاہ تھے۔ اُمید کرتا ہوں کہ پروردگار عالم اس سلسلہ کو تا قیام قیامت اورنگ جہانبانی پر قائم و پائندہ رکھے۔ اور گردش فلکی و انقلاب زمانہ غدار سے محفوظ رکھے۔ اگرچہ ولایت ایران و توران کے بادشاہونکا تنزل ہوگیا مگر فضل الٰہی سے ہندوستان کی سلطنت ابتک اپنے خاندان میں قائم و برقرار ہے۔ یہ امر محض انہیں بزرگونکی نیک نیتی کا سبب ہے"

پوشیدہ نہو کہ سنہ ۸۰۱ ہجری میں حضرت صاحبقران امیر تیمور کورکان نے ہندوستان کو مسخر کیا اور اُسی سال کے آخر میں ہندوستان سے دارالسلطنت سمرقند کو تشریف لیگئے۔ ناصرالدین سلطان محمود بن محمد شاہ بادشاہ دہلی امیر تیمور صاحبقران سے ہزیمت پاکر گجرات میں ظفر خاں کے پاس آیا۔ اوسوقت تک ظفر خاں بادشاہ بالاستقلال نہوا تھا۔ اس سے حسب مراد توقع حاصل نہوئی۔ مایوس ہوکر مالوہ چلا گیا۔ یہ احوال مرات سکندری میں مفصل مرقوم ہے"

جب ہندوستان کی سلطنت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو ملی۔ دار الملک کابل سے ہندوستان آیا سنہ ۹۳۲ ہجری میں دلی و آگرہ فتح کیا۔ اور اکثر مشرقی ملکوں پر قبضہ ہوا۔ مملکت گجرات میں سلطان مظفر حلیم کا آخر زمانہ تھا۔ بعد اوسکے سلطان سکندر ہوا۔ اور پھر سلطان بہادر کی نوبت آئی۔ پانچ برس سلطان بہادر کی سلطنت کے گذرے تھے کہ چھٹی جمادی الاول سنہ ۹۳۷ ہجری کو بابر بادشاہ دار السلطنت آگرہ میں عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ جسم مطہر بابر شاہ کو آگرہ سے کابل لیجاکر دفن کیا۔ ہندوستان میں فقط چھ برس سلطنت کی۔

نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی بن ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی سلطنت کا احوال۔ یہ بادشاہ ۹ رجمادی الاول سنہ ۹۳۷ ہجری کے روز آگرہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ تاریخ جلوس "نصیر الملوک" لکھی گئی۔ اوسوقت گجرات میں سلطان بہادر بڑے زور و شور سے سلطنت کر رہا تھا۔ سنہ ۹۴۱ ہجری میں بہادر شاہ نے قلعہ چتور فتح کیا۔ حضرت ہمایوں بادشاہ کو محمد زماں مرزا کیوجہ سے سلطان بہادر کیساتھ رنجش پیدا ہوگئی تھی لشکر کشی کرکے قلعہ جانپانیر لے لیا۔ اور سلطان بہادر کو ہزیمت دی اور آپ احمد آباد آیا۔ یہ حال مختصر سابق میں تحریر ہوا ہے مفصل اکبر نامہ و مرات سکندری سے دریافت کرو۔ جب بھائیوں کی مخالفت سے دشمنوں نے زور پکڑا بمقتضائے مصلحت وقت آپ ایران چلا گیا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر اوسط ماہ ذیحجہ سنہ ۹۶۲ ہجری میں بار دگر ہندوستان کو باغیوں سے اپنے قبضہ میں لیا۔ اوسوقت سلطان بہادر کا انتقال ہوکر سلطان محمود ثانی بھی مارا گیا تھا۔ سلطان احمد ثانی نبیرہ شکر خاں کا زمانہ تھا۔ تیرھویں ربیع الاول سنہ ۹۶۳ ہجری میں ہمایوں بادشاہ نے دہلی میں انتقال کیا۔ اوسیجگہ مقبرہ ہمایوں میں دفن کیا گیا۔ یہ مقبرہ اسی بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا تھا۔ اس نے پچیس ۲۵ برس دو مہینے اور دو روز ہندوستان میں سلطنت کی۔

اجلاس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

سنہ ۹۶۳ ہجری کی دوسری ربیع الثانی یوم جمعہ کو قریب دوپہر کے خطہ کالانور کی عیدگاہ میں تخت نشین ہوا۔ اوسوقت گجرات میں سلطان احمد نبیرہ شکر خاں کی سلطنت کا تیسرا برس تھا اور سنہ ۹۸۰ ہجری میں مظفر ثانی کی سلطنت کو تیرھواں ۱۳ برس تھا کہ ملک گجرات فتح ہوکر ممالک محروسہ میں شامل ہوگیا۔ اکبر بادشاہ اکاون ۵۱ برس دو مہینے دو روز سلطنت کرکے بارھویں ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ ہجری کے روز اس دنیا سے کوچ فرماکر دار آخرت کو روانہ ہوا۔ اکبر آباد کے سکندرے میں دفن ہوا۔ اس بادشاہ کے زمانہ میں نو آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے تھے۔

ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کی سلطنت

سنہ ۱۰۱۴ ہجری کی ۱۴ رجمادی الثانی پنجشنبہ کے روز اکبر آباد کے قلعہ میں جہانگیر بادشاہ نے جلوس فرمایا۔ سلطنت کے اکیسویں ۲۱ برس کشمیر کو تشریف لیگیا۔ وہاں سے لوٹتے وقت قریب دار السلطنت لاہور مقام بھیکی مٹھی میں انتقال کیا۔ مقبرہ اسکے گرد نواح میں تعمیر ہوا۔ فقط اکیس ۲۱ برس ایک مہینہ بادشاہت کی۔ اس بادشاہ کے زمانہ میں بیس ۲۰ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر مامور ہوئے تھے

سلطنت شاہجہاں بادشاہ

سنہ ۱۰۳۷ ہجری کی ۱۲ رجمادی الثانی پنجشنبہ کے روز اکبر آباد کے قلعہ میں اس بادشاہ نے جلوس فرمایا۔ تیئیس ۳۳ برس سلطنت اور سات برس اکبر آباد کے قلعہ میں اعتکاف کرکے سنہ ۱۰۶۶ ہجری کی ۲۶ رتاریخ ۱۰ رجب شب دوشنبہ کو تین گھڑی رات گذرے اس دار فانی سے جہاں باقی کو روانہ ہوا۔ اس بادشاہ

کو اکبر آباد کے مقبرہ مشہور تاج گنج میں دفن کیا۔ اس کے عہد دولت میں بارہ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوئے۔

سلطنت اورنگ زیب بادشاہ عالمگیر

یہ بادشاہ اول مرتبہ بلخ اغزا میں ۱۰۶۸ھ ہجری کی ذیقعدہ کی پہلی تاریخ۔ اور دوسری مرتبہ دارالخلافت شاہجہان آباد میں ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ یکشنبہ کے روز تخت نشین ہوا۔ پچاس برس دو مہینے چار دن سلطنت کر کے صوبہ دکن کے احمد نگر میں تاریخ ۲۷ ذی قعدہ روز شنبہ ۱۱۱۸ھ ہجری کے روز رحلت فرمائی۔ اس بادشاہ کا جنازہ احمد نگر سے خلد آباد میں لاکر حضرت برہان الدین اولیا کے روضہ میں دفن کیا۔ یہ مقام احمد نگر سے سات کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دس آدمی اسکے زمانہ میں گجرات کی صوبہ داری پر تعین ہوئے۔

عالمگیر کے بیٹے محمد قطب الدین معظم شاہ عالم بادشاہ کی سلطنت

بعد انتقال عالمگیر معظم شاہ کو اپنے بھائی محمد اعظم سے لڑائی واقع ہوئی۔ مظفر و منصور ہو کر اکبر آباد کے باغ دھرای میں ۱۹ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کے روز تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ نے فقط چار برس نو مہینے سلطنت کر کے ۱۲۴ھ محرم کی انیس ۱۹ تاریخ کو لاہور کے قریب منزل عقبا میں رحلت فرمائی لاشہ دہلی میں لاکر حضرت خواجہ قطب الدین چراغ دہلی کے بازو میں دفن کیا۔ فقط ایک شخص گجرات کی صوبہ داری پر آیا تھا۔

بہادر شاہ کے بیٹے معز الدین محمد جہاندار شاہ کی سلطنت

یہ بادشاہ ۱۲۴ھ ہجری کی بیسویں محرم کو دارالسلطنت لاہور میں تخت نشین ہوا۔ محض دس مہینے بیس روز بادشاہت کر کے دار آخرت کو روانہ ہوا۔ شاہجہان آباد میں ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کیا۔ فقط ایک ہی شخص گجرات پر مامور ہوا تھا۔

معین الدین محمد فرخ سیر

یہ بادشاہ اپنے چچا جہاندار شاہ سے فتح حاصل کر کے تیرھویں محرم ۱۱۲۴ھ کو اکبر آباد کی نواح میں تخت نشین ہو کر خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا۔ جہاندار شاہ کی سلطنت کا زمانہ اسکے عہد میں شریک کیا تو چھ برس اور پچیس دن ہوئے۔ دونوں چچا بھتیجے نے اتنے روز بادشاہت کر کے ایک کے بعد دوسرا دار آخرت کو چلا گیا۔ یہ بادشاہ نے معتکف ہونیکے بعد ۱۱۳۱ھ ہجری کی آٹھویں ربیع الاول کے روز شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ اسکو ہمایوں بادشاہ کے مقبرہ میں مدفون کیا۔ اسکے زمانہ میں پانچ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

محمد رفیع الدرجات کی سلطنت الملقب شاہجہان ثانی

یہ بادشاہ محمد رفیع الشان کا بیٹا بہادر شاہ کا پوتا ۱۱۳۱ھ ہجری کی آٹھویں ربیع الاول کو شاہجہان آباد کے قلعہ میں تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کو عارضہ تپ دق نے ایسا دق کیا کہ آخر اسی سال ۲۳ رجب کو بیچارہ ہار کر سلطنت چھوڑ کر دار آخرت کو چلا گیا۔ مگر مرتے وقت سلطنت اپنے بڑے بھائی محمد رفیع الدرجات کی سپرد کی۔ یہ بھی اپنے بڑے جد ہمایوں کے مقبرہ میں سویا۔ فقط ساڑھے چار مہینے سلطنت کی اسوقت قلعہ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل

ابوالمظفر تاجرالدین محمد شاہ بادشاہ

یہ بھی بہادر شاہ کا پوتا محمد جہاں شاہ کا بیٹا تھا۔ جب شاہجہاں ثانی نے رحلت فرمائی۔ آگرہ سے وزیر سلطنت قطب الملک سید عبداللہ خاں و امیرالامرا سید حسین علیخاں نے اپنے بھائی دلی کے صوبہ دار سید نجم الدین خاں کو تحریر کیا کہ جسقدر عجلت ہو سکے شاہی خاندان سے ایک شہزادہ کو جلد روانہ کرو۔ قاصد کے پہونچتے ہی شاہزادہ محمد روشن اختر بن محمد جہاں شاہ ابن بہادر شاہ کو گھٹا ٹوپ دار ہاتھی پر سوار کرا کر آبادر روانہ کیا۔ منزلیں قطع کرتا ہوا آگرہ پہونچا۔ اور ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ اور اپنا لقب محمد شاہ رکھا (اسی کا تخلص پیا تھا) اکتیس ۳۱ برس سلطنت کر کے ۱۱۶۱ھ کی ربیع الثانی میں فردوس بریں کو روانہ ہوا۔ مرقد خواجہ نظام الدین اولیا کے قرب میں واقع ہوا۔ اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں چھ آدمی گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

مجاہدالدین احمد شاہ بن محمد شاہ بہادر کی سلطنت

یہ بادشاہ احمد شاہ ابدالی کیساتھ لڑائی فتح کر کے لوٹا تھا کہ اس عرصہ میں سلطنت کا مژدہ ملا اسی جگہ مقام کر کے موضع کوندرہ تعلقہ پانی پت میں یکم جمادی الاول ۱۱۶۱ھ ہجری شنبہ کے روز تخت پر جلوس فرمایا۔ وزرا سے نااتفاقی پیدا ہوئی انجام کار دسویں شعبان ۱۱۶۷ھ ہجری کے روز مجبور ہو کر معتکف ہوا فقط چھ ۶ برس تین مہینے نو دن سلطنت کی۔ فقط راجہ تخت سنگھ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا تھا۔

ابوالعدل عزیزالدین محمد عالمگیر ثانی کی سلطنت

دسویں شعبان ۱۱۶۷ھ ہجری یکشنبہ کے روز قریب دوپہر کے دارالخلافت شاہجہان آباد میں تخت طاؤس کو جلوس سے منور کیا۔ پانچ برس سات مہینے ۲۷ یوم سلطنت کر کے آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ہجری پنجشنبہ کے روز وزیر نے شہید کیا اور مرہٹوں کے تصرف سے گجرات پر کوئی صوبہ نہیں بھیجا گیا

شاہجہان بادشاہ کی سلطنت

جس روز عالمگیر ثانی کو وزیر نے شہید کیا۔ اوسیروز قریب شام دارالخلافت شاہجہان آباد کے قلعہ میں یہ بادشاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا

ملک گجرات میں مرزا زادوں کا فساد برپا کرنا اور اکبر بادشاہ کا گجرات تسخیر کر کے قلمرو میں شامل کر دینا اور اسی زمانہ سے سلاطین گجرات کی سلطنت کا خاتمہ ہو جانا وغیرہ

یہ بات دانشمندوں سے تو پوشیدہ نہیں مگر جنکو اللہ نے ذرا بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ابتداے آفرینش سے اس وقت تک جس سلطنت کا خاتمہ ہوا اوسکا دارومدار امرا و اراکین سلطنت کے باہمی نفاق و حسد پر رکھا گیا۔ یہ دونو چیزیں ایسی ہیں کہ انجام کا کفران نعمت

کی شمر ہوجاتی ہیں۔ شکر نعمت کے بدلے کفر نعمت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ پروردگار نے قرآن مجید میں صریح فرمایا ہے کہ وان شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید۔ جب کفران نعمت ہوا تو لامحالہ زوال دولت ہورہیگا۔ اور دوسرے یہ مضمون اسطور پر بیان کیا گیا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ یعنی پروردگار ہمارے لئے تغیر تبدل کرنا نہیں چاہتا تاوقتیکہ ہم خود ایسے ایسے اسباب پیدا کرنیکی کوشش نکریں۔"

سلطنت گجرات میں سلطان احمد ثانی احمد آباد سے لیکر سلطان بہادر شاہ کے زمانہ آخر تک ڈنکے کی چوٹ حکومت کرتے رہے۔ یہ چھ بادشاہ بڑی دھوم دھام سے کفرستان گجرات میں اسلامی پھریرے اڑایا کئے معاصروں سے کسیکو یہ قدرت نہتی کہ نظر بھر کر دیکھ سکے۔ جب انکی یہ کیفیت تو زمیندار بیچارے کس شمار قطار میں تھے۔ بعد زمانہ سلطان بہادر اراکین گجرات میں حسد و نااتفاقی نے ڈراونی صورتیں دکھا دکھا کر تفرقہ ڈالدیا امراء بادشاہ کے خون کے پیاسے ہوئے۔ اور بادشاہ بھی درپے آزار رہے آخر دیوان قضا سے فرمان جاری ہوا کہ سلاطین گجرات و اراکین سلطنت کا بوریا بدھنا اوٹھا کر یہ خطہ بموجب آیہ کریمہ توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء بنام نامی فخر دودمان حضرت امیر تیمور صاحبقران جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کو سپرد کردیا جائے۔ کیفیت اوسکی یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ:۔

محمد سلطان مرزا نامی اولاد امیر تیمور صاحبقران کو صاحب حق سمجھکر اسی خاندان کے کسی بادشاہ نے پرگنہ اعظم آباد متعلقہ سرکار سنبھل جاگیر دے رکھا تھا۔ اپنے بال بچوں کو لیے وہیں رہا کرتا اوسکو اللہ نے چار لڑکے عطا کئے تھے۔ ابراہیم حسین مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ سعید حسین مرزا۔ قابل حسین مرزا جس زمانہ میں اکبر بادشاہ پنجاب تشریف لیگیا محمد سلطان مرزا بوڑھا ہوگیا تھا مگر لڑکے نوجوان تھے۔ ہوس سلطنت اعظم آباد سے نکلکر ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔ اکثر بادشاہی جاگیرداروں کو قتل اور مال و اسباب ہڑپ کرتے ہوئے دہلی جا محاصرہ کیا۔ ان کے محاصرہ سے خلق اللہ کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ اور تمام ملک میں ہرجگہ فساد ہونے لگا۔ حضرت عرش آشیانی نے خبر سنکر پنجاب سے مراجعت فرمائی۔ ہنوز دلی سے کسیقدر فاصلہ پر تھے کہ مرزا زادے محاصرہ اٹھا کر مالوہ پہونچے۔ حاکم مالوہ محمد قلی برلاس سے لڑ بھڑ کر مالوہ چھین لیا۔ ہنڈیا تک عملداری ہوگئی۔ اکبر بادشاہ نے لشکر جرار مرزا زادوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

اسوقت گجرات میں محمود ثانی سلطنت پر قائم تھا۔ برہان بے ایمان نے بادشاہ کو زہر دیکر شہید کیا۔ امرا نے اولاد سلطان احمد ثانی احمد آباد سے ایک لڑکا خورد سال تجویز کرکے براے نام تخت نشین کیا۔ اوسکا نام سلطان احمد ثانی رکھا گیا۔ جب سن تمیز کو پہونچا اعتماد خاں نے قتل کروایا۔ بعد اوسکے ایک خورد سال لڑکا پیدا کیا اور سلطان محمود ثانی کی اولاد ثابت کرکے تخت پر بٹھایا گیا سلطان مظفر نام رکھا۔ اگرچہ یہ لڑکا اولاد سلاطین ماضیہ سے نتھا تاہم اعتماد خاں کی حلفیہ باتوں سے ثابت مانا گیا تھا بعض امرا جو اس راز سے واقف تھے وہ بھی خاموش ہو رہے۔ آخر رفتہ رفتہ طشت از بام ہوگیا۔ مظفر شاہ کو تخت نشین کرکے سارا ملک امرا نے تقسیم کرلیا تھا۔ چنانچہ احمد آباد کھمبات وغیرہ گجرات کا بڑا حصہ اعتماد خاں نے اپنے حصے میں رکھا تھا۔ بٹین موسی خاں و شیر خاں کو دیا گیا۔ سورت بھڑوچ بڑودہ جانپانیر چنگیز خاں پسر عماد الملک کو ملا۔ دھولقہ و ہندوقہ وغیرہ سید حامد نبیرہ سید مبارک کو دیا گیا۔ سورٹھ موجو ناگڈھ امین خاں غوری کو ملا۔ بایں تفصیل سارا ملک تقسیم کرکے جاگیردار بنے رہنے لگے۔ بیچاری رعایا پر ظلم و ستم کی کوئی حد نتھی غریب رعایا کی فریاد و نالہ نے یہ اثر پیدا کیا کہ امرا باہم لڑنے لگے۔ اُدھر مالوہ میں مرزا زادوں نے بادشاہی لشکر کا اپنی طرف آنا سنکر مالوہ چھوڑ دیا اور سیدھے چنگیز خاں کی پناہ میں آرہے چنگیز خاں اعتماد خاں کیساتھ احمد آباد پر مقابلہ کر رہا تھا۔ مرزا زادوں سے کسیقدر تقویت پیدا ہوگئی۔ بھڑوچ گھیرا دیا گیا۔ اسی عرصہ میں حبشی جھوجھا خاں نے چنگیز خاں کو قتل کیا۔ مرزا زادوں کی بن پڑی۔ بھڑوچ پہلے ہی لیچکے تھے لگے ہاتھ سورت اور جانپانیر پر قبضہ کرلیا۔ اس سے فی الجملہ

ہر طرح کی تقویت ہو گئی۔ اعتماد خاں احمد آباد میں سلطنت کر رہا تھا۔ سلطان مظفر اگرچہ بادشاہ تھا مگر کسی قسم کا اختیار حاصل نہ تھا بحیثیت سلطنت مجبور ہو نیسے نہایت تنگ ہو رہا تھا۔ شیر خاں فولادی نے مظفر کو سلطنت کے ہرے باغ دکھلا کر پٹن بلوالیا اسکا پہونچنا تھا کہ لشکر فراہم ہو گیا۔ شیر خاں مظفر کو ہمراہ لے کر تعداد کثیر سے احمد آباد پر حملہ آور ہوا۔ اعتماد خاں قلعہ بند ہو کر لڑنے لگا۔ اور مرزا زادوں کو ترغیب دیکر بلوایا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی اکبر بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی کہ کرنی زنا نامدعیان سلطنت نے ملک بھر میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ رعایا کو جان و مال دونوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ خصوصاً مرزا زادوں کی فتنہ پردازیاں کہی نہیں جاتیں۔ رایات عالیات خاک گجرات پر سایہ فگن ہوں تو سارے فساد دور ہو کر ملک میں امن و امان ہونیکی امید پڑتی ہے ورنہ چند ہی دنوں میں ویران ہو رہیگا۔ اکبر بادشاہ نے فوراً تیاری کر کے روز شنبہ ۸ صفر ۹۸۰ھ ہجری کے روز امرائے عظام خاں کلاں سید محمود بارہہ قلیچ خاں۔ صادق خاں شاہ فخر الدین وغیرہ کو بجمعیت بہادران نبرد آزما برسم ہراول روانہ کیا۔ اور بادشاہ ۲۲ ربیع الاول ۹۸۰ھ کو اجمیر سے گجرات کی طرف متوجہ ہو کر ناگور میں پہونچا فوج ہراول سرہی میں پہونچ چکی تھی۔ راجہ سرہی مسمی مانسنگھ دیورہ کو نہ جانے شاہی لشکر سے کیا عداوت تھی بظاہر خیر مقدم کے بہانے چند راجپوتوں کو خاں کلاں کی خدمت میں بھیجے وقت ملاقات دوستانہ برتاؤ کئے گئے بات چیت کر کے جانے لگے۔ خانصاحب حسب رسوم ہند ہر ایک کو خصتی پان دینے کھڑے ہوئے۔ ایک راجپوت بداندیش آگے بڑھا اور کٹار کھینچکر خانصاحب کی پشت گردن پر رسید کیا۔ زخم تین انگشت گہرا پڑا تھا کہ خانصاحب کے ملازم خاص بہادر خاں نے راجپوت کو اٹھا کر زمین پر دے مارا جبتک سب نہیں اوروں نے تلوار سے کام تمام کیا۔ اوسکے ساتھ والے بھی زیر شمشیر دھر لئے گئے۔ ایک زندہ پلٹ کر نہ گیا یہاں تلوار چل رہی تھی کہ بادشاہ کی سواری آپہونچی گویا سرہی والے کے حصے کی قیامت آگئی۔ یہ بے اعتدالی دیکھکر بادشاہ نے لشکر والوں کو حکم فرمایا کہ سب ادیان راجپوت قتل کر دیئے۔ بہادران تیغزن کی دہشت سے اکثر راجپوت بھاگ بھاگ پہاڑوں میں روپوش ہو گئے اور جن بدبختوں کو قضا نے اندھا بنا کر بت خانہ کے ارد گرد پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اسلامی تلوار نے اچھا توڑ کر دیا ایک بھی زندہ نہ رہا۔ جب حضور کی سواری حد پٹن میں پہونچی شاہ فخر الدین موسوی نامہ اعتماد خاں کے پاس بھیجا گیا۔ موکب ہمایوں حد واڈلیہ میں رونق افروز ہوا۔ خبر ملی کہ شیر خاں فولادی وبدبہ سلطانی سے محاصرہ اٹھا کر جانب سورٹھ چلا گیا اور اپنے لڑکے محمد خاں و بدر خاں کو پٹن بھیجا ہے تا بال بچوں کو لیکر کسی محفوظ جگہ میں پوشیدہ کر دیئے جائیں سنا گیا ہے کہ بال بچے ایڈر کیطرف آرہے ہیں اور ابراہیم حسین مرزا اعتماد خاں کی کومک کو آتا تھا راہ میں خبر سنکر پلٹ گیا اور اعتماد خاں ارادہ آستان بوسی چلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کو حکم فرمایا کہ شیر خاں فولادی کے بال بچے جلد گرفتار کر لئے جائیں۔ اگرچہ راجہ مذکور بہت جلد پہونچا مگر وہ لوگ خبردار ہو کر کسی پہاڑی میں پوشیدہ ہو چکے تھے سوائے مال و اسباب کے اور کچھ پتہ نہ لگا۔ پہلی ماہ رجب سنہ مذکور کے روز بادشاہ کی سواری پٹن میں رونق افروز ہوئی۔ حکیم عین الملک اعتماد خاں اور میر ابو تراب کے لینے کو بھیجا گیا۔ جب بادشاہ کی سواری پٹن سے موضع جھوٹا پور میں پہونچی سلطان مظفر گجراتی کے شیر خاں سے الگ ہو کر اسی نواح میں پوشیدہ ہو جانیکی خبریں متواتر آگئیں۔ میر خاں چوبدار اور فرید پیشہ و لشکر وغیرہ کو تاکید دیگئی۔ کہ مظفر کو تلاش کر کے حاضر کر دیا جائے۔ حسب الحکم فرداً فرداً تجویز کرنے لگے سب سے پہلے میر خاں کو مظفر کا چھتر اور سائبان ملا۔ عرصہ قلیل میں اُسی اطراف کے کسی کشت زار سے گرفتار کر کے حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے کمال مہربانی سے جان بخشی فرمائی اور کرم علی کو سپرد کیا گیا۔ مرات سکندری والے کا یہ قول ہے کہ مظفر شیر خاں سے الگ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں اسوقت حاضر ہوا تھا کہ امرائے گجرات شرف ملازمت سے محروم تھے سید حامد بخاری اور الغ خاں حبشی معہ متوسلین حاضر ہوئے۔ بعد اسکے شاہ فخر الدین و حکیم عین الملک نے میر ابو تراب کو حضور میں حاضر کیا اور عرض پیرا ہوئے کہ اعتماد خاں نے حاضر ہونے سے پہلے میر ابو تراب و وجیہ الملک و مجاہد خاں کو حضور میں اسلئے بھیجا ہے کہ بادشاہی مہربانی اور مراعات سے مطمئن ہو کر مراجعت کریں بار دگر بحکم حضور شاہ فخر الدین و حکیم عین الملک اعتماد خاں کے اطمینان کیلئے روانہ ہوئے۔ جب احمد آباد پہونچے امرائے فریقین میں بحث ہو ہو کر یہ

تصفیہ کیا گیا کہ ملک گجرات میں سکّہ اور خطبہ اکبر بادشاہ کے نام نامی و اسم گرامی سے پڑھا جائیگا۔ یہ تصفیہ ہوکر امرائے گجراتی معہ روسا اکبری قصبہ کڑی میں داخل ہوئے۔ اعتماد خاں نے شاہ فخرالدین و عین الملک کو میر ابوتراب کے ساتھ پیشتر روانہ کیا۔ دوسرے روز بادشاہ کی سواری موضع چھوٹانہ سے روانہ ہوئی خواجہ جہاں و میر ابوتراب کو حکم ہوا۔ کہ اعتماد خاں کو حضور میں جلد حاضر کریں اوسروز بادشاہ ہاتھی پر رونق افروز تھا۔ سارے سردار جلو میں پیادہ پا چل رہے تھے۔ کہ اعتماد خاں دوڑا ہوا آپہونچا۔ اور قدموں پر گر پڑا۔ بادشاہ نے کمال مہربانی فرماکر اطمینان دلایا۔ اسعرصہ میں بعض امرائے گجراتی۔ اختیار الملک و ملک شرق و جھو جھار خان حبشی۔ وجیہ الملک۔ مجاہد خاں وغیرہم باری باری سے قدمبوس ہوئے۔ اعتماد خاں اور چند امیروں کو حکم فرمایا کہ سوار ہوکر جلو میں چلیں۔ پیادہ پائی معاف ہوگئی۔ جب سواری کڑی میں رونق افروز ہوئی۔ صادق خاں وغیرہ امرائے ہمراہی کو حکم ہوا کہ باقیماندہ امرائے گجراتی۔ سیف الملک حبشی وغیرہ جو ابتک حضور میں حاضر نہیں ہوئے محمود آباد وغیرہ سے لالا کر حاضر کردئے جائیں۔ دوسرے روز تمامی امرائے گجرات حضور میں طلب ہوئے۔ حکم سنایا گیا کہ سارا ملک گجرات اعتماد خاں کو سپرد کردیا گیا۔ تم میں سے جسکی خواہش ہو اعتماد خاں کیساتھ شریک رہے۔ بشرطیکہ حسب قانون ضابطہ جہانبانی ضامن معتبر حاضر کرے تا انتظام میں کسی قسم کا خلل پیدا نہو۔ میر ابوتراب نے اعتماد خاں کی ضمانت کرلی اور اعتماد خاں جمیع اعیان گجرات کا ذمہ دار ہوگیا۔ اب رہے حبشی تو اونکی نسبت یہ حکم ہوا کہ حبشی سلطان محمود کے غلام تھے۔ اب سے ہمارے زمرہ غلاموں میں شمار کئے جائینگے ضمانت کی ضرورت نہیں مگر بنظر بعض وجوہات ہر ایک حبشی فرداً فرداً رئیسوں کے سپرد کردئے گئے۔ دوسرے روز حاجی پور مقام ہوا۔ لشکری اوباشوں کا ایک شور و غل برپا ہوا۔ کہ بادشاہی حکم ہوگیا ہے لشکر امرائے گجراتی لوٹ لیا جائے۔ پھر کیا تھا لشکری لچّے بدمعاش امرایان گجرات پر ٹوٹ پڑے۔ مال و اسباب لوٹنا شروع کیا۔ یہ بیچارے غافل پڑے ہوئے تھے۔ ورنہ بدمعاشوں کو لوٹ کا مزا ملجاتا۔ مگر اکبر بادشاہ کے عدل و انصاف نے مزہ چکھا دیا۔ جب غل غپاڑے کا شور و غوغا بلند ہوا اور حضور تک خبر پہونچ گئی۔ انجشی اور فوجی افسر و سپاہیوں کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ اوباشان بدکار کی بے ادبیوں کی سزائیں دیجائیں۔ بلکہ لشکر کے اردگرد احاطہ کردیا جائے۔ تا ایک متنفس بھاگ کر دائرہ سیاست سے قدم باہر نرکھے اور گجراتی امرا وغیرہ کا سارا مال و اسباب اوباشوں سے ضبط کرکے از روئے تحقیق سچّے مالکوں کو دلادیا جائے۔ اِدھر یہ کارروائی شروع کردی گئی تھی کہ بادشاہ نے مسند عدالت پر جلوس فرماکر اذن بار عام پھروا دیا۔ از روئے انصاف پروری لشکر سے مست ہاتھی منگوا کر بدمعاشوں پر چھوڑ دئے گئے اس سرے سے اُس سرے تک بدمعاشوں کا ستھراؤ ہوگیا۔ لشکر بھر میں امن امان قائم ہوگیا۔

۱۴ رجب ۹۸۰ھ نوسواسّی ہجری کو بادشاہ معہ اراکین دولت گجراتی و ہندوستانی احمد آباد میں تشریف لایا اوسکا قدم رکھنا تھا کہ شہر میں امن امان ہوگیا واقعی یہ اقبال اکبری تھا کہ احمد آباد ایسا شہر بے لڑے بھڑے یوں فتح ہوگیا۔ اگرچہ ہندوستان تمام روئے زمین پر بنظر بعض اوصاف بہتر و اعلیٰ مانا گیا ہے۔ مگر گجرات خلاصہ ہندوستان سمجھا جاتا ہے۔ احمد آباد کی آبادی اس کثرت سے تھی جسمیں تین سو اسی ۳۸۰ پورے آباد تھے پورہ سے محلہ مراد ہے اور ہر محلہ میں بڑی بڑی خوشنما عالیشان عمارتیں بنی ہوئی تھیں اور ہر بازار میں ایک ایک دوکان اسباب نفیس اشیاء نادرہ سے بھری پڑی تھی۔ گویا ہر محلہ بجائے خود ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیتا تھا جسروز اکبر بادشاہ نے شہر میں قدم رکھا منوں سونا اور چاندی فرق مبارک پر نچھاور کردیا گیا تھا۔ بعد چند روز امین خاں غوری کی عرضداشت معہ پیشکش لائقہ حضور میں پہونچی۔ ابراہیم حسین مرزا بھی غوری کا پیرو ہوا۔ مگر چونکہ عرضداشت سے اصلاحمندی مترشح نہوتی تھی۔ درجہ پذیرائی حاصل نہوا۔

شہر احمد آباد کی حکومت اور انتظام مرزا عزیز کوکلتاش خان اعظم کو سپرد ہوا احمد آباد اور مہی کے درمیان والے تمام پرگنے جاگیر میں مرحمت ہوئے اور اوسطرح کے تمام پرگنے مثلاً بھروچ بڑودہ سورت جانپانیر وغیرہ امرائے گجراتی کو تفویض کئے گئے اور اُن سے شرط کیگئی کہ مرزا اونکا استیصال

بہرصورت کردیا جائے چونکہ ان تمام پرگنوں پر مرزا زادونکا تصرف باقی تھا۔ امرائے مذکورنے برضا و رغبت تمام استیصال مرزایان قبول کیا تھا۔ جب بادشاہ کو انتظام سے فرصت ہوئی یہ ارادہ ہوا کہ لگے ہاتھ سیر دریا شور کرتے ہوئے دارالخلافہ تشریف لیجاویں۔ دہسری شعبان روز دوشنبہ احمدآباد سے کوچ فرماکر جانب کھمبایت سواری روانہ ہوئی۔ امرائے گجراتی درستی اسباب سفر کے بہانے کرکر کے کئی روز تک احمدآباد میں مقیم رہے بادشاہ بھی انکی چالیں سمجھ گیا۔ پہلے سے حکیم عین الملک کو بوجوہات چند در چند احمدآباد میں چھوڑ رکھا تھا۔ راہ میں بادشاہ کو دریافت ہوا کہ اختیار الملک تو ماواڑہ چلا گیا اور اعتماد خاں وغیرہ از حد مشورہ ہو رہے ہیں احتمال بغاوت متصور ہوتا ہے شاہباز خاں کو حکم ہوا کہ بہت جلد احمدآباد جاکر امرا کو بسبیل سزاولی ہمراہ لے آوے تاکہ بغی ہونیکا موقعہ نہ ملے یہ احمدآباد روانہ ہوا اور سواری کھمبایت میں رونق افروز ہوئی۔ سوداگرونکی بن پڑی استقبال کرکے باعزاز تمام شہر میں لے آئے۔ دوسرے روز بادشاہ جہاز میں سوار ہوکر سیر کر رہا تھا کہ شہباز خاں اعتماد خاں وغیرہ امرا کو لیکر حاضر ہوا حکم ہوا کہ فرداً فرداً مفریان درگاہ کی حراست میں سپرد کردئے جائیں سیر دریا سے فرصت پاکر قلعہ داری کھمبایت حسن خاں خزانچی کو تفویض ہوئی اور بادشاہ خود بدولت اقبال مرزا زادوں کے استیصال کرنیکو متوجہ ہوا۔ جب سواری قریب بڑودہ پہونچی خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو رخصت احمدآباد عطا ہوئی اور شہباز خاں بازبہادر خاں و قاسم خاں کے زیر کمانڈ فوج جرار جانپانیر روانہ کیگئی بادشاہ ہنوز بڑودہ میں رونق افروز تھا کہ خبروں سے دریافت ہوا کہ مرزا زادوں نے قلعہ سورت کا انتظام کرکے سب کے سب جانپانیر میں فراہم ہوئے ہیں۔ اوسیوقت چند امرائے شاہی موفوج ظفر موج مدعیونکیجانب رخصت کئے گئے۔ اسعرصہ میں دوسرے مخبر نے ظاہر کیا کہ ابراہیم حسین مرزا ابتک قلعہ بہروچ میں موجود تھا ابھی ابھی باہر آنیکو تیار ہو رہا ہے وہ چاہتا ہے کہ ملک میں فساد برپا کرے اور یہاں سے عنقریب آٹھ کوس کے فاصلہ کی راہ سے جانیوالا ہے بادشاہ کی سواری میں جسقدر امرائے عظام موجود تھے بعض تو خان اعظم کو تعین کئے گئے رہے سہے مرزا زادوں کی تنبیہ کیلئے مامور ہوچکے معدودے چند حضور میں حاضر تھے بادشاہ بامید امداد غیبی توسن اقبال پر سوار ہوا و برسم ایلغار ابراہیم حسین مرزا کیطرف گھوڑا اوٹھا دیا۔ چلتے چلتے ارشاد فرمایا کہ شہباز خاں میر بخشی قدم بڑھاکر امرائے متعینہ مرزایان کو لوٹاکر ہمارے پاس حاضر کرے اور میر محمد خاں خواجہ جہاں و شجاعت خاں و صادق خاں کو تاکید کردیگئی کہ بڑودہ رہکر نگہبانی لشکر کرتے رہیں اور احتیاط رکھنا چاہئے تاکوئی متنفس بدون حکم ہمارے پاس آنیکا ارادہ نکرے مبادا کثرت سپاہ دیکھکر ابراہیم حسین مرزا فراری نہو جائے تو ساری محنت رائیگاں ہو رہیگی اور بہ نظر تعداد قلیل مقابلہ کرنیکو مستعد ہو جائیگا خدا سے امید قوی ہے بایں جمعیت قلیل مدعی کو سزائے معقول دیجائیگی بادشاہ سب مراتب سمجھاکر قریباً دو تین گھڑی رات باقی ہوگی کہ سوار ہوکر روانہ ہوا ملک شرق گجراتی اس غرض سے ہمراہ لیا گیا تھا کہ آمد و رفت کی راہوں سے واقفیت تام حاصل تھی بادشاہ موقربان درگاہ صبح سے شام تک غنیم کی تلاش کرتا رہا مگر کہیں سراغ تک نہ ملا جب وہ گھڑی دن باقی رہا ملک شرق گجراتی کون و قتونکا گیا ہوا بھٹکتا بھٹکتا ابھی حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا کہ پیر و مرشد ابراہیم حسین مرزا دریائے مہی کا بیکانیر گھاٹ اُتر کر قصبہ سرنال میں بیٹھا ہوا آنکھوں دیکھا ہے۔ کسیقدر جمعیت سپاہ اسکے پاس موجود ہے سرنال یہاں سے چار کوس فاصلہ پر ہے بادشاہ نے مقربان درگاہ سے مشورہ پوچھا جلال خاں ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگا کہ امدادی فوج ابتک نہ معلوم کتنی دور ہوگی جاں نثارونکا گروہ جمعیت غنیم سے بہت کم اور پہروں کا لڑ دیا رات ہوچکی ہے البتہ شبخون مارا جائے تو انسب ہوگا بادشاہ کو یہ رائے پسند نہوئی اور فرمایا کہ شبخون ناموس سلطنت کو زیبا نہیں اور دن کا کام رات پر چھوڑ دیا جائے یہ بھی مناسب نہوگا اتنا ہی فرماکر گھوڑے کی باگ اٹھالی اور ملک شرق رہبر ہوا جب تھوڑی دور گئے قصبہ سرنال ایک ٹیلہ پر دور سے نظر آیا قریب کنار دریائے مہی پہونچکر جاں نثارونکو تیاری اسباب جنگ کا حکم ہوا انکا گروہ چالیس سواروں سے زیادہ نہتھا۔

یہ بھی ایک قضیہ اتفاقیہ واقعہ ہوا بلکہ ساری باتیں اقبال شاہی سے ظہور میں آئیں۔ بادشاہ نے انہیں چالیس جاں نثاروں سے حملہ کرنیکا ارادہ کرلیا تھا۔ قدرت خدا سے لشکر امدادی آپہونچا۔ بادشاہ غضبناک ہوکر فرمانے لگا کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ شریک نہ کئے جائیں مقربان درگاہ

سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ناواقفیت نے اسقدر بھٹکا کر بروقت نہ پہونچایا یہ سنکر بادشاہ کو رحم آیا شریک ہونیکی اجازت دیگئی جمعیت ہمراہی کلہم دوسو سوار سے زیادہ نتھی۔ دریاے مہی عبور کرتے وقت راجہ کنور مان سنگھ چند سوارونکو لیکر آگے بڑھا۔ ابراہیم حسین مرزا قصبہ کے ٹیلہ سے تماشا دیکھہ رہا تھا ساتھہ والوں سے کہنے لگا کہ دیکھو بادشاہ ہند کا دبدبہ کس سرعت سے ہمارے طرف لپکا آرہا ہے اور سپاہیونکو تیار ہونیکا حکم دیکر ایک توپ بلندی پر رکھی گئی جب لشکر شاہی دریا عبور کرچکا۔ دیکھا کہ قصبہ کے اردگرد گہرے گہرے قدرتی درے واقعہ ہیں جنکو اصطلاح گجرات میں کوتر کہتے ہیں اور اس اضلاع میں مہی کے کوتر مشہور عام ہیں۔ بہادران شجاعت شعار پیشدستی کرکے دو دو چار چار متفرق ہوگئے اور انھیں درونکی راہ سے دھاوا شروع کیا اور بادشاہ خود بدولت و اقبال چند جاں نثارونکو ہمراہ لیکر عام راستہ سے سرنال کے دروازہ پر پہونچا۔ کئی آدمی محافظان دروازہ روکنے کھڑے ہوگئے مقبل خاں غلام قلماق چند بہادرونکو لیکر آگے بڑھا اور بدبختوں سے جو منہ پر چڑھا تہ تیغ دھر لیا رستہ صاف ہوگیا حضور بھی فتح و نصرت کو ساتھہ ساتھہ لئے ہوئے آگے بڑھے۔ قصبہ کے گلی کوچے اژدہام خلق اور ہجوم جانوروں سے بھرے ہوئے تھے۔ چونکہ شام ہونیکے قریب تھی جنگل سے کسان اور چراگاہ سے چارپائے قصبہ میں آرہے تھے بہزار مشقت بھیڑ کے بیچوں بیچ ہوکر مخالفوں کے قریب پہونچے۔ سامنا ہوتا تھا لڑائی شروع ہوئی مخالفوں نے حملہ کرکے بابا خاں فاشقال[2] کو پس پا کرنا چاہا تھا مگر جاں نثاران دولت سینہ سپر ہوگئے۔ اور ایسی تلوار ماری کہ مخالفوں کے دانت کھٹے کردئے کئی آدمی خاک و خون میں تڑپنے لگے اور جو امرا و سپاہی دروں کی راہ سے الگ الگ حملہ آور ہوئے تھے وہ بھی اوسوقت آپہونچے پھر تو تلوار ذرا پھرتی سے چلنے لگی دشمنوں کے سر دھڑ سے الگ گر رہے تھے۔ عین معرکہ میں بادشاہ بذات خود ایک جانب شمشیر زنی کر رہا تھا مخالفوں سے تین آدمی آگے بڑھے ایک نے راجہ بھگوتیداس کو تاکا اور دو بادشاہ کیطرف لپکے راجہ نے دشمن کا نیزہ روکر کے برچھا مارا اُدھر بادشاہ خارستان ببول میں پھنسگیا تھا یہ دیکھکر دونوں ناہنجار حملہ آور ہوئے خانعالم و شاہ قلیخاں محرم وغیرہ بادشاہ سے بہت قریب تھے اور چاہتے تھے کہ دلی الفت کے سینہ سپر ہوجائیں مگر زقوم زار و خارستان ببول کی بھیڑ نے اونکو روک رکھا لیکن بادشاہ کی پھرتی اور چالاکی نے کس استقلال سے کام لیا جوں ہی نابکار آگے بڑھے بادشاہ نے گھوڑیکو ذرا پیچھا ہٹا کر اشارہ کیا ایڑ لگتے ہی سن سے گھوڑا زقوم زار کے اُدھر جا کھڑا ہوگیا بادشاہ کی یہ جوانمردی اور دلیری دیکھکر حملہ آوروں کے قدم اکھڑ گئے ابراہیم حسین مرزا ٹیلہ سے تماشہ دیکھہ رہا تھا۔ اقبال اکبری کی یاوری اور اپنے بخت واژونکی نگونساری ثابت ہوگئی ساری تدبیرونکو پٹک کر راہ فرار کا سیدھا رستہ پکڑا مرزا کے ساتھہ والے جانیں بچا بچا کر بھاگنے کو تیار ہوئے مگر بہادران شجاعت پیشہ نے دوڑ دوڑ کر ایک ایک کرکے تلوار سے چن لیا۔ باغیونکا بڑا حصہ مارا گیا۔ رات ہوچکی تھی بادشاہ نے قصبہ سرنال میں مقام فرمایا اور اسیوقت فتح نامہ سرج بدھی کے ہاتھہ لشکر میں بھیجا گیا دوسرے روز بادشاہ مظفر و منصور فتح و نصرت جلو میں دائیں بائیں حاضر تھیں قدم بقدم لشکر میں تشریف لایا۔ سورت میں گلرخ بیگم صبیہ مرزا کامران و زوجہ محمد سلطان مرزا کے قلعہ بند ہوکر لڑائی کی تیاری کرنیکی خبریں متواتر آرہی تھیں بادشاہ نے شاہ قلیخاں محرم و صادق خاں کو بطریق ہراول سورت روانہ کیا۔ گلرخ بیگم بادشاہی لشکر کی خبر سنکر دونوں لڑکے ابراہیم حسین مرزا و مظفر حسین مرزا کو ہمراہ لیکر دکن چلی گئی۔ سورت کی نگہبانی ہمزبان نام شاہی ملازم کو سپرد کردی امرائے اکبری نے ہرچند تعاقب کیا مگر شیر زن کا کہیں پتہ نہ لگا بادشاہ نے قلعہ سورت کی مورچہ بندی کا کام راجہ ٹوڈرمل کو سپرد کیا۔ شاہم خاں جانپانیر کی حفاظت کیلئے بھیجا گیا اور قاسم خاں میر بحر محافظ سابق اس غرض سے بلایا گیا کہ مورچہ بندی و نقب زنی کا جانب کار تھا خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کے نام فرمان بھیجا گیا کہ فی زماننا مرزا زادے ہیبت سلطانی سے کسی جگہ جم کر مقابلہ نہیں کرتے

---

[1] قلماق وہ قوم ہے جو خانہ بدوش رہتی ہے۔ گھر بنانا عار سمجھتی ہے۔

[2] فاشقال ترکوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے چنانچہ گجرات میں ملک چاوڑا واگھیلا وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۲

سباد انمہار یطرف آنکلیں اور ملک میں فساد برپا کریں اسلئے احتیاطاً تاکید دیجاتی ہے کہ انتظام ملک داری سے غافل نہ ہیں اور شیر بیگ مالوہ بھیجا گیا۔ کہ قطب الدین محمد خاں کو معہ سائر جاگیرداران مالوہ خان اعظم کی کمک کیلئے احمد آباد روانہ کرے

فتح قلعہ سورت

ساتویں رمضان سنہ مذکور دوشنبہ کو اکبر بادشاہ نے فوجکو سورت پر حملہ کرنیکا حکم فرمایا۔ اہالیان قلعہ محض تین چیزونکی بھروسہ پر اکبر ایسے اولوالعزم بادشاہ کیساتھ مقابلہ کرنیکو تیار ہوگئے تھے۔ ایک اسباب رسد کثرت سے قلعہ میں بھرا ہوا تھا دوسرے توپونکی زیادتی سے گمان ہزیمت ذہن میں نہ آتا تھا تیسرا مرزا زادے اور گلرخ بیگم چلتے وقت سب طرحکا اطمینان دلا گئے تھے۔ ادھر اکبر شاہ فتحمندی کی فال لیکر ہمہ تن حملہ کرنیکو مستعد تھا چونکہ مرزا زادے معہ گلرخ بیگم سورت سے روانہ ہوئے ضروری سامان کے علاوہ بقدر مال اسباب تھا سب کو ہاتھیونپر لاد لاد کر رانا رام دیو زمیندار دھرم پور کے پاس بھجوا دیا۔ شاہی لشکر سے چند سوار اطراف وجوانب کی غارتگری میں مصروف تھے کہ مرزا زادونکی تقدیر نے سارے ہاتھی ہلکار کر اونکے پاس کھڑے کردئے لشکری ہاتھیونکو معہ اسباب لدے لدائے لئے ہوئے بارگاہ میں حاضر ہوئے بادشاہ نے اسی بات پر اپنی فتحمندی کے شگون لئے تھے ہاتھی لانیوالے سوار انعام سے سرفراز کئے گئے۔

اکبر بادشاہ کو کئی مشکلیں پیش آئی تھیں اگر استقلال اور اولوالعزمی سے کام نہ لیتا سارا ملک گجرات ہاتھ سے نکل جاتا مگر واہ رے استقلال بادشاہ کو یہی باتیں ضروری اور لازمی ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ ادھر تو سورت پر محاصرہ کرکے دندلی اور نقب زنی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اُدھر ابراہیم حسین مرزا سرنال سے بھاگ کر سورت ہوتا ہوا سیدھا پٹن پہونچا۔ شاہی جاسوس ہر جگہ کی خبریں وقتاً فوقتاً پہونچایا کرتے تھے۔ ایکروز ابراہیم حسین مرزا کو باتوں باتوں میں اپنے بھائی محمد حسین و شاہ حسین سے رنجیدگی پیدا ہوئی خفا ہوکر دونوں سے الگ ہوگیا اور دارالخلافہ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا یہ خبر بادشاہ کو دریافت ہوئی۔ سید محمود خاں بارہہ اور شاہ قلیخاں محرم و راجہ بھگوتی داس بحکم سلطانی ابراہیم حسین مرزا کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ تاکید ہوگئی تھی کہ بہر صورت مرزا مذکور گرفتار کرلیا جائے۔ مگر نہ معلوم کسوجہ سے ملتان چلا گیا ادھر محمد حسین و شاہ حسین نے فولادیوں سے ملکر معاہدہ کیا کہ پہلی پہل پٹن پر حملہ کیا جائے۔ اگر بن پڑی تو سبحان اللہ چھٹی اور دو دو رفتہ رفتہ سارا ملک گجرات تسخیر ہو رہیگا۔ اس ارادہ سے جانب پٹن روانہ ہوئے سید اعتماد خاں نے باعتماد اقبال شاہی قلعہ کا انتظام کرکے خان اعظم کو اطلاع کی۔ خانصاحب حسب الحکم لشکر کی تیاری کر رہے تھے کہ اسعرصہ میں قطب الدین محمد خاں صوبہ دار مالوہ جاگیردارونکو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ شیخ محمد بخاری و ہولقہ سے حضور میں جانے والا تھا مہم پٹن کی خبر سنکر خان اعظم کا شریک ہوگیا۔ خانصاحب کے پاس معقول لشکر ہوگیا۔ سبکو سمیٹ کر پٹن روانہ ہوئے۔ مرزا زادے اور فولادی پٹن پر حملہ کرنیکو تیار تھے کہ ادھر سے فوج شاہی نے دباد ڈالا۔ فریقین کی مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ صف دست چپ مخالف صف دست راست شاہی پر ٹوٹ پڑی یہ صف قطب الدین محمد خاں کی سپرد تھی اگرچہ مخالفوں کے زبردست حملے سے کسیقدر سپاہ متفرق ہوگئی مگر سردار مذکور نے نہایت جوانمردی اور استقلال سے کام لیا بڑھے ہوئے مخالفوں کو تلواریں مار مار کر پیچھے ہٹایا۔ یہ اسی جوانمرد کا کام تھا ورنہ ہزیمت ہونے میں کچھ باقی نہ تھا۔ انجام کار مرزا زادے پس پا ہوئے۔ گجرات میں ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ سیدھے دکن چلے گئے۔ ساتھ کے ساتھ فولادی بھی بھاگ کر جوناگڈھ پہونچا۔ بادشاہ نے خبر سنکر جناب باری کا شکرانہ ادا کیا۔ خان اعظم کو فرمان بھیجا گیا کہ اگر صلاح و دولت و مناسب وقت سمجھو تو قطب الدین محمد خاں و شاہ بداغ و مراد خاں وغیرہ کو مخالفوں کے تعاقب میں روانہ کرکے تم بذات خود ہمارے پاس حاضر ہوجاؤ۔ حسب الحکم خان اعظم نہم شوال کو حضور میں آستاں بوسی سے مشرف ہوا۔ سبطرح کی مہربانیاں مبذول رکھی گئیں۔

اہالیان قلعہ سورت بحالت محصوری مجبور ہوکر بغلیں جھانکنے لگے۔ اور کچھ نہ بن پڑی گورے کے فرنگیوں کو پیغام بھیجا۔ کہ سورت کا قلعہ ہمارے بچائے اب نہیں بچتا۔ قلعہ حاضر ہے بخط مستقیم ہمارے پاس چلے آؤ مگر فرنگی ایسے بیوقوف نتھے کہ انکی طمع میں پھنسکر ایک بادشاہ جلیل القدر سے بگاڑ کر بیٹھتے۔ باہم مشورہ کرنے لگے۔ کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ پہلے ایلچیوں کے پیرایہ میں سب مراتب تجویز کرلئے جائیں پھر جو مناسب ہوگا دیکھا جائیگا چند تجربہ کار دانائے روزگار بلباس ایلچیاں آراستہ ہوئے اور اشیائے نادرہ بطریق تحفہ ہمراہ لیکر دربار اکبری میں حاضر ہوئے۔ وبدبہ جاہ وجلال وہیبت سلطانی سے متحیر رہے آخر وہی ہوا کہ پیشکش اور تحفے نذر کرکے عنایات شاہنشاہی سے سرفراز ہوکر چلتے پھرتے ہوگئے۔

محاصرہ کو ایک مہینہ اور سترہ روز گذر چکے تھے اس عرصہ میں دمدمے تیار ہوگئے اور کارنقب زنی قلعہ تک پہونچ گیا فرنگیوں کے بے نیل مرام واپس جانے سے ہمزبان کی زبان لکنت کرنے لگی۔ ہر طرح سے مایوسی نظر آئی۔ اپنے خسر ملا نظام الدین لاہری کو شفاعت کیلئے حضور میں بھیجا اوس نے عرض کیا کہ ہمزبان بشرط امان قلعہ بندگان عالی کی سپرد کرنیکو تیار ہے۔ حکم ہو تو شرف آستاں بوسی حاصل کرے بادشاہ نے بندہ نوازی فرماکر قاسم علیخاں اور خواجہ دولت کو بھیجکر ہمزبان واہالیان قلعہ کو حضور میں طلب فرمایا جب حاضر ہوئے ہر ایک کو سب طرحکا اطمینان کردیا گیا۔ الّا ہمزبان بدزبانی اور بیہودہ گوئی کی علّت سے زبان کٹوا بیٹھا۔ چنانچہ اسکی بدزبانی سے سورت کے لوگ تنگ ہورہے تھے زبان کٹ جانیسے بہت خوش ہوئے دوسرے روز بادشاہ سورت میں تشریف لایا قلعہ کی سیر کرتے کرتے سلیمانی توپیں بڑی بڑی دکھائی دیں پسند فرماکر دارالخلافہ پہونچانیکا حکم ہوا۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں سلطان سلیم فرمانروائے روم نے بنادر فرنگ متعلقہ ہندوستان کے تسخیر کرنیکو لشکر جرار سمت توپخانہ روانہ کیا تھا حکام گجرات کی کم توجہی سے کامیابی حاصل نہوئی بحیثیت ہزیمت سلیمانی توپونکا واپس لیجانا دشوار ہوگیا۔ لشکر تو چلا گیا توپیں یہیں پڑی رہیں۔

ایکروز بادشاہ محفل ندامیں نہایت بشاش تھا باہم اِدھر اُدھر کے تذکرے ہورہے تھے کسی نے راجپوتونکی بہادری بیان کرکے تمثیلاً یہ بات کہی کہ بعض موقعہ پر دو شخص مقابل کھڑے ہوجاتے ہیں ایک برچھے کے دونوں سرے ہر ایک فریق اپنے سینہ پر نصب کرتا ہے اور دونوں کے ہاتھ میں تلواریں دیجاتی ہیں جس فریق نے جان پیاری نکرکے دوسرے کو بڑھکر تلوار ماری جوانمردی اور بہادری کا سہرہ اُسیکے سر پر باندھا جاتا ہے اگرچہ فریقین سے ایک بھی زندہ نہیں رہتا۔ کیونکہ زور کا دھکا پڑنے سے نیزہ دونوں کے سینوں میں پار ہوجاتا ہے یہ سنکر بادشاہ کو تاب باقی نرہی۔ فوراً اٹھا اور شمشیر خاصہ برہنہ کرکے قبضہ دیوار پر نصب کیا اور نوک سینہ بے کینہ پر رکھکر زبان مبارک سے فرمایا کہ آؤ ہم بھی اسطرح حملہ آور ہوتے ہیں جو مدمقابل ہو ہمارے سامنے کھڑا ہوجائے۔ یہ کیفیت دیکھکر حضار محفل ٹھٹک کر رہ گئے مگر راجہ مان سنگھ نہایت دلیری سے کھڑا ہوگیا اور خالی ہاتھ شمشیر خاصہ پر ایسا مارا کہ تلوار اچٹ کر زمین پر گری۔ ایکتو راجپوتونکی جوانمردی سنکر غضبناک ہورہا تھا تسپر راجہ مان سنگھ نے تلوار گراوی سونے پر سہاگہ ہوگیا۔ راجہ کو اٹھا کر زمین پر دے مارا سید مظفر سلطان برادر سید عبداللہ خاں اگر جان پر نہ کھیلتا تو نہ معلوم ایک راجہ کے دو ہوجاتے مگر اُس دلاور نے بادشاہ کا دست مبارک مروڑ کر راجہ کو رہا کردیا اس صدمہ سے حضور کی انگشت سبابہ جو تلوار کے اچٹنے سے زخمی ہوگئی تھی اور بھی زخم زیادہ ہوگیا پھر تو سب کے سب حضار اُٹھ کھڑے ہوئے اور شیر بیشۂ شجاعت کو اور اور باتونمیں بہلاکر غصہ فرو کردیا فضل الٰہی سے زخم بہت جلد اندمال پذیر ہوا۔ سورت کی حکومت قلیج خاں کو سپرد ہوئی۔ اشرف خاں میر منشی نے تاریخ فتح قلعہ یوں نظم کی ؎ کشورکشائی اکبر غازی کہ بے سخن ٭ جز تیغ او قلاع جہاں را کلید نیست ٭ تسخیر کردہ قلعۂ سورت بحملہ ٭ ایں فتح جز بیاری بخت سعید نیست ٭ تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت ٭ ایں راز دولت شہ عالم بعید نیست

الغرض چوتھی ذیقعدہ دوشنبہ کو سورت سے بادشاہ کی سواری احمد آباد جاتے جاتے بھروچ پہونچی چنگیز خانکی والدہ نے فریاد کی کہ میرے بچے کو جھوجار خان حبشی نے بلاجرم وقصور دوست بنکر قتل کیا۔ امر واقعی تھا قاتل کو ہاتھی کے پاؤں باندھکر سزا دیگئی بھروچ سے ۲۹ ماہ مذکور کو سواری احمد آباد میں رونق افروز ہوئی

از سر نو صوبہ کا انتظام ہونے لگا۔

اکبر شاہ کا دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہونا۔ اور گجرات کی صوبہ داری خان اعظم کو سپرد فرمانا اور عہدہ دیوانی وجیہ الملک گجراتی کو

اگرچہ بعد تسخیر گجرات کی صوبہ داری مرزا عزیز کوکلتاش کو سپرد کیگئی تھی وقت روانگی از سر نو خلعت دیا گیا۔ پانچہزاری ذات۔ اور پانچہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ بلدہ احمد آباد و پرگنہ حویلی و پرگنہ پٹلاد وغیرہ کئی پرگنے مرزا صاحب کی جاگیر میں دیئے گئے۔ بڑودہ نورنگ خاں کو سپرد ہوا خان اعظم کے چچا میر محمد خاں کو سرکار پٹن مرحمت فرمایا۔ سرکار بھروچ معہ تعلقات قطب الدین محمد خان کو۔ دھولقہ دھندوقہ سید حامد بخاری کو اسیطرح گجرات کے تمام پرگنے امرا کو تقسیم کرکے دسویں ذیحجہ کو سواری جانب دارالخلافہ روانہ ہوئی جمیع امرا معہ خان اعظم سدھپور تک سواری میں حاضر تھے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعتیں دے دیکر رخصت کیا راہ میں خبر ملی کہ اختیار الملک بخوف سلطانی بھاگ کر کہیں روپوش تھا فی زماننا باتفاق زمیندار ایڈر رائے نرائن باغی ہوگیا ہے شیر خاں فولادی کے لڑکے بھی شریک ہیں خان اعظم احمد آباد کا جانا موقوف رکھکر اوسیطرف روانہ ہوا۔ راہ میں مرزا مقیم جاگیردار احمد نگر سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ باغیوں کی کثرت سے احمد نگر میں نہ ٹھہر سکا۔ خان اعظم کے ہمراہ ہولیا جب لشکر خان اعظم احمد نگر میں داخل ہوا باغیوں کی تدبیر ہو رہی تھی۔ کہ اس عرصہ میں مخبروں نے ظاہر کیا کہ بادشاہ کے گجرات سے تشریف لیجانیکی خبر حدود دولت آباد میں سنکر محمد حسین مرزا بھاگ کر سورت پہونچا۔ قلیج خاں نے ہوشیاری کرکے قلعہ داری کی کوئی بات اٹھا نہ رکھی اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا صاحب سورت کی صورت دیکھنے سے محروم ہوگئے فوراً بھروچ کو کوچ کیا قطب الدین محمد خاں بڑودہ میں موجود تھا اور بھروچ کسی ایسے کو سپرد کیا تھا کہ جو مرزا صاحب کے مقابلہ میں نہ ٹھہرا۔ مرزا صاحب دندناتے ہوئے قابض ہوگئے۔ پھر تو جرأت بڑھ گئی۔ حسن خاں کی بیوقوفی نے کھمبایت بھی دلوا دیا نہ لڑائی ہوئی نہ بھڑائی مرزا صاحب دونوں قلعوں کے حاکم بن بیٹھے حسن خاں بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ خان اعظم کو دو مشکلیں درپیش تھیں ایک محمد حسین مرزا کی شورش دوسری اختیار الملک وغیرہ کا فساد۔ اور دونوں کا انسداد کرنا ایک ہی وقت میں ضروری تھا۔ خان اعظم نے سید احمد بخاری و سید بہاء الدین اور شیخ محمد مونگیری کو معہ اور سرداروں کے قطب الدین محمد خاں کی کومک کیلئے روانہ کیا۔ محمد حسین مرزا تین ہزار سوار کی جمعیت سے کھمبایت میں موجود تھا۔ سید احمد بخاری وغیرہ دھولقہ سے پانچ کوس اسطرف موضع اسالی کے قریب قطب الدین محمد خاں سے ملحق ہوئے۔

اُدھر اختیار الملک باغیوں کا گروہ ہمراہ لیکر کوہستان کے باہر آیا۔ خان اعظم نے معہ رفقا ایک بلندی اور مستحکم جگہ تجویز کرکے قیام کیا۔ انکو کسیقدر قابو حاصل تھا مگر باغی خان اعظم پر حملہ کرنے سے مجبور تھے باہم مشورہ کرنے لگے کہ اسکو تو یہاں رہنے دو ہم چلکر احمد آباد پر حملہ کریں۔ بر تقدیر خان اعظم بھی آپہونچا تو دل کھولکر لڑینگے۔ ورنہ درصورت دیگر احمد آباد مفت ہاتھ لگ جائیگا۔ اس امر کی کچھ سُن گُن خانصاحب کو ملی جاسوس لگے ہوئے تھے پکی خبر دریافت کرکے کچھ دن رہے خانصاحب چل کھڑے ہوئے رات قریب تھی باغیوں کا پیاؤ نہ پڑا کہ خانصاحب کو جا ملا دیں۔ یہ ادھر ٹھٹک کر رہ گئے۔ اور خانصاحب دندناتے ہوئے قریب صبح احمد آباد میں داخل ہوگئے۔ ادھر قطب الدین محمد خاں سرداران کوکی کو ہمراہ لیکر دانت پیستا ہوا کھمبایت پہونچا۔ مرزا صاحب جمعیت راجہ سے حملہ آور ہوئے۔ کچھ خدا ہی کو منظور تھا جو قطب الدین محمد خاں کی لاج رکھ لی۔ مرزا صاحب کی فوج نے حملہ کرنیمیں کسر نہ رکھی تھی۔ ادھر کے سرداروں سے سید بہاء الدین کے نوجوان ہونہار لڑکے نے وہ کارنمایاں کئے کہ دیکھنے والے

دانتوں میں انگلیاں رکھتے تھے۔ نوجوان لڑکے نے اس زور سے کچ کچا کر حملہ کیا کہ دشمن کو شکست اور آپکو شہادت حاصل ہوئی۔ قطب الدین محمد خاں وغیرہ امرا گرم رفتاری کو کام فرما کر اوسیطرح ایک اور حملہ کرتے تو جمعیت مخالف تتر بتر ہو کر سرغنہ ضرور گرفتار ہو جاتا۔ مگر ہوا یہ کہ دشمن کی شکست کو غنیمت سمجھکر تلوار میان میں رکھ لی مخالفین قابو پا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مرزا صاحب کو کہیں ٹھکانا نتھا سیدھے اختیار الملک باغی سے جا ملے۔ وہ گروہ ادھر آرہا تھا یہ بھی شریک ہو کر قریب احمد آباد آیا۔ اتفاقاً خان اعظم بھی اُسی شب پچھلی رات کو احمد آباد میں داخل ہوا تھا۔ اور جانتا تھا کہ باغیوں کا گروہ ضرور احمد آباد پر حملہ کریگا۔ خانصاحب نے آتے ہی احمد آباد کے سارے دروازے آمد و رفت کے بند کئے۔ اس عرصہ میں امرائے متعینہ کی کمہایت سے قطب الدین محمد خاں مظفر و منصور شہر میں داخل ہوئے باغیوں سے لڑائی ہونے لگی مگر بتدریج۔ باوجودیکہ خانصاحب کا لشکر کافی تھا۔ اگر سب ملکر اکبارگی کچ کچا کر حملہ کرتے تو باغیوں کو دم بھر جم کر لڑنے کی جرأت نہوتی مگر خانصاحب کسی مصلحت سے بتدریج لڑوا رہے تھے۔ چونکہ چلتے وقت بادشاہ نے اشارہ فرمایا تھا کہ جب کبھی باغیوں کا جماؤ ہو جائے تو تدریجاً لڑائی جاری رکھکر فوراً ہمکو اطلاع دیجائے خبردار ایسا نہو کہ عجلت کر کے آپکا کار برباد کر دو اور خود خانصاحب کو قطب الدین محمد خاں وغیرہ امرا سے پورا اطمینان نتھا۔ غرض بہ مشورہ دولت خواہاں حضور میں مصحوب سلطان خواجہ عرضی بھیجی گئی۔

اکبر بادشاہ کا دار الخلافہ فتحپور سے عرصہ نو روز میں احمد آباد تشریف لانا

جسوقت خبر شورش گجرات حضور میں پہونچی۔ بادشاہ کو بنفس نفیس تشریف لیجانا مدنظر تھا اور تنگئی وقت و سستی اسباب سفر کی مانع تھی۔ فوراً حکم ہوا کہ خزانہ عامرہ سے ملتزمان درگاہ بقدر ضرورت روپیہ لیکر تیار ہو جائیں۔ گویا خزانہ کا دروازہ کھولدیا گیا تھا۔ لشکر ہمراہی نے حسب خواہش دامان بھر لئے اور امرائے مالوہ کے نام فرمان بھیجے گئے کہ بہت جلد تیاری کر کے گجرات میں حاضر ہو دیں

سب انتظام کر کے ۲۴ ماہ ربیع الاول سنہ ۹۸۱ھ کے روز بادشاہ کی سواری فتحپور سے روانہ ہوئی۔ بعض امرا۔ ناقو پر اور بعض گھوڑوں پر سوار تھے۔ صبح دوشنبہ کو ہنس میں پہونچکر تھوڑی دیر توقف کیا اور ایک پہر رات گذری ہو گی کہ قصبہ مغرآباد میں سواری پہونچی۔ سہ شنبہ کو دار الخیر اجمیر قیام ہوا۔ شرائط زیارت حضرت خواجہ ہند الولی ادا کر کے بادشاہ توسن اقبال پر سوار ہوا۔ چارشنبہ کی صبح کو میڑھ میں قیام فرمایا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر سواری آگے بڑھی۔ شب پنجشنبہ کو آدھی رات کیوقت سوجیت پہونچکر شب بسر کی صبح ہوتے ہی کوچ فرمایا۔ راہ میں جالور تعلقہ کے کسی موضع میں رات کو تھوڑی دیر آرام فرما کر جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی سواری آگے بڑھی۔ پہر دن چڑھا ہو گا کہ جالور میں رونق افروز ہوئے۔ آدھی رات تک اسی جگہ مقام رہا۔ توسن اقبال جولاں کرتا ہوا روانہ ہوا۔ آدھی رات کا نکلا ہوا شنبہ کا پورا دن اور ساری رات اور یکشنبہ کا تمام روز سفر میں بسر ہوا۔ کہیں گھڑی بھر دم لیا۔ کسی جگہ رفع ضروریات تک قیام رکھا غرض دو دن اور ڈیڑھ رات کی گرم روی میں جالور سے قصبہ ڈیسہ میں خیام برپا ہوئے یہ قصبہ پٹن سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ شاہ علی لنگاہ حاکم ڈیسہ ملازم خان کلاں نے ملازمت حاصل کی۔ امرائے رکاب سعادت انتساب کی یہ خواہش تھی کہ ایکروز پٹن میں قیام رکھا جائے۔ نہ معلوم کس مصلحت سے منظور نہوئی۔ حکم ہوا کہ خواجہ غیاث الدین علی جا کر پٹن سے لشکر کو سواری کیساتھ شریک کرے۔ آدھی رات کو ڈیسہ سے کوچ فرمایا دوشنبہ کے دوپہر کو قصبہ بالیسانہ جو پٹن سے پانچ کوس فاصلے پر تھا رونق افروز ہوا خان کلاں پٹن سے حضور میں حاضر ہوا اسکے ساتھ اور بھی امرا وزیر خاں وشاہ فخر الدین وطبیب خاں وغیرہ جو خبر شورش باغیاں سن سنکر تعینات کئے گئے تھے مگر راستہ کچھ ایسا پر خطر ہو گیا تھا کہ اونکا ہیاؤ نہ پڑا پٹن ہی میں ٹھہرے رہے ابھی خاں کلاں کے ہمراہ

حضور میں حاضر ہوئے بادشاہ نے افواج قاہرہ کا انتظام کرکے سو سوار منتخب کرلئے باقی لشکر کو ایک کرکے آگے جانیکا حکم دیا۔ روز دوشنبہ قریب شام
بادشاہ نے بالیسانہ سے کوچ فرمایا اور قراولان خاصہ سے ایک نفر احمد آباد بھیجا گیا کہ ہمارے آنیکی خوشخبری سناکر محصوریونکو ہوشیار کردے جائیں کہ جسوقت
افواج قاہرہ کے پہونچنے کی خبر ملے فوراً قلعہ سے باہر آکر بشرکت فوج ظفر موج غنیم کا مقابلہ کرے روز سہ شنبہ کو ایک پہر دن باقی تھا کہ سواری موضع جھوٹانہ
میں داخل ہوئی۔ جھوٹانہ اور کڑی کے درمیان پانچ کوس کا فاصلہ تھا۔ خبر دریافت ہوئی کہ باغیونکا ایک گروہ ملازمان شیر خاں فولادی سے مل ملاکر
قلعہ کڑی کی پناہ میں لڑائی کی تیاریاں کررہا ہے وہ یہ سمجھا ہے کہ فوج خان کلاں پٹن سے احمد آباد جانیوالی کو یہیں روک دیجائے۔ ایک رسالہ کو حکم
دیا گیا کہ بے ادبونکو ادب سکھا دیا جائے۔ بہادران صف شکن کی تیر دستیوں سے بہتیرے قتل ہوئے اور باقیماندہ بھاگ کر قلعہ میں جارہے۔ رسالہ والے
قلعہ پر حملہ کرنیکی فکر کررہے تھے کہ اسعرصہ میں حضور کی سواری آپہونچی۔ تھوڑی دیر کڑی کے بازار میں دیکھ بھال کر بہادرونکو حکم فرمایا۔ کہ رایات عالیات
بایں مشقت جو یہاں سایہ افگن ہوئے اُس سے اس مختصر قلعہ کا تسخیر کرنا مراد نتھا بلکہ سارا دار مدار شورافزایان گجرات کے استیصال کا رکھا گیا تھا
جب بفضلہ وہ مہم سر ہوگئی تو یہ قلعہ بدون جنگ آپ ہی آپ تسخیر ہوجائیگا۔ لہذا یہ ابھی بدستور چھوڑ دیا جائے سواری آگے بڑھی۔ کڑی سے
تقریباً دو کوس مسافت طے کی ہوگی کہ ٹھہرنیکا حکم ہوا دوسری شب کو یہ اتفاق پیش آیا کہ مرزا یوسف و قاسم خان وغیرہ عقب سواری بادشاہ احمد آباد
آرہے تھے مشعلونکی روشنی قلعہ والوں نے دیکھی یقین ہوگیا کہ فوج قاہرہ سے امان نہ ملیگی قلعہ چھوڑ کر چلدیئے صبح چارشنبہ بدستور روانہ ہوکر احمد آباد سے
تین کوس کے فاصلہ پر مقام فرمایا آصف خاں احمد آباد بھیجا گیا کہ خان اعظم کو آگاہ کرے۔ یہ ادھر روانہ ہوا اور بادشاہ سوار ہوکر تھوڑی دور گیا ہوگا
کہ مخالفونکا جاؤ دکھائی دیا۔ ذرا ٹھہر کر جسم مبارک پر زرہ پہنی اور سطح سے چاق و چوبند ہوکر چند قدم آگے بڑھے تھے کہ بادشاہ کی سواری کا گھوڑا
چلتے چلتے بیٹھ گیا۔ پیچھے سے راجہ بھگونت داس نے دوڑکر مبارکباد دی اور عرض کرنے لگا کہ تجربہ کاران ہند تین باتوں سے شگون نیک لیا
کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے موقعہ پر صاحب اقبال کے گھوڑے کا بیٹھ جانا۔ دوسرے یہ کہ عقب لشکر سے بادمراد کا چلنا۔ جو مخالفوں کے منہ پر
پڑنے والی ہے تیسرا یہ کہ زاغ و زغن کا تعداد کثیر کے ساتھ لشکر منصورہ کے ارد گرد نثار ہونا۔ سو یہ تینوں باتیں فضل الہی سے شامل حال
اولیائے دولت ہوچکیں اب ہمکو اطمینان ہوگیا کہ انشاء اللہ المنان فتح و نصرت ہمارا ساتھ دے رہیگی اور مخالف اوندھے منہ ضرور گر پڑیگا۔
بادشاہ راجہ کی دلائل معقولہ سے بہت خوش ہوا باغیونکا گروہ بیس ہزار سے کہیں زیادہ تھا اور بادشاہ معدودے چند جاں نثارونکی جمعیت سے عرصہ
نوروز میں دار الخلافہ فتح پور سے دو منزلہ سہ منزلہ کی راہیں لپیٹ سمیٹ کر آندھی مینہ کیطرح آپہونچا تھا باوجود قلت موافق کثرت مخالف نگاہ میں نہ جچتی تھی
دلجمعی اور استقلال کیساتھ پانچویں جمادی الاول روز چہارشنبہ کو قدم آگے بڑھایا یہانتک کہ باغیوں کے قریب تر جا پہونچا اوسوقت تک خان اعظم۔ اور
لشکر گجرات کا کہیں پتہ نتھا محض بامید امداد غیبی نقارہ بجانیکا حکم فرمایا۔ باغی شہر پر محاصرہ کئے ہوئے شیر خاں فولادی کا انتظار کررہے تھے
جب بادشاہ کی سواری قریب دریائے سابرمتی پہونچی فرمان ہوا کہ جس روش سے لشکر مرتب کیا گیا ہے اوسی نہج سے دریا عبور کرے۔
امرا لشکر گجرات کا انتظار کررہے تھے دریا عبور کرنے میں تساہل واقع ہوا اسعرصہ میں تین ہزار سوار گجراتی لشکر کے جو سر کھیج سے پلٹ کر
ادھر آرہے تھے دکھائی دئے بادشاہ نے غصہ سے سالی واسن و قدر قلی و رنجیت سنگھ وغیرہ کو حکم فرمایا کہ ان حرامزادونپر فیر کردی
جائے۔ مورچے چھوڑ چھوڑ کر بلا طلب کیوں حاضر ہوئے آنیوالے سوار اشارہ پاکر پلٹ گئے۔ میدان جنگ میں نقارہ اور کرنا مانند رعد گونج
رہے تھے بعض مخالف سمجھے کہ شیر خاں فولادی آگیا اور بعض کو پٹن سے خاں کلاں کے آنیکا گمان ہوا۔ محمد حسین مرزا بحال پریشان لشکر سے الگ
ہوکر باہر آیا شاہی لشکر کا ایک افسر سبحان قلی نامی ترک چند بہادرونکو ساتھ لیکر دریا کنارے مخالفونکی تجویز کررہا تھا۔ مرزا صاحب نے آواز دیکر

پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہے سبحان قلی نے اسغرض سے یہ جواب دیا کہ شاید ہیبت سلطانی مخالفونکی جمعیت ظاہری و باطنی کو پریشان کردے اسے ہیچ نہیں جانتا
شاہنشاہ زماں بالشکر گراں تشریف لایا ہے تو کس برتہ پر مغرور ہو رہا ہے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اے بہادر بادشاہ کا نام لیکر مجھکو ڈراتا ہے۔ اول تو
بادشاہ ہند کا دبدبہ اور ہی ہے اور پھر نہ جلوس ہے نہ لشکر۔ میرے مخبر مجھکو اطلاع کر چکے ہیں کہ آج سے چودھویں روز بادشاہ فتحپور میں رونق افروز تھا۔
ترک بولا تو سچ کہتا ہے مگر خبر شورش گجرات سنکر فوز روز کے عرصہ میں بادشاہ یہاں تشریف لایا یہ جواب سنکر مرزا صاحب لشکر میں چلے گئے۔ اور فوجکی
صف آرائی کرنے لگے ادھر بادشاہ کیخدمت میں یہ ساری کیفیت عرض کر دیگئی کہ ابتک مخالف بیخبر تھے خبر تشریف آوری سنکر فوج کا انتظام کر رہے ہیں
بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہمارا لشکر بھی دریا عبور کرے۔ امرا کو یہ منظور تھا کہ سب سے پہلے خان کلاں آگے بڑھے اور وہ یہ چاہتا تھا کہ جبتک لشکر احمد آباد نہ آجائے
دریا کے اسطرف قدم رکھنا مناسب نہوگا۔ آخرش بادشاہ کی جلدی اور امرا کے تساہل سے کہہ اٹھا کہ حضور مخالفونکی کثرت سے جاں نثارونکا یہ منشا ہے
کہ جب احمد آباد کا لشکر آجاوے اوسوقت دریا کے پار اترنا بہتر ہوگا بادشاہ نے فرمایا یہ درست ہے مگر باغیونکو ہمارے آنیکی اطلاع ہو چکی توقف کرنا فائدہ
نہ بخشیگا اور کبتک انتظار کیا جائے اگر ہمکو محض امداد ظاہری کا بھروسہ ہوتا تو تن تنہا قدم نہ رکھتے مگر ہمارا تمام دارومدار امداد غیبی و ہمت جوانمردی پر رکھا گیا ہے
یہ سنکر امرا سمجھ گئے کہ بادشاہ ہے بالذات جری بہادر کبھی ایسی باتونکو نہ مانیگا ادھر اُدھر کی باتونمیں بہلا رہے تھے بادشاہ بھی امرا کے حیلہ حوالونکو اچھی طرح
سمجھ گیا۔ ان سے تو کچھ نہ کہا مگر مخصوص مقربونکو جو ہمیشہ بادشاہ کے ساتھ رہا کرتے تھے ہمراہ لیکر محض بہ نظر تائید ربانی بسم اللہ کہکر گھوڑا دریا میں ڈالا۔
خوبی اقبال سے دریا پایاب ہو گیا اترتے وقت بادشاہ نے خود مبارک راجہ دیپ چند کے حوالہ کر دیا تھا کہ راہ میں تھامے رہے جب طلب کیا تو معلوم ہوا
کہ تیزروی میں کسی جگہہ خود مبارک راجہ مذکور کے ہاتھ سے کھسک کر گر گیا بادشاہ نے فرمایا دیکھو ہمارے لئے ایک شگون نیک اور بھی پیدا ہوا یہی باتیں کر رہے
تھے کہ ایک سپاہی نے کسی باغی کا سر نذر گذرانا فرمایا یہ اور بھی بہتر ہوا سواری قدم بقدم آگے بڑھی یہ حال دیکھکر خان کلاں وغیرہ امرا سب کے سب دریا
اترنے لگے باغیونکا سرغنہ محمد حسین مرزا ولی نعمت کے مقابلہ میں فوج کی درستی کرنے لگا۔ صف دست راست کی سرداری ولی خاں پسر جھوجھار خاں کو
سپرد کی حبشی اور گجراتی ہراول تعینات ہوئے۔ افغانونکی سرداری محمد خاں پسر شیر خاں فولادی کو تفویض کرکے دست چپ پر محول کیا۔ اور شاہ مرزا بدخشی
اور مارالنہری کی جماعت لیکر میدان کارزار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ بھی دریا کنارے بلندی پر کھڑا ہوا علامات فتح و نصرت ملاحظہ فرما رہا تھا آصف خاں نے حاضر
ہو کر ظاہر کیا کہ خان اعظم مرزا عزیز کو ابتک اطلاع نہیں ابھی معلوم ہو گیا ہے عنقریب حاضر ہوگا لشکر کے ساتھ والے امرا معہ خان کلاں سواری سے کسیقدر
فاصلہ پر تھے۔ کہ گنجان درختوں سے فوج مخالف دکھائی دینے لگی بادشاہ بلندی سے اتر کر آگے بڑھا شاہی لشکر کے سردار محمد قلیخاں و تیر خاں وغیرہ
تیر اندازی کرتے ہوئے آگے آگے چلے جاتے تھے۔ پہلی بھیڑ انھیں سے مخالفونکا سامنا ہو گیا۔ وہ ہزارہا یہ معدودے چند تھوڑی مار پٹائی سے پس پا
ہوا چاہتے تھے کہ پیچھے سے بادشاہ نے نہیب دیکر راجہ بھگونت داس سے فرمایا کہ خبردار گھبراؤ نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ مخالف اُمڈے ہوئے آرہے ہیں مگر
ادھر تائید ربانی سب طرح سے محافظت کر رہی ہے بشرطیکہ تم بھی استقلال اور ہمت و یکدلی سے دشمنونپر حملہ کر دو یہی مقابل والی فوج جسکا سرخ نشان ہے
تمہاری زد پر چلی آتی ہے شاید محمد حسین مرزا نے بدعوے سلطنت فوج کا سرخ نشان مقرر کیا ہے۔ مرزا صاحب چند سوارونکو ہمراہ لئے فوج سے جدا
ہو کر ذرا تیز قدمی سے لپکے ہوئے آرہے تھے۔ شاہ قلیخاں محرم و حسین خاں نے عرض کیا کہ حملہ کا یہی وقت ہے حکم ہو تو گھوڑونکی باگیں اٹھا لیجائیں
تاکہ مغرور کو سزائے معقول ملے ارشاد ہوا کہ ہنوز پلہ دور ہے قدم قدم چلے چلو شکار خود تمہارے دام میں گرفتار ہو رہیگا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دونوں
فوجیں مقابل ہو گئیں۔ فوجکا انتظام سابقہ بالکل ٹوٹ گیا جنگ مغلوبہ میں شاہی لشکر کے داہنے بازو والے سوار کسیقدر پس پا ہوا چاہتے تھے۔ اور
افواج مخالف اُمڈی ہوئی آرہی تھیں یہ دیکھکر بادشاہ کو تاب باقی نہ رہی تلوار کھینچکر گرنا چاہتا تھا کہ ہاپا نامی چارن کڑکا کہہ اٹھا (بھاٹ - چارن -

کر کٹیٹ وقت جنگ شریک ہوکر کٹ کے کہا کرتے ہیں جنکی جرأت دلانیوالی باتیں سپاہی کو غیرت سے جوش پیدا کرا دیتی ہیں) کہ ہاں جوانمردو یہی وقت ننگ و ناموس ہے مردی اور نامردی کے درمیان ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے چنانچہ فارسی والے کا قول ہے "نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد" اودھندی میں یوں کہا ہے "پگ آگے دھرے پت رہے پگ پاچھے پت جاے" وہ کون پوت ہوگا جو اپنے بزرگوں کا نام روشن کریگا اور کون کپوت ہوگا کہ باپ دادا کے کارنامونپر پانی پھیر دیگا۔ غرض ہاپا چارن کی غیرت دلانیوالی باتوں نے جوانان تیغ زن کو از خود رفتہ کر دیا تلواریں سونتھ سونتھ کر لسان شمشیر زبان بھیڑ زہر چاٹ رہے۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نے ایک شور پیدا کر دیا بادشاہ بھی جاں نثاروں کے ساتھ تیغ زنی میں مصروف تھا فوج مخالف سے برابر بان چل رہے تھے اتفاقاً ایک بان زقوم زار یعنی تھور کی باڑ میں جاکر پھنس گیا اوس سے کچھ ایسا شور پیدا ہوا جسکے صدمہ سے ایک نامی ہاتھی فوج مخالف کا گھبرا کر اوسیطرف بھاگا جہاں باغیوں کا زیادہ جماؤ تھا دفعتاً پریشانی پیدا ہوگئی نہ جانے کیا بات تھی جسکو دیکھا سر پاؤں پر رکھے بھاگا جاتا تھا ایسے وقت نازک میں بادشاہ کے ساتھ صرف دو جاں نثار موجود تھے ایک تاراچند دوسرا بلاول خاں میدان کارزار میں تلوار چل رہی تھی کہ اللہ کی پناہ بہادران صف شکن نے دستہ پر دستہ اور صف پر صف الٹ دی اس عرصہ میں محمد حسین مرزا چند بدبختوں کو ہمراہ لیکر میدان نبرد میں آپہونچا۔ بادشاہ کو یکہ و تنہا دیکھکر ایک نابکار لپکا تلوار کا ہاتھ گھوڑے کے سر پر لگایا تھا کہ گھوڑا خود جراغ پا ہوگیا حضرت نے بائیں ہاتھ سے گردن پکڑ کر تھاما اور نہایت تیز دستی سے برچھا دشمن پر رسید کیا۔ نوکیں ٹوٹ کر جسم نجس میں رہگئیں اور مقہور فرار ہوگیا۔ دوسرا نابکار پیدا ہوا تلوار کا ہاتھ ران مبارک پر رسید کرنا چاہا تھا کہ نگہبان حقیقی نے بچا لیا دوسری مرتبہ جرأت نہ پڑی بھاگ کر چلا گیا۔ تیسرا اجل گرفتہ پیدا ہوا نیزہ ہاتھ میں تولا تھا کہ گوجر نے بھرتی سے ایسا برچھا مارا کہ جگر چاک قصہ پاک ہوگیا اس عرصہ میں لشکر امراء دوڑتا ہوا آپہونچا۔ بادشاہ نے فرمایا اے بہادرو جلد پہونچو اور بدبختوں کی خبر لو۔ حکم پاتے ہی جاں نثاروں کا گروہ تلواریں سونت سونت کر باغیوں پر جا گرا جوانان نبرد آزما جی کھولکر لڑے داد مردانگی دیکر بزرگوں کے نام روشن کئے۔ آبروئیں ملیں۔ عزتیں حاصل ہوئیں۔ حق نمک سے ادا ہوئے بعض نے درجہ شہادت پایا۔ زندہ رہے غازی کہلائے۔ صلہ میں جاگیریں ملیں تواریخوں میں کارنامے مندرج ہوئے غرض ایک جوانمردی سے کتنی باتیں حاصل ہوئیں۔ الغرض محمد حسین مرزا کی فوج کچھ تو تلواروں کے صدقہ ہوگئی اور جو باقی رہے سر پر پاؤں رکھکر بھاگنے لگے۔ بہادروں نے بھاگڑ فوج کا تعاقب نکیا۔ بادشاہ بھی قدم بقدم چلے آرہے تھے آپکو مرزا عزیز کوکلتاش و لشکر گجرات کے نہ آنے سے تردد کمال ہو رہا تھا ساتھ والوں سے وجوہات پوچھ رہے تھے کہ اسعرصہ میں لال کلاونت نے سیف خاں کوکہ کے جاں نثار ہونیکی خبر دی بادشاہ کو ایک خیرخواہ دولت کی جدائی کا صدمہ ہوا۔ مرزا عزیز کوکلتاش کے نہ آنیکی فکر میں مستغرق تھے کہ اس خبر نے دوسرا چرکا دیا دوسرے دولتخواہ نے سرغنہ باغیوں کے گرفتار ہونیکا مژدہ سنایا اور ساتھ ہی حاضر بھی کیا گیا دیکھا کہ چہرہ پر ایک زخم لگا ہوا ہے راجہ مان سنگھ درباری کی سپرد ہوا (درباری لقب تھا) مرزا صاحب کا کوکہ شاہ مدد بھی گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا کوکہ جی مرزا صاحب کے مدار المہام تھے بادشاہ نے برچھے کا۔ ایک ہی ہاتھ مارکے کام تمام کیا"

مرزا صاحب نے شدت پیاس میں مان سنگھ درباری سے پانی طلب کیا فرحت خاں چیلہ مرزا صاحب کے سر پہ چانٹیں لگا رہا تھا بادشاہ نے منع کیا آبدارخانہ خاصہ سے پانی پلوا دیا۔ اکبر کی اس رحم دلی پر لوگ متعجب تھے۔ عنایت الٰہی سے سارے باغی ٹھکانے لگ گئے فتح و نصرت جلوس سواری کے ساتھ حاضر تھی دن قریب دوپہر آگیا تھا اتنک ناظم صوبہ مرزا عزیز نہ حاضر ہوا مرزا صاحب راے سنگھ کی سپرد ہوئے کہ ہاتھی پر لاد کر شہر میں حاضر کرے شاہی فوج سے اکثر سپاہی اور سردار مطمئن ہوکر کسی جگہ دم لینے ٹھہر گئے تھے حضور میں سو آدمی سے زیادہ حاضر نہ تھے سواری آہستہ آہستہ احمد آباد کو جاتا تھی کہ ناگاہ پانچہزار سے زیادہ آدمیوں کا جماؤ دکھائی دیا۔ کسیکا یہ گمان کہ مرزا عزیز کوکہ مع لشکر احمد آباد سے آرہا ہے بعض کہنے لگے کہ شاہ مرزا ہے۔ جو میدان جنگ سے بھاگ کر محمود آباد گیا ہوا تھا شاید جاق چوبند ہوکر پھر آگیا غرض ہر شخص اپنا خیال بیان کر رہا تھا بادشاہ بہ استقلال تمام سبکی باتیں سن رہا

تھا۔ جاسوسونکو بلکار کر خبر منگوائی تو معلوم ہوا کہ اختیار الملک ہے۔ یہ سنکر بعض از روے خیر خواہی اور بعض بزدلی سے مضطرب ہوئے۔ بادشاہ نے نہایت استقلال سے از روے شجاعت گھوڑے کو جولاں دیکر نقارہ نوازی کا حکم فرمایا لشکر ہمراہی کو اطمینان دلاکر دفع دشمن کی تدبیریں بتانے لگا۔ فوج تازہ دیکھکر نقارچی کے ہاتھ پیر سست ہوگئے کہانکا نقارہ اوکیسی چوب دیکھا تو منہ سے جواب تک نہ نکلتا تھا۔ جوانان نبرد آزما جنگ جو شعلہ خو نے تہدید فرماکر نقارچی کو دھمکایا تب کہیں گئے ہوش ٹھکانے لگے چوب اٹھاکر نقارہ بجایا۔ راجہ بھگونت داس وغیرہ نے ذرا آگے بڑھکر تیراندازی شروع کی بادشاہ نے فرمایا بہادر کیوں جلدی کرتے ہو ذرا ٹھہرو ابھی ابھی سر مخالف قدمونپر نثار ہوگا۔ تیراندازی موقوف رہے بار دگر راجہ بھگونت داس کی خواہش سے راے رایسنگھ نے عرض کیا کہ محمد حسین مرزا بانی فساد کو ہمارے لشکر کے آگے رکھا جائے تو بڑھنے والے سرغنہ کو گرفتار دیکھکر پراگندہ ہوجائینگے۔ یہ راے پسند ہوئی اور مرزا صاحب فوج کے آگے آگے ہاتھی پر چلے جاتے تھے اور اختیار الملک کا لشکر جوں جوں آگے آتا تھا مرزا صاحب کو دیکھ دیکھ پراگندہ ہوتا تھا۔ یہ دیکھکر اختیار الملک معدودے چند آدمیوں سے نکلکر بھاگنے لگا۔ قضاے الٰہی سے تہور کی باڑھ ایل ہوئی۔ گھوڑا ٹھکرایا یہ زین سے زمین پر آیا۔ سہراب خاں ترکمان کسی فاصلہ سے اختیار الملک کو تاکے ہوئے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا زمین پر گرا ہوا دیکھا فوراً خنجر سے سر کاٹ لیا۔ یہ وہی سرکش بانی فساد تھا جسنے محاصرہ احمد آباد از حد تنگ کرکے مرزا عزیز کوکہ و قطب الدین محمد خاں کو روک رکھا تھا۔ اس لڑائی میں باغیوں کے بارہ سو آدمی قتل ہوے اور پانسو سے زیادہ میدان جنگ میں زخمی پڑے ہوئے نظر آرہے تھے شاہی لشکر سے فقط سو جوانوں نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ بادشاہ اختیار الملک کے عجیب و غریب واقعہ سے متحیر ہو رہا تھا سواری آہستہ آہستہ شہر کیطرف جارہی تھی اور دن بھی کسیقدر باقی تھا کہ دور سے فوج آراستہ دکھائی دی آخرش معلوم ہوا کہ مرزا عزیز کوکہ صاحب قدمبوسی کو آرہے ہیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا بلکہ از روے شفقت آپنے بغلگیر کرکے بہت کچھ اطمینان دلایا۔ سارے امراے گجرات قدمبوسی سے مشرف ہوئے اس عرصہ میں سہراب خاں نے اختیار الملک کا سر نذر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا ایک مینار بلند پر باغیوں کے سر نصب کئے جائیں تا خاص و عام کو عبرت ہو۔ کسیقدر دن باقی ہوگا کہ بادشاہ نے احمد آباد میں قدم رکھا سلاطین گجرات کی عمارات میں مقام فرمایا۔ اطراف ممالک میں فتح نامے روانہ ہوئے۔ اکابرین شہر نے شاہی عنایتوں سے سرفرازی حاصل کی ایسے موقعہ پر بعض غمازوں نے نہ جانے کس غرض سے یہ بات حضور میں ظاہر کی کہ مرزا عزیز کوکلتاش کو شرکت مخالف نے حضور میں حاضر ہونے نہ دیا جب مقدمہ فیصل ہوگیا تو مجبورانہ حاضر ہوا مگر وقت تحقیقات مرزا عزیز کے حسن لیاقت نے عدم شرکتی ثابت کردی بادشاہ نے کمال مہربانی فرماکر تسکین کردی۔ کسی نے شاہ وجیہہ الدین کی نسبت یہ بیان کیا کہ باغیونکا مال حضرت کے مکان سے نکالا گیا۔ بادشاہ نے بلاکر استفسار فرمایا۔ آپ چونکہ ہر علوم سے واقف اور صاحب زہد تقویٰ تھے سچی کیفیت عرض کردی کہ آشنائی و شرم یکجائی نے مجبور کیا تھا ورنہ مجھکو بالذات ضرورت نہ تھی۔ بادشاہ آپکی راست گوئی سے بہت ہی خوش ہوا۔ میر غیاث الدین قادری بھی اسی علت میں گرفتار ہوکر دربار اکبری میں حاضر کئے گئے اکثر لوگونکو گمان ہوتا تھا کہ دیکھئے قادری صاحب کیلئے کیا ارشاد ہوتا ہے مگر مولوی وجیہہ الدین صاحب علوی کی راستبازی نے انکو بھی بری کردیا شیخ عبد الغنی کا قرابتی شیخ مظفر نامی گجرات کے عہدۂ صدارت پر مامور تھا۔ کسیوقت بہ علت رشوت خواری مرزا عزیز کوکلتاش کے حضور میں حاضر کیا گیا تھا۔ آپ نے کفش کاری فرماکر رہا کردیا تھا بادشاہ نے نہایت رحمدلی سے سزاے سابقہ کافی سمجھکر چھوڑ دیا۔

ایکروز دربار اکبری میں کسی نے ظاہر کیا کہ شعراے گجرات میں سے کسی شاعر نے تاریخ ورود موکب ہمایوں قہر بگجرات آمادہ لکھی ہے۔ سنکر شاعر کو حاضر کرنیکا حکم ہوا جب دربار میں آیا عرض کیا کہ دشمنوں نے نہ معلوم کس غرض سے میری نسبت خلاف واقعہ بات بناکر کہدی ہے ہاں میری کہی ہوئی تاریخ تو یہ ہے "شہ بگجرات آمدہ" بادشاہ فی البدیہہ جواب سے بہت خوش ہوا۔ خلعت دیکر رخصت کیا۔ قہر اور شہ مساوی الاعداد

ہے قہر کی جگہہ شہ فی البدیہہ کہدیا۔ بادشاہ کا غصہ بھی فرو ہوگیا۔ خوش ہوکر شاعر کو خلعت دیا۔

ایکروز بادشاہ بنفس نفیس اعتماد خاں گجراتی کے مکانہ تشریف لایا۔ گجرات کے انتظام کا ایک قاعدہ مرتب کیا۔ شاہ مرزا کے بہروچ جانیکی خبریں متواتر آرہی تھیں قطب الدین محمد خاں اور نورنگ خان بحکم سلطانی لشکر کیساتھہ اُسی سمت روانہ ہوئے پھر راجہ بھگونت داس اور شاہقلیخاں محرم ولشکر خاں معہ جمعیت سلطانی رخصت کئے گئے اور تاکید دیگئی کہ ایڈر ہوتے ہوئے رانا کے ملک میں جاکر تنبیہہ کریں چونکہ اکثر اوقات رانا سے بدعہدیاں واقعہ ہوا کرتی تھیں۔ پٹن کی حکومت حسب دستور سابق خان کلاں کی سپرد ہوئی۔ وزیر خان کی نسبت یہ انتظام کیا گیا کہ دھولقہ اور دھندوقہ جاگیر مرحمت کیا جاتا ہے بشرطیکہ اُسی اضلاع میں قیام رکھے۔ بار دیگر یہ حکم دیا گیا کہ ولایت سورٹھہ امین خاں غوری کے قبضہ سے لڑ بھڑ کر تسخیر کیجائے۔ بعد تشریف بری حضور وزیر خاں بڑی تیاری کیساتھہ سورٹھہ جا پہونچا۔ امین خاں غوری بھی کچھہ حلوا نتھا کہ یہ کھا لیتا۔ مقابلہ کرکے کھڑا ہوگیا۔ اور برسوں کئی لڑائیاں ہوا کیں۔ اکثر نامی آدمی تلف بھی ہوئے مگر ملک سورٹھہ امین خاں کے قبضہ سے نہ چھڑا سکا مجبور ہوکر واپس آیا۔ اور سیدھا دار الخلافہ روانہ ہوگیا بار دگر مرزا خاں خلف بہرام خاں کیساتھہ عہدہ نیابت گجرات حاصل کرکے وارد ہوا تھا۔ یہ کیفیت اپنی جگہہ تحریر ہوگی

ایکروز بادشاہ کے حضور میں یہہ تذکرہ کیا گیا کہ حضرت قطب الاقطاب کے اثر زبان مبارک سے کسی چیز میں تینوں جوہر لوہا۔ لکڑ۔ پتھر موجود ہیں۔ بادشاہ بٹوہ تشریف لیگیا۔ ملاحظہ فرماکر اسمیں سے آدھا حصہ ترشوا کر دار الخلافہ بھجوا دیا باقی آدھا اب تک بٹوہ میں آپ کے جانشین کے پاس موجود ہے

انتظام صوبہ گجرات سے مطمئن ہوکر تشریف لیجانا بادشاہ کا دار الخلافہ آگرہ کو۔ اور صوبہ داری سپرد کرنا خان اعظم کو

بادشاہ نے گیارہ روز میں صوبہ کا تمام انتظام کرلیا۔ سولہ جمادی الاول روز یکشنبہ احمد آباد سے کوچ فرمایا۔ سید حامد معہ بال بچوں کے سواری میں ہمراہ تھا۔ پہلا مقام احمد آباد ہوا۔ دوسرا دھولقہ۔ ایکروز زیادہ قیام رکھکر مرزا عزیز کوکلتاش کو گجرات کی صوبہ داری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مہم گجرات میں خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کی جان جوکھوں کارروائی نے گجرات کی بخشی گیری کیساتھہ خطاب آصف خانی بھی دلوا دیا اور حضور سے تاکید دی گئی کہ بخشیگیری کے متعلق کا کوئی کام بدون استصواب مرزا عزیز کوکلتاش نہوا کرے بخشی گیری کے علاوہ اکثر امورات کا انتظام اسی مقام میں کیا گیا۔ دھولقہ سے نکلکر ایک منزل سیج مقام فرماکر دوسرے روز بادشاہ کی سواری کڑی میں رونق افروز ہوئی۔ اسعرصہ میں خبر دریافت ہوئی کہ شیر خاں فولادی کا غلام اولیا نام سابقاً کڑی کا حاکم ہوگیا تھا مگر وقت تشریف آوری حضور داب سلطانی سے بھاگ کر قصبہ بڑنگر میں (چونکہ خالی دیکھا) قابض ہوگیا تھا۔ باغی اور نمک حرام کہیں سرسبز نہیں ہوتے۔ اتفاقاً راجہ بھگوتیداس لشکر لئے ہوئے دار الخلافہ جارہے تھے اولیا باغی کی خبر سنکر آپ نے بڑنگر پر حملہ کیا۔ بادشاہ یہہ خبر سنکر ٹھہر گیا کہ شاید کمک کی ضرورت ہو۔ دوسرے روز بڑنگر فتح ہونیکی خوشخبری کیساتھہ یہہ بھی ظاہر ہوا کہ اولیا بہ لباس جوگیان تبدیل وضع کرکے بھاگا جاتا تھا جاں نثاروں کی تجربہ کار نگاہوں نے پہچان کر گرفتار کرلیا اس مژدہ سے بادشاہ بہت خوش ہوا

دوسرے روز چلنے کی تیاری میں بادشاہ کو یاد آیا کہ صوبہ کا انتظام تو ہوگیا مگر جمع آمدنی ملک ابتک نہ دریافت ہوئی۔ علاوہ اسکے اور بھی کئی باتیں انتظام طلب باقی رہ گئیں تھیں اس کام کے لئے راجہ ٹوڈرمل منتخب ہوئے۔ چلتے وقت ساری باتیں رطب و یابس سمجھا کر کہدیا گیا کہ انتظام جمع ملک میں رعایت اور اغراض نفسانی کا ذرا بھی لگاؤ نہو۔ یہ باتیں انصاف اور رعایا پروری کے جامہ پر دھبہ لگانیوالی ہیں۔ راجہ ٹوڈرمل

گڑھی سے پلٹ کر احمد آباد آیا اور عرصہ قلیل میں سارے ملک گجرات کی جمعبندی کے پتر ک بنا بنا کر ایک نقل ناظم صوبہ کے دفتر میں سپرد کی اور حضور معلی کے دفترخانہ میں

بادشاہ دارالخلافہ میں پہونچکر دو مہینے تک کہیں گیا نہ آیا۔ ایکروز شوق زیارت حضرت خواجہ ہند الولی نے اکساکر چلنے پر آمادہ کردیا دارالخلافہ سے دہلی ہوتا ہوا براہ نارنول اجمیر میں تشریف لایا۔ ناظم صوبہ مرزا عزیز کوکلتاش یہ خبر سنکر احمد آباد سے اجمیر پہونچا۔ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کے بہانے بادشاہ عالم کی قدمبوسی بھی حاصل کی۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ "ایک پنتھ دو کاج" دوسرے سال بھی ناظم صوبہ مرزا صاحب نارنول میں سعادت ملازمت سے مشرف ہوئے۔ امرائے گجرات بادشاہ کے ساتھ ساتھ دارالخلافہ تک حاضر تھے ۹۸۳ھ میں حضور نے تمام امراء کو علی قدر مراتب سرفرازی بخشی۔ اعتماد خاں سارے امراء میں سربرآوردہ و تیز عقل معاش سے بہرہ ور تھا۔ منصب ہزاری ذات مقرر فرماکر خدمت سربراہی دربار عنایت کی علاوہ اسکے جواہرات اور جڑاؤ زیور و سامان کی قیمت کا تحقیق کرنا سپرد کیا گیا تھا۔ چونکہ جوہر شناسی میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ اکثر جوہری اسکے سامنے کان پکڑتے تھے۔ اعتماد خاں کے لڑکے شیر خاں کو چارسو کا منصب عطا ہوا۔ الغ خاں حبشی مانند شیر خاں کی معزز سمجھا گیا۔ ملک شرق گجراتی کو حکومت تھانیسر سپرد ہوئی"

وجیہہ الملک گجراتی کو عہدہ دیوانی صوبہ مرحمت فرمایا

بعد تسخیر حضور سے یہ پہلا دیوان احمد آباد بھیجا گیا۔ چونکہ اکثر محالات جاگیردارونکو دئے گئے تھے اور جو باقی تھے۔ وہ خالصہ شریفہ میں مقرر ہو چکے تھے خالصہ ملک کی سربراہی کیلئے وجیہہ الملک تجویز ہوا اسی سال اکثر مقربان درگاہ رخصت لیکر گجرات ہوتے ہوئے براہ سمندر زیارت عتبات عالیات کیلئے روانہ ہوئے۔ مرزا صاحب بھی حضور میں طلب کئے گئے۔

مرزا خاں خلف بیرام خاں کو صوبہ داری گجرات مرحمت فرمانا اور وزیر خاں کو نیابت صوبہ اور بیاگداس کو دیوانی

خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کے پہونچنے سے پہلے حضور میں ایک قاعدہ معین کیا گیا تھا کہ سرکاری نوکری والے گھوڑے داغ دئے جائیں سب سے پہلے خان اعظم کو تعمیل کا حکم ہوا چونکہ زمرہ امرا میں معزز و ممتاز سمجھے جاتے تھے تا دوسرون کو مجال سرتابی باقی نہ رہے اور داغ کا ضابطہ ایک حسن کے ساتھ جاری ہوجائے۔ مرزا صاحب ایسے ڈھرون پر کب آنیوالے تھے چونکہ بادشاہ کے ساتھ آپ کو کئی نسبتونکا استحقاق حاصل تھا۔ صاف انکار کرکے آگرہ کے کسی باغیچہ میں جا بیٹھے یعنی تعلقات ریاست سے دست بردار ہوکر گوشہ نشینی اختیار کی بادشاہ کو مرزا صاحب کی اگلی خدمتون کا زیادہ تر خیال تھا اور علاوہ اوسکے مرزا صاحب کی والدہ ماجدہ حضور کی مادر رضائی تھیں۔ انھیں دو باتون سے بادشاہ نے بارہا مرزا صاحب کو سمجھایا کہ تمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس زمانہ سے ملک گجرات تسخیر ہوا اگرچہ بظاہر ایک صوبہ ہے مگر صدیون تک بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہان جلیل القدر کا تختگاہ تھا ہمنے محض بنظر التفات قدامت تمہارے قبضہ قدرت میں سپرد کردیا تھا۔ تمنے ہماری مہربانیونکی قدر و منزلت نہ سمجھی اور ذرا سی بات میں صاف انکار کرکے الگ ہو بیٹھے اب بھی ہم چاہتے ہیں اگر سلوک ناملایم سے نادم ہوکر اقبال کرلو تو صوبہ داری گجرات کہیں نہیں گئی۔ خان اعظم بڑے ہٹیلے اور ضدی تھے استغنا

ظاہر کر کے عرض کیا کہ زمرہ سپاہی سے معزول ہو کر وہ دعاگویوں میں شریک کر دیا جائے تو باقی زندگی اسی گوشہ میں بسر ہو رہے بادشاہ سمجھ گیا کہ خدی مرزا کبھی نہ مانیگا مجبور ہو کر گجرات کی صوبہ داری مرزا صاحب خلف بیرام خان کو مرحمت فرمائی چونکہ بادشاہان ذوالاقتدار کو حراست ملک اور حفاظت خلق اللہ لازم و واجب تھی مرزا خان کو منصب چار ہزاری سابق سے معین تھا اور آئندہ خانخانانکا خطاب دیا جائیگا۔ وقت روانگی وزیر خان و میر علاء الدین قزوینی و سید مظفر و پیاگداس یہہ چاروں رئیسان معتبر مرزا خان کے ساتھ شریک کر دئے گئے رؤسا کو یہہ تاکید دی گئی کہ مرزا خان ہنوز کم سن ہے پہلے پہل عہدہ جلیل القدر محض باعتماد و دو تنخواہان سپرد کیا جاتا ہے ایسا نہو کہ تمہاری موجودگی میں دہوکھا کھا بیٹھے اور ہر مرزا خان کو نصیحتانہ سمجھا دیا گیا کہ کوئی کام بدون مشورہ وزیر خان ہرگز نہ کیا جائے چونکہ یہہ ہمارا قدیم معتمد ملازم ہے عہدہ امینی صوبہ یعنی داروغہ خزانہ میر علاء الدین کو تفویض ہوا"

دیوانی پیاگداس بہ تغیر وجیہ الملک

وجیہ الملک کو تغیر کر کے منصب جلیل القدر دیوانی صوبہ پیاگداس کو مرحمت ہوا چونکہ مخبر کاردان و کارگذار تھا۔ اور سید مظفر کو بخشی گری کا خلعت ہوا غرض مرزا خان برفاقت رئیسان مرقوم القدر وارد احمد آباد ہوا چند ہی دن گذرے ہوں گے کہ بحکم حضور مرزا خان عہدہ نیابت وزیر خان کو سپرد کر کے گجرات سے اگرہ چلا گیا چونکہ اوسی سال ماہ ربیع الاول میں رایات عالیات عازم اجمیر تھے مرزا خانکی تقدیر اچھی تھی پہلی منزل میں شرف ملازمت حاصل ہوا۔ ترسو خان کو پٹن کی حکومت ملی سید ہاشم اور رائے سنگھ مامور کئے گئے کہ نادوت میں قیام رکھکر اطراف و جوانب کے ڈاکو اور راہزن گرفتار کر لئے جائیں۔ چند امرا کو حکم ہوا کہ فوج شایستہ ہمراہ لیکر ایڈر جاویں اور جسطرح ممکن ہو راجہ کو گرفتار خواہ قتل کر کے قصہ پاک کریں اوسی عرصہ میں ترسو خان فوجدار پٹن کی جانفشانی سے سروہی تسخیر ہو گئے سنہ ۹۸۴ کے آخر ایام میں قلیج خان متصدی بندر سورت کو قافلہ حجاز کی نگہداشت کیلئے رخصت کیا۔ ایڈر کا راجہ افواج قاہرہ کی آمد آمد سنکر پہاڑ میں پوشیدہ ہو گیا تھا مگر راجپوتوں کے ورغلانے سے باہر آکر مقابلہ کرنے لگا نتیجہ جنگ یہہ ہوا کہ صدہا راجپوت تہہ تیغ کئے گئے راجہ قتل ہوا یا بھاگ گیا مگر ایڈر تو تسخیر ہو گیا بدنظمی وزیر خان نائب صوبہ سے گجرات میں فساد پیدا ہونے کی خبر حضور میں پہونچی مونس الدولہ راجہ ٹودرمل کو حکم ہوا کہ جسطرح ممکن ہو عجلت سے گجرات پہونچکر حسن تدبیر سے سارے فساد فرو کر دئے جائیں اور امن و امان کی شعلیں ہر گلی کوچہ میں روشن رہیں۔ راجہ ٹوڈرمل حسب الحکم رخصت ہو کر چلا جب نواحی جالور میں پہونچا زمیندار سروہی بذریعہ پہاڑ خان جالوری خدمت میں حاضر ہوا پچاس ہزار روپیہ نقد اور سو اشرفی بطور پیشکش نذر کیں راجہ موصوف نے سروہی والے کو سرکار سے ایک خلعت اور سرپیچ مرصع معہ ایک ہاتھی کے مرحمت فرما کر مقرر کر دیا کہ دو ہزار سوار اپنی جمعیت سے صوبہ دار گجرات کی ملازمت میں حاضر رہے راجہ ٹوڈرمل صاحب احمد آباد ہوتے ہوئے بھڑوچ پہونچے ناہر خان کے ذریعہ سے زمیندار رام نگر حاضر ہوا۔ مبلغ چار ہزار روپئے نقد اور چار گھوڑے دو ناوار بطور پیشکش رجوع کیں۔ راجہ صاحب نے ایک گھوڑا اور خلعت دیکر سرفراز کیا۔ ایکہزار پانسو روپیہ کا منصب راجہ کیلئے مقرر فرمایا اور تاکید دی گئی کہ ایک ہزار سوار کی جمعیت سے ناظم صوبہ کے ساتھ سرکاری نوکری میں ہمیشہ حاضر رہے"

ہنگامہ آرائے مظفر حسین مرزا و اولاد ابراہیم حسین مرزا

جس زمانہ میں پہلی مرتبہ گجرات فتح ہوا اکبر بادشاہ کی پولیٹکل کارروائیوں سے مرزا آدمی سعد گلرخ بیگم صبیہ مرزا کامران سورت

چھوڑ کر دکھن چلے گئے اگرچہ بادشاہ اوسوقت سورت مین تشریف رکھتا تھا مگر کسی مصلحت سے مرزا زادون کا تعاقب کرنا ملتوی رکھا گیا۔ گلرخ بیگم لڑکون کو لئے لئے دکھن مین ایدہر اودہر پریشان پھرتی رہی۔ اسی سرگردانی نے باہم مرزا زادون مین تفرقہ ڈالدیا۔ چنانچہ ابراہیم حسین مرزا و شاہ حسین مرزا کی کیفیت گجرات کی فتح ثانی مین ناظرین کو معلوم ہوگئی ہوگی۔ بیگم کو گجرات سے بذیل مرام اور پھر بھاگ کر چلے جانا پیچین کر رہا تھا وہ ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ کسی صورت تلافی مافات کی کوئی تدبیر ہاتھ لگے تو بخت ہو کر بیٹھ رہون اتفاقاً بقول شخصے جوئندہ یابندہ مصر علی نام بدمعاش اور مفسدون کا سرگروہ ملگیا پھر دیر ہی کیا تھی ہزارون بدمعاش لوٹیرے جمع ہوگئے ملک کو غارت کرتے ہوئے گجرات کیطرف جھکے مگر اونکی بدقسمتی نے پہلے سے بربادی کے اسباب پیدا کر رکھے تھے چنانچہ اکبر بادشاہ دارالخلافہ جاتے جاتے مقام کڑی سے راجہ ٹوڈرمل کو جو ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر اور پولیٹیکل خیال کا آدمی تھا گجرات کی جمعبندی معین کرنے کیلئے روانہ کیا تھا راجہ صاحب عرصہ قلیل مین احمد آباد کے تمام امورات سے فرصت پاکر پٹن تشریف لیگئے تھے جب احمد آباد مین وزیر خان نائب ناظم کو باغیونکی اطلاع ہوئی فکر کرنے لگا کہ اول تو میرے پاس اسقدر لشکر کی جمعیت نہین جو سرمیدان باغیون سے کلہ بکلہ لڑسکون اور جو کسیقدر لشکر ہے بھی تو جھگڑالو اور لڑاکو کا اوسمین بڑا حصہ شامل ہے۔ کیا کرون کیا نکرون اسی سوچمین آخر یہہ صلاح ٹھہری کہ شہر کے دروازے بند کرکے قلعہ بند ہو رہون۔ راجہ صاحب ابتک پٹن مین موجود ہین لگے ہاتھہ بلوائے جائین تو سارے کام درست ہوجائینگے غرض وزیر خان قلعہ بند ہوا اور قاصد تیز رو کو پٹن روانہ کیا۔

اس عرصہ مین بیگم صاحبہ نواحی سلطان پور و قدر بار مین داخل ہوئین۔ عارف وزارہ پسران شریف خان کے بعض ملازم اپنے آقا سے منحرف ہوکر باغیون مین شریک ہوگئے۔ اور بروہ کا فوجدار باغیون کو دیکھتے ہی رفوچکر ہوگیا۔ وزیر خان نائب صوبہ نے بازبہادر خان نامی سردار و سیاگداس دیوان کو تھوڑی سی فوج کے ساتھہ باغیون کو روکنے کیلئے احمد آباد سے رخصت کیا۔ پرگنہ سرنال مین فریقین کا مقابلہ ہوگیا۔ باغیونکی کثرت سے بازبہادر خان کو ہزیمت ہوئی اس سے ارباب فساد کی جرأت زیادہ ہوگئی۔ سرنال سے پلٹ کر دستی اسباب کیلئے بڑودہ پہونچے۔

پٹن مین راجہ تودرمل کو وزیر خانکی عرضداشت ملی فوراً تیاری کرکے روانہ ہوا احمد آباد آتے ہی وزیر خان کو معہ فوج تیار کرکر احمد آباد سے روانہ ہوا۔ راجہ ٹوڈرمل مرد جہان دیدہ کار آزمودہ تھا بیگم اور مرزا زادونکی گیدڑ بھبکیونکا کچھ خیال نکیا محض تیور اقبال شاہنشاہی وزیر خان کو ساتھہ لیکر چل کھڑا ہوا۔ جب بادشاہی لشکر بڑودہ کے قریب چار کوس فاصلہ پر پہونچا باغیون کے حواس جانے رہے بڑودہ چھوڑ کر کہمبایت چلے گئے ایدہر شاہی لشکر بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ باغیون کو حوالی کہمبایت مین عامل محالات خالصہ سید ہاشم سے مقابلہ ہوا سید صاحب نے وہ وہ کارنمایان کئے کہ ارباب فساد کے چھکے چھڑا دئے مگر باغیونکی کثرت نے سید صاحب کو زخمی کیا جنگگاہ سے نکل کر کہمبایت مین قلعہ بند ہوئے مخالفون نے محاصرہ کیا۔ جب شاہی فوجی خبر سنی محاصرہ کسکا اور لڑائی کیسی چھوڑ چھاڑ کر جوناگڑھ کیجانب بھاگ چلے۔ دلاوران افواج قاہرہ نے پیچھا نچھوڑا اور اس تیزقدمی سے دوڑے کہ نواحی دھولقہ مین ٹوک کر روکدیا باغی مجبوری لڑنیکو مستعد ہوئے۔ گلرخ بیگم اکثر ساتھہ والی عورتون کو مردانہ لباس پہنا کر گھوڑون پر سوار کرا کے تیر اندازی کرنے لگی چنانچہ فارسی والا کہتا ہے ؎ زن و مرد را گر دہد یکسر حشر ٭ درندہ است چہ شیر باد چہ نر۔ راجہ تودرمل فوجکے سرپرست اور اعلیٰ درجہ کے جنرل تھے افواج قاہرہ کو اس ترکیب سے لڑوایا کہ مخالفونکی بے تعداد فوج شاہی لشکر کے قربان ہوگئی اکثر زندہ

گرفتار کرلئے گئے اسیرونمین مستورات مین بلباس مردانہ گرفتار ہوکر مقید ہوگئین رہی سہی جان بچاکر بہاگ نکلین۔ بعد حصول فتح مال غنیمت ہاتھی گہوڑے وغیرہ اسباب اہل بغاوت معہ اسیرون کے اپنے لڑکے دہاروی کے ساتھہ حضور مین بہجوا دیا۔ وزیر خان فتح و فیروزی احمد آباد مین داخل ہوا اور آپ بھی فوراً دار الخلافہ کو چلے۔ راہ مین ڈونگر پور کے راجہ سہل نے ملاقات کی اسکے لئے ڈہائی ہزار روپیہ کا منصب مقرر کرکے سیر پٹہ تک ہمراہ لیگئے پھر خلعت دیکر رخصت کیا چلتے وقت تاکید کردی کہ ہمیشہ ناظم صوبہ کیخدمت مین سرکاری ملازمت کرتا رہے۔

بار دگر ہنگامہ برپا کرنا مظفر حسین مرزا کا اور محاصرہ کرنا احمد آباد کا اور اقبال شاہنشاہی کا وہم کا دہم کا کہرکا دینا

راجہ ٹوڈرمل کے حضور مین جانے سے باغیون کو دبدبہ سلطانی کسیقدر کم ہوگیا تھا ادہر ادہر سے فراہم ہوکر مظفر حسین مرزا کو جاگیر اپہلے پہل کہمبایت کو خان بنایا چونکہ اکثر سوداگران مالدار یہین رہتے تھے بہت کچھہ زر و مال ہاتھہ آیا۔ احمد آباد مین وزیر خان کو خبر ہوئی فوج لیکر باغیون کے مقابلہ مین چل کھڑا ہوا راہ مین باغیونکی کثرت سنکر ہمت جاتی رہی قدم آگے نہ بڑہا اور پھر لشکریون کو جو دیکہا تو اکثر برداشتہ خاطر ثابت ہوئے بمجبوری مراجعت کرکے شہر مین آقلعہ بند ہوا۔ اسی عرصہ مین ملازمونکا بڑا حصہ منحرف ہوکر مخالفون سے ملگیا مظفر حسین کی ہمت بڑہ گئی آتے ہی قلعہ کا محاصرہ کرلیا وزیر خان کو اپنی ملازمون سے اطمینان نہ تہا سبکو مقید کرکے قدیم نوکرون کو بلوا بلوا کر ہر ایک کی دلجوئی و تسلی کرکے حفاظت قلعہ سپرد کی مگر وزیر خان بسبب کومک ظاہری نہایت پریشان تھا محض بیاوری اقبال شاہنشاہی نظر بخدا سب کچھہ کر رہا تھا تاہم اندرونی فوجکی پریشانی روز بروز بڑھتی جاتی تھی مورچون کے پہر پھیر کیا کرتے اور فصیل قلعہ کی گشت لگا لگا کر مخالفون کو دیکہہ دیکہہ ہمت ہارے دیتے تھے ایسے موقعہ پر باغیون نے بعض اہالیان قلعہ سے سازش کرکے سیڑہیان قایم کردین مخالف کمرین باندہ باندہکر قلعہ پر چڑہنے کی تیاریان کر رہے تھے دفعتاً دیدبانان اقبال شاہی نے بحکم قادر لم یزل نشانہ تاک کر مارا گولی پڑتے ہی سرغنہ مہر علی کا کام تمام ہوگیا بعض مخالف قلعہ پر پہنچگئے تھے افسر کو مرا ہوا دیکہکر پاؤن نہ تہا پاؤن سست ہوگئے بہزار خرابی جان بچا بچا کر ایسے بہاگے کہ دہشت سے پیچہے پہر کر نہ دیکہا اہالیان قلعہ کچھہ ایسے سہمے ہوئے تھے کہ بہاگتے دیکہکر بھی قدم باہر نہ رکھتے مبادا کوئی پولٹیکل کارروائی کے پیرایہ مین ظاہرا بہاگڑ کردی ہو۔ جب سب طرف سے تحقیق ہوکر اطمینان ہوا بحمد اللہ شکر جناب باری بجالاکر نچنت ہوبیٹھے۔ مہر علی کے مرنے سے مظفر حسین بیدست و پا ہوکر خاندیس چلا گیا۔ بدقسمتی گرفتاری کے اسباب نہ ہوئے ساتھہ ساتھہ آرہی تھی۔ راجی علیخان فاروقی نے فوراً گرفتار کرکے حضور مین بہجوا دیا اوسی دن سے مرزا زادونکا فساد برطرف ہوگیا

شہاب الدین محمد خانکی صوبہ داری اور پیاگداس کی دیوانی اور سلطان مظفر گجراتی کا دار الخلافہ سے بہاگ کر گجرات مین آنا

جب وزیر خان سے انتظام صوبہ داری نہو سکا بادشاہ نے شہاب الدین محمد خان مالوہ کو جو منصب پانچ ہزاری ذات سابق مین معین تھا گجرات کی صوبہ داری عطا فرمائی۔ امرائے دار السلطنت قاسم خان و ظاہر خان و سیف الملک میر غیاث الدین علی نقیب

صوبہ دار

۱۵۷۲ء

اور چچازاد بھائی نقیب خانی قمر خان و غازی خان علاوہ اونکے فیروزہ کمال و شیخ معظم و شیخ جنید وغیرہ بارگاہ شاہنشاہی سے تعین کیے گئے اور وزیر خان کو حکم دیا گیا کہ ایڈر جاکر قبضہ کرے۔ سال گذشتہ ۹۸۴ھ ہجری میں امرائے دار السلطنت حج بیت اللہ کو گئے ہوئے تھے خیریت سے پلٹ آنیکی خبر حضور میں پہونچی شہاب الدین محمد خان کو حکم ہوا قافلہ حجاز کا انتظام کرکے حضور میں روانہ کردیا جائے۔

میر ابو تراب کا میر حاج بنکر زیارت حرمین الشریفین کو روانہ ہونا اور لوٹتے وقت نقش قدم جناب سرور کائنات کا ہندوستان لانا

چونکہ بادشاہ کی ہمت والا ہمت امورات حسنہ کیطرف زیادہ تر مائل تھی برسوں سے یہہ قاعدہ جاری تھا کہ ہر سال اکابرین خلافت سے ایک معتبر کو میر حاج مقرر کرکے لاکھوں روپیہ نقد اور قسم قسم کی پوشاکیں مجاوران مکہ شریف کیلئے بھیجی جاتی تھیں تخصیص نرکھی گئی تھی کہ مجاوروں کو ہی ملے بلکہ مسافروں کا حصہ بھی شریک ہوا کرتا تھا حسب دستور سال مذکور خلاصۂ دودمان عالیجناب میر ابو تراب میر حاج مقرر ہوئے۔ اعتماد خان گجراتی مدت سے شوق زیارت میں بیچین ہو رہا تھا رخصت حاصل کرکے میر صاحب کا ہمسفر ہوگیا سعادت ازلی نے حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ سے مشرف کردیا وقت مراجعت نقش قدم جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے لیکر میر صاحب سورت میں تشریف لائے۔ آپکے ساتھ تقریباً سات سو آٹھ سو حاجیوں کا قافلہ شریک تھا سب کو ہمراہ لیے ہوئے اور قدم مبارک عماری میں رکھے گئے اور غلاف مقام ابراہیم اڑھا کر سورت سے روانہ ہوئے اور اوس زمانہ میں دار الخلافہ فتح پور معین تھا۔ ہر مقام سے عرضیں حضور میں بھیجی جاتی تھیں بادشاہ یہہ مژدہ سنکر بہت ہی خوش ہوا اور میر صاحب کو تاکید التحریر کیا گیا کہ نقش قدم مبارک باحترام تمام فتح پور پہونچائے جائیں اور جب ایک منزل باقی رہے فوراً اطلاع دیجائے تاہم بھی سعادت استقبال سے کامیاب ہوں۔ غرض میر صاحب نے ایک منزل پر ٹھہر کر حضور کو اطلاع کی بادشاہ نے خیمہ خاص بھجوا دیا اور خود بدولت و اقبال اراکین دولت کو ہمراہ لیکر تشریف لایا نقش قدم مبارک احترام کے ساتھ خیمہ میں رکھے گئے زیارت عام کی منادی پھر گئی صبح سے شام تک خلق اللہ کا اژدہام تھا دوسرے روز چلنے کی تیاری ہوئی نقش قدم مبارک کو بادشاہ نے دوشالے میں لپیٹکر دوش پر اوٹھا لیا اور از راہ خلوص عقیدت تقریباً سو قدم تک پیادہ اوٹھا کر چلے پھر تمام امرا و زرا نوبت بہ نوبت بارگاہ شاہنشاہی تک لئے ہوئے چلے گئے شاہی محل کی برابر مکان مخصوص ایک سال تک قدم مبارک کا زیارت گاہ معین رہا رات دن لوگوں کا میلہ ہوا کرتا تھا دوسرے سال ۹۸۸ھ ہجری میں میر صاحب نے رخصت مانگی اور یہہ بھی عرض کیا کہ حکم ہو تو نقش قدم شریف ملک مالوف احمد آباد میں لیجاکر ایک بارگاہ میں رکھے جائیں چونکہ گجرات باب بیت اللہ ہے ہر جگہ کا زوار اوسی جگہ ہوکر جاتا ہے فدوی چاہتا ہے کہ ایک گنبد عالی تعمیر کراکے زیارت گاہ بناوے بشرطیکہ خدمت خادم کے سپرد ہو۔ غرض بعد رد و بدل بسیار بادشاہ نے اجازت دی سید صاحب حسب الحکم نقش قدم شریف لیکر وارد احمد آباد ہوئے کیونکہ آپ قصبۂ ساول میں تشریف رکھتے تھے حسب الایما تعمیر عمارت کا کام شروع کیا چھ برس کے عرصہ میں اچھی خاصی عالیشان عمارت مع گنبد عالی تیار ہوگئی قدم مبارک اوسی گنبد میں رکھے گئے۔ شاہی حکم سے رسالہ قدمیہ نام تصنیف ہوا اوسمیں ساری کیفیت نقش قدم شریف کی مندرج ہے اوسی زمانہ سے مدت دراز تک گنبد قدم شریف زیارت گاہ خاص و عام رہا جگہ گجرات میں ہنگامی برپا ہونے لگی قصبۂ ساول۔ دست تطاول زمانہ سے ویران ہوگیا میر صاحب کے ورثا نقش قدم مبارک بقصبہ ساول سے احمد آباد لے آئے اب تک آپکے یہاں موجود ہیں مورخ بھی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔ اوسی سال شاہ فخر الدین بحکم حضور پٹن روانہ ہوا۔ اور نرسونخان دار الخلافہ

حاجی ابراہیم خان سرہندی کو منصب صدارت گجرات تفویض ہوئی۔ آصفخان کو گجرات کی بخشی گری سپرد کرکے حکم دیا گیا کہ پہلے پہل مالوہ جاکر سارے فوج والے گھوڑے داغ دلواکر پھر احمد آباد چلا جاوے و باتفاق ناظم صوبہ شہاب الدین احمد خان و قلیج خان لشکر گجرات کے تمام گھوڑے حسب ضابطہ داغ دیئے جائیں۔ سلطان مظفر گجراتی مدت سے حضور میں مقید تھا موقع پاکر بھاگا۔ حدود نندوارہ متعلقہ ریاست جے پور پہنچا چند روز تک مقیم رہا اتفاقاً قطب الدین محمد خان اوسوقت بھروچ میں موجود تھا کسی تقریب سے مظفر کو دیکھکر پہچانا یہہ بھی چونکا فوراً نندوارہ سے نکلکر موضع گدڑی متعلقہ سورہار ملک سورٹھ میں لونیا کاٹھی کے پاس چلا گیا اور وہیں بود و باش اختیار کی۔ شہاب الدین محمد خانکی عمدہ کارروائیوں سے گجرات میں امن و امان قایم ہوا شکایت رعایا جاتی رہی اس عرصہ میں فتح خان حوالی جوامیں خان غوری کے پاس سردار لشکر تھا نہ معلوم کس بات سے آزردہ ہوکر شہاب الدین احمد خان کے پاس حاضر ہوا کہنے لگا کہ مجکو لشکر کی مدد دیجائے تو تمام سورٹھ کا ملک امین خان غوری سے لڑ بھڑ کر تسخیر کرلونگا آپ کو اختیار ہے ممالک مقبوضہ میں شامل کریں اور فدوی کو زمرہ ملازمان شاہی میں سرفرازی حاصل ہو مجکو اسی خواہش نے حضور تک پہونچایا شہاب الدین احمد خان نے چار ہزار سوار چرار کا لشکر اپنے بھتیجے مرزا خانکی زیر کمان سپرد کرکے فتح خان کو روانہ کیا۔ جب فتح خان حوالی کاٹھیاوار میں آیا امین خان غوری نے وکیلوں کو بھیجکر یہہ بات ظاہر کی کہ میں پیش کش دینے کو موجود ہوں ضابطہ گھوڑے بھی داغ دیئے جائینگے مجکو سرکاری ملازم تصور کرکے جوناگڈھ جاگیر میں مرحمت کیا جائے چونکہ یہہ میرا مسکن ہے باقی سارا ملک سورٹھ سرکاری قبضہ میں کرلیا جائے مجکو کچھ عذر نہیں۔ مرزا خان نے کہا کہ بدون تسخیر جوناگڈھ کوئی بات منظور نہوگی متواتر کوچ کرتا ہوا جوناگڈھ جا پہونچا لڑائی شروع ہوئی۔ فتح خان پہلے ہی حملہ میں فتحیاب ہوگیا جوناگڈھ تسخیر ہونے سے امین خان بالائی قلعہ محصور ہوا۔ اتنک کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی کہ فتح خان دفعتاً بیمار ہوگیا لڑائی ملتوی رہی چند روز بعد اوسی عارضہ میں قضا کی۔ مرزا جان محاصرہ اوٹھا کر منگلور چلا گیا امین خان نے جام زمیندار سے کمک طلب کی۔ جام کا وزیر چار ہزار سوار لیکر حاضر ہوا۔ امین خان قلعہ سے اوتر کر منگلور کیطرف روانہ ہوا مرزا جان بھاگ کر کوری نار پہونچا۔ امین خان بھی پیچھے پیچھے جا پہونچا انجام کار لڑائی شروع ہوئی اللہ کو منظور نتھا مرزا جان کا بہت لشکر تلف ہوا پھر اوبھی لوٹا گیا مرزا جان بہزار خرابی بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ شہاب الدین احمد خان نے موراسہ وغیرہ اضلاع میں جہاں جہاں سرکشوں کا مسکن تھا قلعے تعمیر کئے باردگیر باغیوں کو فساد کرنیکا موقع نہ ملا۔ بعض پرگنوں کی رعایا عموماً و پرگنہ جیولی احمد آباد کی خصوصاً مستغیث ہو رہی تھی شہاب الدین احمد خان نے از سر نو پیمایش کرواکے جمعبندی معین کردی شکایت جاتی رہی یہہ پیمایش زمین قابل زراعت کی گئی تھی

صوبہ داری اعتماد خان گجراتی و دیوانی خواجہ ابوالقاسم اور سلطان مظفر کا خروج کرنا گوشہ نشینی سے

جب اعتماد خان حج کرکے حضور میں حاضر ہوا چند روز تک بدستور عہدہ سربراہی دربار کرتا رہا مگر ہمیشہ خواہش حکومت گجرات اکسایا کرتی تھی چونکہ وقت تسخیر بادشاہ نے معاہدہ کیا تھا آخر بادشاہ کو بھی معاہدہ کا خیال آیا اور اعتماد خانکی کفایت شعاریاں بار بار حضور میں ظاہر ہوا کرتی تھیں بلکہ اوسکو اس امر کا دعویٰ تھا کہ گجرات کی آبادی دوگنی ہوکر جمع آمدنی نسبت حال بہت کچھ زیادہ ہوگئی اگرچہ بعض اراکین دولت مخالفت کرتے تھے تاہم بادشاہ نے بخیال معاہدہ سابق صوبہ داری گجرات کا خلعت دیکر رخصت کیا میر ابوترابی امین ہوا۔ خواجہ نظام الدین کو بخشی گری مرحمت ہوئی۔ خواجہ ابوالقاسم دو سو روپیہ ماہوار کا منصب دار اعتماد دیوانی کی خدمت سپرد ہوئی حسب تفصیل ذیل امرا و منصب داران حضور

۹۷ ایس

اعتماد خان کے ہمراہ تعینات ہوئے ۔

محمد حسین شیخ میر ابوالمظفر بیگ محمد بوفائی میر محب اللہ میر شرف الدین میر صالح شاہ بیگ میر ہاشم میر معصوم بھکری زین الدین کبو سید جلال الدین بکری سید ابواسحاق فیروز الشیک آقا پہلوان علی سیستانی ۔ یہ چودہ معززین سردار احمد آباد بھیجے گئے وقت رخصت ہر ایک کو خلعت و گھوڑا دیا گیا کرم علی پسر منہر رمضان جو خوشبو خانہ کا داروغہ تھا شہاب الدین محمد خان کے لینے کیلئے بھیجا گیا اعتماد خان کے احمد آباد پہونچنے کے بعد شہاب الدین احمد خان معہ کرم علی جانب دار الخلافہ روانہ ہوا حاجی ابراہیم سرہندی صدر صوبہ کے کئی روز سے شکایتیں ہوا کرتی تھیں آخر رعایا کی فریاد حضور میں پہونچی بادشاہ نے سید فرما کر حضور میں طلب کیا بعد تحقیقات جرم ثابت ہوگیا مجرم کیلئے قید قلعہ رنتھنبو تجویز ہوئی ۔

مرزا دون کے زمانہ شورش میں قلیچی قوم کی سپاہ کثرت سے شریک تھی یہ قوم مثل کولی اور راجپوت کے سرکش اور جھگڑالو شمار کی جاتی تھی ۔ جب مرزا دونکا استیصال ہوگیا احمد آباد میں بود و باش اختیار کرکے حاکم وقت کی نوکری کرنے لگے تھے تاہم موقعہ وقت کے منتظر چنانچہ زمانہ حکومت وزیر خانمیں اکثر بدمعاشوں نے فساد برپا کیا تھا ۔ پہلے کو شہاب الدین محمد خان وقت پر آپہونچا اکثر سربرآوردوں کو نوکر رکھ لیا ورنہ مرزا دونکا گیا گذر از زمانہ از سر نو عود کر آتا جب یہ خبر حضور میں پہونچی فوراً حکم آیا کہ ایسے بدمعاش لڑاکو ملازم نہ رکھے جائیں چونکہ رفتہ رفتہ زمانہ کی اندرونی ریشہ دوانی سے جڑیں مضبوط ہو جائیں گی لہذا اس قوم کا بچہ بچہ ہر طرف ہو کر شہر میں نہ رہنے پائے و بعوض انکی قوم دفاکش ملازم رکھنے جائیں تو انسب ہوگا اس عرصہ میں بادشاہ کابل تشریف لیگیا شہاب الدین محمد خان کو برطرف کرنیکا موقعہ نہ ملا ۔ بہ ضرورت منصبوں جاگیروں میں اضافہ کرکے سب کو مطمئن کردیا اودھر بادشاہ بیٹھ پھرنی تھی کہ ادھر ہانڈی پک پکا کر تیار ہوگیا اوپر تلے دو حکم حضور کے آگئے ۔ اعتماد خان کی احمد آباد آنے کی گرما گرم خبریں چلی آتی تھیں ۔ یہ ساری باتیں قلیچیوں کو بھی دریافت ہوگئیں باہم مشورے ہونے لگے ۔ انہیں میر عابد سارے بدمعاشوں کا افسر تھا ۔ یوسف بلخی و خلیل بیگ بخشی و بیرم بیگ بیرک وغیرہ سے کہنے لگا کہ اب چپ ہو رہنا ہمکو نقصان پہونچائیگا اعتماد خان چند ہی روز میں آپہونچا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے شہاب الدین محمد خان کا جھگڑا فیصل کرکے سچے مستحق ریاست مظفر کو تخت پر بٹھا دیا جائے تو سارے کام درست ہو جائیں گے ورنہ تمہارا احمد آباد میں رہنا دشوار ہو جائیگا ۔ اتفاقاً جہانگیر نامی مفسد نے شہاب الدین محمد خان کو سارا کچا چٹھا کہ سنایا چونکہ یہ خود برداشتہ خاطر ہو رہا تھا ذرا بھی متوجہ نہوا اور نہ پوچھا نہ گچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اوسپر طرہ یہ کیا کہ خلیل بیگ اور محمد یوسف کو کہلا بھیجا کہ تم جانتے ہو میں پابرکاب ہوں میری موجودگی میں شہر چھوڑ کر تمہارا چلا جانا بہتر ہوگا یہ سنکر وہ اور بھی خوش ہوئے اور قصبہ ماتر میں جو سابقاً انہیں کی جاگیر میں دیا گیا تھا اوٹھ اوٹھ کر جا رہے ارباب فساد کو سبطرح کا موقع ملگیا بغاوت کی تیاریاں کرنے لگے اور چپکے چپکے سلطان مظفر گجراتی کو ترغیب دیکر آمادہ کردیا ۔ میر عابد جو سرغنہ تھا بظاہر شہاب الدین محمد خان سے ملا رہا اور بعض موقعہ پر گفتگو کرکے خانصاحب کو ثابت کہ دیا کہ آپکے ساتھ دار الخلافہ کے جانیوالوں میں میرا قدم سب سے آگے ہوگا اس سے یہ مطلب تھا کہ اوسکی دبی اور پوشیدہ کارروائیوں سے آگاہ نہوئے یہاں یہ کہتا اور مخفی لوگوں کو ورغلا کر اپنی طرف راغب کر رہا تھا یہانتک کہ شہاب الدین محمد خان کے معتمد خاص مغل بیگ وفادار و تیمور حسن کو سبز باغ دکھا دکھا کر گرویدہ کرلیا ۔ اس عرصہ میں اعتماد خان معہ خواجہ ابوالقاسم دیوان و خواجہ نظام الدین بخشی اور کرم علی ۔ پٹن میں داخل ہوئے ۔ کرم علی اعتماد خان کے وکیل قابل نامی کو ہمراہ لیکر وارد احمد آباد ہوا ۔ خبر سنکر شہاب الدین احمد خان استقبال کیلئے دوڑ گیا فرمان شاہی کا استقبال کرکے خلعت رخصتی اور گھوڑا لے لو اکر آپنے لے وکیل دوسرا اول کو شہر میں لے آیا ۔ مضمون فرمان سے دریافت ہوا کہ صوبہ گری کا چارج وکیل اعتماد خان کو سپرد کردیا جائے اوسی جلسہ میں

قلعہ کی کنجیان حوالہ کر دین۔ اور سارے تہانون سے اپنے نوکر بلوا لیے شہاب الدین نے زمانہ عملداری مین قدیم اور جدید ملا کر اسی قلعے تعمیر کیے
تھے اور ہر جگہ تہانون مین بقدر ضرورت ملازم تعینات کر رکھے تھے اسی تہانون کے دباؤ سے راجپوت اور کولیون کو فساد کرنیکا موقعہ نہ ملتا تہا
جب سارے تہانے خالی ہوگئے کولی راجپوت ٹرائیے گوشہ نیکنامی سے باہر نکلے جہان موقعہ ملا غارت کرنا شروع کیا۔ اکثر قلعون کو ویران کر دیا۔
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے رخصت ہوکر عثمان پور مین جو دریائے سابر کے اوسطرف تہا فروکش ہوا۔ اسی عرصہ مین اعتماد خان بہاگ گیا
میر عابد پانسو باغیون کی جمعیت سے بٹوہ کے تالاب پر ٹھہرا اور اعتماد خان کو اطلاع کی کہ آپکی صوبہ داری نے مجکو اسقدر پریشان کیا کہ مین شہاب الدین
احمد خان کے ساتھ دار الخلافہ جانیکو مجبور ہوگیا میرا فرض منصبی بھی تہا کہ پہلے آپکو اطلاع دیجائے۔ جو جاگیرین مجکو دی گئین تھین اگر آپ
پھر بحال فرماوین تو بسر و چشم خدمت کرنیکو حاضر ہون اور بحالت عدم قبولیت ہم ہین اور صحرائی آوارگی۔ اعتماد خان نے بلا سوچے سمجھے وہ جواب
دیدیا۔ کہ مین بدون حکم حضور جاگیرین نہین دے سکتا مگر مجکو تمہاری رعایت مد نظر ہے اپنی طرف سے کچھ انتظام کر دیا جائیگا۔ اس بے لگا جواب میر
عابد کا اطمینان نہوا۔ اور سب کو سمیٹ کر ماتر چلا گیا بغاوت کی آگ سلگ کر تیار تھی بھڑک اوٹھی۔ دار الخلافہ سے سردار اعتماد خان کے
تعینات کیے گئے تھے وہ ابتک احمد آباد نہ پہونچے یہان اعتماد خان اور دیوان صوبہ اور بخشی صاحب یہہ تین آدمی صوبہ داری کا انتظام کر رہے
تھے۔ اعتماد خان سمجھا کہ بدون معاونت شہاب الدین احمد خان فی الحال انتظام نہوگا۔ بخشی اور دیوان صوبہ کو لیکر عثمان پور پہونچا
اور ساری کیفیت بیان کی۔ شہاب الدین تجربہ کار آدمی تہا کہنے لگا کہ جبتک تمہارے پاس لشکر جانباز نہوگا کوئی گھڑی اطمینان سے نگذریگی میرا تو
بھی کہنا ہے کہ فی الحال باغیون کیلیے پچھلی جاگیرونکا انتظام کر دیا جائے پھر نہ زق زق ہے نہ بق بق بڑی مشکل تو یہہ ہے کہ تم بدون رضامندی
حضور کچھ کر بھی تو نہین سکتے تو پھر ایسا کرو کہ ابتک باغیون کا کوئی سرپرست موجود نہین اور نہ اسقدر تعداد کثیر ہم پہونچتی ہے ملک مین بغاوت نہین پہلی
چند مفلوک الحال مفسدون نے فراہم ہوکر ارادہ کر لیا ہے میرے پاس بھی کسیقدر لشکر موجود ہے یہہ اور تمہاری فوج بھی جائے تو ابھی ابھی
فساد فرو ہونیکا موقعہ ہے۔ یہہ سنکر اعتماد خان نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہین مگر جبتک آپ اٹھکر شہر مین تشریف نہ لائینگے کچھ نہوگا۔ شہاب الدین
احمد خان عذر کرنے لگا کہ تم جانتے ہو میرے پاس پیسے نتھے ادہر اودہر سے قرض دام کرکے سفر کی تیاری کی گئی ہے آدمی میرے سب عیال دار ہین
یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ سارا بنا بنایا کام خراب کرون اعتماد خان کہنے لگا کہ آپ بیفکر رہین خزانہ عامرہ خالصہ سے آپکے سفر کا انتظام کر دیا جائیگا
غرض اسی بحث مین چند روز گذر گئے مگر کوئی بات ٹھیک نہ پیدا ہوئی۔ شہاب الدین سمجھ گیا کہ اعتماد خان ٹالم ٹولا کر رہا ہے وہ یہہ چاہتا ہے کہ
چند روز اسی بحث مین نکل جائین تو منصب داران کوکی پہنچ جائینگے پھر خانصاحب کو صاف جواب دیدیا جاویگا اسوقت تک میرا ذخیرہ بھی پورا
ہو رہیگا پھر ہمین کا نہ رہیگا یہہ سوچکر عثمان پور سے اوٹھکر کڑی پہونچا۔ اودہر باغیون کا گروہ ماتر سے کاٹھیاوار روانہ ہوا۔ چونکہ ابتک کوئی سردار
لشکر موجود نتھا مظفر کو خط و کتابت سے آگاہ کر رکھا تہا جاتے ہی ایسی باتین کین کہ مظفر مدعی سلطنت انکے ساتھ ہولیا۔ لونیا کا ٹھی مظفر کا رفیق اور
کاٹھیونکا سردار بہ طمع غارت گری ڈیڑھ ہزار کاٹھیونکی جمعیت سے شریک ہوا کاٹھیاوار سے نکلکر دہولقہ مین قیام کیا۔ ابتک کوئی بات پکی نہ پیدا ہوئی
تھی کہ پہلے پہل کیا کیا جائے بعض کہتے تھے کہ سب سے پہلے شہاب الدین احمد خانکی خبر لیجائے مظفر چاہتا تہا کہ لگے ہاتھ کھمبایت کے سوداگرونسے

بہت کچھ ہاتھ لگے گا احمد آباد مین اعتماد خان کو خبر ہوئی سنکر بہت پریشان ہوا۔ آدمی نہانہ دو بازنہ خود سوچا اور نہ کسی سے مشورہ لیا بلکہ بعض
خیر خواہونکے کہنے سننے پر بھی خیال نکرکے بہاگا ہوا گڑی چلا گیا وہ سمجھا تہا کہ شہاب الدین کو جسطرح ممکن ہوگا سمجھا کر ساتھہ لے آئیگا مگر اوسکی
زود بازی نے پھر دوسری غلطی کی یہہ نہ سمجھا کہ بارہ کوس کے فاصلہ پر غنیم آگیا ہے اور مین اٹھارہ کوس سے مدد لیئے جاتا ہون جبتک واپس آؤن
دشمن کامیاب ہورہیگا۔ جاتے وقت شہر کا اسیقدر انتظام کیا کہ اپنے لڑکے شیر خان کو تاکید کردی کہ میرے آنے تک شہر کے دروازے بند رہین۔ میر معصوم
بہکری و فیض اللہ بیگ آقا اور زین الدین کہبو کو دروازونکی نگہداشتی سپرد کی علاوہ اونکے مجاہد خان گجراتی کو رائپور کا دروازہ سونپا اور آپنے خواجہ نظام الدین
بخشی کو ہمراہ لیکر دوڑا ہوا گڑی گیا۔ اسکا جانا تہا کہ بعض احمد آباد کے مفسدون نے اعتماد خان کے بہاگ جانے کی خبر اوسکو پہونچادی۔ باغی خود
متحیر تھے کہ اب کیا کیا جائے اس عرصہ مین تقدیر نے وہ خوشخبری سنادی کہ پچھلی ساری تدبیرین بیکار ہوگئین فوراً تیاری کرکے روانہ ہوئے
احمد آباد آتے آتے راہ مین جمعیت بھی زیادہ ہوگئی تھی پہلا حملہ رائپور دروازہ پر ہوا مجاہد خان کی کیا بساط تھی کہ باغیون کو روک سکے بہٹ دی دل
اور پھر آندہی مینہ کیطرح اڑے ہوئے چلے آئے خوب تلوار چلی اکثر مارے بھی گئے تاہم نصرت نے باغیونکا ساتھہ دیا پہلوان علی سیستانی کوتوال
شہر مارا گیا شیر خان و میر معصوم بہکری و زین الدین کہبو ہزار خرابی جانین بچاکر شہر سے نکل گئے۔ لشکر باغی کی بن پڑی بھرا بھرا شہر مفت ملگیا
خوب جی بھرکر لوٹا اور سلطان مظفر و منصور قلعہ بندر مین داخل ہوکر بزرگون کے مکانمین صدر حکومت پر متمکن ہوا اسے خوشی کے پہولا یا نہ سمایا چنانچہ
اسدنکی آرزو نہین ساری ساری راتین بسر ہوتی تہین۔ اعتماد خان نے گڑی جاکر شہاب الدین محمد خان کو ہر طرح سے معاہدہ قسمیہ کرکے اطمینان
دلادیا مگر وہ فکر مین تہا کہ بعض میرے ساتھہ والون پر اعتماد کلی نہین سب کو بلوا کر قرآن مجید کی قسم کھاوائی شمک نامی جو افسر تھا سب سے پہلے اوسنے قسم کہائی
اور وقت مخالفت عہد شکنی مین سب سے آگے جانیوالا ثابت ہوا الغرض شہاب الدین محمد خان اعتماد خان کے ساتھہ احمد آباد آنے لگا آٹھہ کوس کے فاصلہ پر
شیر خان اعتماد خان کا فرزند رشید و میر معصوم بہکری و زین الدین کہبو وغیرہ سے ملاقات ہوئی کیفیت سنکر اعتماد خان ششدر رہگیا اور شہاب الدین تدبیرین
سوچنے لگا سب سے مشورہ طلب کیا انجام کار کثرت رائے سے یہہ قرار ہوا کہ چڑہے گہوڑے احمد آباد تک جا پہونچین ہمکو دیکھکر مخالفون نے صف آرائی کی
تو تن بہ تقدیر لڑ بھڑکر دیکھ لیا جائیگا اور بر تقدیر مخالف باہر نہ آئے تو محاصرہ کہین نہین کیا اس عرصہ مین سرداران کو کمک بھی آپہونچینگے پھر تو خاطر خواہ حسب مراد
فتح ہورہیگی۔ یہان تیسری غلطی واقع ہوئی انتظام تو اچہا کیا گیا تہا مگر تقدیر تھی بگڑی ہوئی مطلب اصلی فوت ہوگیا شہاب الدین محمد خان بال بچون کو
کسی محفوظ جگہ رکھکر جاکر کرتا تو ساری باتین درست ہوجاتین مگر ہوا کیا کہ جس حیثیت سے آرہا تہا بال بچون سمیت اوسی عثمان پور مین ٹہیرا۔ لشکری کام مین
مصروف ہوئے کوئی خیمہ برپا کررہا تھا کوئی باربرداری سے اسباب اوتار اوتار کر ٹھکانے لگاتا تہا مخالفون سے غافل ہوکر اطمینان سے سب کام کررہے تھے
ہنوز کچھہ دن چڑہا ہوگا کہ باغیون کو خبر ہوئی لشکر کو آراستہ کرکے باہر آئے اور دریائے سابرمتی کے اوسطرف صف باندہ کر کھڑے ہوگئے۔
مخالفونکی دو ہزار سے زیادہ جمعیت تھی بیچمین خود سلطان مظفر کھڑا ہوا صف بندی کررہا تہا دائین بائین لونیا کاٹھی کا لشکر تھا محمد یوسف بخشی
و خلیل بیگ و نیمور حسین وغیرہ سب آگے بڑہی ہوئی فوج کا انتظام کررہے تھے۔ یہہ دیکھکر شہاب الدین احمد خان سات سو آٹھہ سو کی جمعیت ہمراہ لیکر
سوار ہوا اور ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوکر لشکر کو باقاعدہ ترتیب دینے لگا۔ اعتماد خان مخالفون کو دیکھکر گہبرایا اور سمجھا کہ بدون جان دیئے مفر نہوگا۔ کچھہ سوچکر

۵۱ وقت اور فرصت ہوتا اور یہہ
فرصت نہ آتی اور جنگ تعجیل
نصرت و فتح بھی آجاتے ملگئی
انتظام کامل ہوجاتا پھر کسی
مجال نہ تھی کہ بغاوت کا نام
دوسری غلطی یہہ واقع ہوئی
لشکر کو چند منازل کے اندر
اسلامی لشکر پر حملہ کرکے اپنے کر دیتی
چلا گیا اور جنگ مین گڑی ہوئی سی بات تھی
دشمن اپنا کام کرکے
جاکر موقعے کا انتظار کرتے
گرز دو بار آدمی سے پہونچا لیتی
کسی تھی تو
غلطیان واقع ہوا

شہاب الدین سے کہا کہ آپ تو یہاں سطرح کا انتظام کر رہے ہیں رعثمان پور والا گھاٹ خالی ہے ایسا ہو کہ دشمن ادھر سے کیمپ پر حملہ کریں۔
آپ فرمائیں تو چند آدمیوں سے انتظام کر دیا جائے یہہ کہکر میر ابوتراب کو ساتھ لیا اور سواران گجراتی کا رسالہ لیکر ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گیا
مدعا یہہ کہ وقت موقعہ یہیں سے فرار ہوں گا شہاب الدین احمد خان نے لشکر سے دو سو سوار منتخب کر لئے اور باقی فوج جسکا سردار سمک حرام نمک اور
پابندہ سگ کش تھا حکم کیا کہ دریا سے اوتر کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جاوے فوج کے سردار سمک وغیرہ نے مخالفوں سے موافقت پیدا کر لی تھی لڑائی میں تامل
کر رہے تھے بلکہ صریحاً لشکر کو منع کرتے تھے مگر سپاہی ایسے لڑے کہ مخالفوں کے چھکے چھڑا دئے دو مرتبہ حملہ کر کر کے باغیوں کو پیچھے ہٹا دیا مغل بیگ
اور وفادار بیگ دونوں زخمی بھی ہوئے مگر آقا کی رفاقت سے منھ نہ موڑا باوجود معاہدہ قسمیہ سمک و دلالحرام آدمیوں کو میر عابد وغیرہ کے پاس بھیجکر
ترغیب دے رہا تھا شہاب الدین کے ملازموں سے بدر بیگ ترکمان نے دریا کنارے ایسی تلوار ماری کہ لاشوں کے پشتے بنا دئے انجام کار لڑائی میں
جام شہادت نوش کر کے حق نمک خداوندی سے ادا ہو گیا یہی ایک ملازم تھا اور سمک حرام نمک پابندہ سگ کش بھی خانصاحب کے ملازم خاص
شمار کئے جاتے تھے۔ اوسنے تو آقا کے واسطے جان تک دریغ نکی اور یہہ نمک حرام مالک کے خون کے پیاسے ہوئے۔ اگرچہ تنہا منھ کالا کر کے مخالفوں سے
ملگئے ہوتے تو خانصاحب کو اسقدر مشکل پیش نہ آتی مگر کیا یہ کہ طالع کے پانسو چھ سو سپاہیوں کو بہکا بہکا کر اپنے ساتھ لیگئے۔ انکا ادھر جانا تھا کہ باغیوں کی
قوت اور جرأت زیادہ ہو گئی قدم بڑھا بڑھا کر دریا اوتر کے خانصاحب کیطرف جھکے۔ شہاب الدین محمد خان کے پاس دو سو آدمیوں سے زیادہ
نتھی وہ بھی رفقا اور عزیز و اقارب مل ملا کر رہ گئے تھے۔ خانصاحب نے مخالفوں کی آنیوالی فوج کو روکنے کا حکم فرمایا یاران شیر بر ہی تھی کسی شیر نے خانصاحب
کا گھوڑا زخمی کیا مخالفوں کی کثرت موافقوں کی قلت میں یہہ اسی بہادر کا کام تھا کہ قدم جوانمردی جگہ سے نہ ہلا اس عرصہ میں چو طرف سے مخالفوں نے
گھیر لیا آپکے عزیز اور رفقا سینہ سپر ہو گئے اور دشمنوں پر حملہ کرتے ہوئے تلوار ونسے راستہ صاف کر کے خانصاحب کو نرغہ سے نکالا۔ خدا جانے کہاں کا
دشمن عبدالرحمن مجہولی نام جو آپکی کا ملازم ہو کے مخالفوں کا شریک تھا۔ نامرد نے پیچھے سے تلوار ماری۔ زخم کاری نہ پڑا اور یہ کام تمام تھا جب
کوئی روکنے والا نہ رہا باغیوں کا لشکر خانصاحب کے پڑاو پر ٹوٹ پڑا اور دھڑی دھڑی کر کے لوٹا تنکے تک نہ چھوڑا چونکہ لشکر تالاب میں کا تھا اور
شہر کی ارذل قوم کے اوباش بہت جمع تھے مال و اسباب تو لوٹا مگر غضب یہہ کیا کہ خانصاحب کے بیوی بچوں کو گرفتار کر کے ایذا رسانی میں کسر نہ رکھی
جب سارا پڑاو لوٹ لیا مظفر شاہ و شادمو چھوں کو تاؤ دیتا ہوا شادیانہ فتح بجاتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ وہ یہہ سمجھا ہوا تھا کہ سلطنت گجرات
پھر میرے ہاتھ لگی اوسی روز شہاب الدین محمد خان کے نمک حرام ملازم سمک وغیرہ مظفر کی خدمت میں حاضر ہوئے ملازمت سرکاری سے سرفراز کئے
گئے حضرت مظفر کس غرور و تکبر سے صدر حکومت پر متمکن ہوئے خیر خواہوں کو جاگیریں اور انعام و خطاب دینے لگے دوسرے روز جمعہ نہا بڑی دھوم سے
جامع مسجد میں تشریف لیگئے خطبہ اپنے نام پڑھوایا بعد تسکین نماز سے فرصت کر کے قاصد تیز رو جو ناگڈھ بھیجا گیا کہ ہمارے خیر خواہ قدیم شیر خان
فولادی کو ہمراہ لے آوے۔ فولادی دو سو سوار مفلوک کی جمعیت سے بھاگتا ہوا حاضر ہوا۔
مظفر کو سلطنت حاصل ہونے میں کسی قسم کا دغدغہ باقی نتھا اور کچھ نہ تھا بھی تو قطب الدین محمد خان کی طرف کا جو اس زمانہ میں سلطان پور و تندربار
کی حکومت کر رہا تھا اور جانتا تھا کہ یہہ بہادر ضرور اپنے بھائی شہاب الدین کا بدلہ لیگا اسی خیال سے سرغنہ باغیان میر عابد کو حراست احمد آباد
سپرد کی شیر خان فولادی کو پٹن روانہ کیا کہ شہاب الدین محمد خان کا استیصال کرے اور آپ بعد لشکر قدیم و تازہ سمت تندربار روانہ ہوا
مظفر نے اعلان کر دیا تھا کہ جسکو ملازمت کی خواہش ہو ہماری سرکار میں حاضر ہو جائے ایک ہفتہ میں اطراف و جوانب سے مفلوک الحال گجراتی
سپاہ قریب چودہ پندرہ ہزار فراہم ہو گئی تھی۔

اس عرصہ مین منصبداران حضور خواجہ ابوالقاسم و محمد حسین وغیرہ جو اعتماد خان کے ساتھ بھیجے گئے تھے دو ہزار سوار ونکے ساتھ پٹن مین داخل ہوئے شہاب الدین محمد خان کے ساتھ باغیونکی لڑائی اور اعتماد خانکی بیوفائی سنکر افسوس کرنے لگے۔ احمد آباد سے ہر روز کے واقعات پہونچا کرتے تھے بہ نظر حفظ ماتقدم قلعہ بند ہونیکے صلاح ٹھہری اور عرضداشت مین ساری کیفیت قلمبند کرکے حضور مین روانہ کی۔

قطب الدین محمد خان کو خبر شورش گجرات و ہنگامہ آرائی مظفر دریافت ہوئی سمجھ گیا کہ خدانخواستہ بھائی صاحب پر کوئی مصیبت آپڑی تو نہ معلوم کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ فوراً تیاری کرکے بڑودہ آیا اسوقت گجرات بھر مین بغاوت کی ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی۔ جسکے دلمین کچھ بھی اثر باقی تھا وہ اس موقع کو مغتنم سمجھکر بھڑاس نکالنے کھڑا ہوگیا۔ چنانچہ کلیان راؤ کھمبایتی کا ملازم سید دولت نامی ہوس سلطنت کھمبایت کا قابض ہوگیا۔ کھمبایت کی غارت گری مین لاکھون روپیہ کا مال و اسباب علاوہ زر نقد ہاتھ لگا۔ چار ہزار سوار نوکر رکھکر مظفر شاہ کو عرضی بھیجی۔ مظفر تو ایسی ہی باتین ڈھونڈ رہا تھا بہت خوش ہوا سید دولت کیواسطے ایک خلعت بیش بہا اور گھوڑا مرحمت فرماکر جواب لکھدیا کہ فی الحال اوسیجگہ باطمینان بیٹھے رہو وقت ضرورت بلوالئے جاؤگے۔ شیر خان فولادی کا غلام اولیا نام[1] نے قصبہ جھوٹانے مین بغاوت قایم کی بیگ محمد توقیالی جو اسی اطراف مین کسی مقام پر فروکش تھا فوراً حملہ آور ہوا غلام کو تاب باقی نہ رہی مار کھاکر پیچھے ہٹا۔ شیر خان فولادی کو جب معلوم ہوا حسین نامی داماد فولادی کو روانہ کیا۔ خبر سنکر اولیاے دولت اکبری نے محمد حسین شیخ و خواجہ نظام الدین بخشی کو بیگ محمد کی کومک کیلئے متعین کیا۔ بہادر ونکی تلوار نے باغیونکے منہ پھیر دئے بھاگ کر پیچھے ہٹے بیگ محمد نے دوڑکر راہ مین جالیا مجبوری میدان پکڑکر کھڑے ہوگئے فریقین مین وہ تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے آخر فولادی روگردان ہوکر پریشان ہوئے۔ دو مرتبہ کی پے در پے شکستون نے خود شیر خان فولادی کو بھڑکا دیا پھر وہ سردار سپاہیونکی فوج آراستہ کرکے میدان مین کھڑا ہوگیا ادھر سے اولیاے دولت علاوہ اعتماد خان و شہاب الدین محمد سارے شریک ہوگئے چونکہ گرگ باران دیدہ کا مقابلہ نہ تھا لڑائی ہونے لگی بہادران جنگ جو و دلاوران رستم جو بپھرے ہوئے شیر کی مانند تلوارین پکڑ پکڑکر دشمنون پر حملہ آور ہوتے وہ تلوار چلی کہ اللہ کی پناہ جوانونکی شمشیر زنی کی گھائیان اور موقعہ موقعہ دشمنون پر جھکائیان دیکھ دیکھ کر ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوتی تھی بعض موقعہ پر خود شیر خان اگرچہ دشمن تھا مگر تھا تو سپاہی ہنرپسند بیساختہ واہ کہدیتا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ شیر خان کا داماد حسین نامی مارا گیا اوسکے گرتے ہی فوجکے پیر اوکھڑ گئے پھر کیسی لڑائی اور کہانکی تیغ زنی تلوارین ٹپک ٹپک کر پریشان ہوگئے اولیاے دولت مظفر منصور پٹن مین داخل ہوئے۔

جب مظفر بارادہ قطب الدین محمد خان احمد آباد سے روانہ ہوا راہ مین سید دولت چار ہزار سوار کی جمعیت سے حاضر ہوا یہ خبر کسی ذریعہ سے قطب الدین محمد خان کو ملی۔ محمد افضل و محمد بیگ یہ دو افسرون کو تین ہزار سوار کی جمعیت سے دریائے مہی کا گذرگاہ خانا پور بالکانیر روکنے کو روانہ کیا۔ اور تاکید کردی گئی کہ مخالف کا لشکر دریا عبور نکرے حسب الحکم ہر ایک افسر نے ایک ایک گھاٹ روک کر مقام کیا۔[1] بظاہر گھاٹ روکے ہوئے تھے مگر خفیہ مظفر سے خط و کتابت جاری تھا۔ جب مظفر دریا کے قریب پہونچا جنگ شروع ہوئی لڑنا کسکو تھا جو جان توڑکر مقابلہ کرتا۔ یونہی سی مارپٹائی ہوکر محمد افضل و محمد بیگ دونون روپوش ہوگئے سردارون کے چلے جانے سے فوج بھی پریشان ہوگئی مظفر کا کوئی روکنے والا نہ رہا بے کھٹکے دندناتا ہوا دریا پار اوتر گیا جب بڑودہ پہونچا قطب الدین محمد خان قلعہ بند ہوکر بیٹھ گیا اوسکے ساتھ مخصوص و معتبر

[1] اولیا نامی غلام فولادی

باڈی گاڈ کا رسالہ تہا۔ مظفر نے بروده کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ مین مظفر کے پاس راجپوت و کولی وغیرہ کے سوار و پیادہ ملکر بیس ہزار آدمی کی جمعیت تھی باوجود کثرت مخالف و قلت موافق قطب الدین محمد خان نے بائیس روز تک بڑودہ سنبھال رکہا چونکہ قلعہ کے دیوار بند والے مورچونکی بالذات حفاظت کرتا تہا۔ خانصاحب کو بعض ملازمونکا اعتماد نتھا طاقت بشری سے کہین زیادہ نگہبانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تہا اسکی جفاکشی دیکھ دیکھ کر مورچے والے خود حیران تھے آخر خانصاحب کے ملازمون سے تیسوین روز محمد میرک و چرکس خان رومی نے مظفر کو پیغام بھیجا کہ بروده یون فتح ہونیوالا ہرگز نہین تاوقتیکہ ہم اپنی جگہ قایم ہین اور مورچے والے بدستور حفاظت و نگہبانی کرتے رہین گے اور ہمسے دیدہ و دانستہ بیرخی ممکن نہین لہذا آپ ایسا کیجئے کہ خانصاحب کو صلح کا پیغام بھیجکر زین الدین کنبو جو شہباز خان کمبو کا قرابتی اور بحکم حضور اعتماد خان کے ساتھ بھیجا گیا تھا بعد شکست شہاب الدین محمد خان کے یہان آگیا ہے اوسی کے دم سے مورچونکی اسقدر حفاظت ہو رہی ہے ایک یہ اور دوسرا سید جلال بہکری تیسرا خواجہ یحیی وکیل نورنگ خان اور دوہم یہ پانچون کو خانصاحب کیطرف سے میانجی مقرر کرواکر اپنے پاس بلوالو۔ خانصاحب خود تنگ ہو رہے ہین فوراً بھجوادینگے جب آلین دوہم اور ایک خواجہ یحیی کو مقید کرو اور سید جلال و زین الدین بھکری کا ایک لمحہ زندہ رکہنا مناسب نہوگا بعد اسکے قلعہ پر حملہ کردیا جائے کوئی روکنے والا نہوگا خانصاحب اکیلے ٹوٹروز نوکیا بنائین گے بہت ہوگا تو بھاگ کر چھپ رہینگے مظفر نے بموجب اشارہ اہل نفاق پیغام بھیجا قطب الدین محمد خان نے پانچون آدمیون کو صلح کا معاہدہ کرانیکے لئے بھجوادیا۔ آتے برابر تین آدمی مقید ہوگئے شام ہوچکی پھر دوسرے روز صبح ہونے پر زین الدین کنبو ہاتھی کے پیر باندہا گیا۔ سید جلال کی ہنوز زندگی باقی تھی سید احمد بخاری شفیع ہوگئے چھڑواکر اپنے گھر بھجوادیا مظفر نے فوج کو حکم کیا کہ احمد آباد والی توپین قلعہ کے مقابل قایم کرکے چارطرف سے حملہ کرو۔

قطب الدین محمد خان لشکر والونکی کیفیت دیکھکر بہت پریشان ہوا تنہا رہگیا تھا بہاگ جانا کچھ بڑی بات نتھی مگر ہمت جوانمردی نے پسند نکیا بامر مجبوری قلعہ ارک مین متحصن ہوگیا۔ دوسرے روز مظفر نے قران مجید کی قسم کھاکر معاہدہ کیا کہ خانصاحب میرے پاس چلے آوین جان و مال سے محفوظ رہینگے۔ خانصاحب سیدہے مسلمان تھے بیوقوف اور جاہل مطلق کے معاہدہ کا اعتماد کرکے مظفر کے پاس حاضر ہوئے۔ سامنا ہوتے ہی حاسدون اور جلونزون کے کہنے سے مظفر نے خانصاحب کو معہ ہمشیرزادہ جلال الدین محمد خان گرفتار کرلیا بحیثیت گرفتاری خانصاحب کا ایک لمحہ زندہ رہنا مناسب حال نتھا بیگناہ شہید کردیے گئے۔

مظفر نے دو روز بروده مین مقام رکھا تیسرے روز کوچ کرکے نواحی بھروچ مین پہونچا۔ والدہ اورنگ خان چند غلامون کے ساتھ بھروچ مین موجود تھی دو روز تک محاصرہ رہا تیسرے روز غلامان نمک حرام مظفر کے پاس حاضر ہوئے اور قلعہ کی کنجیان نذر کین سارا مال و خزانہ قطب الدین محمد خانکا مظفر کو ملا پندرہ روز تک بھروچ مین مقام رکھکر جشن کرتا رہا۔ اس عرصہ مین یہہ خبر ملی کہ مرزا خان خلف بیرام خان شاہی حکم سے احمد آباد آرہا ہے۔ مظفر بھی تیاری کرکے روانہ ہوا۔

صوبہ داری مرزا خان خلف بیرام خان مظفر کی شکست اور اکبر بادشاہ کی فتح وغیرہ کیفیت

جس زمانہ مین بادشاہ دورہ کرتے ہوئے ممالک شرقیہ مین پہونچے۔ گجرات مین بار دگر شورش بے ہنگام برپا ہونیکی خبرین متواتر حضور مین

گوش گذار ہوئیں۔ اکثر امرائے حضوری کو لیاقت صوبہ داری گجرات حاصل ہوئی مگر بیرام خانی شہادت کے بعد مرزا خان حضور کی نوازشات سے پرورش پاکر سپہ سالار کی لیاقت حاصل کر چکا تھا۔ اور اکبر کی پالیسی ایسی تھی کہ اہل حق محروم ہو کر نا مستحقوں کو استحقاق دیئے جائیں کئی دنوں سے اسی ٹوہ میں لگا ہوا تھا گجرات سے خبریں آنے پر ابر ۹۹۱ھ ہجری کے آخری ایام میں صوبہ داری گجرات کا خلعت مرحمت فرمایا۔ حسب تفصیل ذیل امرائے حضوری تعینات ہوئے۔ سید قاسم بارہہ۔ سید ہاشم بارہہ۔ شیر دل خان۔ میدنی رائے۔ درویش خان۔ محمد رفیع۔ شیخ کبیر مخاطب شجاعت خاں۔ نصیب کمان۔ وغیرہ کے علاوہ اور منصب داران تہور شعار و بہادران جان نثار و نکا گروہ شریک کر دیا گیا۔ قلیچ خان و نورنگ خان کو ارشاد ہوا کہ مالوہ کے تمام امرائے عمدہ کو معہ جمعیت موجودہ بخط مستقیم احمد آباد پہونچا دیئے جائیں۔ یہ تو مالوہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان نے گجرات کیجانب کوچ فرمایا۔ مظفر قطب الدین محمد خان کو دغا سے قتل کر کے سارا مال و متاع ہڑپ کئے ہوئے بھڑوچ میں مزے اوڑا رہے تھے۔ مرزا خان کے آنیکی خبر سنکر بھاگ نکلے ہوئے احمد آباد آئے احمد آباد کے بیوپاری اور کھمبایت کے سوداگروں کا مال و خزانہ لوٹ لوٹ کر ذخیرہ کر لیا تھا اور پھر قطب الدین محمد خان و شہاب الدین محمد خان کا مال و اسباب و خزانہ سب کچھ اسکے پاس تھا بیخوف و ہراس احمد آباد میں سیر کرنے لگا۔ شہاب الدین محمد خان وغیرہ نے پٹن میں مرزا خان کے آنیکی خبر سنی خواجہ طاہر پسر خواجہ عماد الدین کو چند منزل استقبال کے لئے روانہ کیا۔ میرٹھ میں ملاقات ہوئی آدمی تنہا ہوشیار گجرات کی ساری کیفیت مرزا خان کے تخلیہ میں بیان کی چونکہ بمقتضائے وقت مصلحت ملکی بعض باتوں کا افشا کرنا منظور تھا۔ نظر بران مرزا خان نے واقعہ قطب الدین محمد خان کسی پر نہ کشف نکیا اور تمام افسران فوج کو جمع کر کے مجلس شورہ منعقد کی بحث ہوا کر کثرت رائے سے یہ قرار پایا کہ ایکدم مخالفوں پر حملہ کر دیا جاوے۔ اسی ارادہ سے فوجکی صفوف بندی ترتیب دیکر آگے بڑھے انکے پہونچنے سے پہلے نو محرم ۹۹۲ھ کے روز مظفر شاہ نے لشکر ادبار کثرت سے لئے ہوئے دریائے سابر کے پار قریب عثمان پور محمد نگر میں قیام کیا۔ لشکر کی باقاعدہ صف بندی کر کے توپخانہ جنگی۔ سب سے آگے رکھا گیا۔ ادھر مرزا خان نے دشمنوں کو مغالطہ دینے کی غرض سے فرمان شاہی کا اعلان دیا کہ حضور کا حکم یہہ ہے کہ ہم بدولت و اقبال عنقریب پہونچنے میں خبردار دشمنوں سے جنگ کرنے میں عجلت نکیجائے۔ اس اعلان سے یہہ مطلب تھا کہ بادشاہی لشکر کی تقویت اور مخالفوں کی ہیبت طاری ہو اور واقعی یہی بات پیدا ہو گئی۔ اور نیز مرزا خان کو لشکر مالوہ کا انتظار تھا اسی سبب سے جنگ میں توقف کر کے آپ بذات خود سرکیج چلا گیا۔ دو روز توقف کر کے واپس آیا اور افواج قاہرہ ہلطانی کی صفوف بندی ہونے لگی۔ دریائے سابر کے اوسطرف ایک بازو محمد نگر قصبہ تھا اور دوسری جانب بڑے بڑے درختوں کے ڈالے کاٹ کاٹ کر مورچے قایم کئے تھے۔ اوسی شب مخالفوں نے شب خون کا ارادہ کیا مگر نہ معلوم کونسی ہیبت افواج قاہرہ نے آگے بڑھنے نہ دیا پلٹ کر ناکام چلے گئے فریقین کے لشکر میں بادشاہ کی تشریف آوری اور مالوہ کے لشکر کی خبریں گرما گرم چل رہی تھیں ہنوز لڑائی جاری نکی گئی تھی مظفر فرصت کو غنیمت سمجھکر محمد نگر سے اوٹھکر قریب مزار شاہ بہکین قدس سرہ فروکش ہوا اور فوراً لڑائی شروع کر دی۔ ادھر سے بہادران صف شکن فوج کو مرتب کر کے لڑنیوالوں کے دل بڑھائے ہوئے باقاعدہ آگے بڑھی راہ میں دریا کا ایک درہ حائل ہوا انتظام فوج درہم و برہم ہو کر صفوف بندی نرہی۔ ہراول پیچھے رہگئے قلب و جناح والی صفیں آگے بڑھیں پھر تو یہہ نوبت ہوئی کہ جنگ مغلوبہ کا سامنا ہو گیا۔ بہادران صف شکن تلواریں کھینچ کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے باوجود کثرت مخالف جوانان تیغ زن نے جسطرف حملہ کیا میدان صاف تھا شیروں کے سامنے بھیڑیوں کی کیا بساط تھی تلوار کے مونہہ چڑھ چڑھ کے سرنذر کرتے تھے۔ ایکطرف مرزا خان تین سو سوار اور سو ہاتھی کی جمعیت سے نیرنگی اقبال بادشاہی ملاحظہ کر رہا تھا دوسری طرف مظفر پانچ چھ ہزار سواروں کے بیچوں بیچ نہایت غرور سے کھڑا ہوا لڑوا رہا تھا فوج مخالف میں بھیڑیوں کی کثرت تھی قریب تھا کہ شیروں پر

غلبہ حاصل کرین۔ بعض ہواخواہون نے مرزا خان کو نرغہ سے لیکر نکلجانیکا منصوبہ کرکے پلٹنے کو تھے کہ جنرل صاحب اونکی حرکات کو سمجھ گئے فوراً
ساتھہ والے بہادرون کو حکم دیا کہ اب وہ وقت اور موقع آگیا جسکے انتظار مین کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے ہان جوانو
دوڑو شکار خالی نہ جانے پائے یہہ ہاتھی پھر کس کام آئین گے لگے ہاتھہ دشمنون پر چھوڑ دیئے جائین نہ معلوم خان کے الفاظ کیا جادو بھرے تھے
آدمی تو آدمی مگر جانورون تک کو ایک جوش پیدا ہوگیا۔ از سر نو سب نے ملکر وہ سخت حملہ کیا کہ جسکے صدمہ سے مخالفون کے قدم اوکھڑ گئے۔
روہیلون کو بھاگنے کا رستہ نہ ملتا تھا کھبرا کھبرا کر سر نذر کرتے تھے۔ ہاتھیونکی ایسی بن پڑی تھی کہ صفونکی صفین روند ڈالین ملک الموت کا
اسقدر بازار گرم تھا کہ دم لینے کی فرصت نتھی ایکطرف تلوار کے پیاس تڑپتے ہوؤن کو ٹھنڈے بھی کئے تھے کہ دوسری سمت ہاتھیون نے
سیکڑون کو روند روند کر تڑپنے بھی نہ دیئے مظفر کی ساری جمعیت تتر بتر ہوگئی جو بچ رہے وہ ایسے بھاگے کہ پھر کبھی ادھر کا سر ہانا کیے نہ سوئے
مظفر چند آدمیون کو ہمراہ لیے ہوئے بھاگتا ہوا جنگ گاہ سے سلامت نکل گیا تیرہ محرم کو صبح سے شام تک لڑائی جاری رہی قریب شام مخالفونسے
میدان صاف ہوگیا۔ مرزا خان مظفر و منصور جنگ گاہ سے پلٹ کر قیام گاہ مین تشریف لایا۔ اوسی روز قلیچ خان و نورنگخان معہ امرائے
مالوہ بڑودہ مین داخل ہوئے۔ معلوم ہوا کہ احمد آباد فتح ہوگیا اور مدعی تن تنہا کسی سمت چلا گیا دو روز بڑودہ مین ٹھہرے رہے۔ باہم
مشورہ ہوا اگر بن پڑے تو کوئی کام ایسا کیا جاوے جو باعث خوشنودی ظل اللہ ہو۔ اوسی روز تیاری کرکے نورنگخان و مرزا زاہد بھروچ
روانہ ہوئے چونکہ قطب الدین کا سارا مال و متاع بھروچ مین دشمنون کے پاس رہ گیا تھا مظفر کے جانیکے بعد بھروچ کا قلعہ حاجی سمک
و چرکس رومی وغیرہ کو سپرد تھا شاہی امرا کی خبر سنکر نمکحرامون نے قلعہ کے دروازے بند کئے اور لڑنے کو تیار ہوگئے مظفر بھاگ کر کھنبایت آیا
یہہ سوداگرون اور مالدارون سے جبراً روپیہ لیکر قریب دس بارہ ہزار اوباشونکو فراہم کرکے نوکر رکھا رعایائے کھنبایت مظفر کو صاحبزادہ
مورو ثی سمجھکر فرمان برداری اور خدمت کر رہے تھے گویا از سر نو ہجوم عام ہوگیا۔ مرزا خان ہنوز جنگ سے مطمئن نہوا تھا کہ شورش کھنبایت کا
شور و غل ہوا۔ سید قاسم کو بحالت زخم داری حفاظت احمد آباد سپرد کرکے مرزا خان بالذات جانب کھنبایت روانہ ہوا۔ اودھر سرداران
مالوہ بڑودہ اور بھروچ پر محاصرہ کئے ہوئے تھے بنظر مصلحت مدت محاصرہ اوٹھا کر اپنے پاس بلوالئے۔ دوسرے سفر کو مرزا خان احمد آباد سے
آگے بڑھا موضع باریجہ مین امرائے مالوہ سے ملاقات ہوئی سبکو سمیٹ کر کھنبایت لیگیا۔ مظفر نے خبر سنکر سید دولت کو دو لقہ بھیجا تھا کہ پسران
اختیار الملک اور مصطفے سرائی کو معمور آباد روانہ کرے۔ مرزا خان نے نولک خان کو سید دولت کے روکنے کیلئے دو لقہ روانہ کیا امرائے
مالوہ کے بڑودہ سے چلے جانیکی خبر سنکر مظفر کھنبایت سے بڑودہ پہونچا۔ مرزا خان بھی اوسی کے پیچھے پیچھے گیا فریقین کا بڑودہ مین مقابلہ ہوا بار بار
کی حرکات سے سرداران فوج شاہی ایسے بگڑی ہوئی تھی کہ جاتے ہی دشمن کو سنبھلنے کی مہلت نہ دی مظفر بامر مجبوری میدان مین آیا لڑائی ہونے لگی
آخر مظفر کا وہی نتیجہ ہوا جو احمد آباد مین نصیب ہوا تھا ساتھہ والا لشکر بھاگ بھاگ کر نہ جانے کدھر چلا گیا مظفر بحال پریشان نہ بدا عبور کرکے
کوہ جہانیہ مین پناہ گزین ہوا اس عرصہ مین نولک خان مہم سر کرکے مرزا خانکی خدمت مین حاضر ہوا مرزا خان بڑودہ سے تا دوت چلا گیا
غایت یہ تھے کہ بہر صورت دشمن کا استیصال کردیا جائے تو نخست ہوکر انتظام ملک داری مین مصروف ہو۔ لشکر آراستہ کرکے کوہ جہانیہ
کیجانب متوجہ ہوا۔ مظفر اگرچہ ہزیمت خوردہ تھا تاہم اوباشونکی کثرت سے کسیقدر فوجی طاقت زیادہ ہوگئی تھی۔ فریقین کا مقابلہ ہوا۔
ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے مظفر بھاگ کر خدا جانے کدھر گیا اس لڑائی مین مظفر کا لشکر دو ہزار سے کچھ زیادہ قتل ہوا اور
پانسو باغی زندہ گرفتار ہوئے تھے وہ بھی زیر تیغ بٹھلائے گئے مرزا خان نے فتح نامہ حضور مین روانہ کیا صلہ مین پانچہزاری کی تنخواہ مقرر ہوگئی

اور خان خانان کا خطاب ملا سوا الگ امرائے تعناتی ہی علی قدر مراتب انعامات سے سرفراز ہوئے۔ خانخانان مظفر منصور داخل احمد آباد ہوکر انتظام صوبہ کرنے لگا۔ رعایا کی تسلی و تشفی خاطر خواہ کردی جنگ گاہ مین باغ بنانیکا حکم ہوا احمد آباد کے تین کوسکے فاصلے قریب موضع سرکھیج پٹیو رمین بڑی تیاری کا باغ تیار ہوگیا یادداشت کیلیئے فتح باغ نام رکھا گیا فی زماننا باغ ویران ہوگیا ہے۔ بعض بعض عمارات کے کھنڈر دکھائی دیتے ہین۔ باغ والی زمین مین کشتکاری ہوتی ہے محاصل موضع مذکور مین داخل کیا جاتا ہے۔ انقلاب زمانہ نے نہ باغ کو آباد رکھا نہ عمارت کو رہی زمین اوسکو کسانون کے سپرد کی۔

خانخانان کے احمد آباد جانیکے بعد مظفر بحال پریشان کوہ راج پیپلہ سے اوتر کر پٹن کیطرف روانہ ہوا اور سرغنہ مفسدان میر عابد۔ یوسف پسر فضل عبداللہ۔ میر حسین۔ وغیرہ قریب قصبہ موندہ جمع ہوکر فساد کرنے لگے خدا جانے کیسے شریر النفس آدمی تھے۔ جو بدون شیطنت کئے روٹی ہضم نہ ہوتے تھے۔ مرزا خان نے شاہ مان بیگ اور مقصود آقا کو مظفر کے پیچھے تعینات کیا اور خواجہ نظام الدین احمد و میر ابو المظفر وغیرہ امرا کو جانب موندہ روانہ کیا۔ جب لشکر دہولقہ پہونچا مفسدون کا مجمع پریشان ہوگیا ہر ایک بحال تباہ ایک سمت چلا گیا شیر خان فولادی زمیندار بکلانہ کے پاس جا موجود ہوا۔ اودہر مظفر کو شاہی لشکر سے مقابلہ کرنیکی طاقت باقی نرہی تھی پٹن سے ایڈر ہوتا ہوا کاٹھیاوار جا پہونچا وہان بھی جائے امن نملی آخر کار موضع کھریری مین کاٹھی لونیا کے پاس چلا گیا۔ مرزا خان کے بلانے سے بڑودہ کے محاصرے والے امرا حاضر ہوگئے تھے مگر بھروچ والے امرا محاصرہ کئے ہوئے اتنا ہٹے تھے صورت فتح کسی صورت نظر نہ آئی کچھ اللہ ہی کو مفسدون مین تفرقہ ڈالنا منظور نہ تھا۔ نصیر خان حاکم قلعہ بھروچ نے حاجی سمک کو بگمان سازش قتل کردیا۔ مرزا خان نے شہاب الدین محمد خان کو فوج جرار تعینات کرکے روانہ کیا تھا کہ بعد فتح بھروچ تمھین کو جاگیر اسپر ہوگا خانصاحب کے آنے سے فوج سابق کو تقویت پیدا ہوگئی۔ اہالیان قلعہ بحیثیت محاصرہ مجبور ہو رہی تھی محافظان قلعہ سے ایک سپاہی نے باہر آکر شہاب الدین احمد خان سے یہہ بات کہی کہ اگر آپ مجاہدین کو قریب دروازہ مستعد رکھو تو میرے عزیز و اقارب جو محافظ ہین دروازہ کہولدینے مین کسر نہ رکھین گے بشرطیکہ مجاہدین حملہ کرنے مین غافل نہ رہین خانصاحب نے اقبال کرکے عمدہ عمدہ جوانان تیغ زن تعینات کئے۔ دروازہ کہولنا تھا کہ نعرۂ اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوئین یہہ سنکر نصیر خان اور چرکس دو ہزار خرابی جان بچاکر بہاگے۔ لیکن چرکس کو قضا نے آگے نہ جانے دیا نر بدا کی دلدل نے گہوڑیکا پاؤن تہام لیا شاہی فوج باہر موجود تھی فوراً گرفتار کرکے ہاتہون ہاتہہ ملک عدم کی سیدہی سڑک پر چڑہا دیا۔ ۹۲۲ھ کے آخر ایام مین مظفر چہپا ہوا جوناگڈہ پہونچا۔ سرداران تعینات پلٹ کر احمد آباد آئے بعض جاگیرونمین جا رہے۔ چونکہ یہہ سارا برس ہنگامہ آرائیونمین بسر ہوا ہر جگہ اوباشونکی لوٹ و غارت گری نے رعایا کو پریشان کر رکھا تہا ملک کا پیداوار محاصل بہت کم پیدا ہوا۔ جاگیر دارونکی آمدنی نے خود جاگیردار اور اونکی ماتحتی سپاہ کو اسقدر نقصان پہونچایا کہ سپاہ پیشہ کے پیٹ بہری نہونے سے بددل ہوکر ایدہر اودہر جہانکنے لگے مظفر گوشۂ گمنامی مین ایسے موقعہ دہونڈ رہا تہا فوراً اکہٹا ہوگیا اور بارد گرد معاشون کا خاصہ اچہا گروہ عرصۂ قلیل مین پیدا کرلیا۔ بہوکے سپاہی کو اور چاہیئے کیا۔ پیٹ بہرنا اور سر آگے دہرنا مثل مشہور ہے مرتا کیا نکرتا۔ مظفر گروہ اوباش لیکر ملک مین فساد کرنے لگا۔ بیچاری رعایا کو پہلے چانچہ سے ابہی اطمینان نہوا تہا کہ اوپر سے دہماد ہم گہونسے پڑنے لگے۔ مرزا خان یہہ خبر سنکر متحیر ہوگیا اور سمجہا کہ جبتک مظفر دنیا مین زندہ رہیگا نہ خود چین سے بیٹھے نہ ہمکو آرام سے رہنے دینے والا ہے الغرض قلیج خان کو احمد آباد کی نگہبانی سپرد کی اور سید ہاشم باریہ کو معہ سادات باریہ پٹن تفویض کیا اور سارے ملک گجرات مین موقعہ بموقعہ تہانے مقرر کرکے محافظ تعینات کئے جب انتظام ملکی سے فرصت ہوئی لشکر سے چیدہ چیدہ آدمی منتخب کرکے نورنگخان اور خواجہ نظام الدین کو ہمراہ لیا یہہ ایدہر سے مظفر کیجانب روانہ ہوا اودہر سے حضرت سلطان مظفر سورلی مین تشریف

لائے۔ راہ مین پور غارت گری سے سرفراز ہوا آپنے یہہ وتیرہ اختیار کیا تہا کہ راہ چلتے کوئی گاؤن یا قصبہ سر راہ ملتا پہلے اوسپر تہانہ بہیجکر یعنی دست شفقت پہیر اکر آگے بڑہے۔ آنے جانے والونکی مجال نتھی کہ جو چیز پاس ہو حضرت کی نذر نہ کرے۔ ہنوز مظفر شاہ کو زمینداروں کے آنیکا انتظار تھا کہ اس عرصہ مین خانخانانکی خبر بلی موربی سے بہاگ کا ٹھیا وار چلا گیا۔ خانخانان نے لشکر سے سواران چالاک و چست منتخب کئے اور چاق چوبند ہوکر مظفر کے پیچھے گہوڑے اوٹہائے۔ انکے جانے سے پہلے مظفر بدرہ مین پوشیدہ ہوگیا۔ بعض بعض زمینداروں نے نہ جانے کس غرض سے مظفر کے ساتہہ معاہدہ کیا تہا جب خانخانان کے آنیکی خبرین پہونچین نہایت پشیمان ہوکر ہر ایک نے معذرت مانگی۔ امیر خان غوری حاکم جونا گڑہ نے یہ ظاہر کیا کہ آیندہ مظفر کی رفاقت اختیار نکیجائے گی اور میرا لڑکا حضور کیخدمت مین حاضر رہیگا۔ خانخانان نے میر ابو تراب کو بہیجکر فولادی کا لڑکا بلوالیا۔ راجہ جام نے ظاہر کیا کہ مظفر جس جگہ چہپا ہوا ہے مجکو خوب معلوم ہے اگر سرکار سے ایکہزار سوار بیشکے گہوڑے ہوا سے باتین کرین اور خود سوار چالاکی مین منتخب ہون میرے تعینات کئے جائین تو آپ دیکہین مظفر کیونکر بہاگ جاتا ہے۔ خانخانان بذات خود تشریف لیگیا لیکن مظفر کو ہنانی درونہین نہ معلوم کس جگہ سو رہا تہا۔ کہین پتہ نہ لگا۔ خانخانان سمجھ گیا کہ جبتک خاطرخواہ گوشمالی نہ ہوگی کبھی فساد نہ مٹیگا۔ نظر بران لشکر کے چار حصے کرکے تقسیم کیا ایک نوزنگخان کو دوسرا خواجہ نظام الدین بخشی کو تیسرا دولتخان لودی۔ چوتہا اپنے ذمہ رکھا اور چارون کو ایک ایک سمت روانہ کیا جہان آبادی نظر آئے لوٹکے غارت کردیجائے۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ مظفر اپنے لڑکے کو جام کے پاس رکہکر آپ احمد آباد گیا ہوا تھا مگر خانخانان نے جام کی گوشمالی واجب سمجھی تھی۔ اکثر نامی راجپوت قتل ہوئے اور مال غنیمت بیشمار ہاتہہ لگا قصبہ نواکر جو جام کے رہنے کی جگہ تھی خانصاحب نے کیمپ قرار دیا۔ اس کارروائی سے جام صاحب بہت عاجز ہوئے اور شیطنت چہوڑکر عرض پیرا ہوئے کہ آیندہ کبھی مخالفونکی شرکت جانبر نہوگی جب آئے درگاہ کلیان رائے نے سفارش کی خانخانان نے بمقتضائے وقت منظور فرمائی۔ اور ایک مست ہاتھی معہ اشیائے نفیس خانصاحب کیخدمت مین لڑکے کے ساتہہ بہجوادین لے لوکر خانصاحب پلٹ گئے۔

بات سچی تھی واقعی مظفر لڑکے کو چہوڑکر احمد آباد جا رہا تھا راہ مین قریب پرانتی تہانہ بیدالہ اور خود پرانتی والی فوج متفق ہوکر مقابلہ کرنے کھڑی ہوگئی فریقین مین خوب تلوار چلی تہانہ والے سپاہیون نے وہ کام کیا کہ جو اعلےٰ درجہ کے افسر سے ہوتا عین معرکہ مین خواجہ بیزدی ایک بہادر دکنی عساکر لیکر بروقت پہونچا اور ہر ایک حملہ مین مظفر کو تاب باقی نہ رہی بہاگ کر چلتا پہرتا نظر آیا۔ اگرچہ اس معرکہ مین غازیان لشکر کو ایسے ایسے زخم پہونچے تھے کہ جان بر ہونا دشوار تہا مگر اونکی شمشیر زنی نے اکثر مظفر کے سردارون کو تلوار کے گہاٹ اوتارا جو وہین گر گر ہو رہے۔ خانخانان کو یہ مژدہ سرسواری سنایا گیا سجدات شکر جناب باری ادا کئے گئے۔

سنہ ۹۹۳ ہجری مین شہاب الدین محمد خان کو مالوہ کی صوبہ داری مرحمت ہوئی ہرطرح کو خیرباد کہکے روانہ ہوگیا خانخانان کو کشمکش شورش یان گجرات سے اطمینان ہوا شوق آستان بوسی دارالخلافہ کھینچکر لیگیا پہلے سے بادشاہ کی میٹھی نظرین اونکی طرف پڑ رہی تہین اب گجرات کی عمدہ عمدہ کار روائیون نے اور بھی ترقی کردی پھر کیا پوچہنا تہا خانخانانکی ہر طرح سے ناز برداریان ہونے لگین۔ چند روز از سر نو سرفراز فرماکر گجرات کی صوبہ داری سپرد کی دہلی سے رخصت لیکر احمد آباد آیا۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش چند روز تک معزول ہوکر گھر بیٹھ رہا تہا سنہ ۹۹۴ ہجری مین بادشاہ کی قدیم مہربانیون نے بلوا کر خطاب فرزندی عطا فرمایا اور ساتہہ ہی مہم دکن کی سرداری دلوا کر مامور کردیا۔ گو خان اعظم کی بدقسمتیون نے ساتہہ والے امراؤنمین مخالفت پیدا کردی مہم دکن کا سرانجام خاطرخواہ ہو سکا۔ لشکر کو وہین پٹکا اور آپ تن تنہا خانخانان کے پاس احمد آباد آیا یہہ اسلئے کہ خانخانانکی رفاقت سے ضرور کامیابی ہوگی۔ خانخانان استقبال کرکے شہر مین لے آیا اور ایسے جلیل القدر رئیس و مسند اعظم کی تشریف آوری

شکریہ ادا کیا ادہر خان اعظم کی کومک کی تیاری ہو رہی تھی مگر لوگون کے کہنے سننے سے خانخانان رک گیا۔ خان اعظم بھی سمجھ گیا بے نیل مرام رخصت ہوکر مالوہ چلا گیا۔

۹۹۵ھ ہجری مین شاہزادہ سلطان مراد کی شادی کی تیاریان ہونے لگین خانخانان بھی حسب الطلب حضور نہایت صوبہ داری قلیج خان کو سپرد کرکے دار الخلافہ کو چلا گیا تہا۔ خانخانان کا اصلی نام مرزا عبد الرحیم تہا اوسکے باپ بیرام خانکی شہید ہونیکے بعد بادشاہ نے حضور مین طلب کیا جب یہ چودہ برس کا تہا اوسی زمانہ سے حضور کے سایۂ عاطفت مین پرورش پاکر سب طرحکی لیاقت حاصل کی پہلے پہل مرزا خانکا خطاب ہوا ۹۶۳ھ ہجری مین گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی چند روز رہکر حسب الطلب زیر خان کو نائب مقرر کرکے حضور مین داخل ہوا۔ جب مظفر نے خروج کرکے تمام گجرات مین فساد برپا کیا بادشاہ نے بار دگر انتظام کیلیئے اسکو بہیجا۔ گجرات کی تمام کارروائیان اور مظفر کی لڑائیان اوراق صدر مین مرقوم ہین جب مظفر کا جھگڑا ختم ہوگیا مرزا خان خانخانان کے خطاب سے سرفراز ہوا چونکہ یہ حق اسیکا تہا۔ یہی خطاب بیرام خان کو دیا گیا تھا۔ خانخانان آدمی نہا صاحب کمال ہر علم و فن کے ذی کمال اسکی خدمت مین حاضر رہتے۔ لشکر پروری اور فوج کشی کا ایسا عالم ماہر تھا کہ اگر واضع کہا جاوے تو زیبا ہوگا۔ حاتم طائی کی ہمت اور جوانمردی اسکے سامنے کچھ وقعت نتھی گویا اوصاف حمیدہ کا معدن تہا اسکی تمام باتین قابل قدر تہین اکثر عجیب و غریب حکایات زبان زد خلائق تہین جو ہر ایک فرداً فرداً علیحدہ لکہی جائین تو ایک کتاب سوانح عمری تیار ہو۔ طبیعت مین موزونیت بھی حاصل تھی اکثر اشعار شائقین کو سحر حلال معلوم ہوتے تھے۔ چند اشعار بنا بر ثبوت دعوہ لکہدیئے گئے ہین۔

نظم

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چند است — جز این قدر کہ دلم سخت آرزومند است
نہ زلف دانم و نہ دام اینقدر دانم — کہ پائے تا سر من ہر چہ ہست در بند است
خیال آفت جان گشت و خواب دشمن چشم — بلائے نیم شب است این نہ مہر پیوند است
ادائے حق محبت عنایتی است ز دوست — وگرنہ خاطر عاشق بہیچ خورسند است
بدوستے کہ بجز دوستی نمیدانم — خدائے داند و آنکو مرا خداوند است
ازان خوشم بسخنہائے آشنائے قدیم — کہ اندکے بادائے عشق مانند است

اوسی سال حضور سے دو فرمان مرتب ہوکر کل ممالک محروسہ مین بہیجے گئے جنکی نقلین درج کتاب ہوئین۔

نقل فرمان والا شان تاریخ جدید تعین ہوکر دفتر مین تحریر کرنیکا حکم لکہا گیا تھا

ابتدائے جلوس سے اسوقت تک ایک قرن گذرا کہ حدیقہ اقبال و گلشن جاہ و جلال ہنوز آغاز شگفتگی رکھتا ہے۔ گلستان سلطنت کے لہلہاتے درخت اور بوستان خلافت کے پہولے پہلے شجرون سے کل ممالک محروسہ کی رعایا و برایا یعنی تمام خلق اللہ مستفید ہو رہی ہے کل ممالک محروسہ کے حکام اور کارداروں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری ساری کوششین اسیکی مصروف رہین کہ پروردگار عالم نے محض اپنی عنایات بیغایات سے ایک ایسی سلطنت عظمے ہمارے قبضہ قدرت مین سپرد فرمائے اور خلق اللہ کو ودیعت بدیعت یعنی امانت عجائب کا خطاب دیکر ہمارے زیر نگرانی محول کیگئی تو ہمکو لازم ہوا کہ ایسی تدبیرین کیجائین جس سے اس سپرد لیے اوس سرے تک تمام خلق اللہ ہمارے سایۂ عاطفت مین بفراغ خاطر بسر اوقات کرے زمانہ حیات جو کہ معدوم العوض ہے محض خوشنودی اور رضامندی پروردگار عالم مین صرف کیا جائے تو لطف زندگی اور پیدا ہونیکا ماحصل سمجہا گیا ہے سچے مذہب کے پیرو اور باطل مشربون کے اختیار کرنے والے کلہم اجمعین نے گردن عقاید کو زنجیر تقلید سے مستثنی رکہکر اوسکی قباحتین نہایت وجوہات سے بیان کی ہوئی ہین مگر ہم اونکی تردید کیطرف متوجہ نہوکر تحقیق اسباب کی کوشش کر رہے ہین مطلب کلی خواہ جزوی کیجانب اوسی وقت متوجہ ہونا چاہیئے جبکہ کوئی دلیل مبرہن بھی موجود ہو۔ تم اس امر کا یقین رکہو کہ ہماری ساری توجہات کمالیات علم و حکمت کیجانب ہمیشہ سے مصروف رہین

ابتدائے سلطنت سے اسوقت تک محض وسائل الہامات و واردات سے فیض یاب ہوکر فایدہ عام پہونچایا ہے۔ اگلے سلاطین عظام نتایج حسن عقیدت سے بہرہ مند ہوچکے ہین اور امید ہے کہ آیندہ ہونیوالے شاہان الوالعزم بھی اسی طریقہ سے فائدہ اوٹھاوینگے۔

فی زماننا تاریخ کی اشد ضرورت واقع ہوئی۔ تقاویم اہل ہند جنکو جنم پتری کہتے ہین ہمارے ملاحظہ سے گذرین۔ مگر اوسمین یہ عیب پایا گیا کہ قمری مہینے کی ابتدا چاند کو تنزل ہونے سے شروع کیگئی تھی چنانچہ ظلمت والے پندرہ روز کو کرشن پکش کہتے ہین۔ یہ کیسی ہٹ دھرمی تھی ہم سمجھتے ہین کہ محض بنظر خجالت روشنی کو پوشیدہ کرکے مہینے کی ابتدا ظلمت سے شروع کی یہہ خاص خبث باطنی کی دلیل ہے اسکی انکے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ سند ہمنے بڑے بڑے پنڈتون سے دریافت کیا اور اونکی کتب معتبرہ ملاحظہ کین کہ انکی یہان قمری ماہ کی ابتدا چاند کی روشنی ہونے پر رکھی تھی جیساکہ ہمارے ہان مروج ہے۔ اور روشنی والے پندرہ روز کو اہل ہنود شکل پکش کہتے ہین۔ راجہ بکرماجیت کی زمانہ مین بے دینون کی زیادہ تر شہرت ہوگئی اور ملک بھر مین فساد برپا ہوا اوسی دن سے روشن طریقہ متروک ہوکر راہ ظلمت شایع ہوئی۔ ہمکو تو اسبات سے زیادہ تر تعجب ہوتا ہے کہ ہر ماہ کی ابتدا نور کے ظاہر ہونے سے کیجاتی ہے اور پھر ہٹ دھرمی سے طریقہ باطل ترک نہین کیا جاتا۔

لھذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ کل ممالک محروسہ کے رہنے والے منجم اور پنڈت تقویم سالیانہ کو شکل پکش سے شروع کرین ایک تقویم کا نمونہ فرمان کے ساتھہ بھیجا جاتا ہے اوسی مطابق ہر سال پترے بناکر رکھے جائین۔

اس اثنا مین اکابرین سلطنت نے حضور مین ظاہر کیا کہ تاریخ کے تعین کرنے سے اصل اصول یہ مقصد تھا کہ ہر کام کی ابتدا اور انتہا آسانی سے دریافت ہو اور کسی کو مخالفت باقی نہ رہے مثلاً کسی نے زمین فروخت کی یا رہن میعادی کردی خواہ ٹھیکہ دیدیا۔ یا قرض لیا گیا غرض ہر حالت مین تعین میعاد ہی ضرور ہے مثلاً کسی نے زمین رہن رکھی اور اوسکی میعاد چار برس چار مہینے تعین پائی تاوقتیکہ ابتدائے تاریخ تعین بجائے انتہائے مدت ختم ہو نہین سکتی اور قدیم تاریخون کو ایک زمانہ گذر گیا متروک کرکے تاریخ جدید تعین کرنا ایسا ہے کہ مشکل راہون کو چھوڑ کر اسہل اور سیدھی سڑک کا چلنا۔ سب جانتے ہین کہ جو عام خلق اللہ کو فائدہ مند ہو بدون وسیلہ سلاطین عظام و بدیہ اساطین حکمت نظام جاری نہین کیجاتی اور جبتک کوئی بڑی سلطنت ایسے امورات کی حامی نہین ہوجاتی استحکام کے ساتھہ رایج ہونے مین کامیابی نہین ہوتی قدیم تاریخون سے ہجری کو دیکھئے کہ جسکی ابتدا سے دشمنون کو خوشی اور دوستون کو رنج واقع ہوا ایکہزار برس کا زمانہ گذر گیا۔ اور ہندی سونت پندرہ سو سے بھی زیادہ تجاوز کرگئی۔ تاریخ اسکندری اور یزدجردی کو ہزارون اور سیکڑونکی نوبت پہونچی۔ ان سب کی کیفیات تقاویم مین مندرج ہوا کرتی ہین۔ اہل معاملات خصوصاً اور عوام الناس عموماً ان تاریخونکا لکھنا دشوار ہوپڑا ہے علاوہ اسکے سارے ہندوستان مین ایک ہی تاریخ نہین ہر ضلع مین جدا جدا رواج ہے۔ چنانچہ بنگالہ مین لچھمن سین کے زمانہ سے تاریخ کی ابتدا رکھی گئی ہے جسکو چار سو پینسٹھہ برس کا زمانہ گذر چکا۔ دکھن اور گجرات مین راجہ سالباش کی تاریخ مروج ہے اوسکو پندرہ سو چھہ برس ختم ہوگئے۔ مالوہ دہلی وغیرہ اضلاع مین بکرماجیتی مروج ہے اوسکو بھی دیکھئے تو سولہ سو اکتالیس کی نوبت پہونچی۔ نگرکوٹ مین یہہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ حاکم وقت کی تاریخ تحریر کیجائے اور ان سب تاریخونکی کیفیت سے دانایان روزگار اور وقایع نگار اچھی طرح واقف ہین اور ہندیہ تاریخون سے کسیکو امور عظیمہ کا حق بجانب حاصل نہین بنابران ہماری غرض یہہ ہے کہ حضور کی توجہات حال رعایا پر جیسی ہمیشہ مبذول ہے اسیطرح تاریخ جدید بھی تعین کیجائے تو خلق اللہ کو معاملات مین آسانی حاصل ہو اور ہند کی اگلی مختلف تاریخین متروک کردیجائین یہ امر باعث حسنات صفحۂ روزگار پر باقی رہنے والا ہوگا چنانچہ کتب معتبرہ اور سالانہ زایچون سے دریافت ہوا اور زایچہ جدید کو رکانی مین تصریح کیگئی

مروج

تجربہ ہے کہ ابتدائے تاریخ کسی امر عظیم کے واقع ہونے پر رکھی جائے تو انسب ہے مثلاً کسی مذہب کا شایع ہونا یا کوئی بڑی سلطنت کا قایم ہونا متصور کیا گیا ہے۔ تبارک اللہ وتعالی یہ سلطنت ہر حالمین اگلے پادشاہون سے کم شمار نہین کیجاتی اقبال شاہنشاہی سے بڑے بڑے شہر اور مستحکم قلعے مفتوح ہوکر داخل ممالک محروسہ ہوگئی اور ہر مرتبہ ایسی ایسی فتوحات حاصل ہوئین کہ شاید سلاطین اعظم سے کسی کو نصیب نہوئی تھین لہذا روز جلوس مبارک سے تاریخ کی ابتدا تعین فرمائی جائے تو اس سے بڑھکر نعمائے الٰہی والائے نامتناہی اور نہوگی ابتدائے جلوس سے اسوقت تک انتیسوان سال شمسی اور بیسوان قمری گذرتا ہے اسکا بھی شکریہ اسی پیرایہ مین ادا کیا جائیگا۔ تاریخ جدید کے واضع ہونے سے تاریخ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی کمتر شان نہین ہوتی چنانچہ زمانہ ملک شاہ مین اگرچہ اسقدر امتداد زمانہ ہجری کا نگذرا تھا تاہم بنظر آسانی خلق اللہ تاریخ جدید جلالی وضع کی گئی تھی۔ اسلامی ملکونکی تقویمون مین عرب و روم و ماوراء النہر خراسان عراق وغیرہ بلاد مین ایک ہی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ اہل شرع اور دیندار لوگون کے تمسک مین وہی تاریخ تحریر ہوتی ہے۔

بنا بران دولتخواہان سلطنت اور خیر سگالان مملکت کی خواہش سے درخواست منظور فرماکر حکم کیا جاتا ہے کہ ہمارے جلوس مبارک کی تاریخ نوروز کے قریب تھی لہذا تاریخ جلوس نوروز سے شمار کیجائے اور اسی دن سے تاریخ جدید الٰہی وضع کیجاتی ہے آئندہ تقاویم مین بھی تاریخ جدید معین ہو۔ اسلامی شہرون مین سالانہ تقاویم مین جہان اور تاریخین عربی فارسی رومی جلالی وغیرہ مندرج ہوا کرتی ہین ایک یہہ تاریخ جدید الٰہی بڑھا دیجائے علاوہ اسکے ہندوستانکی تقاویم مین تاریخ بکرماجیت واہیات سی ہے وہ نکالدی جاے وبعوض اوسکے تاریخ جدید الٰہی تحریر ہو پچھلی تقاویم مین سال شمسی اور مہینے قمری لکھے جاتے تھے لہذا آئندہ سے شمسی مہینے تحریر کئے جائین۔

ہر مذہب و ملت کے دانشورون نے یہہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب سال ختم ہوکر نیا برس شروع ہو تو پچھلے سال کا شکریہ اور اگلے سال کی خیر منانیکے لئے چند روز منتخب کر دئے گئے ہین اونکا نام عید ہین رکھا ہے یہہ ایام خوشی منانے اور جشن کرنیکے لئے معین ہو چکے ہین۔ ہم بھی نہایت خشوع وخضوع کے ساتھہ جناب باری کا شکریہ ادا کرتے ہین جو بہترین عبادت سمجھا جائے۔ جشن تو ہوا کرتے ہین اوسی ضمن مین ایک دسترخوان نہایت وسعت سے بچھایا جاتا ہے جسپر بلا تخصیص مراتب فقیر وغنی ادنے واعلے بکشادہ پیشانی تناول فرماکر رعایائے دولت روز افزون کیلئے ہاتھہ اوٹھا دیتے ہین یہ رسم کئی ہزار برسون سے اکثر معمور شہرونمین مروج چلی جاتی ہے بلکہ ایکہزار سال سے کچھ زیادہ بادشاہان والامقام وحکمائے ذوی الاحترام ہی کا طریقہ رکھا گیا تھا ہندوستان مین نہ جانے کیون طریقہ جشن نوروز نے رواج نہ پایا۔ ہمنے اونہین سلاطین والامقام کی پیروی ملحوظ رکھکر جشن نوروز اور عیدین کا طریقہ کل ممالک محروسہ مین جاری رکھنے کیلئے فرمان ہذا سے اطلاع دیگئی ہے تاکہ ہر شہر اور ہر قصبہ و گاون مین جشن ہوا کرین۔

۱۹ فروردین ماہ الٰہی ۳ اردی بہشت ۶ خورداد ماہ الٰہی ۱۳ تیر ماہ الٰہی ۷ امرداد ماہ الٰہی ۴ شہریور ماہ الٰہی
۱۶ مہر ماہ الٰہی ۱۰ آبان ماہ الٰہی ۱۹ ماہ دی الٰہی ۲ بہمن ماہ الٰہی ۵ اسفندیار ماہ الٰہی۔

نقل منشور آداب الٰہی و دستور العمل شاہنشاہی

کل ممالک محروسہ کے ناظمان صوبہ اور بارگاہ خلافت کے رکن اعظم وشاہزادگان والاتبار وامرایان عالی مقدار وعاملان محکمہ مالی وملکی ومتصدیان دیوانی وفوجداری وسایر منصب داران متعلق سلطنت دریافت کرین کہ حسب دستور العمل شاہنشاہی

و آداب الٰہی تعمیل کرتے رہین۔

پہلا۔ بطریق اجمال یہہ ہے کہ ہر کام کی ابتدا مین خواہ عادات سے ہو یا عبادات سے نظر برضامندی الٰہی رکھکر اپنے تئین ایک بندہ نیازمند درگاہ الٰہی تصور کیا جائے تو انانیت و غیریت سے مبرا ہونیکا موجب ہوگا اور جو کام شروع کیا جائے وہ خالصاً و مخلصاً نظر برضائے الٰہی رکھنی چاہیے۔

دوسرا۔ انسان کو خلوت دوست نہ بنانا چاہیے یہہ طریقہ درویشان سحرانشین سمجھا گیا ہے اور نہ اسقدر عام لوگونکی کثرت سے صحبت اختیار کیجائے چونکہ یہہ روش بازاری لوگونکی ہے اوسط درجہ سب سے اولی و اعلےٰ مانا گیا ہے جسمین نہ کثرت پائی جائے نہ وحدت ثابت ہو

تیسرا۔ پروردگار کے تمام کام عزیز رکھے جائین۔

چوتھا۔ رات دنکی بیداری اچھی نہین اور بالخصوص صبح و شام دوپہر آدھی رات یہہ وقتونکا سورہنا سب سے زیادہ متروک مانا گیا ہے

پانچوان۔ جب خلق خدا کا کوئی کام ہو تو مطالعہ کتب مین اوقات صرف کرے مثلاً اخلاق ناصری مین حیات دنیوی کو مہلکات سے بچانیکی تدبیرین صراحت سے بیان کی ہوئی ہین اور دوسرے مثنوی شریف کے مطالعہ سے مراتب دینداری و خدا آگہی حاصل ہوسکتی ہے یہہ کتابین طب روحانی اور خلاصہ جمیع علوم ہین اونسے بڑا فایدہ تو یہہ ہے کہ بوقت سرانجام امورات خلق اللہ سوالات ارباب مکر خوبی سمجھ لیتا ہے اور انجام دینے مین کسی قسم کا ہرجہ واقع نہین ہوتا۔ دوست ہو یا دشمن اپنا ہو یا بیگانہ سبکو یکسان ملاحظہ کرکے بکشادہ پیشانی فیصل کرنا بہترین عبادات الٰہی مانا گیا ہے۔

چھٹا۔ فقرا و مساکین اور محتاج بالخصوص گوشہ نشین اور مجرد تو کسی سے سوال ہی نہین کرتے اور نہ کسیکو اپنے ہان آنیکو پسند کرتے ہین ایسے لوگون کے ساتھہ نیکی کرنا بہترین اعمال حسنہ ہے۔

ساتوان۔ سرکش اور نافرمان کو اول اول آہستگی سے سمجھا بجھا کر نصیحت کرنا اور ایسی بات ذہن نشین کردیجائے جس سے تنبیہ ہو اور جب نصیحت سے کام نہ نکلے تو سختی کے برتاؤ کئے جائین چنانچہ پہلے باندھکر پیٹنا اور بعد کسی عضو کو ناقص کردینا اور جب بھی فایدہ نہ بخشے تو انجام کار سزائے موت تجویز کرنا مگر اسمین بھی یہہ سمجھ لیا جائے کہ اب سوائے اسکے اور تدبیر ہی ممکن نہین تاہم عجلت نکرنی چاہیے کیا عجب ہے کہ سزائے موت کی خبر سنکر متنبہ ہوجائے چونکہ ایسے امورات کی عجلت کا نتیجہ ندامت ہوا کرتا ہے۔ اور جہانتک ممکن ہو مجرم کو حضور مین چالان کردیا جائے۔ یا کیفیت عرض کرکے منظوری منگوالیجائے۔ اور جب یہہ دریافت ہو کہ مجرم کو بھیجنے مین کسی قسم کا خلل واقع ہوگا یا منظوری آنے تک مجرم کی نگہبانی دشوار ہوپڑیگی تو سزائے موت دیجائے۔ مگر اسمین بھی اسقدر احتیاط رہے کہ چمڑا نہ کھینچا جائے یا ہاتھی کے پاؤنمین نہ رکھا جائے اگرچہ یہہ سزائین اگلے بادشاہون نے جاری رکھی ہین مگر ہم انکو پسند نہین کرتے۔

آٹھوان۔ عقیل اور دانشمند کو اجازت دیجائے کہ جو بات وہ اپنے زعم مین بری سمجھتا ہو اوسکو خلوت مین بیان کرے اور کبھی بیانکی غلطی ہو تو سرزنش سے معذور رکھا جائے چونکہ سرزنش سے بار دگر کوئی بات کہنے کی جرات نہوگی۔ جسکو اللہ نے حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اوسکو عزیز الوجود سمجھنا بہت لوگ ایسے ہین جو حق بات نہین کہتے وہ شریر النفس سمجھے گئے ہین بلکہ اونکا یہہ منشا ہے کہ حق بات کہنے سے امتیاز باقی نہ رہیگا حاکم و محکوم اسیطرح گرفتار مصیبت ہو۔ یہہ ہین اور جو لوگ باللہ

نیک ہین اونکو ہمیشہ بھی خیال رہتا ہے کہ مبادا ہمارے کہنے سننے سے آزردگی پیدا ہو اور ہم کسی بلا مین مبتلا ہو جائین جو شخص غیرونکا نفع اپنے نقصان پر مقدم رکھے اوس سے بڑھکر کوئی خیرخواہ اور نیک اندیش نہوگا اور ایسا شخص معدوم الوجود کبریت احمر ہے۔

نوان - انسان کو خوشامد پسند نہونا چاہیے کیونکہ اکثر کام اسی پیرایہ مین خراب برباد ہو جاتے ہین اور نہ ایسا ہو جانا چاہیے کہ خوشامد گو برا سمجھین چونکہ نوکر کیلیے خوشامد گوئی بھی ضروریات سے ہے۔

دسوان - فریادیکی تحقیقات مقدمہ بالذات کرنی چاہیے۔ اظہار گواہان علے الترتیب قلمبند کیے جائین۔ یعنی جسوقت گواہ حاضر ہو اسیوقت اظہار لیا جائے تا عدالت مین انتظار نکرنا پڑے اور پیش دست ملازمون کو تقدیم و تاخیر کا حرج نہ واقع ہو چونکہ کوئی ملازم کسی ضرورت سے بروقت نہ حاضر ہوا یا کوئی جلد آگیا تو دیر آنیوالا معذور رکھا جائے۔ بدیوان بیداد فریاد او کشاید ز دیوان رسد داد او۔

گیارہوان - کوئی شخص کسیکی برائی بیان کرے تو محض اوسکے کہنے سے سزا نہ تجویز کیجائے بلکہ بنظر تعمق دریافت کیا جائے کہ برائی کرنیوالا کہین مفتری نہ ثابت ہو چونکہ سچا اور نیک اندیش نایاب ہے۔ غصہ کیحالت مین عقل سے کام لیا جائے جلدی نکرنی چاہیے بردباری اور آہستگی سے کوئی کام خراب نہوگا بلکہ زمرہ ملازمون یا آشناؤن سے جنکو جامہ عقل و کیاست سے آراستہ کیا ہو اوسکو اختیار دیدیا جائے کہ حالت غم و غصہ مین خاموش نہ رہین جو بات حق معلوم ہو اوسکے کہنے سے احتراز نہ کرین۔ چونکہ ایسے موقعہ پر اکثر عقلا خاموش ہو جاتے ہین اور سچی بات نہین کہتے

بارہوان - قسم کھانیکا عادی نہو چونکہ ہر بار کی قسم جھوٹ کہنے پر متہم کردیتی ہے اور قسم کھا بولنے سے اکثر لوگ بدگمان ہو جاتے ہین اوسکی کوئی بات کا اعتبار نہین کیا جاتا۔

تیرہوان - گالی دینے کا عادی نہو۔ چونکہ یہہ رذیلونکا شیوہ ہے اسی سے بھی آدمی سبک ہو جاتا ہے۔

چودہوان - رعایا کی آسودگی سے ملک کی آبادی ہے۔ ہر طرح رعایا کی دلدہی کرنا واجب ہے اور بروقت تقاوے دے دیکر زراعت کی ترقی کرنا فرض اول ہے اور زمین کا محصول آسانیکے ساتھہ معین کیا جائے جو ادا کرنے مین دقت نہو۔ بھی دو باتین ملک کے آباد کرنیکی ملحوظ رکھی جائین تو سال سال ہر ضلعہ مین آبادیکی ترقی ہو رہے گی اور دیکھہ لیا جائے آبادی کامل ہوگئی اور جنس رعایا پیٹ بھر کر پیدا ہونے لگی اسوقت حسب دستور العمل علیحدہ کارروائی کیجائے تو ممکن ہے اور ہر وقت رعایا کے حال کی نگرانی کرنے مین فرداً فرداً احوال پرسی کرکے جس بات کا اونکی ساتھہ اقرار کیا ہو اوسی موجب تعمیل کرنے مین کوتاہی نکیجائے۔

پندرہوان - رعایا کے مکانات سکونتی مین بے رضامندی مالک سرکاری ملازم فروکش نہوا کرین۔

سولہوان - کوئی کام بلا مشاورت محض اعتماد عقل و فراست سے نکیا جائے و در حالت عدم موجودگی صاحب فراست طریقہ مشاورت ترک نہو چونکہ سعدی فرماتے ہین ؎ گاہ باشد کہ کودک نادان۔ بغلط بر ہدف زند تیرے۔ گاہ باشد ز پیر دانشمند۔ بر نیاید درست تدبیرے اور یہہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ہر کس و ناکس سے مشورہ نلیا جائے چونکہ دانائی و فراست ایک جوہر خداداد ہے نہ علم پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے اور نہ زمانہ کی دھوپ چھاؤنین بال سفید کرنے سے بعض اوقات گروہ نادان مخالفت کرنے کھڑا ہو جائے تو عقلمندونکی ساری تدبیرین فائدہ مند نہونگی۔ اس سے یہی بہتر ہوگا کہ عوام سے مشورہ نہ لیا جائے۔

سترہوان - جو کام ملازمون سے نکلتا ہو وہ فرزندون کو نہ سپرد کیا جاوے اور فرزندون سے نکلنے والے کام کو بالذات نکرے چونکہ جو چیز تجھسے فوت ہوگئی اوسکی تلافی ممکن نہین۔

اٹھارہواں ۔ کسی سے گناہ صادر ہوا اور عذر ظاہر کرے تو اغماض نظر فرما کر بخشدینے کا عادی ہونا چاہیے چونکہ ہر انسان خطا سے مرکب ہے بعض انسان تنبیہ کرنے سے دلیر ہو جاتے ہیں اور بعض عزت دار تنبیہ نہیں دکھاتے وہ بھی انسان ہے جو ایک مرتبہ کی تنبیہ سے ساری عمر ہوتا نہیں اور ایسے بھی ہیں ہزار مرتبہ کی تنبیہ سے فائدہ نہیں ہوتا غرض کار ریاست بہت ہی مشکل امر ہے جبتک سنجیدگی اور آہستگی سے کام نہ لیا جائیگا انتظام سیاست مدن میں ضرور خلل واقعہ ہوگا ۔

انیسواں ۔ شہر کی گذرگاہیں مردم خانہ ترس اور جفاکش کے سپرد کیجائیں بلکہ نگرانی ملحوظ رہے تا نیک و بد بھی معلوم ہو جائیگا ۔ بلکہ شاہی اور سرداری سے نگہبانی خلق مراد ہے ایک پر چھوڑ کر بیخبر ہو جانے سے کارروائی اچھی نہ ثابت ہوگی ۔

بیسواں ۔ انسان کیلئے سزا بھی علی قدر مراتب تجویز کیجائیگی تو انسب ہوگا ۔ چنانچہ عالی ظرفوں کیلئے نگاہ تند کافی ہوگی اور کمظرفوں کو مار پٹائی بھی فائدہ نہ بخشیگی ۔

اکیسواں ۔ خلق اللہ ہر قسم کی مخلوق ہے کسیکے دین و مذہب کا متعرض نہونا اولے ہے ۔ عاقل وہی سمجھا گیا ہے جو امورات دنیاوی فنا پذیر کیلئے اپنا نقصان نکرے تو معاملات دینداری میں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں خاموشی اختیار نکریگا اور جو بات اوسنے اختیار کی ہے اور در اصل وہ حق پر ہے تو اس سے مخالفت نہوگی اور تیسری اختیار کی ہوئی بات سچی ہے تو نادانستہ اوسنے مخالفت کی ہوگی چونکہ وہ خود نہیں جانتا ۔ اور علالت جہالت میں مبتلا ہے تو تجکو لازم ہے کہ اوسپر رحم کیا جائے نہ تعرض انکار اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جو لوگ بالذات نیک اور خیر خواہ ہیں کسی گروہ کی مخالفت نہیں کرتے ۔

بائیسواں ۔ خواب و خور کا اندازہ معین رکھا جائے مقدار ضروری سے تجاوز کرنا حیوانیت میں داخل ہے شب بیداری عمدہ چیز ہے ۔ ذکا کا کام رات پر باقی نرکھا جائے ۔

تیئیسواں ۔ گنہگاروں کے مقدمہ میں ان تحقیقات وزن کئے جائیں اور جسکی سزا کا پلہ بھاری پایا جائے تو بنظر تعمق یہہ دیکھنا چاہیے کہ کونسا گناہ قابل عفو ہے یا سزا دینے کے چونکہ اکثر گناہ ایسے ہوتے ہیں جسکو تھوڑی سزا کافی ہو جاتی ہے اور بعض کو زیادہ سزا دیجاتی ہے اور بعض کردہ سزا دینے سے بری کیا جاتا ہے ۔

چوبیسواں ۔ شدید العداوت والے سے جہانتک ممکن ہو احتراز کیا جاوے اور بمقتضائے بشریت کسی سے رنج پہونچا ہو تو فوراً سینہ کو کینہ سے پاک و صاف کر دینا اولے ہے چونکہ یہہ خرخشے محض انتظام ظاہری کیلئے تجویز کئے ہوئے ہیں ورنہ سچ پوچھو تو ہر کام کا فاعل حقیقی خدا ہے عالم ہے ۔

پچیسواں ۔ ہر کام میں کئی جاسوس علیحدہ علیحدہ تعینات کئے جائیں تاکہ ایک کی دوسرے کو خبر نہو اور ہر جاسوس سے فرداً فرداً تحریری خبریں لیکر سبکو بنظر تعمق ملاحظہ کر کے مطلب اخذ کر لیا جائے تا وقتیکہ جاسوس متعینہ کو عوام میں شہرت نہو بروقت شہرت برطرف کر دئے جائیں

چھبیسواں ۔ شریر النفس اور بدذاتوں کو اسقدر وسعت نہ دیجائے کہ خلا ملا ہو کر دہوکا دیجائیں اگرچہ بعض اوقات کسی کام میں مدد بھی مل سکتی ہے تاہم حد اعتدال سے تجاوز نکرنے پائیں وسعت و زیادتی خلا ملا سے دلیر ہو کر خیر خواہی کے پیرایہ میں بزرگوں کے ساتھ بدی کرینگا

احتمال رہتا ہے چونکہ کثرت اشتغال سے موقعہ تشخیص نہین حاصل ہوتا۔

ستائیسوان ۔ مردمان چرب زبان کا بھی وہی حال ہے جیسے شریر النفس ویسے چرب زبان۔ دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کر جاتے ہین چونکہ عاملون کو کثرت مشغلہ ایسی باتون کے سوچنے کا موقعہ نہین دیتی۔

اٹھائیسوان ۔ گوشہ نشین خدا آگاہ لوگونکی خدمت مین حاضر ہوکر دعا کی التماس کرنا افضل ہے۔

اونتیسوان ۔ عامل کو لازم ہے کہ اپنے اطراف وجوانب کا ہمیشہ خبرگیر رہے اور جو بات لایق گذارش حضور ہو مجملاً عرض کرتے رہین۔

تیسوان ۔ جہانتک ممکن ہو دنیا مین علم وہنر کا پھیلاؤ روز ہوتا رہے تاکہ اہل کمال دنیا سے معدوم نہو جائین اور اونکی یادگار صفحۂ ہستی پر باقی رہے۔

اکتیسوان ۔ سپاہی کیلئے ہتیار اور گھوڑا وغیرہ سامان ضروری کی ہمیشہ نگرانی ہوتی رہے اور ساتھ ہی یہہ بات بھی ملحوظ رہے کہ آمدنی خرچ زیادہ نہو۔ افزونی خرچ باعث حماقت اور جسکی آمد خرچ کے مساوی ہو وہ نہ احمق ہے نہ غافل۔ بلکہ عاقل ہی سمجھا جائیگا جسکا خرچ آمدنی کیقدر گھٹا ہوا ہوگا۔

بتیسوان ۔ عامل حکومت گاہ کو وطن نہ بناوے بلکہ تبدیلی یا طلبی کا منتظر رہے۔

تینتیسوان ۔ خلاف وعدگی بدترین خصایل ہے خصوصاً متصدیان سلطنت کو صادق الوعد ہونا چاہئے۔

چونتیسوان ۔ افسران فوجکے لئے تیر اندازی اور بندوق کا مشاق ہونا لازم ہے اور ماتحتی سپاہیونکی ہمیشہ قواعد لیجائے۔

پینتیسوان ۔ عامل بالطبع شکار دوست نہوگا بلکہ پیرایہ ورزش فن سپہ گری و تفریح طبع کیلئے مضایقہ نہین۔

چھتیسوان ۔ قدیم خاندانونکی تربیت کرنا لازم رکھا جاوے۔

سینتیسوان ۔ ہنسی اور دل لگی بری چیز ہے کبھی عادی نہ بنے۔

اڑتیسوان ۔ آدھی رات اور صبح کیوقت نقارا بجایا جائے چونکہ نیم شب بھی طلوع آفتاب مین شمار کیجاتی ہے۔

انتالیسوان ۔ جب آفتاب ایک برج سے دوسرے برج مین تحویل کرے تو جسقدر بندوقچی اور توپخانیوالے موجود ہون سبکو حکم دیا جائے کہ ایک مرتبہ سب ملکر فیر کرین تا خلق اللہ کو معلوم ہو شکرانہ آلہی ادا کرین۔

چالیسوان ۔ عامل کو لازم ہے کہ جو لوگ مقرب اور خدمتگار ہین کسی غریب پر ظلم بیجا روا نہ رکھین۔

اکتالیسوان ۔ حاجتمندون کے عرایض کا پڑھنے والا ایک ہی متصدی معین کیا جائے تمام کیفیت سے واقف ہوکر حضور مین ظاہر کرے

بیالیسوان ۔ ہر عامل کو لازم ہے کہ ہمیشہ قانون کوتوالی کی نگرانی کرتا رہے اور کسی جگہ کوتوال نہو تو قانون کوتوالی کی تمام باتین جو علیحدہ ذیل مین تحریر ہین اوسی مطابق بالذات انتظام کرتا رہے ولو فرضاً اگر سارے کام متنفس سے انجام نہین ہوتے تو جسقدر ممکن ہو اپنے ساتھ متعلق رکھکر باقی امور ایسون کے سپرد کئے جائین جو بالذات خداپرست اور نیک نہاد ہون تا ہر کام نیک نیتی سے انجام دیتے رہین۔

قانون کوتوالی جو ذیل مین مندرج ہے از انجملہ وہ امور ایسے کو سپرد کرے جو لکھا پڑھا ہو مثل دہقانی چوپانی کے جو کوتوالی نام سنکر بھاگ جائے بلکہ عبادت سمجھکر انجام دے

تفصیل قانون کوتوالی

پہلا ۔ کوتوال کو جو قصبہ یا شہر اور موضع سپرد کیا گیا ہو اوسکے محلہ وار خانہ شماری قلمبند کرے اور ہر محلہ کی رہنے والی قوم وار لکھے جائین۔

تا بآسانی دریافت ہو کہ فلان محلہ میں کسان اسقدر ہیں اور اہل حرفت کی اتنی تعداد ہے اور سپاہ پیشہ ور و پیش غنی و محتاج - وغیرہ اسقدر آباد ہیں اور سارا محلہ باہمی رشتۂ ضمانت سے باندھ دیا جائے - اور ہر محلہ کی نگرانی و حفاظت کیلئے ایک میر محلہ اور ایک جاسوس مقرر کرکے تاکید دیجائے تاکہ شب و روز کی خبریں بذریعہ جاسوس کوتوال کو ملا کریں اور محلہ کے تمام کام اوسی میر محلہ اور جاسوس کے ذریعہ سے انجام پاتے رہیں خواہ نیک ہوں یا بد - اور سارے محلہ میں منادی کردیجائے کہ محلہ بھر میں کسی کے ہاں خدانکردہ چوری ہو یا آگ لگے خواہ کوئی اور سانحہ پیش آوے تو سب سے پہلے ہمسایہ والے شریک ہوجائیں اور جسطرح بن پڑے اوسکی مدد کریں اور جوں جوں محلہ والے مطلع ہوتے جائیں آکر دفع مضرت کی کوشش کریں محلہ بھر میں سے کوئی غیر حاضر نہو اور بتقدیر حاضر نہونے والا بدون عذر معقول مجرم قرار دیا جائیگا - اہل محلہ سے کسی کو بضرورت سفر جانا پڑے تو میر محلہ اور ہمسایوں کو اطلاع دیجائے تا عدم موجودگی میں اوسکے متعلقین کی ہمہ وقت نگرانی کرتے رہیں مہاجنکی اطلاع خواہ خویش ہو یا بیگانہ کوتوالی میں کرا دیجائے - تمام محلہ کے واقعات شب و روز خواہ نیک ہوں یا بد - بذریعہ جاسوس کوتوالی دفتر میں بذریعہ میر محلہ تحریر ہوا کریں - محلہ کے تازہ وارد کو بضمانت رہنے کا مجاز ہوگا - اور اتفاقاً پانچ سات دس آدمی متفق ہوکر کسی محلہ میں فروکش ہوں و بحالت اجنبیت ضمانت نہ دیجائے تو کوتوال کو لازم ہے کہ ایسے مسافروں کو کسی سرائے میں ٹھہرا دے اور پیشہ خفیہ طور پر نگرانی کرتا رہے میر محلہ و جاسوس بنظر تعمق آمد و خرچ کی تجویز جاری رکھیں - اگر بتقدیر آمد سے خرچ زیادہ ثابت ہو تو خالی از علت نہوگا پیروی میں لگا رہے بشرطیکہ اغراض نفسانی و ایذا رسانی کا لگاؤ نہ پایا جائے محض از روئے خیر خواہی و نیک اندیشی نگرانی کرتا رہے -

دوسرا - بازار میں دلال معین کیا جائے تا معاملات داد و ستد اور خرید و فروخت دلال کی معرفت ہوتے رہیں اور دلال کا ضامن معتبر شخص لیا جائے - بلکہ منادی کرا دیجائے کہ کوئی شخص بدون دلال کسی چیز کی خرید و فروخت کریگا وہ مجرم قرار دیا جائیگا - دن بھر کی خرید و فروخت معہ تعداد جنس و نام فروشندہ و خریدار دفتر کوتوالی میں تحریر ہوا کرے - ہر شئی کی خرید و فروخت میں ہر محلہ کی شرکت جائز رکھی گئی ہے اور محافظ محلہ میر محلہ کے ساتھ شریک کردیا جائے -

تیسرا - چند آدمی محافظ مقرر کئے جائیں کہ رات کیوقت ساری بستی کے محلہ محلہ گشت لگاتے رہیں -

چوتھا - کسی محلہ یا بازار میں کوئی آدمی بیکار نہ رہنے پائے چونکہ بیکاری انسان کو برے کام کرنے پر مجبور کرتی ہے -

پانچواں - چور - گٹھے - جیب کترے - اوچکے وغیرہ کا ایسا انتظام کیا جائے کہ بستی بھر میں نام نشان تک باقی نہ رہے - چوری گئے شدہ مال کا معہ چور پیدا کرنا محافظ کے ذمہ رکھا گیا ہے (اصطلاح گجرات میں رکھا کہتے ہیں) اور در حالت عجز محافظ نقصان مال اوسی سے دلایا جائیگا -

چھٹا - مال متوفی یا غائب کی نسبت پوری تجویز کرکے سچے وارث کو سپرد کردیا جائے اور جبتک وارث موجود نہو امین کی تحویل میں رکھکر حضور میں کیفیت گذارش کیجائے - و بحالت موجودگی وارث دوسرے کو مال پانیکا استحقاق حاصل نہیں - یہ کام دیانت داری اور امانت داری کے ہیں ایسا نہو کہ سرزمین روم کی بدنامیاں تمکو بھی حاصل ہوں نہایت احتیاط سے کام لیا جائے -

ساتواں - شراب کا ایسا انتظام کیا جائے کہ چلو بھر بھی کہیں میسر نہ آئے - پینے والے اور بیچنے والے اور بنانیوالے وغیرہ کو گرفتار کرکے حاکم ضلعہ کے سامنے پیش کئے جائیں تا حسب قانون سزائیں دیجائیں جبتک ایسا انتظام نکیا جائیگا کبھی شراب بند نہوگی -

آٹھواں غلہ کا ایک نرخ معین کرکے غلہ فروشوں کو تاکید کردیجائے کہ اسمیں کمی بیشی نہ واقع ہو بلکہ اسبات کا احتیاط زیادہ رہے کہ مالدار لوگ غلہ کثرت سے خرید کرکے ذخیرہ نہ کریں آئندہ گران قیمت سے بچنے کا موقعہ نہ حاصل ہو اکثر غلہ فروشوں کا بھی طریقہ ہے -

نواں - ہر شہر و دیار اور قصبہ و قریات میں حسب تفصیل ذیل عیدوں کا انتظام ہوتا ہے - سال بھر کی عیدوں میں سب سے بڑی عید نوروز کی معین کیگئی ہے جو پہلی فروردین ماہ الٰہی کے روز ہوا کرتی ہے یہہ عید سب سے بزرگ اسلئے سمجھی گئی ہے کہ آفتاب عالمتاب نے بارہ برجوں کا دورہ ختم کرکے بارہ گر برج حمل میں قدم رکھا - دوسرے اونیسوین ماہ مذکور کو - یہ اسلئے کہ آفتاب کو اونیسوین درجہ شرف حاصل ہوتا ہے تیسرے ماہ اردی بہشت کی تیسری تاریخ کو - چوتھی عید چھٹی خورداد کو - پانچوین دسوین آبان کو - چھٹی نوین آذر کو - اور ماہ دین میں تین عیدین ہیں - آٹھوین - پندرہوین تیسوین - دسوین دوسرے بہمن کو - گیارہوین پندرہوین اسفندارمذ - علاوہ انکے مشہور عیدین بھی بدستور ہوا کرین - شب نوروز اور شب شرف آفتاب کو مثل شبرات - روشنی وغیرہ ہوتی ہے اور شب ہر عید کو پہلے پھر نقارہ نوازی جاری رہے - بلکہ ہر عید کے روز چوگھڑی بجائے جائین -

دسواں - مسندرانین بلا ضرورت گھوڑے پر سوار نہون -

گیارہواں - ہر دریاؤں کے گھاٹ مرد اور عورتون کے علیحدہ مقرر کئے جائین تا مرد عورتونکو اور عورتین مردون کے گھاٹ سے الگ رہین -

اسمٰعیل قلیخانکی صوبہ داری اور خواجہ ابوالقاسم کی دیوانی

اسمٰعیل قلیخان امرائے اکبری میں ممتاز سمجھا جاتا تھا خدا جانے بمقتضائے بشریت کونسی حرکت سرزد ہوئی جس سے بادشاہ ناراض اور اسمٰعیل قلیخان محجوب ہوگیا - آدمی تھا غیرت دار شرمندہ ہوکر گھر بیٹھ رہا زمانہ معزولی میں کبھی منہ نہ دکھایا - ایکروز بادشاہ کو خیال آیا گھر سے بلوا کر نہایت تشفی فرمائی اور منصب چار ہزاری ذات مقرر کرکے ۹۹۶ھ ہجری میں گجرات کی صوبہ داری کا خلعت مرحمت کیا اور حکم ہوا کہ جسوقت اسمٰعیل قلیخان احمد آباد پہونچے قلیج خان چارج سپرد کرکے ہمارے پاس حاضر ہوجائے - کچھ ہی دن اسمٰعیل قلیخان نے صوبہ کا کام سنبھالا تھا کہ دفعتاً تبدیلی کا حکم پہونچا شاید کسی مصلحت سے خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش معین کئے گئے -

دوسری مرتبہ خان اعظم کی صوبہ داری اور سید بایزید کی دیوانی اور زکوٰۃ نہ لینے کے بارہ میں فرمان کا صادر ہونا

خان اعظم صوبہ مالوہ کی سرداری کر رہے تھے کہ بادشاہی فرمان نے احمد آباد جانیکی خوشخبری سنائی فوراً اسلئے کام چھوڑ چھاڑ کر احمد آباد تشریف لائے ۹۹۷ھ کے آخر سال میں صوبہ داری کا چارج لیکر انتظام کرنے لگے ۹۹۸ھ ہجری کے محرم کی اونتیس ۲۹ کو حضرت قدوۂ ارباب کمال وزبدۂ اصحاب متقال جامع علوم دین حضرت شاہ وجیہ الدین صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا - مدرسہ کے صحن میں آپکا مزار بنایا گیا - شیخ وجیہ الدین کے اعداد سے تاریخ نکلتی ہے - غزنین خان جالوری امرائے اکبری میں ممتاز تھا اور جالور جاگیر میں دیا گیا تھا - مگر جس زمانہ میں خانخانان مہم مظفر گجراتی کا بیڑا اوٹھا کر آرہا تھا نواح جالور میں جب پہونچا غزنین خان خانخانان کا شریک نہ ہوا - مرزا صاحب نے تنہا لشکر روانہ کیا غزنین خان سمجھا کہ میری بساط نہیں جو شاہی لشکر کا مقابلہ کیا جائے فوراً جالور سے بھاگ کر دار الخلافہ چلا گیا - چونکہ بغیر اسکے دوسرا ٹھکانا نہ تھا اور حضور میں نہایت عاجزی اور انکساری سے عفو تقصیرات کا خواستگار رہا جب کئی مدت گذر گئی تب بادشاہ کو بھی رحم آیا اور قصور معاف فرماکر باوگر جالور جاگیر میں مرحمت ہوا -

۹۹۹ھ ہجری میں کل ممالک محروسہ میں فرمان بھیجے گئے کہ آئندہ زکوٰۃ نہ لیجائے -

نقل فرمان جو بنام صوبہ دار گجرات صادر ہوا بجنسہ تحریر کی گئی ہے

کل ممالک محروسہ کے متصدی اور صیغہ کے ادنےٰ و اعلیٰ کار و باری کلہم اجمعین دریافت کریں اگرچہ ہماری تخت نشینی کو دوسرے قرن کا ساتوان سال ہے تاہم فضل الٰہی سے گلستان دولت و اقبال کے لہلہاتے ہوئے درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا نے سارے ہندوستان کو اس سرے سے اوس سرے تک مست بادۂ نشاط کر رکھا ہے گویا ایام ترقی کی صبح صادق آشکار ہو رہی ہے ہمارے احکام عدالت نظام نے کل ممالک محروسہ سے ظلمت جہالت اور گمراہی کو مٹا کر علم و حکمت کی روشنی سے منور کر دیا۔ یہہ کون نہیں جانتا کہ خداوند عالم و شاہنشاہ معظم نے حکمت بالغہ ازلی و قدرت کاملہ لم یزلی سے سلسلہ انتظام خلایق کا بادشاہان عادل و شہریاران دریادل کے قبضہ قدرت میں سپرد فرمایا اوسی دن سے مدار علیہ خلق اللہ کا خلعت فاخرہ حاصل ہوا ملک داری کا انتظام اور خلق اللہ کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داریاں سپرد ہوئیں ان دونوں باتوں کیلئے تعداد کثیر فوج کی ضرورت واقعہ ہوئی اسکے اخراجات مایحتاج کیلئے خراج زمین مقرر فرمایا پھر تو ساری مشکلیں دور ہو کر آسانی سے کام نکلنے لگا رفتہ رفتہ کثرت اشتغال ملک داری نے زمین تو قبضہ میں پہلے سے کر لی تھی بازاری خرید و فروخت پر بھی سکہ بٹھا دیا چنانچہ جو شئے خرید و فروخت ہوا کرے اسمیں سرکاری حقوق کا ایک نام معین کر کے لگا دیا گیا۔ مگر ارباب دیانت و اصحاب صیانت کے نزدیک اسکا پلہ بہت ہی گھٹا ہوا ثابت ہو گیا اور جتنے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے تھے خصائل ذمایم سے متبدل ہو گئے شک ہے اوس خلاق عالم کا کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری توجہات باطنی و تدابیر ظاہری کا دار و مدار رفاہیت عالم و بہبودی احوال بنی آدم پر رکھا گیا تھا جو دراصل فرزندان معنوی و امانت خداوندی ہیں ہماری نیک نیتی نے سواد اعظم ہندوستان کو مسافران ہفت اقلیم کا سرچشمۂ فیض بنا دیا لھذا فی زماننا ہمکو منظور ہوا کہ رعایا سے بازاری ابواب سارے کے سارے مسدود کر دئے جائیں اگرچہ محاصل ملک کی تفصیل ان ابواب کی مدین باعث ترقی خزانہ عامرہ تھیں مگر انکو نظر انداز کر کے بہبودی عامۂ رعایا و رفاہیت خلق اللہ کو باعث ترقی دولت روز افزوں خیال کیگئی اسلئے حکم فرماتے ہیں کہ جن چیزوں پر خواہ از قسم خوراکی و پوشاکی و اسباب استعمال کی زکواۃ یا محاصل لیا جاتا تھا تمام و کمال معاف فرمایا چنانچہ ہر قسم کا غلہ اور کل اقسام کی شیرینی۔ اور دوائیں۔ گھی نمک ہلدی۔ ایندھن۔ اور سب قسم کی خوشبودار اشیا تانبے پیتل کے برتن چرمی سامان۔ گھانس لکڑی اور کل اقسام کا سوتی اور اونی کپڑا وغیرہ کا محاصل یا زکواۃ آئندہ نہ لیجائیگی مگر ملکی مصلحت سے یہہ سات چیزیں معافی سے مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ بکری بھیڑ۔ تیار ہر قسم کا ریشمی کپڑا ان چیزوں سے محاصل یا زکواۃ وصول کیجائیگی۔ فی زماننا فضل الٰہی سے دبدبہ سلطنت نے تمام ممالک محروسہ میں وہ سکہ بٹھا دیا ہے کہ کسی متنفس کو مجال عدول حکمی باقی نہیں ہے ہماری عدالت اور انصاف پروری کی روشنی نے سواد اعظم ہندوستان کو منور کر رکھا ہے اور ہم بھی ہمیشہ اسی نعمت عظمیٰ کے جناب باری میں شکر گذار ہیں۔ لھذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ فرزندان کامگار و امرائے نامدار اور ناظمان صوبہ حاکمان شہر و قصبہ جاگیرداران پرگنہ و عاملان محالات خالصہ شریفہ و زمینداران باج گذار و حاکمان ضلع و کارپردازان محکمہ اداری و نگہبانان گذرگاہ بری و بحری وغیرہ منتسبان سلطنت کلہم اجمعین مضمون فرمان والا کو گوش ہوش سے سنکر خبردار رہیں کہ آئندہ معاف شدہ اشیاء کا محاصل یا زکواۃ کسی جگہ نہ لی جائے بلکہ احتیاط رکھا جائے نامنتسبان سلطنت سے کوئی متنفس کسی غریب یا مسافر کو ڈرا دھمکا کر جابرانہ کارروائی نکرے ورنہ معتوب درگاہ ہونگے علاوہ

[illegible]

مستوجب عذاب ہوگا۔

خان اعظم کے زمانہ حکومت مین اکثر پرگنون کے دیسائی اور مقدم مع رعایا حضور مین نالش کرنے لگے کہ جسوقت مانہ سے صوبہ گجرات حضور شاہنشاہی کے سایہ عاطفت مین لیا گیا بعوض فارغ البالی، خرابیان ہونے لگین جاگیردار تو جاگیردار مگر خود نائب صوبہ کے تحصیلدار آنکھین بند کرکے سارے ابواب محاصل سمیٹ کر لیجاتے ہین۔ ایدہر کی یہہ کیفیت اور اودہر سے راجپوت کولی اور مسلمان جنکے قبضہ مین اکثر دولبست موضع کے موضع کسی مانہ سے چلے آتے ہین ہماری کشتکاری کو حالت تیاری مین تباہ و برباد کئے دیتے ہین۔ اس سے رعایا کی خرابی اور سرکاری محاصل کی بربادی ہوا کرتی ہے۔ حضور کا حکم ہوا کہ دیوان صوبہ اس امر کا انتظام کرے کہ ہر پرگنہ کے دیسائی اور مقدمونکی معرفت تمام ضلع کی جمعبندی خواہ محالات خالصہ ہون یا جاگیردارونکی جاگیرین سبکے لئے ایک ہی قسم کا انتظام کردیا جائے چنانچہ حاصل مزروعات سے نصف حصہ حق سرکار اور آدہا کاشتکار کو ملا کرے اور صیغہ مقدمی کے فیصدی پانچ روپیہ مقدمون کو ملا کرین اس سے زیادہ کسیکو لینے کا مجاز نہو گا اور کولی۔ راجپوت وغیرہ کے پاس جسقدر زمین ہو از انجملہ چہارم حصہ کی زمین الگ کرکے لگان معاف کردیا جائے تا بار دگر فساد کرنیکا موقع نہ ملے بلکہ کولی وغیرہ سے ضامن معتبر شخص کو لیا جائے۔ اور چھوٹے بڑے زمیندارون کو تاکید کردیجائے کہ نوکری والے گھوڑون کو داغ دلوا دلاکر تیار رکھین ہر وقت ضرورت حسب الطلب ناظم صوبہ سرکاری ملازمت بجالانے کو حاضر ہوجائین۔ بعض اوقات زمین فروخت ہوا کرتی ہے اوسکو بچان کھتے ہین زمین کا نصف محصول معین شدہ بیچنے والے سے وصول کیا جائے۔ حسب الحکم حضور سارے صوبہ کا انتظام ہوگیا اور روز بروز آبادی ترقی ہونے لگی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس کتاب کا دارومدار صوبہ گجرات کی بربادی اور خرابیون پر رکھا گیا ہے اور ہر موقعہ اور محل پر اسی کا اشارا بھی ہوتا رہا ہے۔ یہہ بھی از انجملہ ایک جملہ معترضہ مناسب مقام معلوم ہوا چند سطرین لکھی گئین آپ جانتے ہون کے کہ ملک کی خرابی حاکم کی غفلت اور بدنظمی سے ہوا کرتی ہے گجرات مین جسقدر فساد برپا ہوئے اوسکا سارا دارومدار ناظمان صوبہ کی غفلت اور کم توجہی پر رکھا گیا ہے۔ کسی مانہ مین بھی گجرات نہا جو ہر طرف سے انتظام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی یہنے والونکی دلکی امنگین روز بروز بڑھتی جاتی تھین۔ غریب سے غریب نے اپنی بساط کی موافق کوئی ایسا کام ضرور کیا کہ جس سے چند مدت اوسکی یادگار زمانہ مین باقی رہی آپ دیکھتے ہین کہ ہر جگہ ایک ایک مسجد یا مقبرہ سنگین عمارت کا بنا ہوا موجود ہے۔ اور فی زماننا وہی صوبہ ہے جسکو کولی اور سرکش راجپوت بانیان فسادنے لوٹ لوٹ کر خالی کردیا نہ اب وہ دولت رہی نہ وہ جاہ وحشم۔ فقط نام ہی نام باقی رہگیا۔

اگلے زمانہ مین کولی اور راجپوت کی عملداری تمام صوبہ مین پھیلی ہوئی تھی چھوٹے چھوٹے راجہ اور زمیندار اپنے علاقون کے حاکم بالاستقلال تھے ظلمت کفر سے سارا گجرات بھرا پڑا تھا جب پروردگار عالم کو منظور ہوا کہ کفرستان کو اسلام آباد بنا دیا جائے۔ دہلی سے اہل اسلام آئے اور رفتہ رفتہ ظلمت کفر دور ہوتی گئی خصوصاً سلاطین گجرات نے کس شد و مد سے حکومت کے ڈنکے بجادئے اور گجرات سے کفرستان کا کان پکڑ کر نکالدیا تنجانونکی جگہ صمد خانے آباد ہوئے بعوض ناقوس اللہ اکبر کی صدائین بلند ہوئین۔ ساری اقوام مین سب سے زیادہ سرکش قوم راجپوت اور کولی شمار کئے جاتے تھے اونکے نزدیک حاکم کی کچھ وقعت نتھی مگر شایان اسلام کے رعب داب نے اکثرون کو مشرف باسلام کیا چنانچہ گجرات کے اکثر مسلمان اوسی اقوام متعارفہ سے مشتہر ہین۔ مثلاً چوہان۔ ڈوڈیا۔ پرمار وغیرہ وغیرہ اور بعض کولی اور راجپوت بحالت خودسر رہے مجبور ہوکر سرکاری ملازمت مین نام لکھوا لکھوا کر نوکر ہوگئے ہر ایک کو علے قدر لیاقت ملازمت سپرد ہوئی زمین مزروعہ کی نسبت مالگذاری دینے لگے علاوہ اسکے جسقدر موضع یا گاؤنکی کچھ زمین اونکے پاس تھی اسکا چہارم حصہ جسکو بانٹا کھتے ہین اونکے لئے چھوڑ دیا گیا باقی رہے تین حصے جسکو

تلپد کھنٹے مین اوسپر سرکاری لگان لگایا گیا اور بڑے بڑے زمیندار جنکے قبضہ مین پرگنے کے پرگنے رہا کرتے تھے شاہی لشکر مین ملازم ہوگئے اور بقدر استطاعت ملک سوار اور پیادونکی جمعیت سے نوکری کرنے لگے وہی پرگنے بعوض خدمت مشروط الخدمت قرار دیئے گئے اور ایک زمانہ تک کولی اور راجپوت جنکا بانٹہ اکثر دیہات مین تھا اوسکے سہارے دیہات کی نگہداشتی کرتے رہے ایام فصل مین جاگیردارونکو بطریق سلامی کچھ دیا کرتے تھے رفتہ رفتہ جب روٹیون سے پیٹ بھرنے لگا اور فی الجملہ ہاتھ پیر مین کسیقدر قوت بھی پیدا ہوگئی نچلے بیٹھنا پسند نہ آیا۔ اوّل اوّل قریب و جوار کے مواضعات پر حملے شروع کئے یعنی دن دہاڑے ڈاکہ مار کر مویشی جبراً چھین لانے لگے جب اس امر کی سرکار سے بازپرسی نہوئی۔ دلیر ہوکر قدم آگے بڑھایا دور دراز تک کے دیہات نہ بچے اور جب کسی کسان نے مقابلہ کیا تو بیچارہ پیٹا جاتا تھا غریب رعایا عاجز آگئی تھی آخر الامر بعض دیہات کے مقدمون نے بحالت مجبوری حسب حیثیت کسی موضع کا نقد روپیہ اور کسی موضع کی زمین قابل زراعت اونکے نام معین کرکے سر سے بلا ٹالی اوسی زمانہ سے اسکا نام گراس یا ڈول مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ حاکمونکی کم توجہی اور ناظمون کی بدنظمی سے اسنے ایسی ترقی پکڑی کہ ساری گجرات مین سکہ بٹھا دیا ملک بھر مین کوئی گاؤن باقی نرہا جسمین کولی۔ راجپوت اور مسلمان کا گراس نہو ترقی کی یہہ نوبت اور طاقت کی یہہ کیفیت کہ کسی حاکم کے ہلائے بھی نہ ہلا۔ ان اقوام مین چوری۔ راہزنی اور سرکشی کچھ ایسی منحصر ہوگئی تھی کہ کبھی نچلا نہ بیٹھنا دینی تھی انکا یہہ نتیجہ ہوگیا تھا کہ جہان ناظم صوبہ کو نرم دیکھا رعایا پر سختی کے برتاؤ کرنے لگے اسیوجہ سے بعض بعض ناظمون نے بڑی بڑی موضعات اور پرگنون مین چھوٹے چھوٹے قلعے بنوا کر تہانے مقرر کردئے تھے اور ہر تہانے مین سپاہ کا کافی کردہ تعینات تھا اور جبتک یہ انتظام اور جانچ پرتال کا طریقہ جاری رہا مفسدون کو فساد کرنیکا موقعہ نہ ملا فی زماننا غفلت حکام نے انتظام سابقہ کو تتر بتر کردیا۔ کولی اور راجپوت اسیکے منتظر تھے فوراً اکھڑے ہوگئے پہلے بعض قلعون کو جلا کر خاک سیاہ کردیا اور بعض تہانون کے آپ قابض ہوگئے۔ اگرچہ بڑے بڑے زمیندار سرکاری ملازمت مین سرگرم خدمت تھے مگر جب یہہ کیفیت دیکھی ناظم صوبہ کی اطاعت تو درکنار پیشکش دینا بھی موقوف کردیا گویا وہ دفتری گاؤخور ہوگیا اب یہہ نتیجہ رہگیا کہ ناظم صوبہ بانٹہ دارون پر جنھون نے سرکاری تلپد کا قبضہ کرلیا تھا فوج کشی نہ کرے اور کسیقدر خونریزی نہو پیشکش وصول نہین ہوتا جب بانٹہ دارونکی یہہ کیفیت تو ناظم جاگیردار تو نامی صوبہ کے ہلائے نہ ہلتے تھے روپیہ دینا تو بڑی بات تھی رفتہ رفتہ ملک بھر مین بدنظمی ایسی پھیلی کہ کسیکی طاقت نتھی جو بلا بدرقہ کہین شہر کے باہر قدم رکھے اور بدرقہ کرنیوالی قوم بھی کولی اور راجپوت تھی سنہ ۹۹۹ ہجری مین خان اعظم نے چند قنداور ہاتھی اور گجرات کی پیداوار اور نایاب چیزین پیشکش حضور مین بھجوادین۔

ہنگامہ آرائے مظفر باغوائے جام زمیندار نوانگر

اس سال کے واقعات مین سلطان مظفر کی ہنگامہ آرائی حیرت خیز واقع ہوئی سورٹھ کے زمیندار وہین نوانگر کا زمیندار جام معزز شمار کیا جاتا تھا خدا جانے ناظم صوبون سے اوسکو کیون پرخاش رہا کرتی تھی اکثر اوقات مخالفانہ کارروائیان کر بیٹھتا۔ جب خان اعظم بار دگر ناظم صوبہ ہوا جام کو رگ شیطنت سے گدگدا کر آمادہ کردیا اور تو کچھ نہ بن پڑا مظفر بیچارا گوشہ نیکنامی مین روپوش ہو رہا تھا ورغلا کر آمادہ کردیا مظفر بھی اوسکے بہکانے سے خم ٹھوک کر کھڑا تو ہوا مگر فوجی طاقت کی شکایت باقی رہی جام نے ایدھر اودھر سے بدمعاشون کو بلا بلا کر اکٹھے کرلئے۔ اور آپ سرغنہ و مقدمۃ الجیش بنکر تیار ہوگیا۔ دولت خان پسر مین خان غوری حاکم سورٹھ اور راجہ کہیار زمیندار کچھ کو ملا کر شریک کیا خان اعظم کو بھی ضرور ہوا کہ مظفر کے مقابلہ مین لشکر بھیجے۔ چھوٹے چھوٹے افسرون کا تذکرہ کیا تھا بڑے نامی گرامی جاگیردار قلیچ خان کے بھائی

اور اسمٰعیل خان کے فرزندون نے خان اعظم کی رفاقت سے منہ پھیرا انجام کار بجمعیت قلیل محض باعتماد اقبال شاہنشاہی احمد آباد سے روانہ ہوا جب بیرم گانم پہونچا فتح خان پسر امین خان غوری اور چند رسین زمیندار ہلود اور کرن بیرال موربی والا یہہ تینو خان اعظم کے شریک ہوئے خانصاحب نے نورنگخان و سید قاسم اور خواجہ لیمان بخشی کو آگے روانہ کیا۔ یہہ موربی پہونچکر ٹھہر گئے اور نہ جانے کسلئے مظفر کو صلح کا پیغام دے بیٹھے مظفر کا مقام دھولی سے بیس کوس کے فاصلہ پڑا ہوا تہا باوجود کثرت تعداد و دبدبہ افواج قاہرہ سے آگے قدم نہ بڑہاتا تھا پیغام سنتے ہی خوف بر طرف ہوگیا صلح سے انکار کرکے لڑنیکو تیار ہوگیا۔ جب خان اعظم تشریف لایا یہہ بات سنکر از حد آزردہ ہوا چونکہ وہ جانتا تہا کہ باوجود کثرت مخالف تقریباً بیس ہزار سے کچھ زیادہ ہونگے اور خانصاحب کے دس ہزار سے زیادہ جمعیت نتھی تاہم افواج قاہرہ کی تہنیں بڑہی ہوئی تہیں اونکی تجربہ کار نگاہونمین مقابل کی کچھ وقعت نہ سماتی تھی پیغام صلح نے الٹا اثر پیدا کیا بہرحال لڑائی کی تیاریان ہونے لگین مظفر کا لشکر ایک بلندی پر ٹھہرا ہوا تہا اور خان اعظم کا پڑاؤ نشیب مین تہا کبھی فریق کیجانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تھی کہ دفعتاً آسمان سے پانی برسنے لگا دو روز تک متصل برستا رہا۔ خان اعظم کے لشکر مین اسباب رسد نہ پہونچا پریشان ہونے لگے۔ انجام کار خانصاحب کو موقعہ جنگ سے ہٹکر نوانگر کو جو زمیندار جام کے متعلق تہا جانیکی ضرورت ہوئی اسمین بھی خانصاحب کی کچھ نکچھ تھی ایک تو یہ کہ لشکر جو رفاقت کشتی سے بچ جائیگا اور دوسرا مخالفون کو لامحالہ بلندی سے کھسکاکر آگے آنیکی ضرورت واقع ہوگی شاہی لشکر تو انگر سے سات کوس ایدھر ایک باموقع دیکھکر ٹھہر گیا اسباب رسد بھی ہر طرف سے پیٹ بھر کر پیدا ہوگیا شکایت جاتی رہی مظفر بامر مجبوری بلندی سے اوترکر ایدھر آرہا تہا راہ مین اکثر سپاہی مایوس ہوکر پلٹ گئے آدھے سے کچھ زیادہ باقی تھے اونکو ہمراہ لے دریا کنارے فروکش ہوا دونون لشکر وسطمین دریا حایل تہا دوسرے روز صف آرائی ہوکر جنگ شروع ہوئی ابتدا حسب قواعد جنگ فریقین کے سپاہی داد مردانگی دینے لگے۔ مظفر کے ساتھہ والے راجپوت گہوڑون سے اوترکر صف بستہ کھڑے ہوگئے اور تیر کمان نیزہ و برچھہ پھینک پھینک کر بعض نے تلوار و بعض نے خنجر و کٹار پکڑ کر کود پڑے یہہ دیکھکر خان اعظم کی سپاہ نے کچھ کچا کر حملہ کردیا گھمسانکی لڑائی ہونے لگے سپاہیونکی سر اولونکی طرح دھڑ دھڑ پر سر سے تھے کبھی اودھر والون نے دس بیس کو قتل کیا کبھی ایدھر کے جانبازون نے تلوارون سے صفین کی صفین اولٹ دین خانصاحب چیدہ چیدہ بہادرونکا گروہ لیے ہوئے الگ تماشا دیکھہ رہا تہا جنگ مغلوبہ کی کیفیت دیکھکر آپ بھی کود پڑا۔ مہراول کے بہائی اور جابا تہا کرکے دو بیٹے پانسو راجپوت صف شکن کو ہمراہ لیکر شریک ہوگئے پھر تو وہ تلوار چلی کہ اللہ کی پناہ کشتون کے پشتے لگ گئے فوج مخالف بے قاعدہ کے علاوہ ہنگامہ بے تمیزی اکہٹا ہوا تہا ایدھر کی برش تلوار دیکھکر جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے راجپوت اور کولی سر پہ پاؤن رکھکر بہاگنے لگے مظفر اور جام فوجکی بہاگڑ دیکھہ دیکھکر چلتے ہوئے۔ ساری فوج نکل گئی مگر نا امیدی نے ساتھہ نچھوڑا دولت خان غوری زخمی ہوجوناگڈھ چلا گیا رزم گاہ جب باغیون سے خالی ہوگیا فوج مظفر کے دو ہزار آدمی تلف شدہ شمار ہوئے غازیان دیندار کے دو سو آدمیون نے جام شہادت نوش کیا اور پانسو سپاہیونکی زخم دوزی ہونے لگی یہہ تو ثابت ہوا کہ فلان فریق کے اسقدر مگر کلہم سات سو گہوڑے جان نثار ہوئے خان اعظم مظفر و منصور نقارہ شادیانہ بجاتا ہوا جنگاہ سے لوٹا راہ مین دشمنون کا مال غنیمت بیشمار ہاتھہ لگا ایکروز قیام کرکے نوانگر جانے بارگر مال و اسباب از قسم زر نقد وغیرہ لشکر منصورہ کو ملا مظفر اور جام متفق ہوکر کسی رہ مین روپوش ہوگئے خانصاحب بھی وہین ٹھہرے رہے کہ اب نہین تو دو روز بعد بھی باغیون کا پتا ضرور مل ہی رہیگا نورنگخان اور سید قاسم کچھ فوج لیکر جوناگڈھ پہونچے اس عرصہ مین دولت خان پسر امین خان غوری نے حالت زخم داری مین انتقال کیا۔ اہالیان قلعہ سلسلہ جنبانی کرکے

طالب امان ہوا چاہتے تھے کہ دفعتاً سلطان مظفر آپہونچا اسکو دیکھکر اہالیان قلعہ کی ہمت بڑھ گئی فوج شاہی محاصرہ کئے ہوئے تھی کہ اس عرصہ مین خان اعظم کی سواری آپہونچی مظفر مایوس ہوکر باہر آیا اور جاتے وقت یہہ شہرت کردی کہ سلطان مظفر بہ نفس نفیس احمد آباد تشریف لیگیا خان اعظم نے بنظر حفظ ماتقدم اپنے لڑکے خورم کو اودہر روانہ کیا اور آپ جوناگڈہ کی فکر مین مصروف ہوا کسی ذریعہ سے یہہ خبر دریافت ہوئی کہ جام زمیندار لشکر کی برابر ہوکر وطن جانیوالا ہے خانصاحب نے مہم جوناگڈہ ملتوی رکھی اور آپ احمد آباد روانہ ہوئے جاگیر دار جاگیرون مین چلے گئے۔

بار دگر عزم فتح قلعہ جوناگڈہ

خان اعظم کو تسخیر قلعہ جوناگڈہ ویسے لگی ہوئی تھی کبھی چین سے بیٹھنے نہ دیتی تھی آخر الامر سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین بڑی تیاری کے ساتھہ روانہ ہوا۔ راہ مین جام کا لڑکا اور جلال خان سازی خان و ملک حسن یہہ چارون نے خانصاحب کی ملازمت حاصل کی بندر گھوگھہ بندر سومنات وغیرہ کل سولہ بندر بندون جنگ تسخیر ہوگئی۔ خانصاحب بندر گاہونکی تسخیر کے شکون لیکر آگے بڑھے اور یقین ہوگیا کہ اب جوناگڈہ ضرور تسخیر ہوجائیگا جاتے ہی محاصرہ کیا قلعہ مین خان غوری کے پوتون کے قبضہ مین تھا ہر طرف سے مورچے قایم کئے اور جس راہ سے قلعہ مین رسد وغیرہ اسباب جایا کرتا تھا نورنگخان کو یقین کیا نہ جانے کس وجہ سے دفعتاً قلعہ مین آگ لگی اسباب قلعہ داری کے علاوہ بہت سا غلہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوگیا تاہم قلعہ سے ہر روز ایک منی اور پانچ منی گولے آیا کرتے تھے خان اعظم نے خیال کیا کہ جبتک گولہ بگولہ اور مشت بمشت جواب دیا جائیگا یہہ قلعہ مدتون تک تسخیر نہوگا یہہ سوچکر قلعہ کے مقابلے چھوٹی سے گدھی پر توپین چڑھا دین اور اس انداز سے لگائی گئین [illegible] کا گولہ سیدھا قلعہ مین جا گرے یہہ گولہ باری دیکھکر قلعہ والون کے اوسان جاتے رہے لڑائی موقوف کرواکر معاہدہ کرلیا قلعہ بھی تسخیر ہوگیا اور بات بھی بن گئی دوسرے روز امین خان غوری کے پوتے اور دولت خان کے لڑکے پچاس نامی افسرون کو ہمراہ لیکر باہر آئے اور خانصاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر ایک کو علے قدر لیاقت و حوصلہ خلعتین ملین گھوڑے دیئے گئے منصب اور جاگیرون سے سرفراز ہوئے شاہی ملازمت کا افتخار حاصل ہوا۔

سبحان اللہ ملک سورٹھہ بجائے خود ایک سلطنت تھا محض باقبال شاہنشاہی تسخیر ہوگیا پھر تو سورٹھہ کے سارے جاگیردارون نے فرمان برداری اختیار کی مورخ کو لازم ہوا کہ وجہ تسمیہ جوناگڈہ سے کیفیت سابقہ اسی جگہ ذکر کیا جائے تو خلاف قواعد مورخی نہوگا۔

اسکا نام سنتے ہی اوسکے قدیم ہونیکا شبہ اوٹھہ جاتا ہے اسکی مغربی اور جنوب دریائے شور واقع ہے اور جانب مشرق ضلع جہالاواڑہ (احمد آباد سے بیس کوس فاصلہ ہے) اور شمال کیطرف صوبہ ٹھٹھہ ملتی ہے سارے ملک کی زمین سیاہ اور سخت اور چکنی کہ ذریعہ برسات سے لوگون کو چلنا دشوار ہوجاتا ہے چنانچہ پاؤن رکھا اور پھسلا جنگلی اور میوہ دار درخت کہین دکھائی نہین دیتے جنگل صاف اور شفاف راہ چلنے والا دور سے دکھائی دیتا ہے۔ مگر بعض جگہ جنگل یا پہاڑ یونمین۔ آم۔ کھرنی۔ املی کے درخت نظر آتے ہین علاوہ اسکے ببولون کا جنگل کہین کہین پایا جاتا ہے یہہ ملک کچھی گھوڑونکا معدن ہے اس ملک کے باشندے مختلف الاقوام ہین آزانجی راجپوت اور کولیونکی کثرت سے آبادی ہے سلف سے انکا شیوہ ڈاکہ زنی مشہور ہے ہمیشہ ہتھیار لگائے تیار رہتے ہین اور گھوڑے بھی کسے کسائے ہمہ وقت موجود نیزہ بازی مین شہرہ آفاق گھوڑون کے چڑھتے ایسے کہ بعض بعض موقعہ پر بدون زین گھوڑے سوار ہوکر قزاقی کرتے ہین سرکشی اور نافرمانی اونکی طینت مین مخمر ہے۔ حاکم ضلع کو بدون فوج کشی مال گذاری وصول نہین ہوتی۔ یہہ ملک کئی اضلاع پر منقسم ہے اور ہر ضلعہ کے نام الگ الگ چنانچہ ہالاڑ۔ اور کاٹھیاوار۔ کولواڑ۔

بابریاواڑ - علاوہ اوسکے کئی بندرگاہیں بھی شریک ہیں - اور اکثر چھوٹے - بڑے دریا بہہ رہے ہیں کئی قلعی نئے اور پرانے آباد ہیں - ہنود کی پرستش گاہیں - دوارکا - سومنات - شطرنجہ وغیرہ بڑے بڑے مشہور عالم ہیں علاوہ اونکے اور بہت سے مندر ہیں جنکی تفصیل کی گنجایش نہیں بہ نسبت فصل خریف فصل ربیع کا غلہ زیادہ پیداوار ہے زمین کہاد کی محتاج نہیں قوت اوسکی معتدل ہے زمین بالخاصہ نمناک ہے برسات گذر جانے پر گیہوں چنا بویا جاتا ہے - بدون حمایت ہمیشہ سرسبز شاداب رہتا ہے چونکہ کثرت شبنم مال ربیع کو تر و تازہ رکھتی ہے اسیوجہ سے زراعت مراد کو پہونچ جاتی ہے چرند جانوروں کی کثرت ہونے سے کشت کاری کو نقصان نہیں پہونچتا - کاٹھیاگیہوں اسی ملک کا پیداوار ہے - یہہ غلہ اپنی قسم میں نہایت لطیف اور خوشگوار ہوتا ہے یہہ ملک نہایت سیر حاصل - سرکار اسلام نگر اسی ملک میں داخل ہے سلطان احمد آباد نے کئی مرتبہ ملک سورٹھ کو تسخیر کرنا چاہا مگر ہر مرتبہ ناکامی رہی مگر سلطان محمود بیگڑہ نے سنہ ۸ ہجری میں راؤ منڈلیک سے لڑ بھڑ کر ایک شہر نیا آباد کیا اور اسکا نام مصطفےٰ آباد رکھا اسکی پوری کیفیت مرات سکندری میں مرقوم ہے -

وجہ تسمیہ جوناگڈہ سورٹھ کے بڈھے اور جہاندیدہ لوگوں سے یوں دریافت ہوا کہ راجہ منڈلیک جو معاصر سلطان محمود بیگڑہ تھا اسکے اجدادی سلسلہ میں راؤ منڈلیک نامی ایک بڑا راجہ اسی ملک کا حکمران تھا - اہل ہنود کا یہہ مقولہ ہے کہ ایکہزار نو سو برس سورٹھ کی سلطنت اسی راجہ کی خاندان میں ابا عن جد نسلاً بعد نسلاً چلی آئی تھی - منڈلیک سابق کے زمانہ سلطنت میں قصبہ بن قطلی دارالریاست (راج دہانی) قرار دیا گیا تھا یہہ قصبہ جوناگڈہ سے پانچ کوس فاصلہ پر مغرب رویہ واقع ہے اوسکے اردگرد ہولناک جنگل کی جہاڑی پھیلی ہوئی تھی اوسکی تعریف کسی شاعر نے چند فارسی اشعار میں بیان فرمائی ہے - ؎ زبس بوذ است بسیار ے ز اشجار + نمودی روز روشن چون شب تار + نبوے بود تاریک آن بیابان + کہ کم گشتے دران خورشید تابان - اتفاقاً قصبہ بن قطلی کا رہنے والا لکڑہارا ایکروز اسی جنگل میں گیا مگر ہزار خرابی و دقت کے ڈالیں کاٹتا ہوا آگے چلا گیا جاتے جاتے دور سے علامات قلعہ اور دروازہ دکھائی دیں یہہ دیکھکر بخوف جان لرزاں و ترساں پیچھے پلٹا اور راجہ کے دربار میں جاکر کیفیت سن و عن بیان کی راجہ نے جنگل کٹوانیکا حکم فرمایا جہاڑی کٹ کٹا کر رستہ صاف ہوا راجہ خود تشریف لیگیا - دیکھا کہ ایک قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ دامن کوہ گرنار میں کسی کاریگر نے پہاڑ کا ٹکڑا بنایا ہوا ہے بلندی اسقدر کہ سطح زمین سے کنگرہ فصیل تک چار یا پانچ تیر پرتاب کا فاصلہ ضرور ہوگا سر دیوار کنگرے کٹے ہوئے ہیں - قلعہ کے تین دروازے ہیں ایک مشرقی دوسرا مغربی تیسرا شمالی شمالی دروازہ غربی سے بڑا ہے بنایا گیا ہے قلعہ کے اندر دو کنوئیں نہایت وسیع ایک کا نام - نیا جونا - اور دوسرا نگویا وغیرہ اسکے دو بادیان ایک اڑی اور دوسری چڑی نام سے مشہور ہیں راجہ منڈلیک نے قلعہ والوں سے بانیکا نام دریافت کیا کہیں پتہ نہ لگا مجبور ہوکر بستی کا نام جوناگڈہ رکھا گیا چنانچہ اصطلاح گجرات میں قدیم کو جونا اور قلعہ کو گڈہ کہتے ہیں -

گرفتار ہونا سلطان مظفر عرف نتھو آخری سلطان گجرات کا بسعی خان اعظم اور بعد گرفتاری خودکشی کرنا

مہم جوناگڈہ سے فرصت پاکر خان اعظم سلطان مظفر کی جستجو میں ہمہ تن مصروف ہوا کسی مخبر کے ذریعہ سے دریافت ہوا کہ زمیندار ہالار کے یہاں چھپے ہوئے ہے اسی علاقہ میں بنجارہ دوارکان عرف جگت ہندو کا معتبر نیز تہہ گاہ ہے خانصاحب نے نورنگخان - گوجرخان - نظام الدین احمد اور اپنے

ح احمد بانی

لڑکے محمد انور کو تعداد کافی فوج تعین کرکے روانہ کیا مجاہدون نے جاتے ہی دو ارکان کو صدمہ خانہ بنایا اور کئی جوانون کو حفاظت کیلیئے متعین کرکے چارون افسر زمیندار ہالاڑ کی فراج پر ہی کو چلے اوسنے اونکے پہنچے پہلے مظفر کو کشتی مین بٹھا کر ایک جزیرہ مین روانہ کیا مظفر شاہ ہنوز بندر گاہ سے چندے آگے بڑہے تھے کہ مددگاران مظفر سے لڑائی ہونے لگی یہہ دیکھکر مظفر بھی ٹھہر گیا زمیندار ہالاڑ خود موجود تہا مسلمانون کو راجپوتون ایسی لڑائی پڑی کہ صبح سے شام تک دم لینے کی مہلت نہ تھی باوجود اسکے کہ سمندر کے کنارے والی زمین مین ہر جگہ دلدل زمین پڑی ہوئی تہین گہوڑون کا چلنا دشوار تھا مجبوری سے پیادہ ہوگئے اور ایسی تلوارین مارین کہ راجپوتون کے دانت کھٹے کردیئے قریب شام تیر تونمانے کافر کا کام کرکے مالک جہنم کے سپرد کیا زمیندار کے مارے جانے سے مظفر نہایت پریشان ہوا اور تو کچھ بن پڑی بہاگ کر سیدہا پہاڑ مین زمیندار کچھ کے پاس پہنچگیا خان اعظم جو ناگڑہ مین تشریف رکھتا تہا خبر سنکر اپنے لڑکے عبد اللہ کو جانب پہاڑ روانہ کیا۔ راہ مین جام نے لڑکون سمیت ملاقات کی اور اپنی بریت ظاہر کرکے معاہدہ کروالیا۔ زمیندار کچھ نے وکلا بھیجکر معافی مانگی اور اقرار کیا کہ میرا بھی ایک لڑکا حضور کی خدمت مین حاضر رہیگا مظفر میرے ہان نہین آیا خان اعظم کی تجربہ کاری کے سامنے زمیندارانہ کارروائی اور حیلہ سازی کچھ وقعت نہوئی اور یہی جواب پایا گیا کہ سرکاری دبتجویز ہی تمکو منظور ہو تو مظفر کو جلد حوالہ کردو ورنہ ہماری جستجو سے تمہاری وقعت نہ رہیگی۔ زمیندار بھی سمجھ گیا کہ میرا کوئی حیلہ پیش نہ جائیگا بلکہ خان صاحب نے یہہ بھی کہدیا تہا کہ چند روز تم اپنا علاقہ جام کے سپرد کردو اور فوجی امداد بھی جسقدر ممکن ہو کوتاہی نہ کرو پھر دیکھین مظفر شاہ بہاگ کر کہان جاتے ہین اس آخری فقرہ سے زمیندار کچھ کے ہاتہہ پیر سست ہوگئے کہبر کر پیغام بھیجا کہ پرگنہ موربی قدیم سے ہمارے متعلق تہا اگر اس خدمت کے صلہ مین وہی پرگنہ مرحمت ہو تو مظفر کو گرفتار کرکے روانہ کردیا جائے گا۔ خانصاحب نے درخواست منظور فرمائی اور ایک سالہ جرار فوج ہراول منتخب کرکے زمیندار کچھ کے پاس بھیجدیا۔ اسکی یہہ مثل ہوئی کہ گئے تھے نماز معاف کرانے اولٹے روزے اور گلے پڑے۔ مجبور ہوکر تمام کیمپ مصروف ہوا آخر یہہ صلاح ٹھیری کہ شاہی رسالہ کو مظفر کے پاس بھیجکر یہہ کہا گیا کہ راجہ بہارہ تمہاری ملاقات کو آتا ہے۔ مظفر خوشی خوشی قیام گاہ سے باہر آیا سوارون نے چہطرف سے محاصرہ کرکے گرفتار کرلیا۔ اسکو یہہ خبر تھی کہ زمیندار بہارہ دوستانہ کے برتاؤ کی پیرایہ مین دشمنی کریگا۔ رسالہ مظفر کو لیئے ہوئے راتون رات خان اعظم کے پاس آنے لگا جب صبح ہوئی راہ مین کسی جگہ ٹہر کر مظفر نے بیان کیا کہ وقت نماز قریب ہے مجکو قضائے حاجت سے فراغت ہولے تو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہ لون۔ یہہ بہانہ کرکے ایک درخت کے تلے آیا اور پائے جامہ سے یا انزار کا کمر ایسا حلق پر دیا کہ سر تن سے جدا ہوگیا جبتک سوارون کو خبر ہو مظفر کشاکش زندگی سے رہائی پاچکا تہا۔ سواران متعینہ مظفر کا لاشہ لیئے ہوئے خانصاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے سر مظفر نظام الدین احمد کے ساتہہ بادشاہ کے حضور بھیجدیا گیا یہہ واقعہ سنہ ایکہزار ہجری مین قریب موربی موضع دہرمن جو کچھ سے پندرہ کوس ایدہر واقع ہے وقوع مین آیا۔ مظفر بڑا غیور ثابت ہوا جو زندہ بادشاہ کے سامنے نہ گیا قلعہ جو ناگڑہ مسخر ہوئے بعد خان اعظم نے دریائے شور کے کنارے تک سارا ملک مفسدون سے خالی کردیا۔

روانہ ہونا خان اعظم کا بارادہ حج بیت اللہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما

جو ناگڑہ کی فتح اور مظفر کی خودکشی یہہ دونون خبرین حضور زین برابر پہونچین شاہی فرمان خان اعظم کی طلبی کا صادر ہوا۔ ایسی فتح کا میسر ہونا باعث ازدیاد مراتب تہا مگر نہ معلوم کس بات سے خانصاحب کو واہمہ سا پیدا ہوا اور حضور مین حاضر ہونیکو بہانہ تسخیر بندر دیو منتوی کیا گیا۔ سب سے پہلے امرائے بادشاہی مثلا نورنگخان۔ گوہر خان۔ خواجہ اشرف وغیرہ جو ہمیشہ خانصاحب کی رفاقت سے ایکدم جدا نہوتے تھے سبکو

بخشی جاگیرون پر جانے کی اجازت دیگئی حاکمان بندرگاہون کو حکم بھیجے گئے کہ آیندہ کوئی سوداگر تمہارے علاقون سے ہوکر دیوبندر مین جانے نہ پائے ورنہ معتوب درگاہ سمجھے جاوگے اس سے مطلب یہہ کہا گیا تہا کہ جب سوداگرونکی آمد و شد مسدود ہوجائیگی فرنگی مجبور ہوکر اطاعت کرنے لگین گے اور زمیندار جام بہارہ یہہ دونون سورٹھ کے زمیندار دنمین شمار کیے جاتے تھے اونکو تحریر کیا کہ ہم جانتے ہین کہ سندہ ہوتے ہوئے حضور مین حاضر ہووین غرض خانصاحب سومنات پٹن مین پہونچے میر عبدالرزاق بخشی اور سید بایزید دیوان کو مقید کیا خانصاحب متوہم ہوئے تھے کہ شاید بخشی اور دیوان سے کچھ فساد نہ پیدا ہو بلکہ بنظر حفظ ماتقدم ساری فوج اور افسران فوج سے معاہدہ لیا گیا کہ ہمکو بیت اللہ جانے سے نہ روکین اس عرصہ مین دیو کے فرنگیون کا عہدنامہ بھی آگیا۔

اگرچہ وہ زمانہ دریائی سفر کا نہ تھا اور ہر طرف سمندر مین طوفان ہو رہا تہا تاہم خان اعظم کو شوق طواف بیت اللہ نے کشان کشان بندر دیو مین پہونچایا انہین کا بنایا ہوا الغو نامی جہاز موجود تہا متعلقین کو معہ متوسلون کے متوسل اور لونڈی غلام نوکر چاکر سب کو سمیٹ کر جہاز مین سوار کردیا علاوہ متوسلون کے سو سے زیادہ ملازم بھی ہمراہ تھے اسباب دنیوی جو لیجانیکی قابل تہا اوٹھا لیا باقی سبکدوش مین پٹکا جبر زخان اعظم سوار ہوا ساری فوج اور افسر موجود تھے ایکطرف نقارے بج رہے تھے کسی طرف قرنا و سرنا پھونکے جاتے تھے عجب سین تہا وقت روانگی بخشی اور دیوان کو قید سے رہا کردیا بلکہ آپ معذرت کرنے لگا اور سب سے وداع ہوکر روانہ ہوگیا۔

سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین خان اعظم کے یون چلے جانے کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ بہت افسوس کرنے لگا مگر کیا علاج تہا خانصاحب کے دو لڑکے حضور مین رہا کرتے تھے بڑے بیٹے شمس الدین حسین کو ایکہزار کا منصب اور دوسرے شادمان نامی کو پانسو کا منصب مرحمت فرمایا۔ گجرات کی صوبہ داری شاہزادہ سلطان مراد کے نام مقرر ہوئی۔

شاہزادہ سلطان مراد کی صوبہ داری اور سورج سنگھ کی نیابت اور سید بایزید کی دیوانی اور خروج کرنا بہادر سلطان مظفر بیٹے کا

خان اعظم کے حج کو جانے سے پہلے سلطان مراد بخش کو مہم دکن پر مقرر ہوچکی تھی اور اب مالوہ مین لشکر فراہم کر رہے تھے سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین شاہی فرمان روانہ ہوا لکھا گیا تہا کہ صوبہ گجرات تمکو جاگیر دیا جاتا ہے فوراً احمد آباد جاکر لشکر کی تیاری کرو اور وہین سے بالا بالا لشکر گجرات اور سرداران مالوہ کو ہمراہ لیکر دکن چلے جاؤ یقین ہے تمہاری حسن کارروائی سے مہم دکن فتح ہو رہیگی سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین خانصاحب حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ سے مشرف ہو مع الخیر والعافیت گجرات ہوتے ہوئے حضور مین پہونچے بادشاہ زادہ موصوف کو مہم دکن کے امورات سے احمد آباد آنیکا موقعہ نہ ملا حضور سے سورج سنگھ نائب صوبہ ہوکر احمد آباد آیا ہنوز صوبہ کا پورے طور پر انتظام نکیا گیا تہا کہ دفعتاً بہادر شاہ نامی پسر مظفر مدعی سلطنت نے سنہ ۱۰۰۳ مین خروج کیا کہتے ہین کہ جب سلطان مظفر نے خودکشی کرکے کشاکش ہوس سلطنت سے نجات پائی اوسکی اولاد سے دو لڑکے اور دو لڑکیان باقی تہین لواری زمیندار کے حمایت مین پرورش ہو رہے تھے مظفر کا بڑا لڑکا بہادر نامی کوشل باپ کے نچلا بیٹھنا پسند نہ آیا گجرات مین ہر طرف اوباشونکی کثرت تو تھی ہی بہادر کا مدعی ہوکر خروج کرنے کی خبرین سنکر سنکر بہت لوگ جمع ہوگئے یہہ بھی اونکو معلوم تھا کہ اسوقت احمد آباد کی ساری فوج دکن جاچکی ہے اگر قسمت نے یاوری کی تو فتح ہونا مشکل نہوگا باین ارادہ پہلے مفصلات مین لوٹ کھسوٹ مچائی

نائب صوبہ راجہ سورج سنگھ کو باغیوں کا تنبیہ کرنا لازم تھا فوج موجودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ جب فریقین کا مقابلہ ہوا صف آرائی ہو ہو کر لڑائی جاری ہوئی ہنوز کسی فریق کے غالب و مغلوب کا امتیاز نہ ہوا تھا کہ دفعتاً باغیوں کی حواس جاتے رہے صفوں سے نکل نکلکر بھاگنے لگے۔ بہادر اگرچہ نامی نام تھا رفیقوں کے ساتھ نکلکر خدا جانے کدھر چلے گئے معلوم ہوا کہ کہیں روپوش ہو رہے راجہ جے منظفر منصور داخل احمد آباد ہوئے۔

سلطان بہادر گجراتی کے زمانہ سے قلعہ آسیر یاقوت سلطان کے لڑکے اختیار خان رابع خان اور مرجان کے قبضہ میں ہو گیا تھا سنہ ایکہزار آٹھ ہجری میں ممالک محروسہ میں داخل ہو گیا سنہ ہجری میں بادشاہزادہ سلطان مراد بخش نے دکن میں انتقال کیا گجرات کی صوبہ داری تیسری بار خان اعظم کو تفویض ہوئی۔

صوبہ داری گجرات خان اعظم کو تیسری بار سپرد کرنا اور عہدہ نیابت خان اعظم کے بڑے بیٹے شمس الدین حسین کو اور دیوانی سید بایزید کو اور ناظم صوبہ کی التماس سے عہدہ نیابت بڑے بیٹے سے تغیر کر کے دوسرے لڑکے شادمان کو سپرد کرنا اور بادشاہ کا انتقال ہونا وغیرہ

شاہزادہ سلطان مراد کے مرگ ناگہانی سے گجرات کی صوبہ داری کیلئے تجویز ہونے لگی مگر خان اعظم کے لگ کا کوئی تجربہ کار اور ہوشیار جہاندیدہ آدمی ریاست میں نہ نکلا۔ بادشاہ نے بنظر قدامت سنہ ہجری میں تیسری مرتبہ صوبہ تفویض فرمایا اور خانصاحب کے بڑے بیٹے شمس الدین کو دو ہزار کا ذاتی منصب معین تھا نائب مقرر کیا اور دوسرے لڑکے فوزدم کو سورٹھ کی فوجداری ملی سنہ ہجری میں سارا ملک گجرات خان اعظم اور اوسکی اولاد کی جاگیر میں دیوان اعلے سے تجویز ہو گیا خانصاحب نے عرض کر کے نیابت کا عہدہ شمس الدین حسین سے تبدیل کرا کر دوسرے لڑکے شادمان کے نام مقرر کرا دیا منصب ذاتی بھی اصل اضافہ ملکر ایکہزار سات سو کا معین ہوا اور پانسو سوار کی تنخواہ اضافہ کی گئی۔ عبداللہ کو جونا گڑھ کی حراست تفویض فرما کر منصب ہزاری اور سات سو کا مقرر کر دیا بادشاہزادہ نامدار سلطان سلیم کو ہر سال ایک لاکھ روپیہ خزانہ کھیایت و بطریق انعام دیوانیکا انتظام کیا گیا سنہ ہجری کی بارہویں جمادی الآخر چہارشنبہ کے روز اکبر بادشاہ نے تخت سلطنت چار دانگ ہندوستان کو خالی کر کے گوشہ لحد میں آرام فرمایا۔

تخت نشینی حضرت جنت مکانی نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی اور صوبہ داری قلیچ خان دیوانی سید بایزید

بادشاہ تیسرے دن تخت سے محمد مراد باپ کی زندگی میں سلطنت کے تمام جھگڑوں سے فارغ ہو کر شہر خاموشان میں جا رہا تھا۔ جہانگیر کو بنام شاہزادگی میں سلیم کہتے تھے اور اولاد اکبر بھی یہی تھا اسکے ہوتے دوسرے کو سلطنت کا حق حاصل نہ تھا اکبر کے مرتے ہی تخت نشین ہو گیا گجرات کی صوبہ داری قلیچ خان کو سپرد ہوئی منصب دو ہزار کا معین تھا شاید کچھ اضافہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا ہو گا ہنوز صوبہ داری کی خلعت کا روانہ ہوئی تھی اور خانصاحب کو احمد آباد آنیکا موقعہ بھی نہ ملا تھا کہ کسی پولیٹیکل خیال نے گجرات کی صوبہ داری سے محروم رکھکر راجہ کی صوبہ داری دلوادی۔

جہانگیر بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی بارہ قلمی سرکیولر تمام ممالک محروسہ مین جاری کیا۔

پہلا ۔ میرے والد بزرگوار کے عہد دولت مین زکواۃ میر بحری اور صیغہ راہداری لیا جاتا تھا ہر سال خزانہ مین بوزن ہند ایکہزار چھ سو من سونا داخل ہوا کرتا تھا جسکا عراقی سولہ ہزار من شمار کیا گیا تھا ہمنے محض بنظر رفاہ عام خلق اللہ کو معاف کر دیا آیندہ کوئی مزاحم نہو

بہشت توان آنچنین نام یافت	بدینگونہ نام اندر ایام یافت	کہ ہر کو بہ بخشش بر آورد نام	نکو نام گردد بہ خاص و عام
شنیدم کہ یک سائلے در گذر	تمنائے زر کرد از زال زر	بسایل بداده ز دینار صد	بدو گفت رستم کہ اے پر خرد
کرم کو دران در خور نام نیست	کرم دادرا در دل آرام نیست	بوقت کرم آنچنان کن کرم	کہ ابر بہاری بارد درم
کرم داری و خلق از مردمیست	کسے را کہ مرد و بود آدمیست	نشانے و نامے بود در جہان	کرم کن چو نامت نخواہی نہان
	کرم یادگاریست در روزگار	مکن جہد تا مانداین یادگار	

دوسرا ۔ کسی بندۂ خدا کا مال کوئی چور یا ڈاکو چوری کرکے یا جبراً چھین کر لیگیا ہو تو وہ مال اوسی سرزمین کے رہنے والون سے دلایا جاوے ۔ اور جس جگہ آبادی نہو خواہ وہ زمین متعلق خالصہ سرکار ہو یا جاگیردار آباد کردی جائے اور مسافرون کے آرام کیلئے مسجدین سرائین کنوے تالاب وغیرہ تعمیر کرادیجائین تا صادر و وارد کو کسی قسم کی تکلیف نہو ہم حکم فرماتے ہین کہ خالصۂ زمین کی آبادی کا خرچہ سرکار کے ذمہ رہیگا اور جاگیردار کے متعلق جاگیردار کو بھگتنا پڑیگا ۔

تیسرا ۔ راہ مین سوداگرون کے مال کو کہلوانے یا دیکھنے کا مجاز نہین یا جبراً خرید نکیا جائے تا وقتیکہ خود سوداگر فروخت کرنیکی رضامندی ظاہر کرے

چوتھا ۔ کوئی شخص فوت ہو جائے اور اوسکے ساتھ کسی قسم کا سرکاری معاملہ نہو تو وہ مال متوفی کے فرزندونکو پہنچایا جائیگا ۔ اور درحالت عدم اولاد یا ورثا سارا مال تعمیر املاک اوقاف مین خرچ کیا جائے چنانچہ کسی جگہ مسجد بنے یا کسی دریا کا پل باندھا جائے خواہ سر راہ کنوان یا باولی بنا دیجائے تا متوفی کی روح کو فائدہ پہونچے ۔

پانچوان ۔ شراب بری چیز ہے بنانا اور فروخت کرنا سب سے زیادہ بد ہے اسلئے شراب کا بیچنا اور پینا منع کیا جاتا ہے اگرچہ سولہ برس کے سن سے شراب پینے کی مجکو عادت ہوگئی ہے مگر ہے بری چیز ۔ دراصل سچی بات تو یہہ ہے کہ جب کسی موقع پر ایسا اتفاق ہوا کرتا ہے کہ کسی مکان دلکش و فرحت افزا مین ساری باتین تکلفات کی پائی جاتی ہین چنانچہ ایکطرف پریزادون کے جمگھٹے اور دوسری طرف یار لوگونکی باذاق صحبت ہو تو خواہی نخواہی نشہ کرنیکو جی چاہتا ہے اور نشہ کی متعدد اقسام ہین ۔ افیون کو دیکھئے تو اوسمین ایک قسم کا ہلکا ہلکا نشہ ہوتا ہے انسان کو کاہل بنانیکے علاوہ ادمیت اور مردمی سے کھو دیتا ہے بھنگ افیون کی بھلی طبیعت کو گرفتگی ہو کر تشنج پیدا کر دیتی ہے اور بالخاصہ اشتہائے کاذب لانیوالی ہو جاتی ہے اب رہا گانجا تو وہ افیون کا بھتیجا ان سب مین اگر نشہ کرنا چاہیے تو شراب سے بڑھکر کسی مین یہ بات نہین کہ طبیعت کو فرحناک اور ایک قسم کی کیفیت پیدا کرتی ہے ؎ خیز در کاسۂ رز آب طربناک انداز ۔ پیش از ان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز یارب آن زاہد خود بین کہ بخود عیب ندید ۔ دود آہش کہ در آئینہ ادراک انداز ۔ اگرچہ مین شراب کا عادی ہوگیا مگر کثرت شراب خواری سے میری یہہ نوبت ہوگئی کہ ہر روز بیس پیالے پینے لگا ایک پیالہ مین آدھ سیر سے کم نہوگی ۔ آٹھ پیالون کی شراب عراقی نوال سے ایک من ہوگی اور کبھی کسی موقع پر بیس سے بھی زیادہ ہو جاتے تھے آخر یہہ نوبت ہوئی کہ شراب ہی کا ہو رہا دن بھر اسیکا مشغل رہا کرتا تھا ایک ساعت نہ پینے سے ہاتھون مین لغزش پیدا ہونے لگی تھی اور بیٹھنا سخت دشوار ہوگیا تھا جب یہہ نوبت ہوئی تو ایک روز خیال آیا کہ اگر اسیطرح

فراوانت رہی تو پھر کسی کا نہ رہیگا آخر کار کم کرتے کرتے چھہ مہینے مین پانچ پیالے رہ گئے مگر بعض اوقات ایک دو پیالے اضافہ ہو جاتے تھے
وہ بھی دن بھر تو نہین مگر پچھلے دو گھڑی دن سے دور شروع ہوتا۔ فی زمانا سلطنت کے بعض امورات کا خیال رکھنا اور انتظام کرنا ضروری تھا
ذکا پینا بالکل ترک کر دیا بعد نماز عشا کے تمام امورات سے فراغت کر کے پینے کی عادت ڈالی گئی ہے چونکہ کہانا کہانیکا بھی وہی معمول رکھا گیا ہے
اور اب میری طبیعت بھی اس سے زیادہ قبول نہین کرتی پانچ پیالے اس غرض سے پیتے جاتے ہین کہ کہانا اچھی طرح ہضم ہو جائے اور طبیعت
مین کسی قسم کی کوفت یا ماندگی نہ معلوم ہو۔ انسان کی زندگی کا دارومدار اکل و شرب پر موقوف ہے نظر بران ایک ہی وقت کہانے پینے کا عادی
ہو گیا ہون۔ ہر چند چاہتا ہون کہ شراب بالکل چھوڑ دون مگر اضمحلال طبیعت سے مجبور ہون ہان میرے دلمین یہہ بات ٹھن گئی ہے اور خدا تعالی سے
امید قوی ہے کہ مجکو توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرماوے تو کچھ ترک کرنا بڑی بات نہین۔ میرے جد بزرگوار نے بیالیس برس کے سن سے توبۃ النصوح
کر کے ساری باتین چھوڑ دین اور یہہ سچی بات ہے کہ جب کام سے پروردگار عالم کی نارضامندی پائی جائے اوسکا ترک کرنا اولے ہے۔
اور اسی باتون سے موجب شرمندگی پایا جاتا ہے اگر بنظر انصاف ملاحظہ کیا جائے تو میرے جد بزرگوار نے شراب کی برائیان صراحت سے
بیان فرمائی ہین اسلئے مجکو خواہی نخواہی شراب پینے سے نفرت ہو گئی ہے۔

چھٹا۔ ہمارے لشکر کا کوئی افسر یا سپاہی وغیرہ ملازم سرکاری بدون اجازت کسی رعایا کے گھر مین فروکش نہو کرایہ کا مکان لیکر رہے اور کسیجگہ مکان
نہ میسر آوے تو بستی کے باہر خیمہ استادہ کرے یہہ کون انصاف ہے کہ غریب آدمی نے بال بچونکی بسر بسر کی کیلئے مختصر سا مکان بنا لیا ہو اسمین سرکاری
ملازم جبرًا گھسکر عمدہ سے عمدہ جگہ اپنے لئے پسند کرین اور وہ بیچارہ بال بچون سمیت ادہر ادہر پڑا پھرتا رہے رعایا کے گھر بھی تو اس قابل نہون گے
کہ جسمین متعدد کمرے یا کوٹھریان بنائی گئی ہون لہذا تاکید دیجائے کہ آیندہ کوئی اس امر کا مرتکب نہو ورنہ معفوبے رگاہ سمجھا جائیگا۔

ساتوان۔ کسی جرم سے مجرم کے ناک کان نہ کاٹے جائین اور اگر چوری کی ہے تو سزائے موت بہتر ہوگی علاوہ دزدی اور گنہگار ہونیکی
سزا خاردار چرخ کی تجویز کیجائے یا قرآن مجید کی قسم سے ڈرایا جائے۔

آٹھوان۔ تحصیلدار یا جاگیردار کسی کاشتکار کی زمین جبرًا چھین کر آپ مالک نہ بنجائین۔ ہر جاگیردار کو اپنے پرگنہ کی حکومت کا استحقاق حاصل ہے
کسی پرگنہ سے بہ ضرورت مزدور یا بیل جبرًا نہ منگوائے جائین اور اپنے متعلق پرگنے کی آسامیون کو غیر پرگنہ مین زراعت کرنیکا اختیار نہ دیا
جائے چونکہ اس سے نقصان متصور رہوگا۔

نوان۔ کسی شخص نے تنگ ہو کر افیون کہا خودکشی کی ہو تو اوسکے خونکا معاوضہ اوسکے ساتھ کے رہنے والون سے نہ لیا جاویگا۔

دسوان۔ بڑے بڑے شہرون مین دار الشفا کہولے جائین طبیب وغیرہ ملازمون کا خرچہ ہماری سرکار خالصہ سے دیا جائیگا ساکنین کے علاوہ
مسافرون کا معالجہ نیک نیتی سے کیا جائے۔ و بعد حصول صحت زاد راہ دلوا کر وطن پہونچانیکا انتظام ہمیشہ جاری رہے۔

گیارہوان۔ میرے والد بزرگوار مرحوم نے تخمینًا پندرہ برس سے یا کچھ زیادہ زمانہ گذرا ہوگا روز یکشنبہ کو جو ابتدائے آفرینش عالم کا دن ہے
ذبیحہ ذی روح متروک کر دی گئی تھی اور آپ بھی گوشت تناول نفرماتے تھے مین بھی اوسی رسم کو زندہ رکھتا ہفتہ مین ایکروز اور بڑھا
دیتا ہون پنجشنبہ میری ولادت کا دن ہے یہہ دو روز ذی روح ذبح نکیا جائے علاوہ اسکے سال بھر مین ایکدن اور جو میری ولادت کی
تاریخ اٹھارہ ربیع الاول ہے اوسروز بھی کوئی ذی روح ذبح نکیا جائے۔

بارہوان۔ مین حکم کرتا ہون کہ میرے والد بزرگوار کے ساتھ ملازم بحیثیت خود بحال و برقرار رکھے جائینگے منصب یا جاگیر مین تغیر جدید

نہوگا بلکہ حسب لیاقت اضافہ پانیکا مستحق سمجھا جائیگا چنانچہ دسکے بارہ اور پندرہ کے بیس اور بیس کے تیس وغیرہ اضافہ دیا جائیگا۔ اور اسیطرح بعض بعض کو اضافہ بھی دیا گیا۔

صوبہ داری سید مرتضی خان بخاری و دیوانی سید یابزید

سادات بخاری کا دستور تھا کہ سجادہ نشین خواہ قطبیہ ہو یا شاہیہ تخت نشینی کی یا کسی اور تقریب پر دارالسلطنت تشریف لیجاتے۔ وقت رخصت رزنقد اور خلعتیں سرکار شاہی سے ملا کرتی تہین جب جہانگیر شاہ تخت نشین ہوئے سید مرتضی بخاری صاحب مبارکبادی کو ۱۰۱۵ھ ہجری مین تشریف لیگئے آپکے پاس ایک ہی بارہ لعل کی انگشتری موجود تھی جہانگیر شاہ کی نذر گذرانی بادشاہ دیکھکر بہت خوش ہوا چونکہ انگشتری ایک عجب چیز نہایت خوشرنگ تھی آب و تاب مین بے مثل وزن جو دیکھو ایک مثقال اور پندرہ رتی تھا کسی کاریگر نے ایک پارہ لعل بدخشی کی تراشکر عجیب صنعت سے بنائی تھی بادشاہ نے اوسکے صلہ مین گجرات کی صوبہ داری سید صاحب کو مرحمت فرمائی۔ اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب صوبہ داری کا فرمان لکھا گیا ۱۰۱۶ھ ہجری مین ملا زین الدین شیرازی کی تالیف کی ہوئی تفسیر مرتضوی کی پہلی جلد سید صاحب نے حضور مین پیش کی یہہ بھی ایک خبر قابل قدر تھی۔ احمد آباد کے محلہ بخارا مین بڑی بڑی عمارتین انہین سید صاحب کی تعمیر کی ہوئی تہین قی زمانا اونکی اکثر علامتین پائی جاتی ہین علاوہ اونکے قصبہ کڑی کی قدیم گڈھی جسمین فوجدار رہا کرتا تھا خراب و برباد ہوجانے سے سید صاحب نے ازسرنو قلعہ ترمیم کردیا یہہ آپکی نشانی ابتک موجود ہے سید صاحب کو صوبہ داری تو ملی مگر آپکے بھائیونکی بدمعاشیون نے اہالیان گجرات کو فریاد کرنے پر مجبور کیا اور اسی سے صوبہ کا انتظام بھی آپسے نہوسکا انجام کار سرکشون نے ہر طرف مفصلات مین لوٹ کھسوٹ مچا رکھی دارالسلطنت سے انتظام کیلیئے رائے گوپی ناتھہ پسر راجہ ٹوڈرمل بھیجا گیا اوسکے ساتھہ اکثر امرائے حضوری مثلاً راجہ سورو وغیرہ شریک تھے رائے گوپی ناتھہ مالوہ ہوتا ہوا سورت آیا۔ زمیندار پیشکش دینے مین مسامحت کررہے تھے سبنے کان پکڑ پکڑ کر حاضر کیا اور انتظام ایسا کردیا گیا کہ بار دگر شکایت نہ رہی۔ زمیندار بیلیار سمتی کلیان باریہ بڑودہ کے نواح مین فساد کررہا تھا رائے گوپی ناتھہ نے آتے ہی گرفتار کرلیا۔ زمیندار مانڈوہ کی برابر خبرین آرہی تہین کہ اکثر چھوٹے چھوٹے زمیندار اور کولیون کا جم غفیر فراہم کرکے آمادہ ہورہا ہے رائے جی اودھر پہنچے فریقین کا مقابلہ ہوا ہرچند جانبازون نے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی مگر کولیونکی کثرت سے بہت سے جانباز کام آئے اور راجہ سورسنگھ کے ساتھہ والے راجپوت کا بڑا حصہ قتل ہوگیا۔ شاہی لشکر بھی تلف ہوگیا چنانچہ وقت ہزیمت راجہ سورسنگھ کے نقارے جنگاہ سے اوٹھانیکا موقع نہ ملا وہین پڑے رہے چنانچہ ابتک وہین موجود ہین۔ رائے گوپی ناتھہ لشکر کی ابتری دیکھکر احمد آباد چلا آیا چند روز توقف کرکے لشکر فراہم کیا اور بڑی تیاریکے ساتھہ روانہ ہوا مانڈوہ پہنچکر لڑائی شروع کی اگرچہ اسوقت بھی کولیون نے جانفشانی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا اور کئی مرتبہ کھچ کھچا کر چلے گئے مگر جانبازون کا گروہ سدسکندر ہوگیا تھا اونکے ہلائے نہ ہلا آخر یہ نوبت ہوئی کہ زمیندار گرفتار ہوگیا۔ رائے گوپی ناتھہ مظفر و منصور احمد آباد ہوتا ہوا پٹن پہونچا کولیان کا کریج کا سرگروہ باغی ہوگیا تھا جب خاطر خواہ سرکوبی کی گرفتار ہوگیا رائے گوپی ناتھہ قیدیون کو لیئے ہوئے حضور مین پہونچے زمیندارون کو مصلحتاً قلعہ گوالیار مین مقید کیا۔ چندون نگذرے تھے زمیندار گھبرا اوٹھے۔ سالانہ پیشکش کا روپیہ نقد وصول لیا گیا اور آیندہ کے لیئے ضمانت لکھوا کر چھوڑ دیئے گئے۔

صوبہ داری خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش اور نیابت جہانگیر قلیخان و دیوانی غیاث الدین

بعد مرتضیٰ خان بخاری سے صوبہ کا انتظام خاطر خواہ نہوا آپ کو تبدیل کرکے خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو صوبہ داری سپرد ہوئی مگر شرط یہ کہی گئی کہ خانصاحب بذاتہ دار الخلافہ مین حاضر رہین اور آپکا لڑکا جہانگیر قلیخان بعہدۂ نیابت صوبہ کا انتظام کرے اور دیوانی صوبہ سید بایزید سے بدلکر غیاث الدین کے سپرد ہوئی ۱۰۱۸ھ ہجری مین دکن سے ملک عنبر مدار المہام نظام شاہ حاکم دولت آباد پچاس ہزار کی جمعیت سے نواحی گجرات مین وارد ہوا اس سے آگے قدم رکھنے کی ہمت نہ پڑی مفصلات سرکار سورت و اضلاع پرگنہ وہ مین سے لوٹ کھسوٹ کرکے چلا گیا۔ جب حضور مین اطلاع ہوئی ایک فرمان بنام ناظم صوبہ و اربگان صوبہ صادر ہوا لکھا تھا کہ خود ناظم صوبہ و امرایان و جاگیرداران صوبہ حسب تفصیل پچیس ہزار کی جمعیت سے سورت علاقہ مین رام نگر کے سر راہ نگہبانی کرتے رہین تا بارگیر غنیم کو یورش کرنیکا موقعہ نہ دیا جائے۔ ناظم صوبہ چار ہزار سوار۔ امرایان صوبہ پانچہزار۔ زمیندار سالیر تین ہزار رام نگر والہ ایکہزار۔ زمیندار نوانگر دو ہزار۔ زمیندار بانسڑا دو ہزار۔ زمیندار راج پیپلہ ایکہزار۔ زمیندار ایڈر۔ زمیندار ڈونگرپور پسر راجہ کچھ ڈیڑھ ہزار۔ زمیندار ریالے۔ زمیندار سوہان ساڑھے تین سو۔ بدین تفصیل پچیس ہزار سوار رام نگر کے آرد و بازو چار برس تک گشت لگاتے رہے اسی عرصہ مین نہ دکن سے کسیکو جرأت ہوئی اور طرف سے کسیکا ہیاؤ پڑا۔

صوبہ داری عبداللہ خان فیروز جنگ بہادر اور دیوانی غیاث الدین

بادشاہ کو تخت پر بیٹھتے ہی دکن کا سین نظر مین پھر گیا مگر ہر کام اوسکے وقت اور اسباب پر مہیا رکھا گیا ہے کسی وقت عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کا سامنا ہوتے ہی دکن کا خیال آیا خان اعظم سے صوبہ داری گجرات تبدیل فرماکر خان بہادر کو سپرد ہوئی اسلئے کہ جبتک حکومت گجرات نہوگی مہم دکن کی کامیابی ممکن نہین عبداللہ خان چھہ ہزار سوار کے افسر اور چھہ ہزار کے منصب دار تھے ۱۰۲۰ھ ایکہزار بیس ہجری کے آخر سال مین۔ مہم دکن کی تیاریان ہونے لگین دار السلطنت سے جسقدر لشکر اور امرا تعینات ہوئے اونکے اخراجات کیلئے مبلغ چار لاکھ روپے مرحمت ہوئے اور تاکید ہوگئی کہ فوج جرار کو بانتظام شایستہ یکنا سلک ترتیب ہوتے ہوئے دکن پہونچین۔ رام داس پچھواہہ اکبری ملازمون مین معتبر سمجھا جاتا تھا بادشاہ نے راجہ کا خطاب مرحمت فرماکر خلعت سے مخلع کیا اور علم نقارہ گھوڑا۔ ہاتھی غرض ہر چیز سے ممتاز کرکے خان بہادر کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ چار لاکھ روپے تیاری لشکر کے دئے گئے تھے جب ساری فوج مستعد ہوکر جانے لگی مبلغ پانچ لاکھ روپیہ فوج کی زاد راہ کیلئے روپیہ ارباب خواص و شیخ انبیا کی تحویل مین سپرد کرکے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ بعد جانے لشکر کے ایک دستور العمل کل محروسہ مین بھیجا گیا اوسکی ایک نقل درج کتاب کیجاتی ہے۔

نقل فرمان دستور العمل

ہمارے حضور مین عرض کیا گیا کہ بعض امرائے سرحدی سے اکثر امورات ایسے سرزد ہوا کرتے ہین کہ باعث دافعہ ہوتے ہین لہذا فرمان قضا جریان صادر ہوا اطلاع دیجاتی ہے کہ جو کام مخصوص بادشاہونکے لئے منتخب کئے گئے ہون اوس سے احتراز کرین۔

جھروکہ مین نہ بیٹھین یہ جائے نشست بادشاہونکے لئے معین ہے۔ بادشاہی ملازمون سے چوکی پہرہ نہ لیا جائے۔ وقت جنگ بذات خود شامل نہ ہون

نہ سوار ہون - گنہ کارون کو ایسی سزائین نہ دیجائین جو کوئی عضو ناقص ہو جائے مثلاً کان ناک - آنکھین - ہاتھ پاؤن وغیرہ کا کاٹ دینا - اپنے نوکرون کو خطاب سے ممتاز نہ کرین - اور آپ بیچ ارہون نقارہ نہ بجایا جائے - بادشاہی ملازمون کو خواہ خوانگی نوکرون کو گھوڑا یا ہاتھی مرحمت کیا جائے تو سوار کراکر گھوڑے کی باگ اور ہاتھی کی کجک اوسکے کندھے پر نہ رکھی جائے - سرکاری نوکرون کو سواری کے آگے آگے دوڑا وین نہ سرکاری خانگی نوکرون کے حکم احکام لکھے جائین اونپر مُہرین نہون -

غرض خان بہادر بڑی تیاری کے ساتھ ۱۰۲۱ھ ہجری مین دکن تشریف لیگئے تھے مگر آپ سے کچھ بھی بن پڑی بیچارے اپنا سا منہہ لیکر احمد آباد چلے آئے حسب ۱۰۲۵ھ ہجری مین بادشاہزادہ شاہجہان بہادر مہم دکن کیلیے مامور ہوئے خان بہادر خجالت مٹانیکو تعینات کرے گئے تھے اللہ کو شان کی بات رکھنی منظور تھی حسب مراد کامیابی حاصل ہوئی خان بہادر فیروز جنگ خوشی خوشی شاہزادہ کے ساتھ حضور مین پہونچے خان بہادر کے زمانہ حکومت مین عارف باللہ میان خوب اللہ نے رحلت فرمائی کسی صاحب نے آپکی تاریخ وفات بھی کیا خوب لکھی ہے - خوب تھے ۱۰۲۳ - آپکا مزار شریف شہر مین متصل درو خارہ واقع ہے - آپکو کون نہین جانتا مزار کے مشرق رویہ آپکے نام کی مسجد سنگین اب تک آباد ہے

صوبہ داری مقرب خان پسر شیخ بھاوا اور دیوانی محمد صفی

مقرب خان امرائے حضوری مین پانچہزار کا منصب دار تھا عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ سے تغیر کرکے گجرات کی صوبہ داری مرحمت تو ہوئی مگر یہ صوبہ نہایت وسیع اور مفسدون کا مخزن تھا مقرب خان کی کارروائیون سے انتظام قابل قدر نہوا یہہ صوبہ کا انتظام یا تو خان اعظم یا خانخانان ہی خوب کرتے رہے بادشاہ نے مجبور ہوکر شاہزادہ (خرم) ملقب شاہجہان کے سر پر تھوپا عہدہ دیوانی محمد صفی کو سپرد ہوا

بادشاہ کا سیر گجرات کو تشریف لانا اور شکار کرنا ہاتھیون کا نواحی دوحد مین اور عفونت ہوا سے مزاج مقدس جہانگیر کا بدمزہ ہونا اور صوبہ گجرات بادشاہزادہ شاہجہان کو تفویض فرمانا اور رفت مراجعت مقام دوحد شاہزادہ موصوف کے مکان مین وارث سلطنت یعنی بادشاہزادہ سلطان محمد اورنگ زیب کا تولد ہونا وغیرہ کیفیت

بادشاہ کو کئی مدت سے اشتیاق ملک گجرات و شوق تماشائے شکار فیلان بیچین کر رہا تھا مگر بعض امورات سلطنت کی پیچیدگیان ایسی ایسی واقع ہوا کرتی تھین جو ارادہ کو پوری کامیابی نہین ہوتی تھی آخر الامر ۱۰۲۵ھ کے آخر سال مین جہانگیر شاہ آنکھین بند کرکے نکل کھڑے ہوئے - بادشاہ شاہجہان حسب الحکم مانڈو سے رخصت ہوکر راہ مین قدمبوسی سے مشرف ہوا - پھلے پھل واری کھمبایت مین رونق افروز ہوئی - باغ سلطان احمد فیاض معین ہوا - دوسرے روز تماشائے دریائے شور کا حکم ہوا اہل کارون نے ایک چھوٹی کشتی جسکو ڈونگہ کھتے ہین سمندر کے کنارے نہایت تکلف سے آراستہ کرکے تیار رکھی تھی بادشاہ خود بدولت و اقبال سوار ہوکر سیر کرنے لگا - بڑی فرحت حاصل ہوئی نہایت محظوظ ہوا - غرض بارہ روز تک مقام رہا دریائے شور کے تماشے سے مسرور ہوتا رہا تیرہوین روز احمد آباد تشریف لایا اوسی روز بادشاہزادہ موصوف کو صوبہ داری کا خلعت مرحمت ہوا زمیندارون اور مویشیون گراسیون نے کئی مدت سے پیشکش اداکرنیکا حلقہ گردن سے نکالکر پھینکدیا تھا اور اسی وجہ سے ہر طرف بغاوت کا بازار

بازار گرم تھا۔ بادشاہزادہ موصوف نے ساری فوج کی تین حصے کئے اور ایک ایک حصہ تجربہ کار دانائے روزگار افسرن کے سپرد فرما کر ہر ایک کو ایک جانب تعین کیا۔ پس پھر کیا تھا فوج جرار کی خبر سنکر زمینداروں کے حواس جاتے رہے نہ لڑائی ہوئی نہ بھڑائی پیشکش لے لیکر حاضر ہوئے بعض سرکشونکی ایسی تنبیہ کردی گئی کہ ساری عمر کے لئے یادداشت ہوگئی سرداران نامی منظفر و منصور دورہ سے فرصت پاکر حاضر ہوئے۔ امورات صوبہ داریکا کامل انتظام ہوگیا۔

بادشاہ جس اشتیاق سے احمد آباد تشریف لایا اوسکا ضروری اور لازمی نتیجہ جو باعث شگفتگی خاطر تھا نہ حاصل ہوا۔ ایکروز خانقاہ ولایت آئین میان شاہ وجیہ الدین قدس سرہٗ مین تشریف لایا لوازم زیارت و نیازمندی ادا کرکے چند روز بعد سرکھیج تشریف لیگیا حضرت قدوۃ المحققین سراج الملت والدین شیخ احمد کھٹو المعروف بہ گنج بخش قدس سرہ کے مزار متبرکہ کی لوازم زیارت و فاتحہ خوانی ادا کی گئین جسروز بادشاہ احمد آباد مین رونق افروز ہوا تھا اسی روز سے خیر النسا بیگم بنت خانخانان مصر ہو رہی تھین کہ میرے والد بزرگوار نے مظفر شاہ گجراتی پر فتح حاصل کرنیکے بعد جنگگاہ مین بنظر یادگار زمانہ ایک باغ نہایت عمدگی سے تعمیر کیا تھا میری آرزو ہے کہ حضور معہ جاہ و حشم و خدم تشریف فرما کر باحضر تناول فرماوین تو یقین ہے کہ میری عزت افزائی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی بادشاہ نے بیگم کی التماس منظور فرمائی۔ بیگم کو پہلے سے اس امر کا خیال تھا اور بادشاہ کے آنے سے پیشتر باغ کی درستی اور تیاری مین کاریگر اور صناع لگا دیئے تھے اگرچہ موسم خزان نے سارے باغ کو ملبوس قدرتی سے برہنہ کردیا تھا مگر بیگم کی حسن لیاقت اور سلیقہ کارگذاری نے لوٹے کھسوٹے باغ کو ملبوس و زراین مناسب سے سنوار کر نئی دلہن بنا دیا۔ باغ کی خزان زدہ حالت کی چند اشعار سے مترشح ہوتی ہے۔ ہر شجر باغ ز سر تا بنہ تا ناز بے برگی خود برہنہ ۔ ریختہ کرد درختان ز سر ۔ گشت زمین پر ز در مہائے زر ۔ کاریگرون نے ہر درخت کو پتی پھول اور میوہ سے آراستہ کیا۔ پتی اور پھول کاغذ کے بنائے گئے تھے اور ہر قسم کا میوہ لیمون نارنگی۔ سیب۔ انار۔ شفتالو۔ وغیرہ موم کے بنا بنا کر اپنی جگہ نصب کئے گئے تھے۔ پھول اور میوہ کا اصلی رنگ موجود تھا۔ پھولون کی گلکاری اس صنعت سے کیگئی تھی کہ کہین کھلا ہوا کسی جگہ کلیون سے بھرا ہوا کوئی ڈالی جھکنے والی غرض باغ کی ساری باتین پائی جاتی تھین شادابی ایسی کیگئی تھی کہ ہر درخت سے پانی ٹپکنے کا دھوکا ہوتا تھا اور میوے بھی علی ہذا القیاس کہین پختہ کہین رسیلا کسی جگہ کچا پن پایا جاتا تھا۔ اصل و نقل مین امتیاز باقی نہ رہا جب سارا باغ حسب منشا تیار ہوگیا اور بادشاہ معہ خدم و حشم روز موعود تشریف لایا باغ کے دروازہ مین قدم رکھتے ہی شادابی جلو مین حاضر ہوگئی جس درخت اور بیلکو دیکھا پھول اور میوے سے لہلہاتا پایا بلکہ تماشے مین ایسا محو ہوگیا کہ ایک جگہ بیساختہ کسی میوہ دار درخت پر ہاتھ ڈالدیا اصلی میوہ تو تھا ہی نہین نقل کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا بیگم کی حسن لیاقت اور کاریگرون کی صنعت دریافت کرکے بہت تعریف فرمائی۔ جہانگیر شاہ دینے کا بڑا دستخط اوسکے صلہ مین انعام اسقدر دیا کہ بیگم کے سارے اخراجات سے دہ چند ہوگا جاگیر مین بھی اضافہ کردیا بیگم کی ضیافت اور مہمانداری سے بادشاہ گجرات آنے کی ساری کلفتین دور ہوگئین۔

سنہ ۱۰۲۷ ہجری کے ماہ صفر مین بارادہ سفر دار الخلافہ احمد آباد سے کوچ ہوا دریائے مہی کے مقام پر بذریعہ بادشاہزادہ شاہجہان زمیندار نوانگر جام نے سعادت ملازمت حاصل کی پچاس گھوڑے کچھ عمدہ سے عمدہ بطریق پیشکش نذر کئے۔ بارہوین ربیع الاول کو موضع سچار مین مقام ہوا۔ حضور مین ظاہر کیا گیا کہ ہانبیونکی چراگاہ یہان سے ڈیڑھ منزل ہے۔ بھیڑ کا جنگل اور درختونکی کثرت سے وہم و گمان کا گھس جانا ذرا مشکل بات ہے۔ اس سے پیشتر اوسی سرزمین کے رہنے والونکا بڑا گروہ شکارگاہ کا احاطہ کرنیکو بھیجا گیا تھا تیرہوین روز دوشنبہ کو چند ملازمان شکار دستہ تجربہ کار تعینات ہوئے واقف کارون نے شکارگاہ کا احاطہ کرکے ایک میدان وسیع مین کسی اونچے اور تناور درخت پر چبوترہ بادشاہ کیلئے تختوں کا

بیٹھک تیار کی۔ اور اطراف و جوانب امرا و سرداروں کے واسطے مالے باندھے گئے۔ دو سو ہاتھی اور کئی فیل مادہ سرکاری فیلخانہ کے جنگلی ہاتھیوں کے شاہزادہ دیکھا دینے کی غرض سے تیار رکھے گئے تھے اور ہر ہاتھی پر دو دو فیلبان قوم چیرہ کے بٹھائے گئے تھے چونکہ فیل کا شکار اسی قوم کا پیشہ تھا اور خواجہ سرا کمندیں تیار رکھی گئی تھیں غرض بادشاہ تشریف فرما ہوا اور امرا اپنی اپنی مالا پر بیٹھ گئے ہانکنے والوں کو حکم دیا گیا کہ جنگلی ہاتھیوں کا گروہ ہانک کر بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا جائے۔ یہہ اپنے کام میں مصروف تھے مگر بات یہہ ہوئی کہ جو احاطہ کیا گیا تھا اوسکا انتظام درہم برہم ہوگیا کثرت اشجار سے پورا انتظام نہ ہا گھرے ہوئے ہاتھیوں کا گروہ منتشر ہوگیا۔ بھاگتے ہوئے ہاتھیوں سے چیرہ قوم نے محض اپنی کارروائی دس بارہ ہاتھی نر مادہ ملا کر گرفتار کر لئے دوپہر ہو چکی تھی دھوپ کی شدت اور عفونت ہوا سے جنگل میں گھڑی بھر ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ بادشاہ سوار ہو کر فرودگاہ میں تشریف لایا اور شکاریوں کو حکم ہوا کہ ایام گرما میں شکار کا انتظام خاطر خواہ نکیا جائیگا۔ گرمی اور برسات گذرنیکے بعد موسم سرما شکار کیلئے مقرر ہوا دار الخلافہ تشریف لیجانا موقوف رہا اور سواری احمد آباد میں رونق افروز ہوئی۔ غرہ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ احمد آباد تشریف لایا گرمی کی شدت نے ہوا کو ایسا خراب کر دیا کہ ساکنین شہر اور لشکر سلطانی سے کوئی متنفس ایسا نہ تھا جو دو تین روز بھی تپ محرقہ میں مبتلا نہوا ہو سارے شہر میں تپ کا دورہ ہو رہا تھا اور ہوا میں حمیت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ دو تین دنکی تپ معمولی طاقت زائل کر دیتی تھی مگر فضل الٰہی سے جانیں بچا نیچہ مرگ سے محفوظ تھیں بادشاہ کو بھی باوجود حفاظت تپ نے نچھوڑا۔

اس عرصہ میں راجہ بہارہ زمیندار کچھ ملازمت میں حاضر ہوا دو سو اشرفیاں نذر کیں اور دو ہزار روپیہ کا نوڑا نچھاور کیا گیا علاوہ اسکے سو گھوڑے کچھی برسم پیشکش حاضر کئے۔ زمیندار بہارہ اور جام ایک جدی مشہور ہیں آٹھویں پشت پر انکا سلسلہ آبائی اتصال پاتا ہے راجہ بہارہ بہ نسبت جام ہر بات میں معزز و ممتاز مانا گیا ہے۔ دونوں نے کسی سلاطین گجرات کے سامنے سر نیچا نہیں کیا اگرچہ سلطان محمود نے فوج کشی کی تھی تاہم ہزیمت کے سوائے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ راجہ بہارہ کو دیکھنے سے اوسکے سن کا اندازہ ستر برس سے کچھ زیادہ کیا گیا تھا۔ مگر وہ یہہ کہتا تھا کہ نوے مرحلے طے کر چکا ہوں باوجود طول زمانہ قوائی ظاہری اور حواس باطنی میں کسی قسم کا گھٹاؤ نہ ثابت ہوتا تھا۔ بادشاہ نہایت محظوظ ہوا۔ وازراہ کرم بخشی خاصہ گھوڑا اور ہاتھی کا جوڑا معہ خنجر اور تلوار مرصع کار مرحمت فرمایا۔ علاوہ اسکے چار عدد انگشتریاں جنمیں ایک یاقوت سرخ دوسری یاقوت زرد تیسری زمرد۔ چوتھی نیلم کی دے دلا رخصت کیا۔

۱۸۵

دوحد سے عرضداشت پہونچی لکھا تھا کہ قراولان شاہی نے حوالی دوحد میں تھتر فیل نر اور ایکسو بارہ مادہ کل ایک سو چھیاسی شکار کئے اور شاہزادہ بہادر کے قراول بھی موجود تھے چھبیس نر اور سینتیس مادہ جملہ ترسٹھ گرفتار کئے۔ بادشاہ نے بائیس رمضان کو احمد آباد سے کوچ فرمایا جب سواری دوحد میں پہونچی بادشاہزادہ عالم و عالمیان کی محل میں وارث سلطنت بڑا نامی گرامی پیدا ہوا جسکا شاہزادہ کا نام سلطان اورنگ زیب رکھا گیا کسی شاعر نے تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب کہی تھی۔ اوجین پہونچکر شاہزادہ نے جشن ولادت ترتیب دیا والد بزرگوار بادشاہ کی خدمت میں پیشکش لائق نذر گذرانا۔

احمد آباد سے چلتے وقت رستم خان نائب صوبہ مقرر ہوا یہہ افسر شاہزادہ کی سرکار میں مقرر اور سرکار شاہی سے پانچہزار منصب معین تھا قبہ مزار شاہ بارک اللہ و شاہ عطاء اللہ اسی کی تعمیر کئے ہوئے ہیں۔ اونکی تاریخ اس مصرعہ سے پائی جاتی ہے سنہ ۱۰۲۹ھ نیا شد مرقد آفتاب طاہر

بازار گز بعد رستم خان معزول کردیا گیا اور راجہ بکرماجیت نائب ہوا۔ مانڈوہ سے چلتے وقت نہ معلوم کونسی نورجہان بیگم کی فتنہ پرداز یہی
ایک جانبسے بقدر آزردہ ہوا تھا چونکہ یہہ تذکرہ گجرات کیمتعلق نتھا اسلئے مورخ نے نہ لکھا بعد چندروز راجہ بکرماجیت حسب الطلب حضور
سرکشی کے لگا اپنے چھوٹے بھائی کنھرداس کو نیابت کا چارج سپرد کرکے چلا گیا جب حوالی دہلی مین فیمابین شاہ و شاہزادہ لڑائی واقع ہوئی
یہہ بیچارہ اوسی لڑائی مین جان نثار ہوا۔ عبداللہ خان بہادر فیروزجنگ شاہی لشکر سے الگ ہوکر شاہزادہ کے لشکر مین شریک ہوگیا۔ یہہ
لڑائیان ۱۰۳۲ھ ہجری مین واقعہ ہوئین۔ اوسی سال مرزا بدیع الزمان خلف مرزا شاہرخ جاگیردار پٹن کو اوسکے چھوٹے بھائیون نے رات
کیوقت حالت بیخبری مین بیگناہ قتل کیا بڑا بھائی باپ کی جگہ تھا ذرا بھی لحاظ نہ آیا بادشاہ نے قاتلون کو زندان بلا مین مقید رکھا۔
شاہزادہ کی یادگار دو عمارتین بنائی گئی تھین ایک بنام حویلی شاہجہان جو خان پور دروازہ باہر دریائے سابرمتی کے کنارے
آباد تھی سب عمارت تو باقی نہ رہی مگر کچھ کھنڈر اور دیوارین ابتک موجود ہین[1]۔ دوسرے شاہی باغ کی عمارت جو بجنسہ ابتک موجود ہے
شاید یہہ دونون عمارتین شاہی حکم سے تعمیر ہوئی نہین۔

صوبہ داری سلطان داور بخش پسر شاہزادہ خسرو ابن جہانگیر شاہ و دیوانی محمد صفی و شاہزادہ شاہجہان کا مقام مانڈوی سے عبداللہ خان بہادر فیروزجنگ کو اپنی جانب سے صوبہ داری تفویض کرنا اور لڑائی ہونا فی مابین خان بہادر و دیوان مذکور اور شکست پانا خانصاحب کا اور موقعہ واردات جنگ مین جیت باغ نامی تعمیر کرنا موضع جینتلپور متعلقہ پرگنہ حویلی مین اور دیوان کو سیف خانی خطاب و اضافہ مرحمت کرنا بادشاہ کا اور شاہزادہ داور بخش کی تالیقی کا عہدہ خان اعظم کو تفویض فرمانا اور خان اعظم کی رحلت

جہانگیر شاہ اپنی اولاد مین شاہزادہ شاہجہان کو عزیز رکھتا تھا یہہ بات نورجہان بیگم صاحبہ کے ناگوار طبع ہوتی اکثر اوقات شاہزادہ
کی نسبت کوئی بات ایسی کہہ دیتی جس سے بادشاہ مکدر ہوجاتا۔ احمد آباد سے دارالخلافہ جاتے راہ مین بیگم صاحبہ کی ہرزہ درائی اور
بیہودہ گوئیون سے باپ بیٹے مین رنجش ہوکر نتیجہ جنگ حوالی دہلی مین پیدا ہوا شاہزادہ آزردہ ہوکر مانڈوی تشریف لایا ۱۰۳۲ھ ہجری مین بادشاہ نے
گجرات کی صوبہ داری سلطان داور کو سپرد فرمائی آٹھ ہزار کا منصب اور تین ہزار سوار کا افسر بنا کر دو لاکھ روپے امداد خرچ کے نقد دیئے ولاکر
رخصت کیا۔ خان اعظم کو کلاش گجرات مین رسون رہا ہوا اور جماندیدہ آدمی تھا شاہزادہ کا تالیق مقرر ہوا ایک لاکھ روپیہ بطور امداد خرچ
مرحمت فرمایا شاہزادہ شاہجہان نے مانڈوہ پہونچکر اپنی جانب سے انتظام صوبہ گجرات کیلئے عبداللہ خان بہادر کو تعینات کیا محمد صفی دیوان
او کنھرداس بہادر راجہ بکرماجیت کو معہ خزانہ موجودہ و تخت مرصع کار جو پانچ لاکھ روپے کی تیاری کا بنایا گیا تھا اور تروار کا پرگنہ دو لاکھ کی آمدنی

[1] یہہ عمارت خانپور دروازہ باہر دریا کے کنارے اوسیشاہزادہ بنائی ہوئی جسکی کچھ کچھ علامات کو ۱۹۳۳ء کے بارش دریا کا پانی سال مین دریا کا پانی استقدر بڑھا کہ کوئی نشان گورنمنٹ انگلشیہ کا باقی نہ رہا اور اکثر دریا کا پانی دیوار کا پتھر شہر کے مارکر شیخ وزیر بنیا بسطرح کر دیا یہہ کھنڈر اوسی انقلاب مین دریا برد ہوگیا

تیاری کا بہہ دونون اشیائے نادرہ اپنے والد بزرگوار بادشاہ کے پیشکش کرنیکو بنوائی گئی تہین مگر بیگم صاحبہ کی بعض باتون سے شاہزادہ آزردہ ہوگیا بادشاہ کو دنیا ملتوی رکھکر اپنے پاس منگوانیکا تاکیدی حکم دیوان صوبہ کے نام روانہ کیا اور خانصاحب نے عہدہ نیابت خواجہ سرا وفادار نامی کو سپرد کرکے احمد آباد بھیجا خواجہ سرا تھے تو وفادار مگر صوبہ کا انتظام اونکی حیثیت سے بہت زیادہ تہا معدودے چند بے سر پا کو ہمراہ لیکر احمد آباد پہونچے اور شہر پر قبضہ کیا محمد صفی بڑا چالاک اور چلتا پرزا تھا خواجہ سرا کو دہوکا دینے کی غرض سے یہہ بنا کر روانہ ہوا کہ آپ شہر کی حفاظت کرین مین تو حضور مین جاتا ہون بلکہ کنھر داس بھی اپنی جگہ رہگیا اور محمد صفی پہلے تو چند روز کانگریہ پر ٹھہرا رہا پہر محمود آباد چلا گیا امرائے شاہی ناہر خان و سید دلبر خان و بابو خان افغان کو مخفی تحریرات بھیجکر آگاہ کیا کہ دیکھتے ہو اسوقت باپ بیٹے مین کسی ناچاقی ہو رہی ہے ہم نمکخوار قدیم ہین شاہی خدمت بجالانا ہمارا حق ہے اگر تم سب ملکر میری رفاقت اختیار کرو تو چندان مشکل نہین ایک سرا اور وہ بھی خواجہ سرا کا نکالدینا کتنی بڑی بات ہے بشرطیکہ ساری کارروائیان پولیٹکل پیرایہ مین مخفی کیجائین جاگیردار اپنی جاگیرون مین بخت ہوکر مزے اوڑا رہے ہین محمد صفی کی تحریرات سے چونکے اور صالح محمد جمعدار فوجدار پٹلاد تو ایسا متوہم ہوا کہ صفی کی پوشیدہ کارروائیونکا نتیجہ دریافت کرلیا کھلنے لگا کہ دیوانصاحب کا کچھ اور ہی خیال ہے خدا کرے اگر خزانہ پر ہتھ پھیرا تو شاہزادہ کو منہ دکھانیکی قابل نہ رہے۔ کنھر داس شہر مین پڑا ہوا گونگا بنا کرتا ہوگا ابتک خزانہ اور تخت مرصع کا رمعہ پردلہ شمشیر کیون نہین لیگیا۔ لاؤ بھی جو کچھ بنے ہم ہی کر گذرین اور کچھ نہ ملیگا بلا سے خزانہ تو بیداغ نکل جائیگا۔ یہہ سوچکر اپنے ماتحتی سوارون کو منتخب کرکے دفعتًا احمد آباد پہونچا اور جاتے ہی خزانہ پر قبضہ کرکے تقریبًا مبلغ دس لاکھ روپیہ لے لوا کر صاف نکل گیا خواجہ سرا منہہ دیکھتے رہگئے اور مانڈو مین بادشاہزادہ عالم کی خدمت مین حاضر کیا۔ صالح محمد کی کارروائی دیکھکر کنھر داس بھی ہوشیار ہوا تخت مرصع کا رسبب گرانی وزن لیجانا دشوار تھا پردلہ شمشیر اوٹھا کر چلتا ہوگیا اونکے جانیکے بعد محمد صفی کی بن پڑی میدان خالی دیکھکر امرائے مذکور کو اطلاع کی کہ بجمعیت موجودہ راتون رات چلکر صبح ہونے سے پہلے اون دروازون پر حاضر ہوجاوین جو ہر ایک کے سر راہ واقع ہین اور آپ پرگنہ کے بیچ سے بابو خان افغان کو لیے ہوئے نواحی احمد آباد۔ باغ ملک شعبان مین فروکش ہوا کچھ رات باقی تھی خدا خدا کرکے بسر کی ہنوز صبح صادق کا پورا ظہور نہوا تہا اور رفقا بھی ابتک نہ پہونچے محمد صفی بیچین ہوکر سوار ہوا۔ دروازہ سارنگپور سے شہر مین داخل ہوا ناہر خان حسب قرارداد ایڈری دروازہ سے آیا۔ خواجہ سرا کو اس بات کا گمان تک نہ تھا گھبرا کر قلعہ بہدر سے بھاگا اور شیخ حیدر پسر شیخ شاہ وجیہ الدین صاحب کے گھر مین پوشیدہ ہوگیا فوج فاتح نے پہلے قلعہ کے برج بارہ کا انتظام کیا۔ محمد صفی نے سوارون کو بھیجکر محمد صادق دیوان شاہی اور حسن بیگ بخشی کو گرفتار کروالیا تب پورا اطمینان ہوا۔ اس عرصہ مین شیخ حیدر نے خواجہ سرا کے پوشیدہ ہونے کی اطلاع کرواکے گرفتار کروادیا۔ جب شہر کا انتظام ہوگیا تو فوج موجودہ کو اطمینان دلاکر تنخواہ بھرنی شروع کی۔ خزانہ تو پہلے سے نکل گیا تھا قلعہ بہدر سے جو کچھ زر نقد یا اجناس ملکیتین قدیم و جدید فوجکی خوراکی وغیرہ کے لئے تقسیم ہوگئین ایک تخت مرصع کا رجو بر سونکی جانفشانی اور محنت سے بنایا گیا تھا توڑا گیا سارا سونا جدید لشکر کی تنخواہ مین تقسیم ہوا اور جواہرات آپ گانٹھ بیٹھا چند روز مین بہت لشکر جمع ہوگیا۔

عبد اللہ خان بہادر کو مانڈو مین خبر ہوئی شاہزادہ سے اجازت لیکر محض پانسو سوار کی جمعیت سے عرصہ تیس روز مین بڑودہ آیا فوج کوکی ہنوز مانڈوی سے نہ نکلی تھی۔ محمد صفی اور ناہر خان موجودہ لشکر کو لیکر گئے یہ تالاب پر فروکش ہوئے عبد اللہ خان بہادر کثرت مخالفت سے چند روز بڑودہ مین مقیم رہا جب فوج کوکی آگئی محمود آباد آکر فوجکی درستی ہونے لگی

محمد صفی کانگڑے سے بڑوہ آیا۔ عبداللہ خان محمود آباد سے باریچہ میں پہونچا محمد صفی پالوگاؤں میں ٹھہرا اب فریقین میں تین کوس کا فاصلہ رہگیا دوسرے روز طرفین سے لڑائی کی تیاری ہوگئی عبداللہ خان بہادر کے لشکر کا پڑاؤ ایسی جگہ تھا کہ ہر جگہ تھوہر کے درخت کثرت سے تھے اور آمد و رفت کا رستہ نہایت تنگ واقع ہوا تھا سلسلہ انتظام حسب دلخواہ نہو سکا جب لڑائی شروع ہوئی لشکریان عبداللہ خان کثرت تھوہر اور تنگی راہ اور جگہ کی اونچ نیچ سے دشمن پر پوری قوت سے حملہ نکر سکے خانصاحب مجبور ہوکر پسپا ہوئے اور سیدھے بڑودہ جاکر دم لیا اس لڑائی کی کسی شاعر نے یہہ تاریخ لکھی تھی ؎ دو فتح نمایان بیک ماہ شد ۱۰۳۲ ہجری۔

عبداللہ خان بہادر آدمی تھا پیالا مزیت کا ہونا اوسکے لئے ایسا ہوا جیسے شیر کو حملہ کی ندامت بڑودہ سے بھڑوچ گیا اور ایک روز رہنے کا اتفاق ہوا تھا کہ دفعتاً بیچین ہوکر سورت چلا گیا۔ یہاں کچھ جی بھاگ کر فراہم کرنے کا کام جاری کیا۔ دو مہینے میں خان بہادر کی ساری فوج فراہم ہوگئی۔ سورت سے شاہزادہ عالم کی خدمت میں برہانپور چلا گیا۔

احمد آباد میں محمد صفی کے کامیاب ہونے کی خبر حضور میں پہونچی منصب سات سو روپے اور تین سو سوار کا معین تھا بادشاہ نے اضافہ فرماکر تین ہزار روپے اور دو ہزار سوار کا منصب مقرر کردیا۔ محمد صفی ایک اوسط درجہ کا افسر تھا بادشاہ کی مہربانی نے دم کے دم میں اعلے درجہ کا سردار بنا دیا۔ ناہر خان تین ہزار روپے اور ڈھائی ہزار سوار کا منصب دار ہوگیا۔ محمد صفی کو خطاب صیف خان و علم و نقارہ سرکار شاہی سے عزت ہوا۔ موضع جیتاپور میں خان بہادر عبداللہ خان کے ساتھ لڑائی ہوکر فتح حاصل ہوئی تھی بنظر یادگار روزگار سیف خان نے ایک باغ تیار کرکے نام اوسکا جیت باغ رکھا۔ قلعہ بیدر کے دروازہ کی برابر سیف خان نے ایک مسجد اور مدرسہ و دار الشفا یہہ تین عمارتیں تعمیر کروائیں۔ مدرسہ سیف خان نام رکھا گیا۔ تاریخ اس شعر سے پائی جاتی ہے۔ سال اتمام زمعمار قضا چشم و گفت ؎ مسجد و مدرسہ و دار شفائے آباد ؎ نبی اللہ کی کہی ہوئی مدرسۃ للعلما تاریخ ہے۔

سلطان داور بخش بن شاہزادہ خسرو ناظم ہوکر احمد آباد تشریف لایا۔ صوبہ داری کے متعلق سارے کام خان اعظم کے صلاح و مشورے سے کئے جاتے تھے۔ چند روز بعد ہنوز سال بھی نہ تمام ہونے پایا تھا خان اعظم نے سفر آخرت اختیار کیا۔ موضع سرکھیج حضرت قدوۃ الاولیا شیخ احمد کھٹو قدس سرہ کے قبہ میں مدفون ہوا۔ خان اعظم بڑا دانا اور تجربہ کار آدمی تھا اکثر صفات حمیدہ پائے جاتے تھے ہر امر میں مراتب انصاف پوری ملحوظ رکھتا تھا۔ ساری عمر عہدہ ہائے جلیل القدر پر مختار رہا۔ اکثر دیکھا گیا تھا کہ جب امورات ریاست سے دو گھڑی وقت ملتا تو کتب تواریخ و اخلاق و سیر کا مطالعہ کیا کرتا۔ طبیعت موزون تھی گاہ گاہ اشعار بھی کہدیتا۔ چنانچہ دو ایک شعر تمثیلاً لکھے گئے ہیں۔ ؎ از کوئی مراد خود پسندان دگراند ؎ در وادی عشق مستمندان دگراند ؎ آنانکہ بجز رضائی جانان طلب اند ؎ آنہا دگراند در دمندان دگراند سب کچھ تھا مگر علوم عربی سے بے بہرہ تھا۔ خان اعظم کہتا تھا کہ مجکو اکثر تجربہ ہوا ہے کہ جب کسی نے کوئی بات بیان کی تو میں سچی سمجھا اور جب دوسرائی مجکو شبہ واقع ہوا۔ اور قسم کھانے سے تو جھوٹ کا یقین ہوگیا۔ اور یہہ بھی کہتا تھا کہ میرے پاس چار عورتیں ہیں مزاسانی انتظام خانہ داری خوب کرتی ہیں ماورالنہری مارپٹائی کی مضبوط ہے۔ عراقی سے اختلاط کا خط آیا ہے۔ بندے زنا شوکے لئے اچھی ہے ۱۰۳۳ ہجری میں سلطان داور بخش حسب الطلب حضور روانہ ہوگیا۔

صوبہ داری خانجہان اور نیابت دیوانی سیف خان اور رحلت فرمانا بادشاہ کا

خانخانان صوبہ اکبرآباد کی درخواست کر رہا تھا حسب الحکم جہانگیری وارد احمد آباد ہوا یہہ ناظم محض ایک ہی سال احمد آباد رہکر ۱۰۳۴ ہجری

شاہزادہ سلطان پرویز کی سرکار کا وکیل ہوگیا اور گجرات مین - ناظم جدید کے آنے تک سیف خان انچارج رہا ۱۰۳۵ھ ہجری کے اوائل مین اگرچہ بادشاہ کو کابل تشریف لیجانا منظور تھا مگر نہ معلوم کونسی پولیٹکل پالیسی سے عنایت خان نے مجبور کیا بادشاہ کابل تشریف لیگیا - گجرات مین صوبہ دار جدید تعین ہوا - ۱۰۳۶ھ مین بادشاہزادہ عالم و عالیان شاہجہان ٹھٹھ سے براہ گجرات بالا بالا اجمیر تشریف لیگیا بادشاہ نے ۱۰۳۷ھ ہجری کی اٹھائیس صفر کو تخت سلطنت ہندوستان شاہزادہ شاہجہان کے واسطے خالی کرکے آپ لاہور کے باغین گوشہ نشین ہوئے سو رہا اسوقت تک انتظام گجرات سیف خان کے قبضہ مین چھوڑ رکھا تھا -

سلطنت حضرت فردوس آشیانی ابو المظفر شہاب الدین بادشاہ غازی صاحبقران ثانی اور آپکا تشریف لیجانا اجمیر احمد آبادی ہوتے ہوئے آگرہ کو اور سیف خان وغیرہ ناظمون اور ڈیوٹیون کو جو آپکے زمانہ مین مامور تھین سبکو سمیٹ کر دار الخلافہ ہمراہ لیجانا و صوبہ داری شیر خان نور و دیوانی خواجہ جہانی

جب بادشاہ نے دار السلطنت لاہور مین انتقال فرمایا وزیر سلطنت یمین الدولہ آصف خان نے بسبب عدیم الفرصتی نہ عریضہ لکھا اور نہ دو حرفی رقعہ محض ایک پرچہ پر اپنی مہر کرکے قاصد تیز رو کو روانہ کیا - قاصد کیا تھا طی الارض پتلا تھا بادیل گاڑی کا پرزہ جو لاہور سے بیس روز کے عرصہ مین راہ دور و دراز لپیٹ سپیٹ کر اونیس ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۰۳۷ھ کو اجمیر جا پہونچا - بنارسی آدمی تھا ہوشیار پہلے بارگاہ والا مین نگیا مہابت خان کو ہمراہ لیکر حضور مین حاضر ہوا ساری کیفیت زبانی عرض کرکے مصری کاغذ پیش کیا - شاہجہان کو اگرچہ باپ کے مرنیکا رنج ہوا مگر ساتھ ہی سلطنت کے ملنے کی امنگون نے تسکین کر دی حسب دستور مراسم تعزیت ادا کی گئین - اور منجمون کو تاکید ہوئی کہ تاریخ کوچ تجویز کرین رمال منجم پنڈت جوتشی سب حاضر ہوئے زائچہ کھنچا تقویم دیکھی گئی - اسطرلاب پر نظر ڈالی پوتھی کھولکر بچار کیا آخر باتفاق رائے تیسرین ربیع الاول سنہ الیہ قرار پائی چلنے سے قبل ایک فرمان یمین الدولہ کو بھیجا گیا کہ بنارسی - ہمارے پاس حاضر ہوا اجمیر سے نکلکر احمد آباد ہوتے ہوئے عنقریب پہونچ سمجھو - جب سواری سرحد گجرات مین رونق افروز ہوئی ناہر خان نور مخاطب شیر خان کا پرچہ گذرا کہ ہم نمکخوار ان قدیم سے کبھی بیوفائی نہوئی مگر سیف خان کے دلی ارادونکا پتا اوسکی باتون سے پایا جاتا ہے - گجرات کی صوبہ داری سے وہ ایسا مغرور ہو رہا تھا کہ اوسکی حرکات و سکنات قابل رنجش تھے بادشاہ جدید نے حکم فرمایا کہ سیف خان نظر بند کر دیا جائے اور صوبہ دار ناہر خانکو سپرد ہو سیف خان بھی بادشاہ کا ہمزلف تھا اور معتمد علیا بادشاہ بیگم کی بہن ایک ہی بہن تھی جو سیف خان سے بیاہی گئی تھی محل مین بادشاہ بیگم کی شفاعت کھڑی ہوگئی اور بیچ بچاؤ کرکے سیف خان کو غضب شاہی سے بچا لیا ورنہ خدا جانے سیف خانکی خوبیوں وصفکی جاتی - بارو گر خدمت پرست خان کے نام حکم ہوا کہ احمد آباد جاکر سیف خان کو ہمارے حضور مین حاضر کر دیا جائے خبردار ایسا نہو کہ راہ مین کسی قسم کا آسیب پہونچے - فرمان صوبہ داری بنام شیر خان اسیکی ساتھ بھیجا گیا جب سواری دریائے نربدا یا پیارے کا گھاٹ عبور کرکے قصبہ سینور مین رونق افروز ہوئے تھانیان صوبہ کا تار لگ گیا ایک کے بعد دیگرے آکر آستان بوسی سے مشرف ہوئے -

ماہ مذکور شیر خانکی عرضداشت سے ظاہر ہوا کہ گجرات کے رہنے والے صرافون نے لاہور سے لکھا ہے کہ بعد فتح دار السلطنت لاہور یمین الدولہ وزیر سلطنت و ارکان دولت نے حضور کے نام نامی سے خطبہ پڑھوایا بادشاہ نے نقار خانہ مین شادیانے بجانیکا حکم فرمایا - خدمت پرست خان جب حوالی احمد آباد مین پہونچا شیر خان فرمان شاہی کے استقبال کو دوڑا آیا حسب قوانین منضبطہ فرمان سر پر باندھکر شہر مین گیا اور آصف خان اگرچہ اسوقت کسی عارضہ مین مبتلا تھا تاہم بحکم شاہی خدمت پرست خان کو سپرد کیا - حضور مین پہونچنے کی دیر تھی شفاعت مہد علیا بیگم سے سارے گناہ معاف ہوئے - میر شمس الدین

ڈھائی ہزار ذاتی اور دو ہزار کا منصب دار تھا حوالی سورت مین شرف ملازمت حاصل کرکے سواری کے ساتھ ساتھ حاضر رہا ایکروز حضور کو خیال آیا
سورت کی قلعہ داری تفویض فرماکر رخصت کیا۔ جب سواری محمود آباد مین رونق افروز ہوئی شیر خان کئی قسم کا ریشمی اور زربافی کپڑا لیے ہوئے حاضر ہوا۔
اوسکے ساتھ مرزا عیسے ترخان اور مرزا ولی وغیرہ امرائے تعیناتی بھی حاضر ہوئے بادشاہ نے علی قدر مراتب ہر ایک کو سرفراز فرمایا۔ اٹھارہ ربیع الثانی کو
خیام فلک احتشام کانکریا تالاب کے قریب برپا ہوئے شیر خان ناظم صوبہ کو علاوہ منصب مقررہ اضافہ فرماکر کل پانچہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا منصب دار
معین کیا۔ خلعت ملا جیغہ و شمشیر مرصع کمر سے لگائی گئی ایک سچی خیر خواہی اور وفاداری سے کتنی چیزین حاصل ہوئین۔ طویلہ خاص سے سواری کا گھوڑا
اور ہاتھی بھی مرحمت ہوا۔ خواجہ جان کو خطاب خواجہ جہان دیا گیا تھا۔ اور منصب دو ہزاری ذات اور چھ سو سوار ونکا معین تھا گجرات کا دیوان صوبہ
مقرر ہوا۔ مرزا عیسے ترخان دو ہزار ذات اور سترہ سو سوار کا اضافہ فرماکر کل چار ہزار ذاتی اور ڈھائی ہزار سوار کا افسر بناکر ٹھٹھہ کی صوبہ داری مرحمت
فرمائی۔ معتقد خان چار ہزار ذات اور دو ہزار سوار۔ جمال لوہانی دیڑھ ہزار ذات اور پانسو سوار۔ سید مبارک ایکہزار ذات اور تین سو سوار۔ اور سید
دلیر خان کو نہ معلوم کتنے سوار کا افسر بنایا اور یہہ چارون امرا کو صوبہ گجرات کی نگہبانی کیلیے یہین رکھا۔ کانکریہ تالاب پر ایک ہفتہ مقام رہا پچیس ربیع الثانی کو
کوچ ہوا۔ شیر خان رخصت لیکر احمد آباد آیا جب سواری دار الخلافہ مین رونق افروز ہوئی۔ تاریخ جلوس معین ہو چکی تھی بارہوین جمادی الثانی روز
پنجشنبہ ساڑھے تین گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت سوروٹی پر جلوس فرمایا اسی ایام مین حسب قواعد مستمرہ سید جلال بخاری نبیرۂ حضرت شاہیہ
قدس سرہٗ مبارکبادی کیواسطے دار الخلافہ مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے آپکو دس ہزار روپیہ نقد اور خلعت مرحمت فرمایا۔

مقرر کرنا مہینا اور سال کا قمری ماہ کے حساب سے

اگرچہ میرے جد بزرگوار اکبر بادشاہ کے عہد دولت مین تاریخ جدید الٰہی وضع کی گئی تھی اور اسکا دار و مدار ماہ و سال شمسی کا پر رکھا گیا تھا۔ میرے والد ماجد
جہانگیر بادشاہ نے طریقہ آبائی کو زندہ رکھا مگر میری نیت حق طویت دین نبوی و طریقہ احمدی کو رواج دینے مین زیادہ تر مرغوب ہے کثرت امورات سلطنت
کی پیچیدگیون سے دم بھر مہلت نہین ملتی تاہم رعایت امر معروف دینی منکر سے کوئی لمحہ خالی نہین گذرتا اسلامی سلطنت کی عظمت زمانہ کو گھٹا کر درج
دفتر کرنا کوئی بھی عاقل و ذی ہوش پسند نکریگا چنانچہ قمری حساب سے پورے تینتیس ۳۳ برس کو شمسی سانچے مین ڈھالکر ایک برس گھٹا تینتیس ۳۲ برس چھ روز آٹھ
ساعت لکھنا کون عقل کی بات ہے جہانتک ممکن ہو مدت دین مبین کی بڑھا دیجائے جو باعث افتخار اسلام ہے لہذا مین حکم فرماتا ہون کہ ساری
سلطنت کا تمام دار و مدار سال ماہ قمری پر رکھا گیا جو سنہ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مراد ہے اگرچہ ہمنے بارہوین جمادی الثانی کے روز تخت
سلطنت پر جلوس فرمایا مگر سلطنت کی ابتدا غرۂ ماہ مذکور سے شمار کیجائے۔ اس مضمون کے فرمان تمام ممالک محروسہ کے ناظم صوبون کے نام صادر ہوئے
مورخ صاحب فرماتے ہین کہ جب بادشاہ نے قمری ماہ و سال کا دفتر مین درج کرنیکا فرمان بھیجا تو فصلی سنہ کے ساتھ تطبیق کرنا دشوار ہو گیا چنانچہ
یہہ کیفیت مراۃ احمدی کی ابتدا مین لکھی گئی ہے۔

۱۰۳۸ ہجری مین شیر خان ناظم صوبہ نے دو فدا اور اور خوشنما ہاتھی اور کئی قسم کا ریشمی کپڑا جو خاص احمد آباد کا بنا ہوا تھا بطریق پیشکش حضور مین
بھیجا بادشاہ نے ہر چیز کو ملاحظہ فرماکر تحسین و آفرین کی۔ اوسی سال خواجہ ابو الحسن نامی امرائے عظام مین شمار کیا جاتا تھا بجمعیت معقول تسخیر ولایت
ناسک و سنگمنیر بھیجا گیا۔ اور تاکید کردی گئی کہ دکن پہونچکر کسی جگہ قیام رکھا جائے تاوقتیکہ شیر خان ناظم صوبہ مع لشکر گجرات تمہارے پاس نہ پہونچے
انتہا تمام تسخیر قلعہ ملتوی رہے حضور سے ناظم مذکور کے نام فرمان بھیجا گیا ہے خواجہ صاحب تو دکن مین کسی جگہ منتظر ہون گے شیر خان بھی حسب الحکم

لشکر کے ساتھہ ۲۶ شوال کو خواجہ صاحب کے پاس پہونچ گیا راجہ صاحب نے کسی مصلحت سے نواحی تریک کے قلعہ ماثورہ وحوالی چاندور کی غارت گری کیلیے شیر خان کو تعینات کیا۔ بہلا خانصاحب ایسی باتونمین کب پیچھے ہٹنے والے تھے خواجہ کا فرمان لیکر حشیم بجا لائے۔ ان اضلاع کی غارت گری سے مال غنیمت بہت کچھہ ملا۔ لیکن جب خانصاحب احمد آباد سے دکن آرہے تھے راہ مین زمیندار بکلانہ پر دباؤ ڈالکر کسیقدر پیشکش کے علاوہ پانچ ہاتھی معین کیئے تھے اپنے ایک ملازم معتمد کو وہین چھوڑ رکھا تھا وہ ذی حجہ ۳۹ مین لیکر حاضر ہوا خواجہ صاحب نے حضور مین بھجوادیا۔

سید جلال بخاری جلوس کی مبارکبادی کو حضور مین گئے ہوئے تھے خلعت اور ہاتھی اور تین ہزار روپے نقد لیکر محرم مین وارد احمد آباد ہوئے ۱۰۴۰ھ ہجری مین جمال خان قراول نے بحکم حضور نواحی راج پیپلہ و سلطان پور تابع صوبہ گجرات مین ایک سو تیس ہاتھی گرفتار کرکے لیے جاتا تھا راہ مین ساٹھہ ہاتھی پنجہ ملک الموت مین گرفتار ہوکر وہین پڑے رہے۔ فقط ستر ہاتھی ۱۶ جمادی الاول کو حضور مین پہنچے سارے ہاتھیون کی قیمت مبلغ ایک لاکھہ روپیہ حضور مین اندازہ کیا گیا۔

ذکر قحط عظیم جو گجرات مین ستاسیہ کا مشہور ہوا

اس سال کے واقعات مین ستاسیہ کا ایسا واقعہ ہوا کہ اوس زمانہ کے بوڑھے بڈھے اگلے صدیون مین اسکا نظیر نہ رکھتے تھے۔ شاہجہان بادشاہ کی سلطنت تین برس کا زمانہ گذرا تھا رعایا اور لشکری سے کسیکو تنگدستی یا محتاجی کی شکایت نتھی آسمان بے مہر کو رشک پیدا ہوا۔ گجرات اور دکن کے مٹانے کی فکر کرنے لگا کہ ہاتھی ہوتے برابر کا شتکار تردد کرنے مین مصروف ہوئے۔ اہل حرفہ تجار اور لشکری کھیر پلوکی درستی کرنے لگے۔ کوئی کہتا تھا کہ ابکی برسات مین میری دیوار بچ گئی تو سال آئندہ چونا گچی کی نیو الونگا کوئی کہتا تھا کہ یہہ سال تو اسی گھر مین بہر صورت بسر کرکے دیوالی ہونے برابر دوسرے مین جاؤنگے غرض ہر ایک شخص برسات کی نسبت اپنا خیال بیان کر رہا تھا۔ پیر فرتوت کان لگائے سبکی باتین سن رہا تھا جب ایام معہود گذر کر کچھہ دن اوپر چلے تو لوگونکے دلونمین ہول پیدا ہونے لگی اوسوقت تک یہہ گمان تھا کہ سارا برس یونہی کورے گھاٹ اوتریگا ورنہ بے موت مرینگے جب ساڑھہ اور ساوان دو مہینے پورے گذر گئے خلق اللہ گھبرا اوٹھی لوگونمین جنکے پاس کسیقدر غلہ تھا وہ کھا پیکر فارغ ہوگئے اور جنھون نے برسات بھر کا ذخیرہ کر لیا تھا وہ بھی گھبرا گھبرا کر ایدھر اودھر ٹٹولنے لگے۔ غلہ فروشونکی بن پڑی ایک ایک کے دس دس دام بڑھا کر بیچنا شروع کیا۔ اوس زمانہ مین ریل تو تھی ہی نہین کہ مفصلات یا اضلاع دور و دراز سے غلہ کھچکر آجاتا بس جسجگہ تھا وہین مقید رہا عوام خلق اللہ بھوکون مرنے لگی ایک روٹی کے بدلے اپنی اولاد دیتی تب بھی کوئی خریدار نتھا۔ بقول شخصے دھڑی اونٹ بک رہا تھا دن بھر ایدھر اودھر سے ابر آکر لوگون کو برسات کی امید دلاتا اور رات ہوتے ہی نجانے کدھر غایب ہوجاتا۔ ہر محلہ مین رات بھر فاقہ کشونکی صدائین بلند ہوتین۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے چلا چلا کر روٹی مانگتے تھے مگر ماں باپ ایسے مجبور تھے کہ روٹی کے بدلے اپنی چھاتی سے لپٹا کر اونکے ساتھہ آپ بھی رونے لگتے مال دار اور فقیر سبکی ایک حالت تھی انسان کی زندگی کا دارومدار اکل و شرب پر موقوف ہے جب یہی نرہا تو زندگی کیسی ہزار ہا جانین بار فاقہ کشی اوٹھا کر تلف ہوگئین جو لوگ بھوکون کے منہہ نہ دیکھتے تھے قحط سالی نے گدائی کرنے پر مجبور کیا تب بھی پیٹ بھرتے نہوئے شہر کا ذخیرہ عرصہ قلیل مین ختم ہوگیا اور بیرونی رسد کا آنا مشکل تھا بات کیا تھی کہ مفصلات مین ہر طرف لوٹ کھسوٹ ہو رہی تھی غلہ آتا تو کس طریقہ سے آیا جاتا بیلون کی یہہ کیفیت کہ جو رفاقہ کشی سے ایک قدم چلنا دشوار تھا غلہ فروش مردہ جانورونکی ہڈیان پیس پیس کر آٹے مین شریک کرکے فروخت کرتے اور قصاب گوشت بکرا یا مینڈھے کیساتھہ کتونکا گوشت بیچنے لگے اونکی دغا بازیان کارپردازان سرکاری کے گوش زد ہوئین گرفتار کرکے وہ سزائین دی گئین کہ بار دگر کسی اور کو جرات نہوئی۔ آدمی کا آدمی گوشت کھانے لگا تھا اکا دکا گھر سے

باہر نکلا اور فاقہ کشوں نے ہڑپ کر لیا ہاں دو چار آدمی متفق ہو کر چلنے تو صحیح سلامت گھر آنا نصیب ہوتا۔ احمد آباد سے اکثر لوگ جلا وطن ہو کر اضلاع دور و دراز ممالک غیر میں جا بسے وطن چھوڑا گھر بار سے منہ موڑا عزیز و اقارب دوست آشنا سے ترک تعلقات ہوا ایک فاقہ کشی سے ساری باتیں پیدا ہوئیں گجرات کا قصبہ کیا شہر با عتبار آبادی سارے ہندوستان میں وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ستیاسے نے سب کا ناس کر دیا شاہجہان بادشاہ نے بنظر جہان پروری برہان پور سے لیکر احمد آباد تک ہر ضلعہ میں لنگر خانے جاری کئے ہر لنگر خانہ میں محتاج اور حاجت مندوں کو روٹی اور آش اسقدر ملنے لگا کہ ہوکہ کی شکایت جاتی رہی مگر احمد آباد کے اکثر عزت دار باشندے ایسے بھی تھے کہ لنگر خانہ کی آش و نان سے فاقہ کشی بدرجہا اولی جانتے تھے بادشاہ نے دیوان صوبہ کے نام حکم فرمایا کہ مبلغ پچاس ہزار روپے عزت داران گوشہ نشین کو تقسیم کر دئے جائیں تا یار فاقہ کشی سے نجات ہو۔ گجرات کا شمالی حصہ ستاسیہ کے دست تصرف سے بچا ہوا تھا اور احمد آباد سے لیکر برہان پور تک ستاسیہ کی دھاک پڑی ہوئی تھی اگر شاہی لنگر خانے جاری نہ کئے جاتے تو سال آیندہ کیلئے وہی صورتیں دکھائی دیتیں جنکے گھروں میں کسی قدر آذوقہ کا ذخیرہ تھا باقی ساری رعایا اور لشکری ستیاسیہ کی نظر ہوتے تھے۔ خدا خدا کر کے گھڑیاں گن گن کر ستیاسیہ پورا ہوا پروردگار عالم نے فضل و کرم فرما کر رحمت نازل کی رعایا کے جان بلب میں جان آگئی اوٹھ اوٹھ کر کاشتکاری میں مصروف ہوئے۔ اس زمانہ کے سن رسیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہمنے اپنے بزرگوں سے جنکو ستیاسیہ سے رابطہ یگانگت و الفت تھا اور اوسکی رفاقت میں کیا کیا مصائب جھیلے تھے فرماتے تھے کہ شہر اور دیہات کے اکثر جانور مر چکے تھے بعض کسان اور شاہزادیوں نے بڑی مشقت سے کچھ گاؤ میشیں بچا رکھیں تھیں مگر کوئی گاؤ میش خریدنا باقی نہ رہا تھا بھجوتی تلاش کر کے جانپانیر سے ایک پاڑ اشرفی روپیہ قیمت کا خرید کر لایا گیا۔ پاڑ ابھی ایسی چیز تھا کہ ستر روپے قیمت پاتا مگر حضرت ستیاسیہ کے دست تصرف نے آدمی اور جانور سب کا ملیامیٹ کر دیا تھا۔

ناگر گجراتی قوم کا ایک معتبر دیانت رائے نامی فن حساب نویسی میں سر دفتر محرران سمجھا جاتا تھا اور ایک مدت سے بادشاہ کے حضور میں کسی عہدہ پر مامور تھا اسی سال محالات خالصہ کا دفتر دار مقرر ہو کر احمد آباد آیا۔

ناظم صوبہ شیر خان مسمی ناسک نزیک کی پیروی کے لئے خواجہ ابوالحسن صاحب کیخدمت میں گیا ہوا تھا اسی سال پیمانہ عمر لبریز ہو کر ڈھلک گیا۔

اسلام خانکی صوبہ داری اور خواجہ جہانکی دیوانی اور خواجہ صاحب کا حج بیت اللہ کو جانا اور آقا افضل مخاطب بہ فاضل خان کی دیوانی

شیر خان کے مرنے بعد اسلام خان حاکم دار الخلافہ آگرہ ناظم گجرات مقرر ہوا اصل و اضافہ ملکر پانچہزار ذات اور چار ہزار سوار کا منصب جنمیں دو اسپہ سہ اسپہ سامیان شریک تھیں نامزد کیا گیا۔ خلعت خاصہ اور ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اور ایک ہاتھی مرحمت ہوا اسلام خان نے احمد آباد آتے ہی براہ عمدہ سے عمدہ نو گھوڑے کچھ اور کچھ جواہرات مرصع زیور اور زر نقد نہاں جنمیں بعض احمد آبادی اور بعض عراقی شامل تھے حضور میں پیشکش کے طور پر بھجوا دیا۔ بادشاہ نہایت خوشی ہوا ایکہزار سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا۔ امرائے متعینہ صوبہ میں سے مسمی سرفراز خان چغتائی لڑکوں کو لیکر حضور میں گیا تھا وقت رخصت خلعت رخصت لیکر وارد احمد آباد ہوا سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں دیوان صوبہ خواجہ جہان کو اجازت حرمین الشریفین کی رخصت حاصل ہوئی۔

پانچ لاکھ روپے تاج پوشی کی نذر مانی گئی تھی۔ از انجملہ فی الحال مبلغ دو لاکھ اور چالیس ہزار روپیہ کا مال حسب مذاق اہل عرب احمد آباد اور صورت سے خرید کر کے خواجہ صاحب کے ساتھ عتبات عالیات کے مستحقوں کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجنے کا حکم مقتدیان صوبہ گجرات کے نام

صادر ہوا چونکہ حکیم مسیح الزمان بھی رخصت لے چکے تھے یہہ اور خواجہ صاحب بالاتفاق جانیوالے تھے۔ حکم مین صاف ظاہر تھا کہ سارا مال انہین کی رائے سے تقسیم ہوگا۔

خواجہ صاحب نے جانیکے بعد آقا افضل خان (فاضل خان) بنکا خطاب تھا گجرات کا دیوان صوبہ مقرر ہوا منصب مین کسی قسم کا اضافہ نکیا گیا۔ معز الملک منصدی بندرسوت اور کھمبایت نے دونون بنادر کی آمدنی سے کچھ تو جواہرات بے بہا اور کچھ زربفتی عمدہ کپڑا اور چند عربی اور عراقی گھوڑے۔ بطور پیشکش حضور مین بھجوادیے۔ اسلام خان ناظم صوبہ نے اسی کچھی گھوڑے اور اقسام اقسام کا جواہر اور مرصع زیور احمد آباد کا بنا ہوا عمدہ اور نفیس کپڑا وغیرہ صوبہ کا پیشکش حضور مین روانہ کیا۔ ۱۰۴۲ھ ہجری مین سید دلیر خان بارہہ جو چار ہزار ذاتی اور تین ہزار سوار کا منصب دار اور بڑودہ کا فوجدار تھا قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ آقا فاضل دیوانی سے تبدیل ہوکر بڑودہ کا فوجدار ہوا۔ رعایت خان کو دیوانی ملی اسلام خان کی زمانہ صوبہ داری کی کیفیت اس سے زیادہ دریافت ہوئی۔

باقر خان نجم ثانی کی صوبہ داری رعایت خان کی دیوانی

باقر خان نجم ثانی اوڑیسہ کا حاکم چار ہزار ذاتی اور چار ہزار سوار کا منصب دار تھا ۱۰۴۲ھ ہجری مین بارگاہ معلی مین حاضر ہوا۔ ہزار اشرفی نقد نذر گذرانی۔ اور مرصع زیور اور کئی چیزین زر خالص بطریق پیشکش سبکی قیمت مبلغ ۲ لاکھ روپے معین ہوئے اسلام خان کو تبدیل کرکے گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ خلعت ملا۔ گھوڑا۔ اور ہاتھی معہ سامان طلائی سواری کو دیا گیا ۱۰۴۴ھ ہجری مین احمد آباد آیا آدمی تھا منتظم صوبہ کا ایسا انتظام کیا کہ رعایا اور سرکار دونون رضامند رہے اٹھارہ گھوڑے عراقی اور چالیس گھوڑے کچھی۔ اور گجرات کا بنا ہوا اعلےٰ قسم کا ریشمی و زربافی کپڑا بطریق پیشکش حضور مین بھجوادیا۔

سپہ دار خان کی صوبہ داری رعایت خان کی دیوانی

سپہ دار خان اعلیٰ افسرون مین شمار کیا جاتا پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کا افسر تھا جشن نوروز ۲۱ رمضان المبارک ۱۰۴۳ھ ہجری کو حسب قوانین مستمرہ اکثر امرا سرفراز کیے گئے اسکو گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی باقر خان نجم ثانی تبدیل ہوئے اور سپہ دار خان خلعت خاصہ اور گھوڑا مرصع زین کا معہ ساتھی لیے احمد آباد داخل ہوا۔ سال بھی ختم ہوچکا تھا نئے سال کی کاشتکاری تیاری کر رہی تھی۔ اوسی سال سرکاری کارخانہ مین ایک خیمہ زربفتی مخمل کا احمد آباد کے کاریگرون سے بنوایا گیا تھا اور ویسا ہی ایک سائبان مگر ستون اوسکے چاندی اور سونیکے نہایت نازک اور خوبصورت یہہ دونون چیزین ایک لاکھ روپیہ کی تیاری کی بنائی گئی تھین۔ سپہ دار خان نے بطریق پیشکش حضور مین بھجوادین اور دار السلطنت مین بادشاہ نے ایک کرور روپیہ کی لاگت کا تخت طاؤسی بنوایا تھا ۱۰۴۴ھ ہجری جشن نوروز مین اوسی تخت پر جلوس فرمایا احمد آبادی خیمہ زربفتی مخمل کا مقابل ایوان شاہی استادہ ہوا نوروز کا دربار بڑے بڑے راجہ امیر وزیر سبھی حاضر تھے جسنے دیکھا بیساختہ تعریف کرنے لگا حضور شاہنشاہی خیمہ سائبان دیکھکر بہت محظوظ ہوئے۔

سیف خان کی صوبہ داری اور رعایت خان کی دیوانی

سیف خان نامی افسر چار ہزار ذاتی اور چار ہزار کا منصب دار تھا بندر ہوین صفر ۱۰۴۵ھ ہجری کو سپہ دار خان کو تبدیل کرکے سیف خان کو

صوبہ داری مرحمت ہوئی اور اوسکے بھائی سلطان نظر اور لڑکے یحییٰ کو اصل و اضافہ ملکر ایک ہزار ذاتی اور تین تین سو سوار کا منصب مقرر کرکے اوسکے ساتھ تعینات کیا۔ چلتے وقت سوار کو ایک گھوڑا معہ طلائی سامان اور ہاتھی مرحمت فرمایا۔ اوسی سال حکیم مسیح الزمان حج بیت اللہ سے مشرف ہوکر بصرہ ہوتے ہوئے بندر لاہور میں اوترے مگر حکیم صاحب نے چالیس گھوڑے عربی عمدہ عمدہ چھانٹ چھانٹ کر بصرہ میں خریدکئے تھے گھوڑوں کو بحفاظت لئے ہوئے حضور میں پہونچے شرف آستانہ بوسی حاصل ہوا گھوڑے نذر گذرانے از انجملہ دو گھوڑے پسند خاطر اقدس ہوئے ایک یوز اور دوسرا طرق۔ واقعی یہہ دونوں گھوڑے ہر بابت میں قابل تعریف تھے رنگت وہ پاکیزہ کہ دیکھنے والیکو بیحد

قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا (مان باپ تمی بچاؤ شو تو ہون بچوانو چھیون نین تو مارا بال بچان کھراب تھی جشے) خانصاحب نے رحم فرماکر اس امر پر فیصلہ کیا کہ بیوپاریونکا لوٹا ہوا مال و اسباب متروک کردیا جائے اور آئندہ کیلئے فعل ضامن معتبر جمع کرے تو نجات ممکن ہے علاوہ اسکے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ بطور پیشکش دینا پڑیگا کاسبی نے بخوشی دل ساری باتین قبول کین بیوپاریونکا مال اور فعل ضامن دے لاکر اطمینان سے اپنے گھر چلا گیا۔

اعظم خان سمجھا کہ گجرات مفسدونکا معدن اور فتنہ انگیزونکا مخزن ہے یہان کے باشندون مین کولی اور کاٹھی یہہ دو قوم سرمایہ فساد و سرگروہ سرکشان گجرات مشہور ہین۔ انکی پیدایش مین گمراہی اور بیوفائی کچھ ایسی شامل کیگئی ہے کہ کبھی نچلا بیٹھنے ہی نہین دیتی اور جبتک انکی سرکوبی خاطر خواہ نکیجائیگی ملک مین امن و امان قایم نرہیگا سب سے پہلے احمد آباد کے قریب بھیل پرگنہ مین جو کولیون کا معدن تھا دو مضبوط قلعہ تعمیر کئے ایک کا نام اعظم آباد اور دوسریکا خلیل آباد نام رکھا اعظم خانصاحب کا نام تھا اور خلیل بیٹے کا نام ضلعہ کاٹھیاواڑ مین چوڑا اور پنیور کاٹھیونکا وطن اور سرکشان صادر و وارو کا معدن تھا ایک قلعہ نہایت مستحکم تعمیر کرکے شاہ پور نام رکھا۔

آقا محمد فاضل مخاطب بفاضل خان سابق دیوان صوبہ ہوکر کسی تقریب سے بڑودہ کا فوجدار ہوگیا تھا حسب الحکم حضور مین بلایا گیا ۱۰۴۲ھ ہجری مین شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر کے رسالہ خاص کا رسالدار معین ہوا خلعت ملا طویلہ خاص سے عمدہ گھوڑا اسمری سامان کا مرحمت ہوا۔

۱۰۴۳ھ ہجری مین حکیم ابو القاسم مخاطب بحکم الممالک کو اجازت زیارت مکہ شریفہ حاصل ہوئی متصدیان صوبہ گجرات کے نام حکم صادر ہوا کہ مبلغ ساٹھ ہزار روپے منجملہ رقم نذر کی اشیائے نادرہ حسب ذوق اہل عرب باتفاق رائے حکیم صاحب خریدہ ہوکر سپرد کردیجائین چونکہ حکیم صاحب بنفس نفیس مستحقان عتبات عالیات کو تقسیم کردینگے اور یہہ رقم اسی مد مین داخل کیجائے۔

سید الصدا کو صورت کی قلعہ داری مرحمت ہوئی سید جلال بخاری خلف سید محمد گجراتی جو حضرت شاہیہ قدس سرہٗ کے نبیرہ نبین سے تھے یا دشاہی دس ہزار روپے نقد اور انکے دونون صاحبزادون کو عمدہ عمدہ پوشاک دیکر رخصت کیا چلتے وقت چھ سو اشرفی متوکلین و گوشہ نشین احمد آباد کیلئے سپرد کین ایسی سال رمضان مہینے مین مرزا عیسے ترخان حاکم ملک سورٹھہ کا پیشکش پندرہ گھوڑے کچھی مقبول ہوا مرزا صاحب کی کارگذاری قابل تحسین مانی گئی۔ ناظم صوبہ اعظم خان نے قلعہ بہدر کے پاس نقار خانے والے دروازہ کی برابر ایک مکان نہایت عمدہ تعمیر کیا کسی شاعر نے یہہ تاریخ نظم کرکے پیش کیا۔ انعام ملا یانہ ملا مگر تاریخی صفحون پہ یادگار باقی رہی سہ زہاتف سال تاریخش چو جستم ندا آمد مکان خیر احسان۔

دیوانی محمد صابر از تغیر رعایت خان

۱۰۴۴ھ ہجری مین حکیم مسیح الزمان کو تغیر کرکے سورٹھ کی متصدی گری مظفر الملک کو عطا فرمائی اور احمد آباد کا دیوان صوبہ رعایت خان کی جگہ میر محمد صابر جو بخشی اور وقایع نویس تھا قائم مقام ہوا منصب مین کسی قدر اضافہ کیا گیا سلالہ خاندان رضوی حضرت سید جلال بخاری حسب الطلب حضور مین تشریف لیگئے سرکار شاہی سے پانسو اشرفی مرحمت ہوئین۔

اعظم خان ناظم صوبہ کی لڑکی کے ساتھہ شاہزادہ محمد شجاع بہادر کی چند روز سے رسوم نسبت ہوچکی تھی اسی سال خانصاحب نے اپنے بیوی بچون کو حضور مین روانہ کیا تھا۔ بیسوین شوال کو دار الخلافہ مین داخل ہوئے خانصاحب کے دونون لڑکے میر خلیل

ومیر اسحاق بھی اپنی والدہ کے ساتھ بھیجے گئے تھے مگر شاہزادہ کی سواری بنگالہ میں رونق افروز تھی اور کسی مصلحت سے شاہزادہ کا
طلب کرنا ملتوی رہا عروس کا قافلہ بنگالہ بھیجا گیا اور ساتھ ہی حکم پایا کہ بعد رسوم ازدواج انکے والدہ اپنے لڑکوں کو لیکر احمد آباد چلی جائے
اوس سال کے جشن نوروز میں مبلغ دس ہزار روپیہ اور مجلس شب میلاد حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں مبلغ تین ہزار روپے جناب سید
جلال صاحب کو مرحمت ہوئے بلکہ وقت رخصت پانچہزار روپے زاد راہ کے اضافہ دئے گئے۔ گجرات کے وقایع نگار کی تحریر سے سرفراز
خان فوجدار پٹن کے انتقال کی خبر حضور میں دریافت ہوئی مرحوم کے لڑکوں کو مناسب اضافہ ہوکر اور خدمتیں سپرد ہوئیں۔ مرزا
عیسے ترخان بھی ایکہزار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔ کل منصب پانچہزار ذات اور پانچہزار کا معین ہوگیا مرزا خان کے بڑے بیٹے عنایت اللہ
کو اصل و اضافہ ملکر ایکہزار ذات اور پانسو سوار کا منصب مقرر کیا گیا جب اعظم خانکی لڑکے بابے بنگالہ سے آگرہ میں پہونچے حضور سے
ناظم صوبہ کیلئے طویلہ خاص سے ایک عمدہ گھوڑا معہ سامان طلائی اور ایک ہاتھی وہ بھی فیل خانہ خاصہ سے مرحمت فرماکر دونوں لڑکوں کو
ایک ایک گھوڑا انعام دیا گیا مرزا عیسے ترخان حاکم جوناگڈھ نے اس سال کا پیشکش فقط چالیس گھوڑے کچھی حضور میں بھیجدیئے۔
نشنہ ہجری کا پیشکش ہونا ظم صوبہ نے حضور میں بھیجا از انجملہ کئی قسم کا جواہرات بیش بہا تھا اور گجراتی ریشمی اور زربفتی۔ تو ساری
ہندوستان میں اعلے قیمت پاتا۔ کچھی گھوڑے بھی ویسے ہی تھے غرض ہر چیز قابل قدر تھی کپڑے اور جواہرات کی تعداد نہ معلوم کتنی تھی مگر
گھوڑے تیس اس بھیجے گئے تھے۔ ناظم صوبہ نے یہ وتیرہ اختیار کیا تھا کہ برسات کی فصل بھر پہاڑی اضلاع میں بسر کرتا۔ چونکہ
کاشتکاری کے زمانہ میں کولی۔ راجپوت۔ کاٹھی ان اقوام سے جو بانیے فساد تھے وہ اپنے وطنوں میں زراعت کرنیکو آیا کرتے یہہ اونکو
گرفتار کرکے سزائے معقول دیتا اور جبتک ضامن نہ دیتے رہائی نہ ملتی اور جبکہ سرکشونکا ملجا و ماوی دریافت ہوجاتا قلعے تعمیر کرواکر تھانے
بٹھائے جاتے تھانے والے سپاہی مفسد اور سرکشونکی زراعت اور درخت مثمر مثلاً۔ آم۔ کھرنی میوہ وغیرہ جنکو اونکی اصلاح میں وطن
کھینے تھے خراب برباد کردئے جاتے گجرات کے اکثر پہاڑی اضلاع میں جنگلی درختونکی کثرت سے مفسدوں کو بھاگ بھاگ کر پوشیدہ
ہونیکا موقع ملا کرتا تھا ویسے جنگل کاٹ کاٹ کر صاف کردئے گئے جب سبطرف سے اعظم خان نے بانیان فساد کے رستے بند کردیئے اور ہر جگہ
سرکاری فوجی تھانہ دار متعین ہوئے تو کولی اور راجپوت کاٹھی وغیرہ جنکو محض ہوکر صوبہ دار کو اعظم اودھی نام سے یاد کرنے لگے
(اودھی گجراتی میں دیک کو کہتے ہیں) یعنی ناظم صوبہ کیا ہے دیک ہے جسجگہ چڑھا اوسکو برباد کردیا۔ مورخ نے جب اس کتاب کی تحریر کا
قلم اوٹھایا اوس زمانہ میں خانصاحب موجود تھے بلکہ سو برس سے اوپر زمانہ گذر چکا تھا تاہم اسوقت تک آپکا نام اسی خطاب سے
لیا جاتا تھا۔ غرض اعظم خانکی منتظمانہ کارروائی سے سرکار جالور سے لیکر کاٹھیاواڑ کی مغربی جنوبی حد تک جو دریائے شور سے
ملحق اور جام و بہار حد کے متعلق تھی کسی مفسد کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا اور بالفرض کوئی رہ بھی گیا ہوگا تو اوسکو یہہ مجال نتھی
کہ غریب مسافر یا کسی سوداگر کے مال پر دست تصرف دراز کرے ہر مسافر راہ میں بقول شخصے سونا اوچھالتا چلا جاتا۔

لشکر کشی کرنا اعظم خانکا زمیندار نوانگر پر اور پیشکش لینا اور ٹکسال کا بند کردینا

گجرات کے تمام زمینداروں نے خانصاحب کے آگے سر جھکا دیا مگر جام زمیندار نے اپنی ہٹ دھرمی نہ چھوڑی خانصاحب کو بھی
اوسکی کج ادائی اور بے پروائی کی سزا دینا جی سے لگا ہوا تھا مگر اور سرکشونکی تنبیہ سے موقع نہ ملتا تھا فی زمانہ جب سارے زمیندار

مطیع ہو چکے اور آپ کو اودہی کا خطاب بھی حاصل ہو چکا جام زمیندار کا نوبہ آیا آپ نے بڑی تیاری کے ساتھ احمد آباد سے کوچ کیا جب نواگر سات کوس
رہگیا خانصاحب نے لشکر کا مقام کیا اسوقت بھی جام کبھی اطاعت نکرتا مگر خانصاحب کی پولٹیکل کارروائیون سے جام کو موقعہ نہ ملا کہ ایدہر اودہر سے
سرکشون کو فراہم کر لیتا وہ سمجھ گیا کہ اب دن اطاعت کے مفر نہین نواگر سے روانہ ہو کر شاہی لشکر سے دو کوس فاصلہ پر ٹھہر رہا اور خانصاحب کی
خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت مانگی آپنے فرمایا جبتک حسب منشا انتظام نکیا جائیگا تمھاری کوئی بات قابل قبول نہوگی جام نے مجبور ہو کر ساری باتین
اقبال کین تین لاکھ محمودی اور سو گھوڑے پیشکش کے تعین ہوئے محمودی ٹکسال بند کرنیکا مچلکا لکھدیا اکثر رعایائے اضلاع گجرات سرکشون کے
ظلم سے بھاگ کر جام زمیندار کے علاقہ مین آباد ہو گئی تھی اوسکو سمجھا کر اصلی وطنون مین آباد ہونیکا معاہدہ کروالیا یا ہین ہمہ وقت ضرورت ایک لڑکا جام کا
فوج ناظم صوبہ کیخدمت مین حاضر رہی جب یہہ ساری باتین طے ہو گئین جام زمیندار خانصاحب کیخدمت مین حاضر ہوا طرفین سے مدارات کا کوئی دقیقہ
باقی نہ رہا۔ بعد انفصال خانصاحب شاہی تشریف لیگئے جام نواگر چلا گیا چند روز محمودی کا سکہ ملتوی رہا بارو گر جام نے قدیم سکہ ملیامیٹ کر کے نیا سکہ محمودیکا
ایجاد کیا چنانچہ زمیندار کا نام ایکطرف بخط ہندی اور دوسری طرف مظفر گجراتی کا نام مسکوک تھا محمودی کو جامی کہتے تھے مورخ کے زمانہ تک محمودی کا
رواج جاری تھا احمد آباد مین اکثر خرید و فروخت اسی سکہ سے ہوا کرتی تھی وزن ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ تھا گاہے روپیہ کی ڈھائی گاہے تین محمودی کا نرخ
زود و بدل ہوا کرتا اضلاع بڑودہ مین محمودی کو چنگیزی بھی کہتے تھے چونکہ چنگیز خان حبشی بعد انقراض سلطنت سلاطین گجرات یا اوسی قریب زمانہ مین بڑودہ
پرگنہ پر قبضہ کر کے یہہ سکہ جاری کیا تھا بدین سبب چنگیزی مشہور ہوا اوس اضلاع مین تمام دار و مدار اسی چنگیزی پر رکھا گیا تھا حتی سرکاری جمع مین معمولی
دیجاتی تھی اس عرصہ مین دار الخلافہ سے سرکاری سرکیولر صادر ہوا کہ اس اضلاع کی محمودی فراہم کر کے جوناگڈھ کی ٹکسال مین گلا دیجائے باوجود
حکم شدید غفلت حکام سے پوری تعمیل نہوئی محمودیکا چلن کچھ کچھ باقی رہا تھا دیو وغیرہ بندرگاہون سے چاندی اور سونا احمد آباد مین لیا جاتا۔
اکثر سوداگران کفایت شعار بنظر سہولت احمد آباد کی ٹکسال مین محمودیکا سکہ پٹوا لیا کرتے آخر شہر صابر دیوان صوبہ کی التماس سے دوسرا حکم صادر ہوا
کہ احمد آباد کی دار الضرب بند کر دیجائے اس حکم سے سارے بیوپاری مجبور ہو گئے تحقیقات مین دریافت ہوا کہ کل ممالک محروسہ مین جسقدر جواہر فروخت ہوتا ہے
فی صدی دو روپیہ حق دلالی وصول لیا جاتا ہے از انجملہ ایکروپیہ خریدار سے اور ایک بیچنے والے سے اور اس صیغہ کی رقم کثیر پیدا وار ہے سرکاری حکم ہوا کہ ایک روپیہ
فیصدی حق دلالی دلالونکو دیدو دانستہ معاف کر دیا گیا مگر دوسرا روپیہ سرکار مین وصول لیا جاوے ایک حکم دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا لکھا تھا کہ جسروز حکم پہونچے
اوس تاریخ سے احمد آباد سورت و بندر کھمبایت کے جوہریونکی دفتر جانچ پڑتال کر کے جسقدر جواہر کی خرید و فروخت کیگئی ہو فیصدی بعد دفع کاٹ کسر مبلغ نو آنے
باقی رہتے ہین اوسپر ایکروپیہ شاہجہانی وصول لیا جائے اور آئندہ اسی مطابق تعمیل ہوتی رہے۔ کھوٹے موتی کھرا و مرجان بھی اسی مد مین رکھا گیا ہے۔ اسی سال
میر شمس جاگیردار بڑودہ کا پیشکش ایک ہاتھی اور نو گھوڑے حضور مین بھیجے گئے بندر سورت کی متصدی گری سے معز الملک تغیر ہو کر حکم قلی بھیجا گیا مگر معز الملک نے
اس سے پہلے حسب الحکم کئی آدمی حواسب شناسی مین دستگاہ کامل رکھتے تھے گھوڑونکی خریداری کرنیکو سرکاری جہاز مین سوار کر کے بندر بصرہ و لھساب وغیرہ
بھیجے گئے تھے چونکہ عمدہ عمدہ گھوڑونکی کھپت بھی بندرگاہ مین مشہور و معروف تھین اور سورت کے اکثر سوداگرون نے اپنے گماشتے اور ایجنٹون کو تحریر کیا تھا
کہ عربی گھوڑے جہان کہین اعلیٰ قسم کے دریافت ہون خرید کر کے بھیجدے جائین غرض باتفاق فریقین اکھتر گھوڑے عربی النسل ایک لاکھ روپیہ سے خریدے گئے
جب سورت پہونچے معز الملک نے حضور مین بھیجدیئے آٹھ روز دار الخلافہ مین نظر انور سے گذرے کہتے ہین ایک گھوڑا سرخ رنگ نہایت عمدہ تھا بادشاہ نے
عنبر نامی گھوڑیکی جنت تعریف سنی تھی اور یہہ اوسکی نسل سے ثابت ہو چکا تھا علی پاشا حاکم بصرہ دو ہزار روپیہ سے راضی ہوا معز الملک نے علی کے بیرو داگر کو
کہہ سنکر اوسکے کسی معتمد کی معرفت مبلغ بارہ ہزار روپیہ دیکر خرید کیا بادشاہ سرخ رنگ کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مرحمت فرمائی

اور سرخنگ طویلہ خاص کا سردار مقرر ہوا۔

اعظم خان انتظام ملک داری کے کام کا بہت اچھا تھا اسنے مفسدون سرکشونکی ایسی تنبیہ کی کہ پھر کسی بانی فساد کو موقع نہ ملا خصوصاً کولیان دریائے مہی انکے نام سے ایسی سہمی ہوئی تھی کہ اوسکا ذکر سنتے ہی لرزہ چڑھ آتا تھا باین ہمہ رعایا پروری کا مادہ نتھا کبھی بھولے سے بھی رعایا کے حال کی نگرانی نفرمائی اکثر رعیت بھاگ بھاگ کر زمیندارونکے ملک مین جا بسی روز بروز ملک ویران ہوتا گیا۔ چنانچہ زمیندار نواگر کے معاہدہ مین یہہ بات تحریر کیگئی تھی۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ اسکی شکایت حضور تک جاتی مگر بادشاہ کا سمدھی اور تتا ہزادہ کا خسر کسکی مجال تھی کہ حضور مین شکایت کرتا گجرات کے نصیب اچھے تھے جو اس موقع پر سلالہ خاندان نبوی سید جلال بخاری دارالسلطنت مین حاضر تھے اور گجرات آپکا وطن مالوف ہو طنونکی ہمدردی نے آپکو مجبور کیا جستہ تہ گجرات ویران ہونیکی ساری کیفیت گذارش کردی فوراً مرزا عیسے ترخان حاکم سورٹھ کو حکم ہوا کہ تمہاری حسن کارروائی نے رعایائے سورٹھ کو رضامند و خوشنود رکھا ہم جانتے ہین کہ گجرات کی رعایا بھی اسیطرح آباد ہوکر مقرح الحال ہوجائے گجرات کی صوبہ داری تمکو سپرد کیجاتی ہے۔

صوبہ داری مرزا عیسے ترخان و دیوانی معز الملک و میر صابر

اگلے لوگ بیان کرتے تھے کہ اعظم خان ناظم صوبہ کے ظلم سے گجرات ویران ہونے مین کچھ باقی نتھا خدا بھلا کرے بزرگزادہ سید کا جو خانصاحب کے ظلم و بدعت ناجائز سے نجات حاصل ہوئی اور مرزا صاحب نے لوگونکی تسلی و تشفی کرکے گجرات کو آباد کردیا لکھتے ہین ۱۲۲ سنہ ہجری کی چوتھی محرم کو مرزا عیسے ترخان احمد آباد مین تشریف لائے اور خانصاحب بوریا بدھنا سمیٹ بدنامی کا ٹوکرا سر پر اوٹھا دارالخلافہ چلے گئے مرزا صاحب کو اصل و اضافہ ہوکر پانچہزار ذات اور پانچہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ دو اسپہ و سہ اسپہ کی آسامیان سوار وہین موجود تھین۔ اور سورٹھ کی حکومت مرزا صاحب کے بڑے لڑکے عنایت اللہ کو سپرد ہوئی منصب کا اضافہ ہوکر دو ہزار ذاتی اور ڈیڑھ ہزار سوار تعینات کئے گئے اور دوسرے لڑکے محمد صالح کو ایکہزار ذات اور ایکہزار سوار کا منصب معین کیا گیا۔ بادشاہ کو اعظم خان کا خیال گذرا کہ خدانخواستہ خبر تبدیلی سنکر رعایا پر زور و ظلم ناجائز رکھے تو باعث بدنامی ہوگا ایک شقہ دست مبارک سے بنام مرزا صاحب تحریر فرماکر فرمان کے ساتھ جو خانصاحب کے نام لکھا گیا تھا مرزا کے پاس بھجوادیا۔

نقل فرمان بنام اعظم خان

سیادت و نقابت پناہ نجابت و صوت دستگاہ سعادت نشان اعظم خان بادشاہی مہربانیون سے سرفراز ہوکر دریافت کرین کہ تمہارے زمانہ حکومت مین گجرات کی خرابی اور رعایا کی تباہی و بربادی کی متواتر خبرین ہمکو پہنچتی رہین حضور سے وقتاً فوقتاً ہدایت کیگئی کہ رعایا پروری باعث آبادی ملک سب کامون پر مقدم رکھی گئی ہے اور ہم اسی بات کے منتظر رہے کہ حسب ہدایت تمہاری طرف سے کام کردیا جائیگا مگر تمنے بھولے سے بھی رعایا کو آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہماری ہدایت کو کان لگا کر سنا اور ملک برباد ہوکر یہہ نوبت پہونچی کہ اگر ہم بھی مثل تمہارے توجہ نفرماتے تو کار از رفتہ و تیر از کمان جستہ ہوچکا تھا۔ پھر پشیمانی کچھ فائدہ نہ دیتی بنابر آن گجرات کی صوبہ داری ابتدائے فصل خریف سے امارت نشان مرزا عیسے ترخان حاکم ملک سورٹھ کو مرحمت فرمائی۔ اوسکی لیاقت کارگزاری کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہوجائے کہ حکومت اسکو کھلتے ہین جبتک بادشاہ اور رعیت دونون رضامند نہون کارگزاری کبھی قابل تحسین نہوگی۔ شاید تمکو بھی یاد ہوگا کہ مرزا صاحب نے کس حسن لیاقت سے سورٹھ جیسا ملک خراب شدہ کو کیا لہلہاتا ہوا سرسبز و شاداب بنادیا۔ جسوقت مرزا مذکور احمد آباد آوے صوبہ داری کا چارج سپرد کرکے تم ہمارے پاس چلے آؤ دیکھو ایسا نہو کہ چل چلاؤ مین کسی قسم کا تغلب بردار کھا جائے

تحریر تاریخ بارہوین محرم ۱۱۷۲ ہجری مطابق ۱۱ جلوس ۔

مضمون شقہ

یہہ فرمان اسلئے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے کہ بمجرد ورود فرمان فوج شایستہ ہمراہ لیکر احمد آباد سے ایسے پہونچو کہ کسیکو کان کان خبر نہو اور فرمان اعظم خان کو دیکر بہت جلد ہمارے پاس روانہ کرو اور صوبہ داریکا انتظام اس حسن سے کردیا جائے کہ رعایائے پریشانیکی ساری پریشانیان دور ہوکر اطمینان سے آباد رہے اور آئندہ کسی قسم کی شکایت حضور تک نہ پہونچے ۔

مرزا صاحب حکم پہونچتے ہی فوج شایستہ کی جمعیت سے چاق و چوبند ہوجو ناگڑہ سے روانہ ہوئے بعد طے منازل جب احمد آباد پہونچے نہ کسی جگہ ٹھہرے نہ کسی کے استقبال کا انتظار کیا چڑھے گھوڑے قلعہ بھد مین جا موجود ہوگئے اعظم خان سے مل ملاکر فرمان شاہی حوالے کیا خانصاحب خود انتظام صوبہ داری سے مجبور ہو تھک کر بیٹھ رہے تھے آزادیکی خبر دریافت کرکے بہت خوش ہوئے اور فوراً تیاریان کرکے روانہ ہوگئے اعظم خان کے جانیکے بعد مرزا صاحب انتظام کرنے لگے ہر پرگنہ مین آپ ذات سے تشریف لیجاکر سربرآوردہ لوگون کو فراہم کیا اور سرکاری حکم احکام دکھلا ہر ایک کی تسلی و دلاسا فرمایا بلکہ ہر ضلع کے سرکاری جمع کا انتظام سابقہ بدل بدلکر محصول مقاسمہ کا اطمینان کردیا محصول مقاسمہ کو اصطلاح گجرات مین بھاگ بٹائی کھتے ہین یعنی کسان کی زراعت مال پیداوار سے کچھ حصہ مقرر کردیا اس طریقہ سے ساری گجرات کا انتظام ہوگیا رعایائے مفرورہ بھاگ بٹائی کی خبرین سن سنکر آمادہ ہونے لگی عرصہ قلیل مین ملک گجرات از سر نو آباد ہوگیا ۔

گجرات آباد ہونیکی خبر حضور مین پہونچی فیل خانہ خاص سے ایک عمدہ ہاتھی محمد صالح کے ساتھہ جو اسوقت حضور مین حاضر تھا مرزا صاحب کیواسطے بھیجا گیا ۔ ہمارے گجرات کے بزرگزادے فخر خاندان رضوی سید جلال بخاری کی نسبت بادشاہ نہایت معتقد تھا اور آپکی خرق عادات باعث ازدیاد عقاید ہوا کرتی تھین ۔ سید صاحب کو کون نہین جانتا تھا ۔ انکو ہر بات مین فضیلت حاصل تھی اصالت مین نجیب الطرفین علم و فضل مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے بادشاہ نے مبلغ پانچہزار روپیہ نقد عطا فرماکر آپکا اسم بھی جاری کردیا پھر تو آپکا قیام دار الخلافہ مین زیادہ تر ہونے لگا ۔ ایکروز بادشاہ سے عرض کرکے آپکے جد بزرگوار کی سجادگی اپنے بڑے بیٹے سید جعفر کو دلوادی جب امورات سجادگی سے اطمینان ہوگیا حضور نے سواد اعظم ہندوستان کا عہدہ جلیل القدر صدر الصدور آپکو مرحمت فرمایا آپکے صاحبزادے سید جعفر مثل اپنے بزرگون کے فخر خاندان تھے خلعت صدارت کے ساتھہ طویلہ خاص سے ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اور ایک ہاتھی وہ بھی خاصہ کا مرحمت ہوا علاوہ اوسکے مبلغ تین ہزار روپیہ نقد مرحمت فرماکر منصب چار ہزاری ذات اور سات سو سوار کا معین کیا ۔

فرد ۔ وجود مردم دانا مثال زر طلاست * کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند * ۔

غرہ ربیع الاول ۱۱۷۳ ہجری کو دیوان صوبہ میر صابر تبدیل ہوکر معز الملک بحال کیا گیا منصب سابقہ مین کمی بیشی نہ ہوئی مرزا دوست کام بن اعتماد خان بخشی ہوکر ایدھر آنے لگا بادشاہ نے ناظم صوبہ کیلئے ایک گھوڑا معہ سامان طلائی اوسکے ہمراہ بھجوادیا اسی سال جمع قلی متصدی بندر سورت عربی و عراقی گھوڑے معہ جواہر و اجناس نادرہ ہمراہ لیکے حضور مین حاضر ہوا ساری چیزین پسند ہوئین مگر ایک گھوڑا عربی النسل برنگ کمیت نہایت خوبصورت تھا بادشاہ نے پسند فرماکر اوسکا نام عیار کامل رکھا ۔

۱۱۷۴ ہجری مین جناب سیادت مآب صدر الصدور سید جلال بخاری نے حضور مین گذارش کی کہ اکثر دیکھا گیا کہ صدر الصدور معزول موسوی خان نے بلا اجازت حضور اکثر نامستحقون کو اونمین بعض کو مدد معاش اور بعض کو وظیفہ عطا کیا تھا مین دیکھتا ہون کہ بعض اشخاص بحجت فرمان شاہی اراضی مدد معاش اور وظیفہ کے

فایض و متصرف ہیں اُنکے لئے کسی قسم کا انتظام کیا جائے تا حق و باطل کا امتیاز ہوتا رہے۔ حکم ہوا کہ ممالک محروسہ میں خواہ متعلق خالصہ شریفہ ہو یا امرا و منصب دار و ذی جاگیر ہیں تمام وظیفہ خوار و زکا ایک سالی محصول ہو کر تمیسری جگہ امانت رکھا جائے بعد تحقیقات و ثبوت دعوہ محصول مسترد کر دیا جاویگا۔ گروہ وظیفہ خواران روشناسی مستثنی رکھا گیا۔ اس مضمون کے فرمان کل ممالک محروسہ میں بھیجے گئے۔ گجرات کے امرائے کوکی میں سے سیل سنگھ و راجہ سورج سنگھ کو پانسو روپیہ ذاتی اور دو سو سوار کا اضافہ مرحمت ہوا سید جعفر ولد سید جلال بخاری صاحب سجادہ حضرت شاہ صاحب حضور میں حاضر ہوئے وقت رخصت تین ہزار روپیہ نقد اور خلعت معہ ہاتھی مرحمت ہوا میر شمس فوجدار پٹن کو نقارہ عنایت کیا۔ مرزا عنایت اللہ خلف مرزا عیسے ترخان فوجدار کو علم کی سرفرازی حاصل ہوئی سرکار سورت کی آمدنی سالانہ زمانہ سابق میں تین کرور دام کے ساڑھے سات لاکھ روپے تھے اور بندر کی سالانہ پیدائش ایک کرور ڈھائی لاکھ روپیہ تھے مگر فی زمانہ کثرت آمدنی سوداگران بری و بحری سے ایک لاکھ روپیہ اضافہ ہو گیا جسکی کل آمدنی چار کرور اور چالیس لاکھ دام کے گیارہ لاکھ روپے ہوئے یہہ سرکار معہ بندر جناب مہد علیا بادشاہ بیگم صاحبہ کو بطریق انعام مرحمت ہوئی۔

صوبہ داری بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر و دیوانی معز الملک

سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں بادشاہ کو سیر کشمیر جنت نظیر مطبوع طبع ہوئی دار الخلافہ سے بہ جاہ و حشم کوچ فرمایا اثنائے راہ میں حضرت کو گجرات کا خیال آیا مقام بالم میں ۲۹ ذی حجہ کے روز بادشاہزادہ جوان بخت پسر خرد اورنگ زیب بہادر کو خلعت صوبہ داری مرحمت ہوا خلعت بھی وہ تھا کہ آجتک کسی ناظم کو نہ ملا تھا یعنی خلعت خاصہ معنا دری اور دو گھوڑے ایک طلائی بنا کار سامان مرصع الا اور دوسرا سنہری سادہ کار اور ایک ہاتھی معہ سامان نقرئی اور شاہزادہ بہادر کے دونوں صاحبزادے محمد سلطان و محمد معظم کو ایک ایک چھوٹا ہاتھی اتنی چیزیں دے دلا کر رخصت کیا۔ شاہزادہ کی سواری غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۹ روز جمعہ بعد نماز احمد آباد میں رونق افروز ہوئی مرزا دوست کام خان کو تبدیل کر کے بخشی گری و واقعہ نویسی کا عہدہ محمد طاہر آصف خانی کو مرحمت فرمایا۔

گجرات کا سب سے زیادہ انتظام سرکشان گجرات کی سرکوبی پر موقوف تھا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بہادر کو سب سے پہلے مفسدان گجرات کی گوشمالی واجب ہوئی تھی فوجکی بھرتی کر کے بذات خود دورہ کو نکلا مگر فوج کے خرچکی معمولی رقم زیادہ ہو گئی یہہ خبر حضور میں پہونچی فوراً شاہزادہ کا منصب زیادہ کر دیا گیا۔ چنانچہ ذاتی پندرہ ہزار روپے اور دس ہزار سوار معین ہوئے از انجملہ سات ہزار سوار میں دو اسپہ و سہ اسپہ ذاتی سامیان شامل تھے سید جلال بخاری صدر الصدور کو پانسو سوار کا اضافہ ہو کر کل منصب چھ ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار کا معین کیا گیا۔

اسی سال حضور میں خبر دریافت ہوئی کہ فیلدار خان بادشاہی حکم سے شاہزادہ بہادر کے ملازموں کے ساتھ ہاتھی کے شکار کو دو جدوراج پہاڑی جانب گیا ہوا تھا باقبال شاہنشاہی سے بہتر ہاتھی زیادہ ملا کر شکار ہوئے۔

موضع سرسا پور کے پہلو میں جو ہری سنی داس کا تعمیر کیا ہوا چنتامن نامی بتخانہ بحکم شاہزادہ والا گہر مسمار کر دیا گیا یعنی بتخانہ سے خدائی کرنیوالے بت اوٹھا دیئے گئے اور علامات اسلام محراب و ممبر بنا کر مسجد قوۃ الاسلام اچھی خاصی تعمیر ہو گئی۔

سن سیدہ لوگوں سے سنی ہوئی یہہ بیان کیجاتی ہے کہ شاہزادہ کے زمانہ عملداری میں سید راجو نامی چند رفقا و پرستار و زکا گروہ ہمراہ لئے وارد احمد آباد ہوا کسی تقریب سے شاہزادہ کا ملازم ہو گیا اگرچہ حنفی المذہب تھا مگر اپنے تئیں مہدوی کہتا تھا۔ مہدوی ایک فرقہ ہے وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امام مہدی

علیہ السلام بطریق سلسلہ آبائی پیدا ہوئے اور دنیا سے اوٹھ گئے اب مہدی و مہدی کوئی آئیو الا نہیں چنانچہ اس فرقہ کے اکثر پیر پاٹن پور میں موجود ہیں بلکہ سارا پاٹن پور معہ رئیس اسی طریقہ کا معتقد مشہور ہے اور دکن میں ایک افغانی فرقہ اسی گروہ کا پیر شمار کیا جاتا ہے غرض شدہ شدہ یہ خبر بادشاہزادہ کان تک پہونچی سید صاحب کی نسبت اخراج بلد کا حکم ہوا سید صاحب فقا و پیرو کو ہمراہ لیکر بارادہ سفر شاہی باغ کے قریب نیم باغ میں فروکش ہوئے گروہ علمائے وقت نے فتوی لکھا کہ سید صاحب کا گروہ خود گمراہ ہوکر عوام الناس کو بدراہ کر رہا ہے تنبیہ اسکی شرعاً جائز مانی گئی ہے علما نے فتوی دیکر الگ ہوئے حاکم وقت کو تنبیہ کرنا لازم ہوا تنبیہ سے مراد یہ تھی کہ سید صاحب کو ڈرا دھمکا کر توبہ کرا دیجائے تا دوسرن کو عبرت ہو مگر توبہ سید صاحب سہل الوصول کب ماننے والے تھے سلطنت سے فوج جرار تعین ہو چکی تھی ڈرانی دھمکانے سے کام نہ نکلا اور گروہ باغی لڑنے مرنیکو تیار ہو گیا بلکہ انکے نزدیک ایسی موت زندگی جاوید سمجھی جاتی تھی اور ہر سید صاحب کی نصیحتیں سنتے پر بھاگ ہو رہی تھیں ہر چند فوج شاہی طرح دے دیکر ٹال رہی تھی مگر مقابل والے اجل سید تلوارین کھینچ کھینچ کر میدان میں کھڑے ہو گئے آخر یہ نوبت آئی کہ فوج جرار نے محمد دیہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تہہ تیغ رکھا سید صاحب بھی رفقا کے ساتھ قتل ہو گئے لشکر سلطانی بچی کسیقدر تلف ہوا مگر محمد دیہ برائے نام ایک بھی باقی نہ رہا اسرز سے سید صاحب جو شہید شدہ رہوئے جب بادشاہ کی سواری دار الملک کابل میں رونق افروز تھی شاہزادہ کی طلبی کا فرمان صادر ہوا۔

صوبہ داری شایستہ خان و دیوانی معز الملک حافظ محمد ناصر

شاہزادہ والد بزرگوار کے نام فرمان طلبی بھیجکر شایستہ خان حاکم مالوہ کو جو اسوقت موجود تھا غرہ شعبان ۱۰۸۰ھ کو صوبہ داری کا خلعت مرحمت فرمایا ایکہزار سوار کا اضافہ ہوکر کل پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کا منصب مقرر کیا گیا شایستہ خان کابل سے رخصت ہوکر پانچویں شوال کو احمد آباد آیا۔ اوسی عرصہ میں سوداگر علی اکبر پسر حاجی کمال صفاہانی نے چھ گھوڑے عربی النسل حضور میں نذر کئے تھے حاجی کمال جلوس مبارک کے اکیسویں سنہ ربیعہ تجارت وارد ہندوستان ہوا اور کھمبایت میں کئی جہاز درست کرکے تجارت عرب و عجم ہندوستان کا دروازہ کھولا گیا تھا اکثر اسیکے جہاز کھمبایت سے بصرہ وغیرہ بندرگاہوں کے سفر کرنے لگے تھے علی پاشا حاکم بصرہ سے راہ و رسم جاری ہو گئی تھی معز الملک نے سابق میں جو گھوڑا عربی نسلی علی پاشا سے خرید کیا تھا وہ اسی سوداگر کے ذریعہ سے حاصل ہوا یہ کیفیت اوراق سابقہ میں تحریر ہو چکی ہے

ہمارے شاہنشاہ کی طبیعت عربی گھوڑوں کی طرف زیادہ مائل تھی اکثر سوداگروں کو عمدہ عمدہ گھوڑوں کی فرمائشیں کیجاتیں عجم نسلی نے اور بھی ترقی کر دی علی اکبر کو حکم دیا گیا کہ جہانتک ممکن ہو اچھے سے اچھے اور عمدہ سے عمدہ عربی گھوڑے عربستان کے نامی کھیتوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہمارے واسطے خرید کرے تو باعث ازدیاد مراتب ہوگا علی اکبر کو اور کام بھی کیا تھا۔ گماشتے اور آرتھیوں کو تاکیدی حکم بھیجے گئے اقبال نامدار چھ عربی گھوڑے عربستان سے خرید ہوکر دار الخلافہ میں حاضر کئے گئے از انجملہ ایک گھوڑا کمیت نہایت خوشرنگ اور خوش منظر حضور کی پسند خاطر ہوا آپ دیکھکر بہت ہی خوش ہوئے زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ بھئی سچ تو یہ ہے کہ جس زمانہ سے ہمنے اورنگ خلافت پر جلوس فرمایا آجتک ایسا گھوڑا اصطبل خاص میں داخل نہیں ہوا واقعی اللہ نے اسکو ساری باتیں عمدگی کی عطا فرمائی ہیں ہمنے اسکا نام لعل بے بہا رکھا چھ گھوڑوں کی قیمت مبلغ پچیس ہزار تعین ہوئے از انجملہ پندرہ ہزار لعل بے بہا کے اور دس ہزار اور گھوڑوں کے علی اکبر کہتا تھا کہ لعل بے بہا علاوہ قیمت کئی تحفہ تحائف سے مالک کو رضامند کرکے خرید کیا گیا تھا سوداگر کو اس خدمت کے صلہ میں سرفراز فرمایا حضور کے مد نظر تھا مگر ساتھ ہی خیال کیا گیا کہ علی اکبر کو دو چیزوں کی شناخت میں دستگاہ کامل حاصل ہے ایک گھوڑا اور دوسرا جواہر ہمنے دیکھا ہے کہ اکثر جوہری اسکے مقابلہ میں کان پکڑتے ہیں خدمت بندرداری سورت و کھمبایت پر کیجائے تو اسکی لیاقت کارروائی بدرجہا بہتر سمجھی جاویگی۔ پانسو ذاتی اور تین سو

سوار کا منصب مقرر فرما کر خلعت بندرداری مرحمت کیا امرائے تعیناتی گجرات مین سے سید شجین کو ہزاری ذات اور نوسو سوار کا منصب مقرر ہوا پسران ہمت خان سلطان یار و اسفندیار کو بڑودہ کی فوجداری تفویض ہوئی سلطان یار کو اصل و اضافہ ملکر ہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب مقرر کیا گیا و اسفندیار کو کسیقدر اضافہ مرحمت ہوا ۱۰۵۸ ہجری مین سیادت پناہ سید جلال بخاری صدر الصدور نے دار السلطنت لاہور مین انتقال فرمایا آپکے دونون صاحبزادے سید موسیٰ و سید علی خدمت مین حاضر تھے بادشاہ نے نوازش فرما کر وجہ معیشت مقرر کی اور حکم دیا گیا کہ احمد آباد مین اپنے برادر بزرگ کی خدمت مین شریک ہو کر دعائے ازدیاد دولت ابد مدت اشتغال کرتے رہین۔ مرزا دوست کام والد معتمد خان بدستور سابق خلعت بخشی گری و واقعہ نویسی حاصل کر کے دار و احمد آباد ہوا امرائے تعیناتی سید حسن و سید دلیر خان کو اصل و اضافہ ملکر ہزاری ذات اور سات سو سوار کا منصب معین کیا گیا۔

شایستہ خان ناظم صوبہ کا پیشکش حضور مین اس تفصیل سے بھیجا گیا۔ پہلی مرتبہ ایک ہاتھی معہ سامان نقرئی اور ایک ہتنی بھیجکر چند روز بعد کچھ جواہر بیش بہا اور دو چھوٹے چھوٹے بڑے کان والے ہاتھی جسکو دریائی کہتے ہین حضور مین بھجوادئے۔ یہ دریائی ہاتھی بھی نقرئی سامان سے سجے سجائے تھے علی اکبر صفاہانی کو بادشاہ نے نہ معلوم کس ارادہ سے دونون بندرگاہونکی خدمت سپرد کی تھی اوسنے شاید ایک برس بھی اطمینان سے حسب منشا انتظام نکیا تھا اکبر فرنگی بیت مین کسی ہندو سے باتین کرتے کرتے بدمزگی پیدا ہوئی یہہ تھا سید ہا مسلمان ہندو نے موقعہ پاکر بیچارے کو کٹار مار کر شہید کیا ہندو کو نہ معلوم سزا ہوئی یا بھاگ گیا مگر سوداگر بیچارہ مفت مارا گیا۔ معز الملک کو بار دگر عہدہ دیوانی سے تبدیل کر کے دونون بندرگاہونکی متعدیگری سپرد ہوئی۔ حافظ محمد ناصر مدار المہام صدر الصدور سید جلال بخاری مرحوم کو پانسو روپیہ ذاتی اور سو سوار کا منصب معین کر کے خلعت دیوانی صوبہ مرحمت ہوا احمد آباد کے کاریگرون سے خوشبودار عنبر کی ایک قندیل نہایت عمدہ اور خوبصورت بوزن سات سو تولہ کے بنائی گئی تھی صناعون نے مرصع کاری سے جواہر بیش بہا قندیل مین نصب کئے تھے سارے جواہر و نگین الماس کا ایک دانہ نہایت پاکیزہ تھا ایک لاکھ روپیہ قیمت تھی اور قندیل کا سارا خرچہ ملکر ڈھائی لاکھ روپے صرف ہوئے تھے یہہ قندیل بحکم حضور جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کیلئے بنائی گئی تھی ۱۰۵۸ ہجری مین تیار ہوگئی ناظم صوبہ نے سید احمد سعید کے ہمراہ حضور مین بھجوادی بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر بہت پسند کی اور حکم فرمایا کہ سید صاحب حج کو جانیوالے ہین قندیل بھی اونہین کے ساتھ مدینہ طیبہ مین پہونچا دیجائے۔ متصدیان احمد آباد کے نام حکم صادر ہوا کہ مبلغ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب حسب مذاق اہل عرب خرید ہو کر سید صاحب کے سپرد کر دیا جائے تا مستحقان عتبات عالیات کو تقسیم کرین یہہ رقم اوسی مدت مین حسب ضابطہ تحریر ہوا۔ اسی سال دار الخلافہ شاہجہان آباد کی استرکاری کیلئے تھیالی پتھر کھونا گجرات سے بھجوا دیا گیا چونکہ یہہ پتھر اسی ملک مین پیداوار تھا۔

شاہزادہ محمد داراشکوہ کی صوبہ داری اور عزت خان کی نیابت اور حافظ محمد ناصر اور میر بحری کی دیوانی

شایستہ خان سب بات سے لایق اور شایستہ تھے مگر گجرات کے سرکش کولی اور نافرمان راجپوت کا بطور شایستہ انتظام نہو سکا ہر مرتبہ حضور مین اسیکا رونا رویا کئے گجرات کی صوبہ داری مین بڑا کام سرکشان گجرات پر دباؤ ڈالکر فرمان بردار کرنیکا مانا جاتا تھا خانصاحب آدمی تھے رو دار اور جوانمرد مگر پولیٹکل پالیسی کا مادہ نتھا ملک داری کے امورات مین لڑنا مرنا شئے دیگر ہے اور انتظام چیزے دیگر خالی خولی لڑنے مرنے سے ملک کا انتظام ہوا ہے نہوگا بعض کام حکمت عملی سے کئے جاتے ہین اور بعض مین وجاہت سے کام نکلتا ہے کہین دباؤ ڈالا جاتا ہے جبتک مادہ نہوگا

اوس سے ملک داری کبھی اچھی نہوگی باوجودیکہ خانصاحب کو پانچہزار ذاتی اور پانچہزار سوار کی تنخواہ معین کے علاوہ اوسکے تین ہزار سہ بندی سوار کی تنخواہ مبلغ پانچ لاکھ روپئے ہر سال خزانہ سے ملا کرتے تھے بایںہمہ خانصاحب سے انتظام نہو سکا ارکان دولت نے صوبہ گجرات ۲۱ جمادی الثانی ۱۰۵۸ ہجری کو شاہزادہ اکبر محمد داراشکوہ کے تفویض کیا۔ دس ہزار روپیہ اضافہ ہوکر تیس ہزار ذاتی اور بیس ہزار سوار کا منصب معین کیا گیا۔ بلاقی بیگ شاہزادہ بہادر کے زمرہ رفقا مین سے ایکہزار ذاتی اور چارسو سوار کا منصب دار فی الحال آبھی کے حکم سے صوبہ الہ آباد کے انتظام کو گیا ہوا تھا طلب فرماکر عہدہ نیابت گجرات سپرد کیا۔ خلعت ملا منصب کا اضافہ ہوا غیرت خان کا خطاب حاصل کیا۔ سواری کو گھوڑا اور ہاتھی ملا غیرت خان سب باتون سے چاق چوبند ہوکر روانہ ہوئے۔ شایستہ خان کو فرمان بھیجا گیا۔ کہ غیرت خان کو چارج سپرد کرکے تم مالوہ جاکر شاہ نواز خان کے سارے کام سمجھ لو۔ غیرت خان احمد آباد آرہے تھے راہ مین سرسجا والے زمیندار نے ملاقات کی پیشکش کی گفتگو ہوکر مبلغ پندرہ ہزار روپئے نقد اور سو مہرین تعین ہوئین مگر دونون کی باتون کا سلسلہ بند نہوتا تھا نہ معلوم کونسے مقدمہ کی گفتگو سے زمیندار آزردہ ہوکر ایسا گیا کہ آجتک کسی ناظم صوبہ کی ملاقات کو نہ آیا۔ غیرت خان احمد آباد چلے آئے آٹھوین رمضان کو شہر مین داخل ہوئے۔ سایستہ خان انتظار کر رہے تھے صوبہ کی ذمہ داریان غیرت خان کے سرتھوپ کر مالوہ چلے گئے ناظرین کو یاد ہوگا کہ سید احمد سعید بڑی دھوم دھام سے قندیل پہونچانیکو گئے ہوئے تھے خدا جانے تقدیر اولٹی تھی جہاز تباہی مین گھرا۔ ناخدا سمجھا کہ جہاز سیدھے رستے چل رہا ہے مگر وہ راہ مخالف تھی پھر پھراکر دار دسورت ہوا۔ گذشتہ محرم کا گیا ہوا اس سال صحیح سالم واپس آیا۔

۱۰۶۰ ہجری مین سید جلال بخاری مرحوم کا صاحبزادہ سید علی حضور مین حاضر ہوا بادشاہ کو اس خاندان سے کچھ ایسا اعتقاد تھا کہ سید علی کو جواہرخانہ کا داروغہ مقرر کیا۔ غیرت خان اگرچہ نائب صوبہ تھا مگر اسوقت تک شاہزادہ کا ملازم اور دو ہزار ذاتی اور ہزار سوار کا داخلی منصبدار تھا بادشاہ نے نوازش فرماکر زمرہ بندگان شاہی مین سرفرازی بخشی منصب مین ایکہزار کا اضافہ اور علم و نقارہ مرحمت فرمایا فرات خان نواب ناظر محل شاہی کو اجازت زیارت حرمین الشریفین حاصل ہوئی چلتے وقت پانسو اشرفی زاد راہ دیکر سمجھایا گیا کہ مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا مال و اسباب احمد آباد سے دیا جائیگا از انجملہ پچاس ہزار کا مال شریف مکہ معظمہ بدایان محسن کو اور پچاس ہزار روپیہ کا سادات و علما و فضلا و گوشہ نشینان مکہ معظمہ کو اور پچاس ہزار کا مدینہ طیبہ کے فقرا و مساکین کو تقسیم کردیا جائے یہہ سب مراتب سمجھا بجھا کر نواب ناظر کو روانہ کیا اور ایک فرمان متصدیان گجرات کے نام بھیجا گیا کہ مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا سامان حسب اتفاق اہل عرب خرید کرکے تیار رہے جب نواب ناظر وہان پہونچے سپرد کردیا جائے تقسیم کے سارے مراتب سمجھائے گئے ہین۔ اسی سال غیرت خان نے نو گھوڑے کچھ بطور پیشکش حضور مین بھیجے۔ سلطان محمد خان والی روم کے ایلچی سید محی الدین کی سورت مین وارد ہونیکی خبر متصدی بندر کی تحریر سے حضور مین دریافت ہوئی ایک خلعت اور فرمان کرزبردار کے ساتھ ایلچی کے پاس بھیجا گیا دوسرا فرمان متصدی کے نام لکھا گیا کہ مبلغ دس ہزار روپیہ خزانہ سورت سے ایلچی مذکور کو دیکر ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔

۱۰۶۱ ہجری مین غیرت خان کو پانسو سوار کا اضافہ ہوکر تین ہزار ذاتی اور ڈیڑھ ہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ سید حسن برادر خورد سید جلال بخاری دارالخلافہ مین تشریف لیگئے تھے وقت رخصت مبلغ دو ہزار روپیہ مرحمت ہوئے۔ ۶ شوال سنہ مذکور حافظ محمد ناصر عہدہ دیوانی سے تبدیل ہوگیا۔ میر یحیی کو دیوانی اور کرکراف خانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی۔ خلعت ملا منصب زیادہ ہوا۔ مرزا عیسے ترخان حاکم سورٹھ حضور مین بلایا گیا۔ محمد صالح بابکی جگہ قایم ہوا۔ غیرت خان کو بار دگر پانسو سوار کا اضافہ ہوا۔ سید محی الدین ایلچی قیصر روم حضور سے رخصت ہوا حاجی سعید احمد کے ہمراہ سورت آیا چونکہ

کرکراف خانہ کی داروغگی

حاجی صاحب بارو گر فندیل مذکور پہنچانیکو مامور کئے گئے تھے منصدیان بندر سورت کو تاکید ہوگئی تھی ایک لاکھ روپیہ کا اسباب حسب مذاق اہل عرب و مستحقان مکہ شریف کو تقسیم کرنیکے لئے حاجی مذکور کو سپرد کر دیا جائے ۱۰۶۲ھ ہجری میں سید علی بخاری ابن سید جلال کو اضافہ ہو کر دو ہزار ذاتی اور پانسو سوار کا منصب معین ہوا میر شمس کوٹن کی فوجداری مع جاگیرداری تفویض ہوئی۔

شایستہ خانکی بارو گر صوبہ داری اور میر بحری کی دیوانی

۱۰۶۳ھ ہجری میں بادشاہزادہ والاجاہ محمد داراشکوہ ہم قندھار پر مامور ہوا مگر کابل میں اسقدر گنجایش نہ تھی بادشاہ نے بعوض صوبہ گجرات صوبہ ملتان مرحمت فرمایا۔ اوس زمانہ میں شایستہ خان دکن کا سردار تھا بادشاہ نے طلب فرما کر بارو گر گجرات کی صوبہ داری عنایت کی۔ خانصاحب دکن سے وارد احمد آباد ہوئے۔ اوس زمانہ میں وقایع نگار سورت نے حضور میں کہنے زمانا کوئی شخص مسمی غلام رضا نامی بندر عباس سے یہاں آیا سات گھوڑے اوسکے ساتھ ہیں اور شاہ ایران کا راہداری پروانہ موجود ہے اسی عرضداشت میں ملفوف کیا جاتا ہے۔ جب حضور میں پروانہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ غلام رضا ملازم آلہ وردیخان چند گھوڑے اوسکے واسطے لئے جاتا ہے متصدی کارپرداز متعرض نہوں مضمون پروانہ سے ارکان دولت کو بدگمانی پیدا ہوئی کہ شاید آلہ وردیخان نے والی ایران کو عرضداشت کیساتھ تحفہ تحایف بھیجکر پروانہ حاصل کیا ہو تو اور نہ والی ایران کا پروانہ اوسکے پاس کیوں ہونے لگا بحکم حضور وہی پروانہ ایک رئیس اصل خان نامی کو دیا گیا کہ آلہ وردیخان کو دکھلا کر کہدیا جائے تمنے بدون رضامندی سلطنت غیر سے سلسلہ جنبانی کر کے پروانہ راہداری حاصل کیا یہہ حرکت ناشائستہ زیبا نتھی ہماری ناخوشی نے تمہاری جاگیر ضبط کروادی۔ حکم سنتے ہی آلہ وردیخان بخوف بروبیشان ہوا اور حضور میں ظاہر کیا کہ غلام رضا پیشتر میرا ملازم تھا فی زمانہ میں نے اوسکو کہیں بھیجا نہ مجھکو اوسکے جانیکا علم نہ ہے سچ کہتا ہوں کہ پروانہ کی کارروائی سے نابلد ہوں۔ جب آلہ وردیخان کی بریت ثابت ہوگئی سورت کے عاملوں کو تاکیدی حکم روانہ ہوا کہ غلام رضا مذکور کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہو ضبط کر کے مطلق و مسلسل حضور میں بھیجدیا جائے سلطان یار کو کہ ہمت خان کا خطاب پا گیا تھا بڑودہ کی فوجداری مرحمت ہوئی ۱۰۶۳ھ ہجری میں شایستہ خان ناظم صوبہ حصار احمد آباد کی مرمت کی پروانگی طلب کی صاف لکھا تھا کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ سے کم صرف نہو کا حکم ہوا کہ دیوان صوبہ انتظام کرے۔ امرا و منصبداروں کو بعوض جاگیر تنخواہ کا نقد روپیہ دیا جاتا تھا۔ اوسکی نسبت ایک دستور العمل کل ممالک محروسہ میں بھیجا گیا چونکہ جلوس مبارک کا یہہ ستائیسواں سال تھا

دستور العمل

روز شنبہ شعبان المعظم ۲۷ جلوس مبارک مطابق ۱۰۶۳ھ ہجری بتیرماہ الٰہی کے روز بمعرفت وزیر سلطنت موتمن الدولہ سعد اللہ خان و واقعہ نویس محمد ہاشم حضور میں دریافت ہوا کہ امرا و منصبداروں کو بعوض جاگیر زر نقد دیا جاتا ہے اونکی تعیناتی داغی گھوڑوں سے ساتھ سوار وضع کر کے باقی تنخواہ آٹھ ماہی سات ماہی اور چھ ماہی تیس روپیہ کے حساب سے دیجاتی تھی اور چار ماہی پانچ ماہی بحساب چھبیس روپیہ شمار کیجاتی ہے لہذا حضور کا حکم ہوا کہ ایک سال میں ایک گھوڑے کی تنخواہ آٹھ ماہی سات ماہی اور چھ ماہی تیس روپیہ کے حساب سے شمار کیجائے اور وہی گھوڑا پانچ ماہی اور چار ماہی میں چھبیس روپیہ پلٹے یہہ بات معقول پسند نہیں ہوتی چونکہ نقدی تنخواہ آٹھ مہینے سے زیادہ اور چار مہینے سے کم نہیں دیجاتی لہذا اہم مقرر کرتے ہیں کہ غرہ ماہ محرم سنہ پانچ جلوس شمسی سے لیکر اس سال کے اسفندیار ماہ تک حسب قانون سابق پانچسال تعداد داغ کا معین رکھکر آٹھ ماہی کو تیس روپیہ اور سات ماہی کو ساٹھ سے ستائیس روپیہ اور چھ ماہی کو پچیس روپیہ۔ پانچ ماہی کو ساٹھ سے پانچ اور چار ماہی کو تیس روپیہ فی گھوڑے تنخواہ دیجائے۔

اور پچھلے زمانہ کی طلب حسب ضابطہ سابق شمار کریں۔ غرہ فیروزدین سنہ ۲۶ جلوس ہمایون سے صوبہ قندھار کے امرائے تعیناتی کی تنخواہ مطابق دستور العمل شمار کیجائے چونکہ اونکے داغی گھوڑے حسب دستور سابق پانچوین حصہ کے بحال و قرار رکھے گئے ہین اور علاوہ اونکے ملازم سوار کے ساتھ رہتے ہین یا کسی صوبہ کے تعیناتی ہین یا کسی صوبہ کے تعیناتی ہین اونکے داغی گھوڑونکی نسبت حسب ضابطہ چوتھے حصہ کا حکم ہو چکا ہے تو فی سوار ایک ہی تن کے حساب سے شمار کئے جائین اور اگر نقدی تنخواہ پانے والونسے کسی نے من ابتدائے غرہ فیروزدین مدت ختم ہونے تک چوتھے حصہ کا داغ نہ دلوایا ہو اور اسی کی تعیناتی سوار پانچوین حصہ کے داغی موجود ہون تو چوتھے اور پانچوین حصہ کے فی ابین جو تفاوت واقع ہو تو وہ فیروزدین مہینے سے اوسکی تعیناتی سوارونکی تنخواہ سے وضع کیا جائے اور دو اسپہ گھوڑونکی زیادتی منظور نہ ہوگی۔ رکن السلطنت علی مردان خان اور امیر الامرا کے نزد نقد تنخواہ کا حساب حسب دستور سابق دس ماہہ بحال ہے جن سوارونکی تنخواہ جاگیر سے لگا دی گئی ہے اور اونکی طلب دوسرے نقدی پانے والونسے وضع ہو کر امیر الامرا کی تنخواہ سے وضع کیجاتی ہے تو اہلکان بخشیان عظام کو لازم ہے کہ تنخواہ سواران متعلقہ جاگیر بقدر نقدی امیر الامرا بحیثیت جمعیت موجودہ اضافہ شمار کر کے دفتر مین تحریر کرین کل امرا و منصبدارونکی نسبت داغ کا ضابطہ حسب قانون سنہ ۲۶ جلوس معلی سے حسب تفصیل مرقوم الصدر ہر زبلی کیلئے مقرر ہے جین تعیناتیان صوبہ کابل و قندھار اس ضابطہ سے مستثنیٰ رکھی گئی ہین۔

دوسرا یہ حکم ہوا کہ نقدی پانیوالے سوار دین فی پانچ سوار کا چہارم حصہ سوا سوار ہوتا ہے تو ایک گھوڑے کو داغ دیکر پاؤ سوار کی تنخواہ کم کر دیجائے اور دس کا چوتھا حصہ ڈھائی سوار کے بدلے کوئی منصبدار یا امیر تین گھوڑے داغ دلوا دے تو ڈھائی سوار کی تنخواہ شمار ہو کر آدھے سوار کی تنخواہ زیادتی مین مجرا ہوگی اور اگر دو گھوڑے داغ دیے جائینگے تو آدھے کی تنخواہ وضع ہوگی۔ مثلاً کسی سامی دار کے پندرہ گھوڑے ہین تو اوسکا چوتھا حصہ پونے چار کے بدلے چار گھوڑے داغ دیے جائین گے اور تنخواہ پونے چار کی محسوب ہوگی اور بر تقدیر تین ہی گھوڑے داغ دیے گئے ہونگے تو ایک گھوڑے کی تنخواہ وضع کیجائیگی اور فی زمانا اگر داغی گھوڑے آدھا گھوڑا کم ہوگا تو بعوض اوسکے ایک گھوڑا داغ دیا جائیگا اور آدھے کی زیادتی تو سب سے اولی مانی گئی ہے مثلاً چودہ کا چہارم حصہ ساڑھے تین کے بدلے چار گھوڑے داغ دیے جائین یہی زیادتی سمجھی جاتی ہے اگر پاؤ سوار کی کمی ہو تو بعوض اوسکے ایک گھوڑا داغ نہ دیا جائیگا مثلاً سوا تین کے بدلے تین ہی داغ دیے جائین اور جاگیر والے سوارونکی تنخواہ مین پاؤ سوار کی کمی ہونیکا مواخذہ نہ لیا جائے زمینداروں کے گھوڑے حسب دستور قدیم آدھے داغ دیے جائینگے اونمین کمی یا زیادتی نہ کیجائیگی۔ اور دوسرا یہ حکم ہوا کہ احدی سوارونمین سے کسی نے نر کی گھوڑے کے بدلے عربی یا ٹٹو کو داغ دلوایا ہو تو غرہ فیروزدین سنہ ۲۶ جلوس سے تفاوت ٹٹو و عربی مطابق مرقوم الصدر اسی احدی سوار کی تنخواہ سے وضع کیا جائیگا عربی گھوڑے سوائے صوبہ دکن کے اور صوبہ جات مین داغ نہ دیے جائینگے دستور العمل ختم ہوا۔

اس سال کی تاریخ ربیع الاول کو سورت کے فوجدار عنبرین کو تبدیل کر کے حافظ محمد ناصر بھیجا گیا۔ سہ بند بکا خرچ اسی ہزار روپے معین ہوا از انجملہ نصف سرکار خالصہ شاہی کے ذمہ اور آدھی حضرت مہد علیا بادشاہ بیگم کی طرف تھا گیا۔ ہمت خان کو اضافہ دیکر دھولقہ کی فوجداری مرحمت کی۔ شریف مکہ معظمہ نے کسی شخص علی جلبی نامی کے ساتھ دو عربی گھوڑے معہ عرضداشت بھیجے تھے سورت مین پہنچنے کی خبر حضور مین گوش گذار ہوئی منصدی کے نام حکم آیا کہ مبلغ دو ہزار علی جلبی کو دیکر ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔ شایستہ خان کا پیشکش جواہر اور مرصع زیور کا حضور مین داخل ہوا سید خان داماد سید دلیر خان پانسو سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا پرگنہ تہراد وغیرہ مضاف سرکار پٹن کی فوجداری و جاگیرداری سپرد کی اصل اضافہ ملکر دو ہزار ذاتی اور ایکہزار سوار کا منصب معین ہوا۔ دلدار بیگ تہراد سے تبدیل ہو گیا۔ شیخ عبد الصمد عمودی کو بخشی گری و واقعہ نویسی تفویض ہوئی اور محمد امین محکمہ داغ کا امین معین ہوا واقعی یہ شخص اسم بامسمی تھا حضور سے دو گھوڑے طویلہ خاص کے شیخ عبد الصمد کے ہمراہ بھیجے گئے ایک عراقی سنہری سامان والا محمد امین کو دیا گیا اور دوسرا ترکی شایستہ خان کو علی جلبی سفیر شریف مکہ معظمہ حضور سے مرخص ہوا۔ حافظ محمد ناصر منصدی بندر سورت نے دس گھوڑے خرید کر کے حضور مین بھیجے از انجملہ

نو عربی تھے اور ایک عراقی۔ بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر دو گھوڑے منتخب کیے سرخنگ عربی کا نام سربلند تھا اور کمیت عراقی کا شاہ پسند۔ دونوں گھوڑے بہت ہی خوبصورت گویا سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ فوجداری دہولقہ ہمت خان کو پانسو روپیہ کا اضافہ ہو کر کل ڈیڑھ ہزار کا منصب معین ہوا۔

گجرات کے سرکشوں کا یہ تیورہ ہو گیا تھا کہ جس ناظم صوبہ نے سختی کے برتاؤ جاری کیے بیٹھ چپ ہو کر بیٹھ رہے اور پھر سلطنت کی ایک اور خرابی تھی کہ کوئی ناظم دو چار برس تک رہنے نہ پاتا۔ ادھر ناظم کا تبدیل ہونا سنا اودھر کولیوں نے گھی کے چراغ روشن کیے فی زمانا چوال کے کولیوں کا بڑا گروہ فساد کرنیوالا کھڑا ہوا کانجی کولیوں کا پیشوا سرغنہ بنکر تیار ہو گیا پرگنہ حویلی احمد آباد سے لیکر دہولقہ۔ کپڑی۔ جہالاواڑ تک کے دیہاتوں میں عام لوٹ کھسوٹ شروع کی۔ تھانے والے سپاہیوں کی بساط کیا تھی جو کولیوں کے مونہہ لگتے۔ آخرش شایستہ خان ناظم صوبہ خود فوج لیکر چل کھڑا ہوا کولیوں کا گروہ کسی جگہ جمکر لڑنیوالا نہ تھا ہی نہیں نہ اونکو تنہا ہی فوج سے مقابلہ کی ضرورت اونکا تیورہ یہ تھا کہ آج اس موضع کو لوٹا تو کل دوسرے قصبہ پر دھاوا مارا شایستہ خان نے خیال کیا کہ جبتک سرغنہ کی زمینداری قایم رہیگی کبھی انتظام نہ ہوگا۔ سب سے پہلے کانجی کو جلاوطن کر کے زمینداری سانندولے گرسیئے جکمل کو سپرد کی حافظ محمد ناصر منصدی بندر سورت کی عرضداشت سے حضور میں دریافت ہوا کہ فرمان روائے روم محمد خان کا ایلچی ذوالقدر آقا برادر وزیر اعظم صالح پاشا معہ نامہ پیام ۲۹ صفر ۱۰۶۳ھ کو وارد سورت ہوا حضور میں جانے کی عجلت کر رہا ہے۔ دارالسلطنت سے منصدی مذکور کے نام حکم آیا کہ مبلغ بارہ ہزار روپے خزانہ سورت سے سفیر مذکور کو تمہارے پاس بھیجدیا جائے

سید جعفر ابن سید جلال بخاری صاحب سجادہ حضرت شاہ عالم قدس سرہ بعد انتقال پدر بزرگوار بچہ پہلی مرتبہ آستان بوسی کو حاضر ہوئے تھے وقت رخصت مبلغ پانچہزار روپے مرحمت ہوئے اسی سال مرزا صالح پسر مرزا عیسے ترخان کو تبدیل کر کے نظر بہادر خویشگی کے دونوں لڑکے شمس الدین و قطب الدین کو جوناگڈھ کی فوجداری مرحمت ہوئی منصب سابقہ ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار ذات اور ہزار سوار کا بحال رکھکر جوناگڈھ کے متعلق بعض محال جاگیر میں دئے گئے۔

شاہزادہ محمد مراد بخش کی صوبہ داری رحمت خانکی دیوانی

حسب الحکم بادشاہزادہ موصوف غرہ ربیع الثانی ۱۰۶۴ھ ہجری کے روز مالوہ سے حضور میں حاضر ہوا ایکہزار اشرفی نقد نذر کی خلعت خاصہ مرحمت فرما کر گجرات کی صوبہ داری کا فرمان حوالہ کیا اور تین ہزار کا اضافہ کر کے پندرہ ہزار ذاتی اور پندرہ ہزار سوار کا منصب معین کیا گیا سواروں میں پانچ ہزار کی دو اسپہ سہ اسپہ ساسیان تھیں۔ اور پندرہ ہزار کی تنخواہ میں ایک ہزار کا اور اضافہ فرمایا مالوہ سے آتے وقت ایک لاکھ روپیہ خزانہ سے دلوایا گیا تھا علاوہ اوسکی دوسرا لاکھ روپیہ خزانہ سواری سے زاد راہ کا مرحمت ہوا۔ بار دگر ارشاد ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ خزانہ معدعلیا بیگم صاحبہ سے اور دو لاکھ خزانہ احمد آباد سے دلوا دیا جائے اور تنخواہ کی نسبت ایسا مقرر ہوا کہ منجملہ سولہ ہزار روپے کے گیارہ ہزار کی جاگیر اور پانچ ہزار بقرار دس ماہ خزانہ سورت سے نقد ملا کریں۔ سایستہ خان ناظم سابق کو مالوہ جانیکا حکم پہونچا اور دیانت خان شاہزادہ کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا۔ میر بخشی دیوان صوبہ کو تغیر کر کے رحمت خان کو دونوں عہدے سپرد ہوئے ایک دیوانی اور دوسری داروغگی کر کر اق خانہ دیوان جدید کا منصب سابقہ ڈیڑھ ہزار ذاتی اور چار سو سوار کا بحال برقرار رہا۔ مرزا دوست کام ولد معتمد خان کو بخشی گری اور واقعہ نویسی سپرد ہوئی۔ سید جعفر ولد سید جلال بخاری کو وقت رخصت مبلغ پانچہزار روپے نقد علاوہ خلعت اور فیل مرحمت ہوئے اور اونکے چچا سید احمد کو علاوہ خلعت و ہاوہ فیل ہزار روپے نقد عنایت ہوئے۔ میر شمس کوتین کی فوجداری و جاگیرداری سے تبدیل فرما کر مجاہد خان جالوری کو سپرد ہوئی سید حسن ولد سید دلیر ڈیڑھ ہزار کا منصب دار تھا گودرہ کی فوجداری تفویض

جب شاہزادہ کی سواری حوالی جالور میں پہونچی زمیندار حاضر ہوا مبلغ پندرہ ہزار روپیہ نقد اور سات گھوڑے بطریق پیشکش نذر کیے۔ احمد آباد تک سواری میں حاضر رہا تھا۔ ۷ شعبان سنہ مذکور کو سواری شاہزادہ احمد آباد میں رونق افروز ہوئی زمیندار مذکور سات مہینے تک مقیم رہا۔ بالتماس

قطب الدین ایک معاقبی اور سات اونٹ انعام لیکر رخصت ہوا۔ کامبخی زمیندار حوال جاوطن کر دیا گیا تھا۔ ایدھر اودھر مارا مارا پھرا پھرا کیا آخر تنگ کر مجبور ہوا سید شیخن کے ذریعہ سے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا سوائے ضمانت معتبر اور انتظام ہی کیا تھا حسب ضابطہ ضامن دیکر وطن مین آباد ہو گیا۔ اوسی زمانہ مین قلت غلہ سے بینوایان مکہ معظمہ کی محتاجی اور تکالیف حضور مین ظاہر کی گئین سن سنکر بادشاہ بہت متاسف ہوا چونکہ بادشاہ کی طبیعت مین عام خلق اللہ کی ہمدردی کچھ ایسی مؤثر ہو گئی تھی کہ ایسے مواقع مین لاکھون روپیہ کی زر بخشی کیا کرتا تھا خصوصاً اماکن متبرکہ کے رہنے والونکی طرف زیادہ تر توجہ ہوا کرتی۔ ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۶۴ھ کو خواجہ ضابطہ منتخب ہوا خلعت سے مخلع کر کے زیارت حرمین الشریفین کی اجازت دیگئی چلتے وقت سارے مراتب سمجھا دیے گئے کہ سورت بندر سے ایک لاکھ روپیے کا مال اسباب حسب مذاق اہل عرب تمکو دیا جائیگا از انجملہ ایک حصہ شریف مکہ معظمہ کو اور دوسرا صلحا و فضلا کو تقسیم کر دیا جائے اب سوا بنصر حصہ سو مدینہ طیبہ کے زاویہ نشینون کو۔ سارے مال کی برابر تین حصے کر کے ہر ایک فریق کو ایک ایک حصہ دیدیا جائے اور متصدیان سورت کے نام فرمان بھیجا گیا کہ مبلغ ایک لاکھ روپیہ کا مال اہل عرب کیلئے خرید کر کے رکھا جاوے جسوقت خواجہ ضابطہ پہونچے فوراً اسپرد ہو۔ کارخانہ ملتان مین ایک جانماز مطابق نمونہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بنوائی گئی تھی تیار ہو کر آگئی اگرچہ حضور کے پسند خاطر نہ تھی تاہم خواجہ صاحب کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجی گئی دلدوست ولد سرفراز خان کو پانسو سوار کا اضافہ ہو کر بیجاپور مصاف پٹن کا تھانہ دار متعین کیا۔ ماہ صفر ۱۲۶۵ھ ہجری مین سید شیخن کو پیلو اور شادرہ کی فوجداری سپرد ہوئی۔ بارہ گھوڑے کچھی و عربی بطور پیشکش شاہزادہ نے حضور مین بھجوائے۔

احمد آباد کے زربافی کارخانہ مین ایک جبہہ مخملی زربفتی کا جسمین کلابتو بنا ہوا تھا طول ۴۳ گز۔ و عرضاً ۳۲ گز پچاس ہزار روپیے کی لاگت کا تیار ہو کر حضور مین بھیجا گیا اس سال کے جشن نوروز مین ایوان شاہی کے مقابل استادہ کیا گیا۔ شاہی حکم سے سید صدوقہ نامی عربی گھوڑے کی خریداری کو سورت گیا۔ حاکم بصرہ کا کوئی ذریعہ پیدا کر کے دو گھوڑے منگوائے حضور مین بھیجکر عرض کیا کہ حاکم بصرہ نے بارہ ہزار روپیہ قیمت لیکر یہ دو گھوڑے بھیجے + گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ اونمین ایک گھوڑا بہت عمدہ تھا پسند خاطر گرامی ہو کر طویلہ خاص مین داخل ہوا۔ اوسکا نام دس ہزاری رکھا گیا۔ چونکہ اوسکی قیمت کے دس ہزار روپیے نقد بمعہ خلعت سید صاحب کو مرحمت ہوئے اور منصب کا اضافہ ہوا سو الگ۔ سید علی ابن سید جلال بخاری کو سو سوار اور پانسو روپیہ کا اضافہ ہو کر احمد آباد کی بخشی گری سپرد ہوئی۔ ڈھائی ہزار ذات و پانسو سوار کا منصب معین ہوا جب گجرات کی بخشی گری ملی تو خطاب رضوی خان دیا گیا چلتے وقت خلعت عراقی گھوڑا ایک معاقبی اور اوپر سے عمدہ اپنی مرحمت ہوا ملاحظہ کیجئے بادشاہ کی ایک میٹھی نظر نے کتنی چیزین دلوادین علاوہ اوسکے پانسو اشرفی نقد دیکر حکم دیا گیا کہ نصف اشرفی اپنے بھائی صاحب سجادہ کو اور آدھی متوکلان احمد آباد کو تقسیم کر دیجائین۔ دیانت خان اگرچہ بظاہر دیانت دار مانا گیا تھا مگر اوسکی باطنی بد دیانتی نے خیانت کی اکثر ناجائز بدعتین پیدا کر دی تھین شاہزادہ کی دیوانی سے معزول کر کے مرزا دوست کام سرفراز کیا۔ اورنگ خان تعینانیان صوبہ مین شریک کر دیا گیا تبدیلی یا سرفرازی کے موقع پر ہر ایک کو خلعت دیا جاتا تھا اورنگ خان بھی محروم نہ رہے سورت مین بوہرہ ہیرجی نامی باعتبار زرداری متمول تھا جیسا کہ سارے جوہریون مین ستی داس اوسنے چار گھوڑے عربی النسل بطور پیشکش حضور مین بھیجے اونمین سے ایک پور گھوڑا پسند فرمایا ہیرجی کو انعام مین ہاتھی ملا۔ سید علی مخاطب بہ رضوی خان کے ساتھ شاہزادہ کیواسطے دو عراقی گھوڑے معہ ساز و سامان بھیجے گئے تھے اونمین ایک کا طلائی مینا کار زین تھا اور دوسرا طلائی سادہ کار۔ اسی سال شاہزادہ کو خزانہ احمد آباد سے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا گیا اور طویلہ خاص سے دو گھوڑے ایک عربی طلائی مینا کا سا کا دوسرا عراقی طلائی سادہ کار زین کا بھیجے گئے۔

حافظ محمد ناصر کو کھمبایت اور سورت دونون بندر سپرد کیے گئے تھے مگر حافظ جی کی بیہودہ کارگذاری سے پہلے کھمبایت الگ کر کے عبد اللطیف معز الملک کے چھوٹے بھائی کو حضور مین تفویض ہوا اور بعد چند روز ۲۹ ربیع الاول کو سورت بھی کھو بیٹھا۔ محمد امین ناک مین لگا ہوا تھا سورتی دیوانی

اور فوجداری دونوں عہدے حاصل کئے بلکہ منصب کی بھی ترقی ہوگئی۔ رحمت خان دیوان صوبہ کو پانسو کا ذاتی اضافہ ہوکر ڈیڑھ ہزار ذات اور چار سو سوار کا منصب معین کیا گیا۔ شاہزادہ عالم کو خزانۂ سورت سے مبلغ ایک لاکھ روپیہ انعام مرحمت ہوا۔

بادشاہ نے محمد امین کو امین سمجھکر عرصۂ قلیل میں کھانے کھان اوٹھا اوٹھا کر پہونچا دیا مگر پہلے مانس نے شاہی عنایتوں کی کچھ قدر نہ کی ایک سانہ دو ہدے جلیل القدر ملتے ہی ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ مآل کار کا کچھ خیال نہ رہا کفران نعمت سے نام کو بٹا لگا لیا۔ یا نوا میں نفا مغرور ہوتے ہی خائن ثابت ہوگیا اسکی بے اعتدالیوں اور خیانت کی شکایتوں سے ارکان دولت کے کان کھڑے ہوئے آخر ظل اللہ کے فرمان سے تمام مال کا سارا مال ضبط ہوگیا۔ آمدنی ناجائز نے مال طیب کو مشتبہ کر دیا حکومت کے زمانہ کا سارا پیداوار سرکار میں ضبط ہوگیا۔ گیارہ شعبان سنہ مذکور محمد قاسم کو سورتی فوجداری اور روشن ضمیر بخشی اور واقعہ نویس کو سورتی دیوانی سپرد کی دونوں کے منصبوں میں ترقی ہوگئی معز الملک روشن ضمیر کی جگہ بخشی اور واقعہ نویس معین ہوا۔ تھانہ دار سیلپارستی سلطان بار کو پانسو سوار کا اضافہ کرکے ڈیڑھ ہزار ذاتی اور ہزار سوار کا منصب معین کیا۔ پچیس ذیقعدہ سنہ مذکور کو علی نقی بادشاہزادہ کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا اور مرزا دوست کام معزول ہوگئے۔ شاہ نواز صفوی کی لڑکی شاہزادہ والا گھر سے بیاہی گئی تھی مگر ابتک ثمرۂ زندگانی سے محروم تھی بادشاہ کو شاہزادہ کی لاولدی کے خیالات نے عروس منتخب کرنے پر مجبور کیا زمرۂ امرا سے امیر خان سردار نامی کی لڑکی پسند کیگئی عروس کو معہ اسباب جہیز و اجناس مرصع و طلائی و نقرئی تقریباً ایک لاکھ روپیہ کا تجویز ہوکر احمد آباد بھیجے گئے اور شاہزادہ کے نام فرمان لکھا گیا کہ دو ہزار سوار کا اضافہ ہوکر پندرہ ہزار ذاتی اور بارہ ہزار سوار کا منصب معین کیا گیا اور دو لاکھ روپے شادی خرچ کے انعام ہوئے گئے از انجملہ ایک لاکھ خزانۂ صوبہ سے اور اسی ہزار خزانۂ سورت سے اور بیس ہزار خزانۂ مداری سے بہ دو لاکھ روپیہ دیا گیا اور دو گھوڑے طویلۂ خاص کے ایک عربی مرصع کار طلائی ساز کا اور دوسرا عراقی طلائی ساده کار سامان کا اور ایک خلعت خاصہ بہ تمام چیزیں پیدائی پسر ملک عنبر گرز بردار کے ساتھ احمد آباد بھیجے گئے اب بھی اضافہ سوار و تنکی جاگیر متعلق ملک سورتہہ کا پایۂ تخت قلعہ جوناگڑھ تجویز ہوا جب یہہ سامان احمد آباد آیا شاہزادہ نے حسب ضابطہ شرائط استقبال ادا کیں۔ (مورخ نے احمد آباد میں شادی ہونیکی کیفیت لکھی نہیں فیہا میں شمس الدین و قطب الدین جاگیردار جوناگڑھ نہ معلوم کس وجہ سے نااتفاقی ہوکر روزانہ لڑائی جھگڑے ہوا کرتے بادشاہ نے دونوں کو تبدیل کرکے قطب الدین کو پٹن کی فوجداری اور جاگیرداری مرحمت فرمائی اور شمس الدین کو شاہزادہ جوان بخت پسر خرم محمد اورنگزیب بہادر کی خدمت میں دکن روانہ کیا۔ رضوی خان بخاری بخشی گری سے معزول کئے گئے میر محمود صفاہانی سرفراز ہوا گھوڑا اور خلعت ملا اعزاز میں ترقی ہوئی بیدنصیب پسر بیدی خان جہان حسب الفرمایش شاہزادہ والا تبار تعینات صوبہ میں داخل ہوگیا بیسویں ہجری کا پیشکش شاہزادہ نے حضور میں روانہ کیا از انجملہ کئی قسم کا جواہرات اور اقسام قسام کی مشرات جنہیں ہیں عربی اور کچھ ملا کر اٹھائیس گھوڑے اور اٹھارہ عدد سے عمدہ گجراتی بیل تھے بادشاہ نے ایک ایک چیز کو ملاحظہ فرماکر شاہزادہ کی حسن دریافت اور کارگذاری بہت پسند فرمائی۔

بادشاہ کے بیمار ہونیکی خبر سنکر شاہزادہ کا گجرات میں تخت نشین ہونا اور مرقع الدین لقب معین کرکے خطبہ اور سکہ جاری کرنا اور دار الخلافہ کیطرف تشریف لیجانا اور ابتدائے شورش بندہ و تنازعات وغیرہ کیفیت بطور مجمل بیان کیگئی ہے

شاہزادوں سے شاہزادہ اکبر داراشکوہ دار الخلافہ میں حاضر تھا اور شاہزادہ محمد اورنگزیب دکن میں شاہزادہ مہر اور بخشی احمد آباد میں ہوشیار کا کوئی رو کنیوالا نہیں اور ان میں کوئی کمر نہ والا آجتک ہوا ہی نہ تھا۔ بادشاہ ظل اللہ تندرست تھے دفعتاً سانہ بین ذی حجہ کی شب کو تغیر طبیعت میں گرانی پیدا ہوئی باہر کا آنا جانا اوسی شب سے بند کر دیا گیا اگرچہ اراکین سلطنت نے کسی ملکی مصلحت سے بادشاہ کی خبر علالت کسی پر منکشف نہ ہونے دی مخصوصاً شاہزادہ داراشکوہ کو اس امر کا

زیادہ تر اہتمام تھا ہر سپہ خط و کتابت کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے احتیاطاً شاہزادوں کے وکیل دارالسلطنت میں مقید ہو گئے تھے تاہم دارالسلطنت
اور خاص خاص مقامات میں بادشاہ کے علیل ہونے کی خبریں منتشر ہو گئیں کوئی کہتا کہ شاہجہانی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا کوئی کہتا کہ دیکھیے شاہزادوں میں سے کس کے
سر پہ تاج رکھا جاتا ہے غرض ہر کوئی اپنے خیالات کی مطابق تراش خراش کر رہا تھا۔ وکیلوں کے قید ہونے سے شاہزادوں کو کسی قسم کی خبر نہ دریافت ہوئی
مگر اتنا تو افواہاً معلوم ہو گیا کہ سلطنت کا سنبھالنے والا کسی نہ کسی نہج سے کار از رفتہ ضرور ہو گیا۔ شاہزادہ محمد مراد بخش احمد آباد میں تشریف رکھتا تھا بادشاہ کی
علالت دریافت کر کے گھبرا اوٹھا چونکہ خود ناتجربہ کار تھا بلا حفظ ماتقدم نہ بادشاہ کی مزاج پرسی کی نہ کسی رکن سلطنت سے مشورہ کیا محض منگ طرفی
جلدی کر کے احمد آباد میں تخت نشین ہو گیا مروج الدین شمعدار کیا خطبہ و سکہ اسی نام سے جاری کر دیا اور تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے سرکار
سورت جو صوبہ علیا بادشاہ بیگم کی جاگیر میں معین تھی فوج بھیجکر قلعہ پر قبضہ کیا بیگم صاحبہ اور سرکاری خالصہ کا سارا مال و اسباب معہ خزانہ ضبط
کر لیا نیز بھی بہت سی تھوڑی غریب رعایا اور سوداگروں کو مقید کر کے بہت روپیہ وصول کیا بعض کام ایسے کئے جو آجتک کسی شاہزادہ سے
نہ ہوئے تھے۔ عبد اللطیف پسر اسلام خان منصدی سورت کو جو بادشاہ کے قدیم خانہ زادوں میں سے شمار کیا جاتا تھا نہ جانے کس غرض سے مقید کیا
قید میں بھی چین سے بیٹھنے نہ پایا ہر طرح کی اذیت و توہین ہوا کی منصدی کو یوں برباد کیا اب سوا آپکا خانگی دیوان علی نقی یہہ بیچارا انتہا خیر خواہ
تھا خدا جانے کس بات سے آزردہ ہو رہے تھے نہ پوچھا نہ گچھا نہ بدگمانی کی صفائی کی اور کیا تو یہہ کیا کہ روبرو طلب کر کے غریب کا سر قلم کیا
جب دونوں خیر خواہوں کو مٹا چکے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ رہا گجرات بھر میں ظلمی کارروائیاں ہونے لگیں گویا اس سرے سے اوس سرے
تک اودھم مچا رکھی تھی شنیدہ شدہ دارالخلافہ میں شاہزادہ محمد داراشکوہ کے کان تک خبر پہونچی محض بنظر انتظام ملک و دفع ہنگامہ بے ہنگام حضور سے
اجازت حاصل کر کے شاہزادہ کو تنبیہاً لکھا گیا کہ فی زمانا تمہاری بے اعتدالیوں سے گجرات بھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور تمہاری
ظلمی کارروائی سے دارالخلافہ گونج اوٹھا تو دلے برحال گجرات کیا کیفیت ہوگی لہذا صوبہ داری گجرات سے تبدیل کر کے حکومت ملک برار
سپرد کیجاتی ہے اگر تقصیرات گذشتہ سے تنبہ ہو کر برار چلے جاؤ گے تو شاید اس فرمانبرداری کے صلہ میں تقصیرات معاف کر دیجائیں تو عجب نہیں کہ اور
دوصورت دیگر لحاظ شاہزادگی بالائے طاق رکھا جائیگا اور بحالت مطلق و مسلسل بارگاہ والا میں مثل گنہگاروں کے حاضر کر دیئے جاؤ گے۔
اگرچہ دونوں شاہزادوں کا منشا ایک ہی تھا مگر محمد مراد بخش نے اتنی بڑی کارروائی کس بھروسے پر کی اختیار کی جسکا نتیجہ آگے چلکر دریافت ہوگا
اور شاہزادہ محمد اورنگزیب بہادر اگرچہ دارالخلافہ سے بہ نسبت محمد مراد بخش بہت دور تھا مگر بادشاہ کی علالت سنتے ہی یہ بہانہ عیادت
بڑی تیاری سے روانہ ہوا یہ کیفیت عالمگیر نامہ میں مفصل تحریر ہے۔ محمد مراد بخش تو بھوڈگی کر کے تخت نشین ہو چکا تھا اور اسی پیرایہ میں گجرات کے
معاجنوں سے تقریباً پچاس لاکھ خبر اوصول لیکر بجمعیت منصدیان تعیناتی و رحمت خان دیوان وغیرہ احمد آباد سے چل کھڑا ہوا یہ خبر شاہزادہ محمد اورنگزیب
کان تک پہونچی چونکہ وہ بھی دکن سے نکل چکا تھا محمد مراد بخش کو تحریر کیا کہ ہم قبلہ و کعبہ کی زیارت کو جا رہے تھے وہ سنا گیا کہ تم بھی احمد آباد سے بارادہ
دارالخلافہ روانہ ہو چکے تو ہم چاہتے ہیں کہ باہم سفر کریں اگر تم بہت تیز ہو تو دریائے نربدا پر ٹھہرے رہنا ہم عنقریب پہونچے سمجھو دیکھو عالمگیر کی پولٹیکل
کارروائی اوسنے محمد مراد بخش کو اپنے ساتھ اس غرض سے متفق کر لیا کہ شاید دارالخلافہ میں یا فیمابین راہ کسی جگہ سلطنت کی طرف سے روکے گئے تو ہم
دونوں کا لشکر روکنے کو کافی ہو رہیگا۔ اور بر تقدیر داراشکوہ سے مقابلہ ہوا تو کلہ بکلہ جواب دینے کو پیچھے نہ ہٹیگے ایسی کارروائی اور تدبیر سے
سلطنت پر قبضہ ہو گیا۔ دارالخلافہ میں محمد داراشکوہ کو دونوں شاہزادوں کے آنیکی خبر ملی حضور کی اجازت سے روانہ کئے گئے لکھا تھا کہ فی الحال ہمارے
پاس آنیکی ضرورت نہیں صوبوں کا انتظام کرنا مقدم ہے بنابران تعمیل حکم واجب الاطاعت سمجھکر راہ سے پلٹ جاویں مگر ایسی گیدڑ بھبکیوں کو اورنگزیب جیسا

لہ فرمان

بیدار منزکب ماننے والا تھا یہہ چلا گیا اور اُنکی ایک نہ مانی آخرش داراشکوہ نے مجبور ہوکر مہاراجہ جسونت سنگھ زمیندار جودہپور کو صوبہ دار مالوہ مقرر کرکے بائیس ربیع الاول ۱۰۶۸ کے روز رخصت کیا اور سلخ جمادی الاول سنہ مذکور قاسم خان گجرات کا صوبہ دار ہوکر روانہ ہوا - دونون صوبہ دارون کو تاکید دیگئی کہ فی الحال باتفاق یکدگر اوجین مین مقیم رہین محمد مرادبخش حسب الحکم صوبہ گجرات خالی کرکے برار چلا جاوے ورنہ جبراً احمد آباد سے نکالدیا جائے - جب دونون شاہزادے دریائے نربدا سے متفق ہوکر آگے بڑہے اوجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان کے سدراہ ہونے کی کیفیت دریافت ہوئی اورنگزیب چاہتا تھا کہ لڑائی نہو اور کام نکل جائے مگر وہ دونون داراشکوہ کی بڑھائی سکھائی جگہ سے نہ پہلے انجام کار لڑائی شروع ہوئی - وہ دونون سلطنت کے ملازم اور یہہ دونون چراغ دودمان خلافت انکی ایک چشم نمائی اونکی واسطے تلوار کا کام کرتے آخر شاہزادون کے مقابلہ مین ٹھہرے یہ شاہزادے دندناتے ہوئے بیخوف وہراس چل کھڑے ہوئے -

شاہزادہ محمد مرادبخش نے صوبہ داری کے زمانہ مین گجرات کے مہاجنون سے جسقدر روپیہ لیا تھا ازانجملہ ساڑہے پانچ لاکھ روپیہ سنیداس جوہری کے عزیزون سے لیا گیا تھا سنیداس آدمی تھا دربار رس اور اکثر اراکین دولت کیخدمت کیا کرتا - جب شاہزادونمین باہم لڑائیان ہوئین یہہ دارالخلافہ مین موجود تھا شاہزادونکی کارروائیون سے اسکو اپنے عزیزون کے روپیہ کا خیال آیا محمد داراشکوہ کو شکست ہوکر مرادبخش کے مقید ہونے سے چار روز پیشتر ازراہ دوراندیشی شاہزادہ محمد مرادبخش کے حضور مین عرض معروض کرکے ایک رقعہ ساڑہے پانچ لاکھ روپے کا شاہزادہ کی خواجہ سرا معتمد خان کے نام جو احمد آباد مین نیابت کرتا تھا لکھوا لیا اوسکی نقل بجنسہ تحریر ہے -

نقل فرمان بنام معتمد خان

امارت ونظارت پناہ رفعت وعزت دستگاہ اخلاص نشان معتمد خان بادشاہی عنایتون کے شامل ہوکر دریافت کرین کہ سنیداس جوہری نے سعادت ملازمت حاصل کرکے التماس کیا کہ میری عدم موجودگی مین حضور کے خانہ زادون نے جانفشانی کرکے زندمال کو دریغ نہ رکھا امیدوار ہون کہ اوسکو معاوضہ سے سرفرازی حاصل ہو تو نسبے سعادت ہمنے التماس اوسکا منظور فرماکر تمکو لکھا جاتا ہے کہ سنیداس کے لڑکے مسمی مانک چند وغیرہ نے فوری حکم بجالاکر مبلغ ساڑہے پانچ لاکھ روپیہ ہمکو دیا تھا بابرآن تاکید دیجاتی ہے کہ آمدنی پرگنات ذیل سے فصل خریف کا روپیہ وصول کرکے دیدیا جائے -

خود مانک چند کو چار لاکھ بائیس ہزار - شریک سنیداس مسمی امیداس کو چالیس ہزار - سانول وغیرہ کو اٹھاسی ہزار - کل پانچ لاکھ پچاس ہزار یہ روپیہ محالات مفصلہ ذیل سے ادا کردیا جائے -

پرگنہ سورت سے ڈیڑہ لاکھ - پرگنہ کھمبایت سے ایک لاکھ - پرگنہ پٹلاد سے ایک لاکھ - پرگنہ دہولقہ سے پچھتر ہزار - پرگنہ بھروچ سے پچاس ہزار - پرگنہ بیرم گانم سے پینتالیس ہزار - نمک سار بسے تیس ہزار - بیتران کل پانچ لاکھ پچاس ہزار - یہ روپیہ سنیداس کے بیٹے مانک چند وغیرہ سے دستگرداں لیا گیا تھا لہذا آمدنی فصل خریف لونت بیل کا پرگنات مرقوم المقدر سے وصول کرکے بہت جلد ادا کردیا جائے تاکید اکید تصور کرین تاریخ شہر شوال سنہ ۱۰۶۸ جلوس -

سلطنت حضرت خلد مکان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی

عالمگیر کے سال سلطنت کا احوال کچھ تو تاریخ تالیف محمد کاظم سے اخذ کیا گیا اور فرمانونکی نقلین دفتر دیوانی سے حاصل ہوئین اور بعض کیفیت

معتبر لوگونکی بیان کی ہوئی مورخ نے معتبر سمجھکر لکھی چنانچہ لکھتے ہین اوجتین مین مہاراجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان روکنے والے بھاگ کھڑے ہوئے دونون شاہزادے دندناتے ہوئے جانب دارالخلافہ روانہ ہوئے۔ بادشاہ بیمار ہوکر قلعہ آگرہ مین نہ نظر تبدیل ہوا تشریف لایا تھا نوین شعبان سنہ ۱۰۶۸ کے روز شاہزادونکا قیام آگرہ کے متصل واقع ہوا شاہزادہ محمد داراشکوہ نے دھولپور کے میدان مین صف آرائی کی ادھر دو شاہزادونکا ٹڈی دل لشکر آندھی مینھ کیطرح حملہ آور ہوا ایک تو کثرت لشکر اور اوپر سے عالمگیر کی پولیٹکل چال بازیون نے داراشکوہ کے چھکے چھڑا دئے کچھ نہ بن پڑی میدان چھوڑکر بھاگ نکلا۔ ساتوین رمضان کو جب داراشکوہ کے لشکر کا کوئی متنفس مقابل نرہا عالمگیر نے تیسری شوال تک ۲ روز مرادبخش کے ساتھہ کسی قسم کی مغایرت کا برتاؤ نکیا جب اوسکو ثابت ہوگیا کہ بھائی کو میری سلطنت مین کچھہ گفتگو باقی نہین رہی بخوف و حراس اپنے تئین بادشاہ وقت سمجھکر ساری کارروائیان کرنے لگا عالمگیر موقع کا منتظر تھا چوتھی شوال کو قابو پاتے ہی محمد مرادبخش کو مقید کرلیا۔ یہ جھگڑے یکایون فیصلہ ہوا اب رہا داراشکوہ تو اوسکے تعاقب مین شاہجہان آباد روانہ ہوا اثنائے راہ مین باغ اعزآباد چندے ٹھہر کر منجمون سے تاریخ جلوس دریافت کی رمال نجومی پنڈت وغیرہ نے جانچ پڑتال کے پہلی ذیقعدہ یوم جمعہ تاریخ تعین کرکے وقت بھی بتلادیا چنانچہ روز موعودہ پندرہ گھڑی دو پل دن چڑھے آپنے تخت پر جلوس فرمایا اور ساری باتین جلوس ثانی پر ملتوی رکھین یہ جلوس اس غرض سے واقع ہوا کہ درثائے سلطنت کے حملے اکثر ایسے موقعہ پر ہوا کرتے تھے جبتک تخت پر کوئی وارث نامزد نہوتا۔ کسی شاعر نے آپکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی تھی آپنے اوسپر ایک میم بڑھا کر تاریخ جلوس معین کی چونکہ بزمانہ تخت نشینی سن شریف چالیس سے سکا ہوچکا تھا آخر کلمہ مین میم کا اضافہ کردیا گیا چنانچہ آفتاب عالمتاب اوسمین اس مادہ سے تمام اراکین نہایت محظوظ ہوئے۔ شاہزادہ محمد مرادبخش احمدآباد سے چلتے وقت مرحمت خان دیوان صوبہ اور اکثر امرائے تعیناتی کو طوعاً و کرہاً ہمراہ لایا تھا مقید ہوئے بعد سب سے بادشاہ جدید کی خدمت مین حاضر ہوئے بعد دریافت کیفیت ہر ایک کو علی قدر مراتب اضافہ وغیرہ سے سرفراز فرماکر رخصت کیا رحمت خان کو دو ہزار اور چھہ سو گھوڑونکا منصب مقرر کرکے عہدہ دیوانی سپرد فرمایا اور قطب الدین خان خویشگی کو تین ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب اور ملک سورٹھہ کی فوجداریکا خلعت اور خطاب سرفراز خان عطا فرمایا۔ اور سید حسن ولد سید دلیر خان کو خطاب خانی مرحمت ہوا۔ سنیداس اگرچہ جوہری تھا مگر اوسکی بعض بعض کارروائیان قابل تحسین تھین خلعت کی سرفرازی حاصل ہوئی۔ سنیداس رخصت ہوکر احمدآباد جانے لگا اوسکے ساتھہ رعایا کے نام فرمان تسلی بخش و تسکین دہ تحریر فرماکر بھجوادیا۔ اگرچہ فرمان بمنزلت شاہنشاہی لکھا گیا تھا مگر ایام شاہزادگی والی مہر لگائی گئی تھی۔ چونکہ دوسری باتین جلوس ثانی پر ملتوی تھین ابتک آپکا کوئی القاب معین نہوا تھا اور نہ مہر بنائی گئی تھی۔

نقل فرمان جو رعایائے گجرات کو اطمینان دلانیکا لکھا گیا

تمکو ابھی معلوم نہین کہ ہماری سلطنت کا دارومدار کیا ہے۔ سارا دارومدار رعایا کی بہبودی اور خلق خدا کی خوشنودی پر رکھا گیا ہے ساری ہماری کوششین رات دن اسی کام مین جاری کی جاتی ہین کہ جو خلق خدا ہمارے سایۂ عاطفت مین امانًا بسر وکیگی ہے اوسکو کسی قسم کی ناجائز آزار و تکلیف نہ پہونچے فی زماننا بندۂ خیرخواہ بالاستیناس سنیداس رخصت ہوکر احمدآباد آنیوالا تھا اسکے ساتھہ یہہ فرمان تمہارے نام بھیجا گیا تا اوسسے تم سب کو ہماری انصاف پروری اور عدل گستری ثابت ہوجائے ہم چاہتے ہین کہ تمام خلق خدا کیا ادنی کیا اعلے ہمارے سایۂ عاطفت مین پرورش پاکر اپنے اپنے کسب و ہنر مین مشغول رہے یہی باتین باعث ازدیاد دولت و موجب ترقی مراتب سمجھی جاتی ہین۔ احمدآباد کے تمام منصبدار اور اہل کارون کو تاکید دیجاتی ہے کہ جوہری سنیداس قدیم خدمت گذار ہے اوسکے ساتھہ اچھے سلوک اور نیک برتاؤ جاری رکھتے جائین تو لطف

معاشرت حاصل ہو اور امورات حسابی مین جہانتک ممکن ہو واجبی رعایت سے محروم نرکھا جائے اہالیان ریاست مین سے کوئی متنفس نامناسب تکلیف دہی کا روادار نہو اسپر کیا موقوف ہی ہمارے نزدیک ساری خلق اللہ ایک ہی طریقہ مین سمجھی جاتی ہے۔ تاکید اکید تصور کرین مورخہ ۲۱ ماہ ذیقعدہ ۶۸ سنہ ہجری۔

مرزا شاہ نواز صفوی کی صوبہ داری اور رحمت خانی دیوانی کا شاہزادہ محمد داراشکوہ کا اور بعد تسلط بادشاہ کے مقابلہ کو جانا سمت اجمیر اور صوبہ داری سید احمد بخاری کو سپرد کرنا

زمانۂ شہزادگی مین اورنگ زیب نے اورنگ آباد سے دارالخلافہ جاتے مرزا شہنواز صفوی کو برہانپور مین مقید کر رکھا تھا فی زمانا گجرات کی صوبہ داری کی نسبت بادشاہ کو کسی تجربہ کار آدمی کی ضرورت واقع ہوئی صفوی کے ستارہ نے قید ہی مین سے چمک دمک دکھا کر بادشاہ کو گرویدہ کیا حکم دیا گیا کہ مرزا صفوی گجرات کی صوبہ داری کے لایق سمجھا جاتا ہے قید سے رہائی دیکر منصب قدیم مین ہزار روپیہ ذاتی اور ہزار سوار کا اضافہ کرکے خلعت عطا فرمایا۔ کل منصب چھ ہزار ذات اور چھ ہزار سوار کا معین ہوگیا۔ مرزا صاحب نور نشات شاہی سے سرفراز ہوکر ۱۱ ربیع الاول کو داخل احمد آباد ہوئے ابتک امورات صوبہ داری کا کچھ بھی انتظام نکیا تھا کہ دفعتاً ہٹہ سے داراشکوہ کے احمد آباد آنیکی خبر پہونچی صوبہ دار کے نوحواس جاتے رہے کچھ عقل تھی سو دہونکی سلوٹونمین دب بکر بیکار ہوگئی داراشکوہ دندناتا ہوا آرہا تھا اوسکو یہہ خبر تھی کہ سرحد کچھ مین بڑی بڑی مصیبتونکا مقابلہ کرنا پڑیگا جب حدود بدن مین قدم رکھا اوپر تلے کے مصائبون نے چھکے چھڑا دئے ایک تو دن خود شورستانی جنگل تھا دوسرا اگلے سال کی کمی برسات سے تالاب اور کنوین مانند کاسۂ مفلسان خالی ہو رہے تھے پانیکی قلت نے آدمی اور جانور دونون کو جان بلب کردیا کسی جگہ تقدیر سے کچھ پانی مل بھی جاتا تو لشکر کو کافی نہوتا تھا غرض دو تین منزل مین آدمی قریب ہلاکت پہنچے اور جانور بہت سے تلف ہوئے اوسکی کیفیت یون بیان کیجاتی ہے کہ کنار دریائے شور ایک شورستانی جنگل چالیس کوس کی مسافت مین واقع ہوا ہے اوس سرزمین مین پانی کہین ڈہونڈہ انہین ملتا پانی کے بدلے سراب کی چمک دمک سے آدمی دہوکا کھاکر دوڑا جاتا ہے مگر سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہین ہوتا سمندر کی قربت سے بعض بعض جگہ ایسے واقعہ ہوئے ہین کہ تہہ مین پانی اور اوپر مٹی باریک کا ٹیلہ چلنے والا پاؤ رکھتے ہی زمین مین دہس جاتا ہے خواہ انسان ہو یا جانور سبکو دلدل کھینچ لیتی ہے اکثر جگہ پایا جاتا ہے بعض راہین ایسی سخت اور دشوار گذار ملتی ہین جو دو تین سوار برابر ہاتھ پکڑ نہین چل سکتے رن کا جنگل کچھ کے متعلق موضع لونہ مین منتہی ہوتا ہے وہان سے دوراہہ ملتا ہے ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری جوناگڑہ کو الغرض داراشکوہ نے وحشت ناک و پرآسیب جنگل مین اس غرض سے قدم رکھا کہ فی زمانا گجرات مین نہ اسقدر لشکر ہے اور نہ کوئی سردار جو اسکا مقابلہ کریگا اسی خیال کی محویت مین رنکی تمام آفت اور مصیبتون کو جھیلتا ہوا بعض زمیندارونکی ہدایت سے کنار دریا شور والی نامتعارف بلکہ پگڈنڈی رستے سے خدا خدا کرکے کچھ مین داخل ہوا۔ زمیندار کچھ ہنوز عالمگیری پالیسی سے ناواقف تھا اور داراشکوہ کو مدعی سلطنت نہین بلکہ ایک شہزادہ سمجھکر استقبال کرکے لیگیا اس استقبال کا آگے چلکر مزا ملیگا۔ داراشکوہ آدمی تھا فریبی زمیندار کچھ کو بخششونکی لہرا سے گرویدہ بنالیا اور ایسا مبہوت ہوگیا کہ اپنی لڑکی کی نسبت سپہر شکوہ کے ساتھہ جو داراشکوہ کا بیٹا تھا کر بیٹھا یہ کارروائی سوتے پر سہاگہ ہوپڑی زمیندار مذکور نے داراشکوہ کو اپنی سرحد سے باہر کردیا جب رنکی مصیبتون کو جھیل کر جان بسلامت باہر نکلا تو تین ہزار آدمیون سے زیادہ جمعیت باقی تھی اوسکو ہمراہ لیکر جانب گجرات روانہ ہوا۔

شاہنواز خان اگرچہ ناظم صوبہ تھا مگر ابتک کسی قسم کا اقتدار حاصل نہ تھا اور نہ اسقدر لشکر موجود جس سے شہر کی حفاظت کرتا یہہ سب کچھ سہی مگر ایک آزردگی نے سب پر پانی پھیرا چونکہ زمانہ شہزادگی مین اورنگ زیب نے معلوم کس غرض سے برہان پور مین مقید کیا تھا اگرچہ اس زخم پر نظامت گجرات کا پھاہا رکھا گیا تاہم سوزش اندرونی کی پوری تسکین نہ ہوگئی تھی دارا شکوہ کا آنا اور بھی غضب ہوگیا مرزا صاحب بعوض روک ٹوک رحمت خان دیوان اور مصیبدار نگر لیکر استقبال کے پیرایہ مین سرکھیج تک دوڑے گئے دارا شکوہ نے حریف کو معاون پایا بے کھٹکے ۲۳ ربیع الثانی کے روز احمد آباد مین داخل ہوگیا پھر کیا تھا پہلے پہل شاہزادہ محمد مراد بخش کے نام صفحہ بھیجکر مبلغ دس لاکھ روپے کا مال اپنے قبضہ مین کرلیا جب روپیہ ملا تو لشکر کی بھرتی شروع کی مال مفت دل بیرحم ایک کے بدلے دو اور دو کے بدلے چار دیکر لوگون کو نوکر رکھا پیسے کے لالچ نے منصبداران کوتکی کو جگہ سے پھسلایا۔ قصبا تیون کا دستور تھا کہ حاکم جدید کے قریبفتہ ہوجاتے غرض افسران نامی کو داد و دہش سے رضامند کرلیا اور آیندہ بوقت حصول مرام کسی کو منصب مفوض کسیکو خطاب نامعمول کا امیدوار کردیا۔ بادشاہ شاہجہانکی عہد دولت مین گجراتی امینون سے جسنے تھوڑی مدت بھی کسی جگہ حکومت کی تھی اوسکو ایک عمدہ پیداوار بندر کی لالچ دکھا کر نوکر کرلیا اور اپنی جانب کا حاکم مقرر کیا۔ صادق محمد خان ملازم سرکار والا منصدی احمد آباد دارا شکوہ کے ڈہب کا نہ نکلا بلکہ وہ خود معزول ہوکر گھر بیٹھ رہا۔ دارا شکوہ کے جانب کا حاکم سرکاری خالصہ مین دست اندازی کرنے لگے۔ دارا شکوہ ایک مہینا اور سات روز تک احمد آباد مین مقیم تھا اس عرصہ مین اوسنے ساری باتین درست کرلین۔ جب لشکر اور توپخانہ اور مصالحہ سے چاق چوبند ہوگیا۔ مرزا صاحب کو معہ متعلقین اور محمد مراد بخش کے اہل محل کو معہ امرائے نامور مثلاً رحمت خان دیوان و محمد بیگ قرکمان کو بخطاب قزلباش سرفراز کرکے اور بھی منصبداران کوتکی کو ہمراہ رکھا چلتے وقت گجرات کی صوبہ داری سید احمد برادر سید جلال بخاری کو سپرد کی جب احمد آباد سے روانہ ہوا تو لشکر بائیس ہزار شمار کیا گیا تھا دارا شکوہ آدمی تھا ہوشیار اپنے ملازمون یا متعلقون سے ایک کو بھی احمد آباد مین نچھوڑا اور آپ معہ جاہ و حشم نابر مقابلہ بادشاہ جدید اورنگ زیب جانب اجمیر روانہ ہوا۔

صوبہ داری مہاراجہ جسونت سنگھ و دیوانی رحمت خان و کرمت خان اور محمد دارا شکوہ کی ہزیمت ہونیکے بعد دوسری مرتبہ کا جلوس مبارک اور بار دگر دارا شکوہ کا آنا اور سردار خانکا روکنا اور سید احمد بخاری دارا شکوہ کے صوبہ دار کو مقید کرنا

زمانہ شہزادگی مین راجہ جسونت سنگھ شہزادہ محمد اورنگزیب اور محمد مراد بخش کو بحکم شاہجہان بادشاہ اوجین مین ٹھہرا ہوا تھا بعد مقابلہ شہزادون سے ہزیمت پاکر خجلت زدہ گھر بیٹھ رہا چونکہ جس سے مقابلہ کیا گیا تھا وہی سلطنت کا مالک ہوگیا اب کس مونہہ سے عالمگیر کے سامنے حاضر ہوتا محمد دارا شکوہ کی بار دگر لڑائی ہونے سے پہلے مرزا راجہ کی سفارش سے تقصیرات گذشتہ معاف کی گئین بلکہ محض از راہ بندہ نوازی گجرات کی صوبہ داری کا فرمان مرحمت ہوا منصب بھی بڑھایا گیا سات ہزاری ذات اور سات ہزار سوار کا معین ہوا از انجملہ پانچہزاری سوار و اسپہ سہ اسپہ تھے۔ اور کنور پرتھی سنگھ کو حضور مین روانہ کرنیکی تاکید دیگئی۔

محمد دارا شکوہ جنگ اجمیر سے شکست کھا کر سات روز کے عرصہ مین سرحد گجرات مین آپہونچا امرا و سرداران نامی متفق ہوکر مشورہ کرنے لگے آخر باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ اپکے مرتبہ ایسا انتظام کیا جاوے کہ دارا شکوہ مثل سابق دہوکا دیکر شہر مین نہ گھس آئے ہم مین سے کوئی بھی ایک سردار تک اس امر کا متکفل نہوگا کبھی انتظام نکیا جائیگا غرض سردار خان منتخب ہوا سید احمد برادر سید جلال بخاری جو دارا شکوہ کا صوبہ دار تھا مقید کردیا گیا۔ قلعہ کے برج بارہ کا خاطر خواہ انتظام ہوگیا۔ یہہ خبر دارا شکوہ کو دریافت ہوئی۔ راہ سے پلٹ کر کڑی چلا گیا۔ و بامداد و اعانت کولی کا جمعی سرگروہ

کارخانہ نہیں

کولیان چوّال سرحد گجرات سے نکلکر حوالی گجرات مین پہونچ گیا۔ کسی زمانہ مین داراشکوہ نے کل محمد نامی سپاہ پیشہ کو نوکر رکھکر حکومت سورت تفویض کی تھی جب داراشکوہ کی کیفیت سنی پچاس سوار اور دو سو پیادے بندوقچی ہمراہ لیکر خدمت مین حاضر ہوا۔ پہلے مرتبہ داراشکوہ براہ رن سرحد کچھ مین داخل ہوا تھا زمیندار نے نہ معلوم کس غرض سے استقبال کرکے مہمان رکھا تھا بلکہ اپنی کنواری اسکے لڑکے کے ساتھ منسوب کردی تھی فی زمانہ داراشکوہ سے زمانہ کی نظر پھری ہوئی دیکھی نہ استقبال کیا نہ مہمان بلایا پوچھا تک نہین کہ آپکی کیا کیفیت ہوئی۔ بلکہ وہ رکھائی کے بڑھ گئے کہ گویا کبھی کی صاحب سلامتی تھی داراشکوہ سمجھ گیا دو ہی روز انتظار کرکے بھگر چلا گیا۔ سردار خان نے داراشکوہ کے آنے اور بے میل مراجع واپس جانیکی تمام کیفیت حضور مین گوش گذار کردی۔ بادشاہ نے حسن کارروائی کی تحسین کا فرمان سردار خان کے نام بھجوایا اوسکی نقل بعینہ تحریر ہے۔

نقل فرمان

شجاعت وشہامت دستگاہ خانہ زاد لائق الاحسان سردار خان عنایت متناہی سے امیدوار ہوکر دریافت کرین تمہاری عرضداشت سے ساری مراتب حزم واحتیاط دریافت ہوئے۔ داراشکوہ نے بارد گر ہوس ادعائے سلطنت افواج قاہرہ سلطانی کا اجمیر مین مقابلہ کیا مگر جوانان صف شکن کے حملونکی تاب نہ لاکر دست ناکامی مین آوارہ ہوگیا اور اسی غرض سے شاید گجرات کا ارادہ کیا ہوگا کہ مثل سابق کچھ نکچھ مل ہی رہیگا مگر تمہاری حسن تدابیر اور پولٹیکل کارروائیون سے موفقہ ملا محروم ہوکر صحرائی کاہی مین بھٹکتا ہوگیا واقعی تمہارے انتظام شایستہ سے جو بیرم گانم تک احتیاط رکھا گیا تھا ہمکو نہایت مسرت ہوئی۔ فی زمانہ اراجگان عالی نسب سے جو امرد ذوی فرہنگ راجہ جسونت سنگھ کو مع جمعیت فوج ظفر موج انتظام صوبہ داری کے لئے روانہ کیا گیا ہے شاید پہونچا ہوگا تمکو لازم ہے کہ راجہ موصوف کی رفاقت مین ہمہ تن متوجہ ہوکر ایسا انتظام کیا جائے جس سے رعایا کی رضامندی اور ہماری خوشنودی کے چرچے عوام مین ہونے لگین بھی باتین کارگذار کی نسبت حسن کارروائیونکا ثبوت دینے والی ہوتی ہین اور اسی سبب سے بادشاہی مہربانیان کارگذار کے گلے کا ہار ہوجاتی ہین دیکھو تمنے یہہ کام کیسا اچھا کیا کہ پیشکوہ کے امین کو توقید کرہی لیا تھا مگر اوسکا چھوٹا لڑکا کیسا بے حمیت تھا جو دبدہ دلیری کرکے اوبدا کر داراشکوہ کے ساتھ سیدپور تک چلا گیا مگر لوٹ کر احمد آباد اور سورت جانیکی تیاری کررہا تھا کہ تمنے دفعتاً گرفتار کرکے اوسکے باپ کے پاس محبس خانہ مین پہونچا دیا۔ عسکری بڑا لڑکا ابتک سورت مین مزے اوڑا رہا ہے یہ اوسکی بے پروائیونکا نتیجہ محبس خانہ سے بہتر ہوگا۔ تینون باپ بیٹے ایک جگہ چین سے آرام سے رہین اور جب راجہ جی آئین اونکی صلاح ومشورہ سے تینون قیدی زیور سے آراستہ کرکے پایگاہ شاہی مین چالان کرئے جائین۔ سید حسن کو اوسکی بے پروائی اور نافرمانی نے جو باوجود طلب کرنیکے تمہارے پاس حاضر ہوا عہدہ اور منصب سے معزول کردیا۔ بڑودہ کی فوجداری شجاعت شعار فتاح خان کو تفویض ہوچکی عنقریب تمہارے پاس حاضر ہوگا۔ عابد وشیر بابی یعنی عابد خان اور شیر خان بابی کی لیاقت کارگذاری ثابت ہوچکی چونکہ معمولی طلب سے جاگیرداری کے سارے کام چھوڑ پٹک کر حاضر ہوگیا۔ سیف اللہ کو بخشی گری سے معزول کردینا مناسب سمجھا گیا۔ سیادت ونجابت پناہ رضوی خان بخاری کو یہہ عہدہ تفویض ہوا جسوقت احمد آباد آئے سیف اللہ حضور مین روانہ کردیا جائے تحریر تاریخ پانچوین شعبان ۱۰۶۹ھ۔

سترہ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ ہجری کے روز راجہ جسونت سنگھ ناظم صوبہ ہوکر احمد آباد آیا حسب دستور انتظام کرنے لگا وجانب داراشکوہ رحمت خان دیوان اور محمد بیگ ترکمان وغیرہ امرا کو جبراً ہمراہ لیگیا تھا۔ اجمیر سے شکست کھاکر وہ اور طرف چلا گیا یہہ سب ملکر حضور مین حاضر ہوئے چونکہ بیگناہ تھے بادشاہ نے کسی قسم کا تعرض نکیا بلکہ بوفور مراحم خسروانی خلعتین اور انعام دے دیکر سب کو احمد آباد بھجوا دیا اصل وقت

تاکید کردیگئی کہ ہر ایک خدمت مبالغہ پر مستعد رہے قطب الدین خان خویشگی دارا شکوہ کی رفاقت سے الگ تھلگ رہا ہوا تھا یہہ بات اوسکی بادشاہ کو نہایت پسند ہوئی گھوڑا اور خلعت مرحمت کیا گیا۔

قلمدان وزارت اعظم کا سنبھالنے والا اب تک منتخب نکیا گیا تھا چونکہ یہہ امر جلوس ثانی پر ملتوی رہا تھا جو حکم احکام حضور سے ممالک محروسہ مین بھیجے جاتی متعددی مہمات دیوانی سنی رگھناتھ داس کی ہرے مزین ہوا کرتی چنانچہ فرمان ممانعت کشت بنگ متعددی مذکور کی مہر سے مرتب ہوکر صادر ہوا۔

شرح حسب الحکم بنام رحمت خان

وزارت پناہ رحمت خان محفوظ رہین حضور شاہنشاہی کا حکم ایسا صادر ہوا کہ ہمارے ممالک محروسہ مین بنگ کی کشتکاری کسی جگہ نکیجائے چونکہ بنگ مثل اور مسکرات شمار کیجاتی ہے جہان کہین بنگ جوتی بوئی جاتی ہو بعوض اوسکے اور اشیائے قیمتی بکار آمد کی کشتکاری کیجائیگی تو ہر حالت مین صورت مفاد متصور رہوگی لہذا عاملان محالات خالصہ شریفہ اور جاگیردارون کو تاکید کردیجائے تا کوئی متنفس خلاف حکم تعمیل نہ کرے ورنہ معتوب درگاہ ہوکر سزا تجویز ہوگی سو الگ اس امر مین تاکید اکید سمجھین تحریر غرہ شہر رمضان ۶۹ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۷ جلوس مبارک۔

کیفیت جلوس ثانی و تعیین کرنا لقب کا اور غلہ کا محصول تمام قلمرو ہندوستان سے معاف فرمانا اور مکرمت خانی دیوانی

تاریخ جلوس ثانی پہلے سے معین ہوچکی تھی جب وہ دن آیا چوبیس رمضان یوم یکشنبہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد کے قلعہ ارک مین بادشاہ نے تخت آبائی پر جلوس فرمایا تاریخ جلوس غرہ رمضان سے شمار کرنیکا حکم ہوا چونکہ آپکے والد ماجد نے دفاتر وغیرہ مین ماہ و سال قمری کی تاریخین تحریر کرنا مروج کردیا تھا آپنے بھی اوسی طریقہ کو زندہ رکھا یہہ سب کچھ ہوا مگر خطبہ کا بڑا جھگڑا پیدا ہوا قاضی القضات کو جب تصنیف خطبہ جدید کا حکم ملا صاف انکار کرکے یہہ حجت پیش کی کہ درحالت موجودگی پدر بیٹے کو استحقاق حاصل نہین ہتا یہہ امر شرعاً ناجائز سمجھا جاتا ہے اور برخلاف حکم شرع خطبہ تصنیف نہین ہوسکتا۔ بات تھی معقول اور بادشاہ خود متشرع تھا سنکر چپ ہوگیا بات یہہ تھی کہ جبتک خطبہ اور سکہ جاری نکیا جاتا ساری کارروائیان اپنی جگہ دھری رہ تھین اور سلطنت مین اقتدار نہوتا اسی بنا پر عالمگیر کو خطبہ پڑھوانا جی سے لگا تھا یہہ تو کچھ خدا ہی کو منظور تھا عالمگیر کے ڈھب کا ایک ملا مل گیا۔ شیخ عبد الوہاب گجراتی پٹن کا رہنے والا کسی ذریعہ سے عالمگیر کے دربار تک پہونچکر شاہی لشکر کا ملا ہوگیا تھا شدہ شدہ یہہ خبر اوسکے کان تک پہونچی آدمی تھا ہوشیار نفس مطلب سمجھکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ظل اللہ قاضی کے انکار بیجا سے سارا مطلب فوت ہوئے جاتا ہے اگر اجازت ملے تو قاضی کیا بیچارہ اسا سے علما کو دلائل نقلی و عقلی و کتب معتبرہ سے قائل معقول کرکے ثابت کردیا جائے کہ درحالت موجودگی پدر بیٹے کو استحقاق بون حاصل ہے۔ یہہ سنکر بادشاہ نے اجازت دی شیخ عبد الوہاب نے قاضی القضات کو معہ علما و فضلائے عصر بلوا کر مجلس عقد العلما مین یہہ مسئلہ پیش کیا کہ بادشاہ وقت بسبب کبیر سنی کاروبار سلطنت سے مجبور محض ہوگیا وارث سلطنت کو باوجود علم و فضل لیاقت جہانبانی حاصل ہے مین نہین سمجھ سکتا علمائے کس دلیل سے بادشاہ جدید کو استحقاق سکہ اور خطبہ سے محروم رکھا یہہ سنکر روایات معتبرہ سے ثابت کردیا اور سارے علما سے کان پکڑ اکر مہرین کرادین۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور قاضی القضات کا عہدہ ملا شیخ عبد الوہاب کو سپرد ہوکر خطبہ پڑھنے کی اجازت دیگئی۔ روپے اور اشرفی پر یہہ سکہ مضروب ہوا سکہ زد در جہان چو بدر منیر۔ شاہ اورنگزیب عالمگیر اسکے بعد صاحب سجادہ سید جعفر ابن سید جلال بخاری کو ایک خلعت بھیجا گیا

اسی سال مکرمت خان کو عہدۂ دیوانی صوبہ عطا ہوا جمت خانکی کچھ بھی کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ معزول ہوکر کہاں گیا یا بحالت دیوانی حق نمک سے ادا ہوکر گوشۂ لحد میں سو رہا۔ کیا ہوا اس سے زیادہ کوئی بات نہ معلوم ہوئی۔

ہندوستان کے تمام صوبجات میں کھانے پینے کی تمام چیزوں سے صیغۂ راہداری ہر جگہ لیا جاتا تھا چنانچہ ایک سال کی آمدنی کا روپیہ اقل قلیل پچیس لاکھ وصول ہوکر خزانہ میں داخل ہوتا یہہ صیغہ اکثر زمیندار اور جاگیرداروں کے تعلقات میں وصول کیا جاتا مگر وقت حساب تنخواہ میں مجرا لیا جاتا تھا ہمنے دیکھا کہ اکثر باتیں رعایا کو مرفوع القلم کردی گئی ہیں از انجملہ یہہ صیغہ بھی محض بنظر بہبودی خلق اللہ معاف فرماکر کل محروسہ کے صوبجات میں منصدیوں اور کارپردازوں کے نام فرمان گرز بردار واحدی اور چوبداروں کے ساتھہ بھیجے گئے اور تاکید دیگئی کہ آیندہ یہہ صیغہ کسی جگہ نہ تو خالصہ شریفہ میں اور نہ جاگیرداروں کے علاقوں میں وصول کیا جائے۔

کل ممالک محروسہ میں محتسب کا مقرر کرنا

ہماری نیت حق طریقت و ہمت والا نہمت ہمیشہ سے اس امر کی مصروف رہی کہ ہمارے تمام ممالک محروسہ کی رہنے والی رعایا و برایا جو امانت خداوندی سمجھی جاتی ہے ہر طرح کے برے کاموں سے محفوظ رکھی جائے تو موجب خوشنودی خداوند عالم و باعث رضامندی رسول مقبول صلعم متصور رہے ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان میں اکثر منشی چیزوں کا استعمال کرنا مروج ہوگیا ہے چنانچہ بعض شراب کے عادی ہیں اور بعض بنگ اور کانجہ چرس وغیرہ ہمیشہ پیا کرتے ہیں اور جبتک یہہ باتیں کسی عالم و فاضل جید کی تہدید سے ڈرا دہمکا کر بند نہ کردیجائیں خالی خولی حکم احکام سے فائدہ متصور نہیں ہوتا بنا بران دار الخلافہ کے زمرۂ علمائے عصر سے ملا عوض وجیہہ منتخب کیا گیا۔ چونکہ یہہ شخص ملک تورانیں سر آمد علمائے زمان کی ڈگری حاصل کرچکا تھا محتسبی کا عہدہ سپرد کرکے احدی منصبداروں کا بڑا گروہ تعینات کیا گیا کہ دار الخلافہ کے ہر گلی کوچہ میں گشت لگاکر امر معروف و نہی منکر کے تمام مراتب کا احتیاط رکھا جائے احدی و منصبدار اسلئے تعینات کئے گئے ہیں کہ بعض موقعہ پر کہ وہ گمراہان محتسب سے لڑنے مرنے پر طیار ہوجاتا ہے اوسکی روک تھام کیلئے ہر وقت محتسب کے ساتھہ حاضر رہے چونکہ اکثر شرابی اور قمار باز و زانیوں کا گروہ ناصح اور منع کرنیوالے کو دشمن سے بدتر سمجھکر بے ادبانہ پیش آتا ہے اور جبتک حکومت کا دباؤ نہ ڈالا جائے افعال شنیعہ کے دروازوں کا بند کرنا ممکن نہوگا بنا بران عام حکم دیا جاتا ہے کہ ہمارے ممالک محروسہ کے تمام صوبجات میں گاؤں گاؤں اور قصبے قصبوں میں محتسب معین کرکے ابواب منہیات اس طریقہ سے بند کردئے جائیں کہ زمرۂ جہلا و نادانوں کو سمجھا بجھا کر خوف خدا و نارضامندی رسول اللہ صلعم سے کسیقدر ڈرا دہمکا کر گمراہی کے خارستان سے نکالکر ہدایت و رہنمائی کے صاف اور سیدھی سڑک پر رسان رسان چڑھا دئے جائیں تا منزل مقصود تک پہونچ جانیکو کسی قسم کا ہرجہ و مانع نہو۔ غرض عرصۂ قلیل میں خوش نیت و خیر خواہ بادشاہ کی توجہ ظاہری و باطنی سے سارے ہندوستان میں سے مراسم شرک و بدعت کانٹے کیطرح نکالکر پھینک دی گئیں نظر اوٹھا کر جدہر دیکھو اسلامی باغستان میں آثار شریعت غرا و علامات ملت بیضا کے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے درخت دکھائی دینے لگے۔ اور کل ممالک محروسہ کے ناظم صوبہ کے نام فرمان روانہ ہوئے از انجملہ گجرات والے فرمان کی نقل بجنسہ تحریر ہے

نقل فرمان بنام عاملان و حاکمان صوبہ گجرات

منصدیان محکمہ دیوانی و فوجداری و کارپردازان امرائے عظام و منصبدار و جاگیرداران ذی احتشام و عاملان محالات خالصہ شریفہ خصوصاً

وباشندگان شہر و قصبات و قریات عموماً عنایات شاہنشاہی سے سرفراز ہو کر دریافت کریں کہ ہماری نیت حق طویت و تہمت صافی فطرت ہمیشہ سے اس بات کی مصروف رہی کہ ہمارے زمانہ سلطنت میں تمام ممالک محروسہ و مقبوضہ میں احکام شریعت غرا و آثار ملت بیضا جاری کیے جائیں اوسکی پیروی کرنیوالوں کا دین و دنیا میں نفع حاصل ہونیکی امید دلائی جاتی ہے۔ چونکہ اشیائے ممنوعہ مثلاً شراب تاڑی بھنگ گانجہ چرس وغیرہ وغیرہ کے استعمال کرنے سے جو نقصان متصور ہیں تو لامحالہ ترک کرنے سے فائدے بھی ویسے ہی مانے جاتے ہیں مثلاً چیزوں کے استعمال سے ظاہراً عقل زائل ہو جاتی ہے ویسے ہی قمار اور زناکاری لونڈے بازی وغیرہ سے دولت اور جاگیر سب پر پانی پھر جاتا ہے اس سے بڑھکر اور نقصان کیا ہوگا کہ مال و دولت کے ساتھ عزت تک جاتی رہے اور مواخذہ اخروی ہنوز بھگتنا باقی رہا بادشاہ خیرخواہ کو رعایا کے نقصان کا تحفظ کرنا لازم ہے بنابران ہمنے تمہارے مال اور جانوں کا تحفظ تعداد کثیر لشکر پر موقوف تھا اب ہی یہہ بات کہ تم دیدہ و دانستہ از راہ نادانی نامشروع چیزوں کے استعمال کرنے سے مال و عزت دونوں کو برباد کرو اسلئے تمہاری نگرانی کیلئے ہر جگہ محتسب معین کر دیے تا ہر ایک بات کی بھلائی برائی سے تمکو آگاہ کرکے باز رکھیں علاوہ ان برائیوں کے دو تین اور بھی زبون زمانی جاتی ہیں ایک یہہ کہ کسی کا غلام یا لونڈی از خود بھاگی ہو خواہ کوئی فریبی سمجھا بجھا کر لیگیا ہو تو عاملان سرکار اپنے طور پر دریافت کرکے گرفتار کریں اور مالک مستحق کو سپرد کریں کسی قسم کا حق الاعانت یا حق السعی وصول نہ لیا جائے دوسرا یہہ کہ کسی قرضخواہ کے پیسے مقروض سے دلوانیکی حق السعی نہ طلب کریں [illegible] لازم ہے کہ احکام ہذا کی اشاعت ہر بستی میں خواہ ڈھونڈھی پٹا کر یا کسی اور ذریعہ سے کر دیجائے تا کوئی متنفس کو آیندہ عجت باقی نہ رہے اور خلاف حکم تعمیل کرنیوالا مجرم سمجھا جائیگا اور جو سزا تجویز ہوگی وہ اوسکے بھگتنے کا مستحق قرار دیا جائیگا۔ فرمان ختم ہوا۔

ابتدائے تخت نشینی سے اسوقت تک دو برس کا زمانہ گذرا۔ سلطنت کی اندرونی لڑائی جھگڑوں سے ملک بھر میں بدنظمی پھیل کر ہر طرف فساد برپا ہو گیا تھا اوسکے نتیجے سلطنت کو تو بہگت نے پڑے مگر رعایا کو زیادہ تر برباد کر دیا ہندوستان کے بعض بعض مقامات میں فساد اوٹھا ہی تھا مگر گجرات کے اکثر مفصلات میں باغی اور سرکشوں کی ایسی بن پڑی تھی کہ جانی اور مالی نقصانات کے علاوہ کھیتیوں تک کا کچا پکا مال لوٹ لوٹ کر لیگئے تھے دارا شکوہ کے متواتر حملوں سے سلطنت کو خود اپنی حفاظت دشوار ہو پڑی تھی رعایا کی جان و مال کیطرف ہونے سے بھی کسی نے نہ دیکھا۔ کھیتوں کے تباہ ہونیکا نتیجہ یہہ نکلا کہ ملک بھر میں غلہ گران بکنے لگا خصوصاً اضلاع گجرات میں سب سے زیادہ تنگی پیدا ہو گئی سچ پوچھیے تو بادشاہ رحم دل اور رعیت پرور تھا اگلے زمانہ کا سرکاری محصول جو غلہ وغیرہ سے لیا جاتا سارے ہندوستان کا حسبۃً للہ معاف کر دیا۔ عرصہ قلیل میں غلہ کا نرخ بحالت اصلی عود کر آیا۔

سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں سیادت پناہ رضوی خان بخاری نے دنیاوی جھگڑوں سے الگ ہو کر گوشہ نشینی کا ارادہ ظاہر کیا بادشاہ نے بنظر شرفا پروری بارہ ہزار روپیہ کا سالیانہ مقرر فرمایا تا بفراغ خاطر عبادت معبود حقیقی کرتے رہیں۔ راجہ جسونت کا خطاب مہاراجہ کی کسی حرکت ناشایستہ سے مسلوب ہو گیا تھا فی زماننا محض بہ نظر قدامت مہربانی فرما کر اوسی خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سید جعفر ابن سید جلال بخاری صاحب سجادہ حضرت شاہیہ قدس سرہٗ حسب دستور قدیم جلوس کی مبارکباد دینے کو احمد آباد سے تشریف لیگئے آپکے ساتھ آپکے چچا سید حسن اور صاحبزادے سید محمد سفر میں شریک تھے بارگاہ میں حاضر ہوتے برابر ہر ایک کو خلعت سے مخلع کیا چند روز تک دار الخلافہ میں قیام رہا وقت رخصت صاحب سجادہ کو مبلغ دس ہزار روپے نقد اور ایک ہاتھی معہ خلعت انعام مرحمت ہوا اور سید محمد کو ایکہزار روپیہ نقد ایک ہتھنی اور خلعت اور سید حسن کو بھی ایک فیل مادہ معہ خلعت مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ سید صالح محمد بخاری صاحب سجادہ حضرت

قطب العالم قدس سرہ بھی تشریف لیگئے تھے وقت رخصت دو سو اشرفی نقد اور ایک حقہ مع خلعت مرحمت ہوا ۱۱۷۲ ہجری مین سورت کے وقایع نگار سے حضور مین ظاہر کیا گیا کہ حسن پاشا حاکم بصرہ برسون سے سلطنت کا اخلاص مند خیر خواہ شمار کیا جاتا ہے خبر جلوس مبارک سنکر از حد مسرور ہوا مبارکبادی کا عریضہ مع چند عربی گھوڑون کے قاسم آقا ملازم لیکر وارد سورت ہوا مصطفے خان مقصدی سورت کے نام فرمان صادر ہوا کہ مبلغ چار ہزار روپیہ خزانۂ سورت سے قاسم آقا کو دیکر حضور مین بھیجدیا جائے۔ ماہ شوال مین قطب الدین خان خویشگی فوجدار سورٹھ کو خلعت فاخرہ اور ایک گھوڑا مع سامان طلائی مرحمت ہوا اسی سال مستی تماچی زمیندار کچھ کیواسطے خلعت بھیجا گیا زمرہ امرائے تعینیان گجرات مین سے مستی سردار خان حضور مین طلب ہوا آدمی تھا ہوشیار اور جہاندیدہ گجرات کی عمدہ عمدہ پیداوار چیزین بطریق تحفہ ہمراہ لیگیا از انجملہ ایک ہاتھی نہایت قد آور اور کئی شکاری چیتے خوبصورت خوبصورت چھانٹ چھانٹ کر رکھ لئے تھے بادشاہ نے پسند فرماکر اوسکے صلہ مین بھڑاپچ کی فوجداری مرحمت فرمائی دار الخلافہ سے امیر الامرا دکن مین مہم شیواجی پر مامور کیا گیا تھا اوسی عرصہ مین مہاراجہ جسونت کو حکم دیا گیا کہ اپنے طابع کی ساری فوج لیکر امیر الامرا کی کمک کو دکن چلے جاؤ۔ ادہر قطب الدین خان خویشگی کو فرمان سے حکم دیا گیا کہ جبتک ناظم صوبہ جدید تعین کیا جائے گجرات کی امورات نظامت کے ذمہ دار سمجھے جاؤ گے ایسا نہو کہ تمھاری کارروائی کو بٹہ لگ جائے قطب الدین خان عشرہ محرم کے روز وارد احمد آباد ہوا۔ اسی سال مصطفے خان مقصدی سورت کا پیشکش گیارہ گھوڑے اور پانچ نفر غلام گرجی حضور مین پہونچا۔

صوبہ داری مہابت خان و دیوانی مکرمت خان اور حاجی شفیع

سولہ شوال ۱۱۷۲ ہجری کے روز مہابت خان کو گجرات کی صوبہ داری تفویض ہوئی وقت رخصت خلعت خاصہ پہنایا گیا سواری کو ایک عراقی گھوڑا اسپہی سامان کا اور ایک ہاتھی روپہلی سامان کا اور زربفتی جھول والا مرحمت فرمایا منصب مین دو ہزار کا اضافہ ہوکر چھ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا مقرر کیا سوار و بنین دو اسپہ سہ اسپہ لئے تین ہزار گھوڑے تھے۔ ناظم صاحب سترہ ربیع الاول ۱۱۷۳ یکشنبہ کے روز تشریف لائے (خیال کیجئے دہلی سے ناظم جدید کو آتے آتے پانچ مہینے گذر گئے اس عرصہ مین کچھ تو انتظام مین رد و بدل یا تغیر و تبدل واقع ہوا ہوگا) ناظم سابق مہاراجہ جسونت سنگھ دکن جا چکا تھا خانصاحب اپنے ڈھب کا انتظام کرنے مین مصروف ہوئے۔

شیر سنگھ اگرچہ ایڈر کا فوجدار تھا مگر یہہ سرزمین سرکشون کا مخزن اور نافرمانون کا معدن شمار کیا جاتا تھا حالانکہ نام تھا شیر خان مگر انکی گیدڑ بھبکیون سے کام نہ نکلا سردار خان کو بھڑاپچ کی فوجداری دیگئی تھی مگر اتنک گجرات کی تعینیاتیون مین شریک ہونیکی ہوس باقی تھی شیر سنگھ نے اوسکی ہوس پوری کی۔ آخر تھا کارگذار حکم پاتے ہی بھڑاپچ سے ایکدم ایڈر آپہونچا۔ حکم مین صاف لکھا تھا کہ سرکشان ایڈر کی ایسی گوشمالی کیجائے کہ بار دگر کسی اور کو ہوس نافرمانی باقی نہ رہے۔

قطب الدین خان فوجدار جوناگڈہ کی کارروائی سے تسخیر ہونا نوانگر کا اور شاہی حکم سے اسلام آباد نام رکھنا

زمیندار نوانگر تھی نیک ذات خود نیک نیت اور فرمان بردار تھا۔ نافرمانی جانتا ہی نہ تھا کیا چیز ہے بارگاہ شاہنشاہی سے جو احکامات صادر ہوتے

اونکی تعمیل دل و جان سے بجا لاتا اور زمیندار پیشکش معینہ پر بھی دینے مین مسامحت کرتے یہہ بیچارا ہر سال طالب حضور مین بھیجدیا کرتا۔ اسی سال اسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوگیا بجالت مجبوری نواگر سے اوٹھکر عدم نگر مین چلا گیا سلطنت سے اوسکا بیٹا شترسال قایم مقام کیا گیا ملک مین اپنی قوم کا سردار اور کچھ کار آمد شعور ہوا۔ رئیل کا بھائی رائے سنگھ نہایت شریر النفس اور فسادی آدمی تھا شترسال کی حکومت اور سرداری سے نہایت برافروختہ ہوا۔ اگرچہ شترسال کوئی غیر نہ تھا۔ رائے سنگھ کا بھتیجا تھا مگر اوسکی خباثت نفسی نے شترسال کی تابعداری سے الگ ہونے پر مجبور کیا وہ ہمیشہ اسی فکر مین لگا رہا کہ جب قابو ملے شترسال کو نو دسال بناکر آپ مالک و مختار بن بیٹھے رائے سنگھ نے ہر چند شترسال کا عدم وجود برابر کرنیکی کوشش کرتا رہا مگر ہر وقت ناکامی ہوتی رہی آخر کار تھک کر لوگون کو شترسال سے بدگمان کرنیکی پیروی مین مصروف ہوا۔ عام راجپوت قوم کے دلمین یہہ بات پیدا کردی کہ شترسال کسقدر مغرور بن گیا ہے کہ قوم کی کچھ وقعت نہین سمجھتا۔ آخرکار عام راجپوت شترسال سے بدگمان ہونے لگے اور ساید ہر شترسال کے ملازم سپاہی شاگرد پیشے ہر ایک کو ورغلا ورغلا کر بعض کو طمع مال بعض کو طمع جاگیر مطیع فرمان بنالیا غرض شترسال سے تمام لشکر منحرف ہوگیا اور رائے سنگھ کے پاس قریب پانچ چھہ ہزار سوار و پیادون کی جمعیت موجود ہوگئی ایک روز غلبہ کرکے سب سے پہلے سرسال کا دارالمہام مسمی گوردھن راٹھور کو جو اوسکی والدہ کا باپ تھا قتل کیا اور شترسال کو نو سہ چند زنقا اور خواص کے مقید کردیا پھر کیا تھا کچھ کا مالک تھا بن گیا ولایت کچھ کے چھوٹے چھوٹے زمیندار بھی رائے سنگھ کے ساتھ شریک ہوگئے قطب الدین خان سورٹھ کا فوجدار دورہ پر گیا ہوا تھا قریب جوار مین مقیم تھا مخبرون سے خبر دریافت ہوئی کہ باجی پسر رائے سنگھ و جابر اور رائے سنگھ دونون چچا بھتیجے تین ہزار سوار و پیادون کی جمعیت سے ضلع حالاڑ مین فساد کر رہے ہین رعایا کے جان و مال معرض خطر مین پڑے ہوئے ہین۔ خانصاحب یہہ خبر سنکر از حد برافروختہ ہوئے اور دو ہزار سوار منتخب کرکے اپنے لڑکے محمد خان کو روانہ کیا۔ ایسے ڈاکو اور باغیون کے مخبر ہر جگہ لگے ہوئے رہتے ہین بادشاہی لشکر کی خبر سنکر حالاڑ سے بھاگ حدود کچھ مین داخل ہوئے تھے کہ پیچھے سے محمد خان نے ٹوکا۔ فریقین مین سخت لڑائی پڑی اہل اسلام سے راجپوت ایک حصہ زیادہ تھے تاہم بہادرون کی شمشیر زنی کا مقابلہ نکر سکے نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک سو سات کافر خاک و خون مین لتھڑے ہوئے دکھائی دئے اور شاید زخمداری سے کوئی نہ بچا ہوگا ساتھ والون کو خونمین غلطان دیکھکر سر پہ پاؤن رکھ رکھ کر بھاگے اگرچہ اسلامی لشکر کے چند بہادرون نے جام شہادت نوش فرمایا تاہم ہزیمت باغیون کی مددگار اور فتح و نصرت اسلام کے خدمتگار تھے جب باغی بھاگ گئے جام نگر اسلامی پھریرا اوڑنے لگا قطب الدین خان کو جب انتظام سے اطمینان ہوا پلٹ کر جوناگڈھ چلا گیا اور حضور مین فتح نامہ بھجوادیا بادشاہ نے قطب الدین کی نہایت تحسین و آفرین فرمائی و جام نگر کا نام اسلام نگر رکھا گیا۔ گجرات کا عہدہ صدارت میر بزرگ کو تفویض ہوا۔ اسوقت وزارت اعظم کا قلمدان کسی کے سپرد نہوا تھا بادشاہ نے دوسرے ماہ صفر ۱۰۷۲ھ کو یہہ قلمدان جعفر خان کو سپرد فرمایا۔

دارا شکوہ نامی مدعی کا پیدا ہونا اور انجام کار سزا کو پہونچنا

وقایع نگار احمد آباد نے حضور مین کیفیت گذارش کی کہ فی زمانہ اضلاع بیرم گام و پوال مین قوم بلوچ سے کسی باغی نے خروج کرکے آپکو دارا شکوہ ظاہر کیا تھا اوباشون کا اچھا خاصہ گروہ اوسکا شریک ہوگیا ایکطرف وہ اور دوسری طرف کولیون نے موقع پاکر ہر جگہ لوٹ مچا رکھی تھی ناظم صوبہ مہابتخان سنتے ہی دوڑ آگیا مفسدون کو بادشاہی لشکر سے مقابلہ کرنیکی جرأت نہوئی اونکا کام لڑائی بھڑائی تو تھا ہی نہین بستی کو لوٹکر جنگل مین بھاگ جانے کے سوا اور کرتے ہی کیا تھے برش تلوار کے سامنے نہ ٹھہر سکے جو منہ چڑھا وہ دو ہوکے رہ گیا باقی جمعیت منتشر ہوگئی دعوی دار

در اشکوہ کی ایسی روئی دھنکی گئی کہ گجرات کی حد مین نہ ٹھہر سکا ناظم صوبہ نے بنظر حفاظت ملک و حدود تھانے ایک بنا کلم جنہ کھمبایت کی حد مین اور دوسرا بیلیار پٹلاد کی حد مین قایم کرکے سید محمود خان کو تھانہ دار مقرر کیا۔ اس عرصہ مین شاہی فرمان صادر ہوا لکھا تھا کہ مسمی دودھا کولی ساکن چوال کی تنبیہ کرکے شیر خان بابی کو بجمعیت پانسو سوار تعین کیا نہایت عمدہ کارروائی ہوگئی مگر دو سو سوار اضافہ بطور کمک اور تعین کر دیئے جائین۔

لوٹنا شیواجی کا بندر سورت کو اور پہونچنا ناظم صوبہ کا

سیواجی مرہٹہ نے دکن مین ہر جگہ فساد کر رکھا تھا جب دکن سے پیٹ بھری ہوئی گجرات کا رخ کیا و بطریق ایلغار دوڑتا ہوا سورت آیا اوس زمانہ مین سورت کا شہر پناہ تعمیر نہوا تھا سیواجی بلا روک ٹوک شہر مین گھسا گجرات کے اور بندر گاہون مین سورت معتبر مانا جاتا تھا اکثر بڑے بڑے تجار اسی جگہ رہتے تھے سیواجی نے سبکی خبر لی نہ سوداگر بچا نہ مہاجن باقی رہا اور نہ وطن دار کو چھوڑا اس سرے سے اوس سرے تک لوٹتا ہوا مفصلات مین پہونچا سورت کے اردگرد والے قصبے کیا قریے سیواجی کے دست تظلم سے نہ بچے سچ پوچھو تو سورت کی صورت بگاڑ دی۔ مہابت خان ناظم صوبہ فوجکشی کرکے باہر نکلا صوبہ کے متعلق جسقدر فوجدار تھے اپنی ماتحتی زمیندارون کی جمعیت سے آکر شریک ہوئے۔ فوجدار دہولقہ کے ساتھ مانند کاگر اسیہ جگبل دو سوار لیکر حاضر ہوا۔ سید حسن خان کے ساتھ شادی مل زمیندار ایڈر کے دو سو سوار۔ محمد عابد کے ہمراہ دو سو سوار تھے۔ پرگنہ کڑیکا زمیندار اور ڈوبکر پور کا راجہ ایک ایک ہزار سوار سے۔ جھالا واڑ و بڈوان وغیرہ کا زمیندار بیل سنگھ پانسو سوار سے مانڈوہ کا زمیندار رائے کلیان دو سو سوار سے پرگنہ احمد نگر کے ایلول کا زمیندار پانسو سوار۔ زمیندار بیلیار تین سو سوار غرض مہابت خان ان سبکو سمیٹ کر سورت کے اطراف و جوانب تین مہینے تک گشت لگاتا رہا مگر بار دگر شیواجی کا کہین پتا نہ لگا۔ لوٹتے وقت سورت کے زمیندارون سے تین لاکھ روپے بطریق پیشکش وصول کئے اوسی زمانہ مین غیاث الدین خان متصدی سورت نے قلعہ کی تعمیر شروع کی قطب الدین خان فوجدار جوناگڈھ مہاراجہ جسونت سنگھ کی کمک کو دکن بھیجا گیا اور جوناگڈھ کی فوجداری سردار خان کو تفویض ہوئی اوسی زمانہ مین سورت کے وطن دارون نے اکثر حاضر ہوکر حاکمونکی بیدادی اور عاملونکی کم توجہی و بے پروائی ثابت کردی فوراً حکم ہوا فرمان والاشان سے ناظم صوبہ کو ہدایت کردیجائے کہ رعایائے جوناگڈھ خصوصاً و سکنائے ملک سورٹھ عموماً سایۂ عاطفت معدلت پایہ مین خوشوقتی کے ساتھ اوقات بسری کرتے رہین۔

فرمان والاشان

شجاعت و نصرت دستگاہ خانہ زاد لایق الاحسان سردار خان بادشاہی مہربانیون کے امیدوار ہوکر دریافت کرین کہ ابتدائے سلطنت سے ہماری توجہ خاطر حق شناس و ہمت معدلت اساس اس امر پر مصروف رہی کہ رعایائے کل ممالک محروسہ کیا ادنے کیا اعلی زمانہ سلطنت مین کسی قسم کی تکلیف نہ اوٹھائین امان مین اوقات بسری کرکے شب و روز دعائے دولت روز افزون کرتے رہین کیا تم نہین جانتے ہم بنفس نفیس

[illegible]

باوجود اشتغال مہام امورات سلطنت کوئی لمحہ خبرگیری حال رعایا سے غافل نہین ظلم و بدعت کی بیخ کنی اور عدل و انصاف کی سایہ گستری ہمیشہ ملحوظ رہتی ہے۔ بسا اوقات ظالمون کو جور و بدعت کی سزائین اور مظلومون کو خاطر شکنی کی جزائین دیجاتی ہین لہذا تمکو ہدایت کیجاتی ہے کہ سنت سنیہ والا کی پیروی ملحوظ رکھکر رعایا کی نگرانی کرنیمین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے خصوصًا رعایائے سورٹھ کی تالیف قلوب کی بڑی ضرورت ہے رعایا پروری مین نفس الامر بھی مانا گیا ہے کہ کوئی زبردست کے ظلمی ہاتھون سے ضعیف و ناتوان نہ ستایا جائے بر تقدیر کسی مستغیث کا مقدمہ از روی دعوہ خواہ فریاد ظلم کا استغاثہ عدالت عالیہ مین دائیر کیا جائے تو باتفاق قاضی و مفتی و میر عدل تحقیقات ہوکر حسب قانون شرع شریف فیصلہ کردیا جائے اور جو مقدمہ دفتر دیوانی سے متعلق یا قواعد ملکی کے مطابق ہو تو حسب ضابطہ قانون مستمرہ حکم کردیا جائے تا خلق اللہ کو انصاف پانے مین دقت نہ واقع ہوا کرے ہم دیکھتے ہین کہ اکثر حاکمونکی کم توجہی لوگون کو بارگاہ خلافت تک حاضر ہونے پر مجبور کرتی ہے یہ باتین بالکل مسدود کردیجائین مستغیث کو موقعہ اردات پر بھی تحقیقات ہوکر انصاف کیون نہ دیا جائے آخر حکام و عامل قاضی مفتی وغیرہ وغیرہ کس غرض سے مقرر کیے گئے ہین یہ نہین کہ حکومت کی مرید اریون مین غریب رعایا کی نگرانی کسکی بلا کو پڑی ہے جو کرے ہے لہذا تاکیدًا ہدایت کیجاتی ہے کہ آیندہ رعایا سے کسی متنفس کو بارگاہ خلافت تک آنیکی زحمت نہ دیجائے محررہ چوتھی جمادی الاول سنہ جلوس مبارک۔

شاہزادہ محمد مراد بخش کے زمانہ مین دیوان صوبہ دیانت خانکی ناجائز و ناروا کارروائیون سے اکثر رسوم بدعات جاری ہوگئی تھین اونکو مٹانیکی کوشش کرتے ہین دیوان صوبہ کرمت خانکے نام فرمان صادر ہوا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ کل ممالک محروسہ کے صوبجات مین مدرس مقرر کیے جائین طالب علمونکو میزان سے لیکر کشاف تک تحصیل کرادیجائے اور طالب علمونکی معیشت کا انتظام ہوکر سرکاری خزانہ سے حسب رائے صدر صوبہ و تصدیق مہر مدرس ملا کرے چنانچہ تین مدرس ایک احمد آباد سے دوسرا سورت تیسرا ٹین مین معین کیے گئے درس جاری ہوتے ہی بیتیا بیس طالب علم صوبہ احمد آباد مین اور رکھے گئے۔

مقرر کرنا محصول چنگی کا بحساب چالیس پر ایک اور چالیس پر دو کا

چوتھی شوال سنہ ہجری کے روز حکم صادر ہوا کہ کل ممالک محروسہ مین کسی جگہ کچھ زیادہ کہین کم محصول چنگی لیا جاتا ہے اور کم و بیش تحصیل ہوکر سرکار مین جمع ہوا کرتا ہے یہ امر ہماری ناپسند خاطر واقع ہوا چونکہ ایسے رواج مختلف ایک ہی سلطنت کی انصاف پروری کو زیبا نہین۔ اور ہماری تمام توجہ ظاہری و باطنی خلق اللہ کی بہبودی پر منحصر ہے۔ ازان قبیل رعایت دین متین و اہل اسلام کی بالتخصیص مانی جاتی ہے لہذا حکم فرمایا جاتا ہے کہ ناظم صوبہ حدود متعلقہ کے ہر شہر و قصبے مین چنگی کا محصول اہل اسلام سے حسب قانون شرع شریف چالیسوان حصہ وصول کیا جائے اور اہل ہنود سے اوسکا دوگنا بشرطیکہ وہ مال ساٹھ یا دون روپے کی قیمت کا ہوگا اس سے وصول لیا جاویگا۔ غرہ شوال سنہ جلوس سے حسب الحکم تعمیل ہوتی رہے اور جو سوداگر یا بیوپاری کسی شہر یا قصبے سے مال تجارت لیے ہوئے دوسری جگہ جاتا ہو اوس سے محصول راہداری نہ لیا جائیگا۔ بروہ فروشی اور گاؤ فروشی کا محصول اور گھانس پھوس وغیرہ کا معاف کردیا گیا ہے یہ بھی نہ لیا جائے۔ اکثر منصبدار خواہ فوجی سپاہی بال بچون سمیت ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے ہین اونکی زنانہ سواریکی ڈولی یا گاڑیکی تلاشی نہ لیجائے بلکہ اونٹ گھوڑا وغیرہ تک بہ توہم مال اٹکا کر نہ دیکھا جائے اس حکم کی ایک یادداشت دیوان صوبہ کرمت خانکے نام صادر ہوی اور دوسرا فرمان ممنوعات کے بند کرنیکا حضور سے بھیجا گیا۔

بائیس جمادی الاول سنہ جلوس مبارک کو حکم ہوا کہ متصدیان حال و استقبال متعلقہ صوبہ احمد آباد دریافت کرین کہ فی زمانہ سنا جاتا ہے

کہ صوبہ احمد آباد کے حکام اور قانون گو و دیسائی وغیرہ کے گماشتے اور چبوترے کے پیادون نے خوف سلطانی کو بالائے طاق نسیاً منسیاً رکھکر ایسی لوٹ مچا رکھی ہے کہ رعایائے شہر اور ساکنان بیر و نجات سے ناجائز و ناروا اوڑا دہمکا کر روپیہ وصول لیا جاتا ہے یہی باتین غفلت حکام سے پیدا ہو کر ملک کو برباد کرنیوالی ہو پڑتی ہین اور یہہ دیکھو کہ تمہاری غفلت سے قبل از تخت نشینی بعض محالون کے تنخانے منہدم کرادئے گئے تھے وہی تنخانے از سر نو تعمیر ہو کر پرستش ہونے لگی اگر فی نفس الامر یہہ باتین سچی ہون تو حکم فرمایا جاتا ہے کہ حاکمون کے ملازم اور دیسائیون کے کارپرداز اور قانونگو کے گماشتے اور چبوترے کے پیادے کوئی صیغہ ناجائز وصول لینے کی مبادرت نکرین اور مرمت شدہ تنخانے مسمار کردئے جائین اور احمد آباد کے رہنے والے عام رعایا کیا تجار کیا سپاہی وغیرہ خلاف شرع شریف مرتکب نہون تاکید اکید تصور کرین ۔

شرح ضمن فرمان والاشان

اوّل ۔ خاص شہر احمد آباد اور اوسکے متعلق پوری اور قصبون مین بابت فروعی منع کیا گیا ۔

دوسرا ۔ شہر والون کے مکان سکونتی کو کسی قسم کے درخت سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو بدون اجازت سرکار مالک کو درخت کاٹنے کا مجاز حاصل نہین ۔ تا وقتیکہ سرکاری کارپرداز کوئی رقم اوس سے وصول نہین لیتے اجازت نہین دیجاتی ۔

تیسرا ۔ ارباب محکمہ تحصیلداری اور خود حکام وقت و ہر شئے کی خوش خریدی نہین کرتے بلکہ حکومت کا دباؤ ڈالکر بطریقہ ناجائز خرید و فروخت کیا کرتے ہین ۔

چوتھا ۔ متصدیان ہر محل اصل حرفہ و کسب سے صیغہ متحرفہ وصول لیا کرتے ہین ۔

پانچوان ۔ یہہ کہ کوئی شخص اصل حرفہ سے کسی قسم کا کسب و ہنر مثلاً بافندگی و زردوزی و چکندوزی یا شال بافی وغیرہ سیکھکر کام کرنیکی قابلیت پیدا کر لیتا ہے تو اُس سے صیغہ ہنر آموزی کی ایک رقم وصول لیجاتی ہے ۔

چھٹا ۔ تمام صوبہ کے متعلق خواہ شہر یا قصبے مین کوئی بھی اپنا مکان سکونتی فروخت کرتا ہے تو اوس سے فیصدی ڈھائی روپے قانون گو اور پیادے وصول لیا کرتے ہین ۔

ساتوان ۔ نداف یا تیلی وغیرہ گرفتار افلاس ہو کر مرکز اصلی کو خیرباد کہکے کسی اور قصبے یا موضع مین بود و باش کرنا چاہے تو وہان کے عامل یا کارپرداز دیڑھ روپیہ جبتک وصول نہین لیتے رہنے کی اجازت نہین دیجاتی ۔

آٹھوان ۔ احمد آباد کے ہر چکلے کے متعلق چبوترہ مین پیادی و قانون گو اور دیسائی وغیرہ فروعی کی رضمائی کرتے رہین بلکہ فروعی کرنے مین خود شریک ہین ۔

نوان ۔ اطراف شہر کے پورے اور دیہات سے اکثر کسان وغیرہ باربرداری کی گاڑیان بضرورت شہر مین لایا کرتے ہین اور اپنے بیلون کو گھانس یا کڑب خوش خرید کرکے چراتے ہین تاہم متصدی فی جوڑ ایک ٹکہ بابت صیغہ گاو چرائی وصول لیا کرتے ہین ۔

دسوان ۔ گھانس یا کرب کی فی گاڑی سے ایک پولا اور پالیسر لکڑی لیجاتی ہے اور سرباری گٹھہ والے سے چار دام ۔

گیارہوان ۔ بیوپاریان ہنود ایام پچھین و اماوس و اکادسی وغیرہ مین دوکانین بند رکھتے ہین بازار بیع و شرا بالکل مسدود ہو جاتا ہے

لھذا اونکو تاکید کر دیجائے کہ ہمیشہ دوکانین کھلی رہین تا بازار خرید و فروخت مین ہرجہ واقع نہو۔

بارہوان ۔ خاص احمد آباد اور اکثر پرگنونمین اصل حرفہ بیگار مین گرفتار ہوا کرتے ہین اوس علت بیکاری سے باعث ضرر رسانی ہے۔

تیرہوان ۔ بوقت آمدنی غلہ اکثر پرگنونمین سیٹھ و دیسائی اور کارپرداز باہم شریک ہوکر آیا ہوا غلہ سارا کا سارا خرید کر لیتے ہین اور اوس غلہ مین جو جنس سڑی یا کارا رفتہ ہوتی ہے وہ جبراً بیوپاریون کو سنگین قیمت سے دیجاتی ہے۔

چودہوان ۔ احمد آباد مین ادھوبہ قوم پیشہ گاڑی بانی کرتی ہے اونکے پاس بیلونکی جوڑیان رہا کرتی ہین کوئی شخص بضرورت برہان پور وغیرہ بلاد سے بیل خرید کرکے بحیثیت ادائے محصول سرکار احمد آباد مین لایا جاتا ہے تو متصدیان شہر محصول سابقہ منظور نکرکے بارو گرد وصولیا کرتے ہین اور حالت عدم اظہار مجرم قرار دیکر جبرانہ لیا جاتا ہے۔

پندرہوان ۔ حکام و اصل و دل اپنے ذاتی یا سرکاری باغات کے میوے اور ترکاریان میوہ فروشون کو دس بیس کا نرخ معین کرکے فروخت کر دیتے ہین اور قیمت جبراً وصول لیجاتی ہے۔

سولھوان ۔ گائے اور بھینس کا محصول وقت خرید لیا جاتا ہے تاہم بوقت ذبیحت فی جانور ڈیڑھ روپیہ قصاب سے علیحدہ ستزاد کر دیا گیا ہے۔

سترہوان ۔ موضع سرس پور کے رہنے والے جنکا پیشہ گھی اور تیل کے کپے اوٹھانیکا ہمیشہ سے معین ہے اونسے تیس روپیہ سالیانہ وصول لیا جاتا ہے۔

اٹھارہوان ۔ زمانہ حکومت عبرتنجان سے صیغہ کچہری کو لیان جاری ہوگیا تھا وہ اتنک کنار دریائے سابرمتی کے باشندون سے دس روپیہ روپے سے پچاس روپیہ تک فوجدار و تلاٹی وصول لیا کرتے ہین۔

اونیسوان ۔ قصبہ احمد نگر مین جامع مسجد متصل دروازہ واقع ہے اور در حالت عدم موجودگی حاکم کولیون کو پیسے دیکر قصبے مین آباد کر دیے گئے تھے رفتہ رفتہ کولیون نے اسقدر غلبہ کر لیا ہے کہ عرصہ ایک سال سے مسلمانون کو مسجد مذکور مین نماز جمعہ ادا کرنے نہین دیتے لھذا انتظام کر دیا جائے کہ کوئی متنفس کولی وغیرہ مسلمانونکا حارج نہو اور نماز جمعہ جامع مسجد مین اطمینان سے ادا ہوتی رہے۔

بیسوان ۔ قبل از جلوس مبارک خاص احمد آباد اور اوسکے متعلق پرگنونمین بتخانے مسمار کر دیے گئے تھے بارو گرد پرستون نے مرمت کرکے بت پرستی شروع کر دی لھذا حسب تحریر مضمون متن تعمیل کر دیجائے۔

اکیسوان ۔ خاص احمد آباد اور اکثر پرگنونمین اھالیان ہنود حسب رسوم باطلہ ایام دیوالی مین چراغ روشن کرتے ہین اور ایام ہولی مین دیدہ و دانستہ سڑی بنکر باہم فحش بکنے لگتے ہین بلکہ ہر بازار اور چکلون کے نکڑ پر ہولی جلائی جاتی ہے ہولی مین جلانیکے لئے محلے کے گلی کوچونمین سے لکڑیان وغیرہ چورا چورا کر لیائے جاتے ہین لھذا رسوم باطلہ بالکل مسدود کر دیجائین تا آئندہ کوئی متنفس خلاف حکم تعمیل نکرے۔

بائیسوان ۔ اکثر مصور تصاویر ذی روح مثلاً گھوڑا ہاتھی اونٹ بیل وغیرہ مٹی کے بنا کر بازار عیدین یا اعراس و شب برات وغیرہ مین فروخت کیا کرتے ہین لھذا تاکید کر دیجائے کہ آئندہ کوئی کوئی متنفس تصاویر ذی روح مٹی وغیرہ کی نہ بناوے۔

تیئیسوان ۔ خاص احمد آباد اور اوسکے پورے اور پرگنون مین چانول کا اجارہ ہوا کرتا ہے اور بدون اجازت ٹھیکہ دار چانول کی خرید و فروخت نہین ہوتی اسی اجارہ نے گجرات بھر مین چانول مہنگا کر رکھا ہے۔

چوبیسوان ۔ خاص شہر اور پورون کے دربان باربرداری گاڑی یا بیل اور سر پر اوٹھا کر لانیوالے سے جبتک کوئی شئے نہین لیتے اندر گھسنے کی اجازت نہین دیجاتی۔

پچیسواں[۲۵] ۔ قطب الدین خانکی ظاہرات سے دریافت ہوا کہ کل گلاب کی خریدی مخصوص سرکاری متصدیان کیلیئے جائیز نہین رکھی گئی عوام کو بھی خرید کرنیکا مجاز حاصل ہے بنابران حکم صادر ہوا کہ علاوہ متصدیان شاہی کسی شخص کو گلاب کی خریدی کا مجاز حاصل نہین ۔ حسب التماس قطب الدین خان جو فرمان بھیجا گیا ہے اوسیکے مطابق تعمیل ہوتی رہے ۔

چھبیسواں[۲۶] ۔ قصبہ دہوقہ مین کسی مفلس نے اپنا گھر توڑکر مال بیچنا چاہا ایکروپیہ کی تین ہزار اینٹین بیچنے لگا ۔ کوتوال قصبہ نے فی ایکہزار ایک ٹکہ محصول کا وصول لینا شروع کیا ۔

ستائیسواں[۲۷] ۔ شب جمعہ اور شب ماہ بلکہ ہر ایام اعراس مین شہر کے مرد و زن بزرگون کے مزارون پر جمع ہوا کرتے ہین اگرچہ یہہ رسم بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہے مگر جب بنظر تعمق ملاحظہ کیجائے تو باعث فساد موجب خرابی و نفاق اصل اجماع متصور ہوتی ہے لھذا ایسی رسوم ناجائز کا ان رادادلی تازن و مرد بحیثیت مجموعی کسی جگہ فراہم نہون ۔

اٹھائیسواں[۲۸] ۔ کوئی شخص تقریب مولود یا ضیافت وغیرہ کے لئے گائے یا بھینس فروخت کرنا چاہے تو خریداری کا محصول کوتوالی چبوترہ مین لیا جاتا ہے چونکہ جائے فروخت وہی معین کردی گئی ہے ۔ سابقاً حسب الحکم شاہی یہہ بات قرار پائی تھی کہ مسلمان فروخت کرنیوالے سے فی چالیس روپے ایکروپیہ اور ہندو سے دو روپے محصول لیا جائے اور کوئی بابت مین مزاحمت نہو اور جس مالکی قیمت ساڑھے باون روپیہ سے کم ہو وہ غلہ محصولدھی سے بری الذمہ رکھا گیا ہے اور ساڑھے باون روپے سے زیادہ قیمت ہو تو حسب ضابطہ شرع قانون ایضاً وصول لیا جائے

اونتیسواں[۲۹] ۔ رعایائے غریب ہر قسم کے جانور چارپائے شہر اور اطراف پورونمین لالاکر فروخت کیا کرتے ہین باین حیثیت دو مرتبہ محصول لیا جاتا ہے ایک بصیغہ آمدنی اور دوسرا وقت فروخت اور اگر بدنصیبی سے فروخت نہوا تو وقت مراجعت متصدیان سرکار کچھ نہ کچھ لے ہی لیتے ہین تب کہین اوسکو نجات ملتی ہے ۔

تیسواں[۳۰] ۔ قصبہ پٹن مین کیلیے آم اور گنے کے فی گاڑی چار یا پانچ روپے محصول لیا جاتا ہے علاوہ اسکے چار سو عدد جنس مال اضافہ لیجاتی ہے

اکتیسواں[۳۱] ۔ کسی جنس کی پر بار گاڑی خواہ غلہ ہو یا اور شئے فی گاڑی دو روپے چھٹی گو چونگے مین وصول لیا کرتے ہین ۔

بتیسواں[۳۲] ۔ قصبہ پٹن مین فی گوسفند چارٹکہ مرادی اور فی گائے آٹھ آنے اور فی بھینس ایکروپیہ سالانہ لیا جاتا ہے اگرچہ یہہ چارپائے چرتے نہین اور نہ حد نصاب رکھتے ہین تاہم جبراً و قہراً مالکون سے یہہ صیغہ وصول ہوا کرتا ہے لھذا حکم ہوا کہ نصاب چارپایان حسب قانون شرع شریف شمار کیا جائے ۔

تینتیسواں[۳۳] ۔ خاص احمد آباد اور اکثر پورونمین آستانے بنے ہوئے ہین اور ملک داول کے جھنڈے بالشان بلند کئے جاتے ہین اور عورات فواحش انکے وقت بازارون مین بیٹھی رہتی ہین لھذا تاکید کردیگئی کہ ہر جگہ ایک ایک امام مقرر ہوکر رسوم ممنوعات برطرف کردیجائین حسب الحکم تعمیل ہوکر آستانے توڑ دیئے گئے اور ملک داول کے جھنڈونکا اوٹھانا برطرف ہوگیا اور زنان بازاریونکا بٹھانا مسدود کردیا گیا ۔ سابقاً بہ مذہب بوہرونکی مسجدونمین امام اور موذن معین کردیئے گئے تھے اوسی طرح اب بھی دونون شخص تعین رہین تا بطریق اصل سنت نماز پنجگانہ ادا ہوتی رہے ۔

چونتیسواں[۳۴] ۔ جمعبندی سابق بسبب گرانی غلہ سنگین معین تھے فی زمانہ اگرچہ غلہ ارزان ہوا تاہم جاگیرداران و متصدیان سرکار بحیثیت جمعبندی سابق کسانون پر جبر روا رکھکر وہی لگان وصول لیا جاتا ہے اور جس کسان سے نصفا نصفی قرار ہوا کرتا ہے اوسکی نسبت

بھی عدل و انصاف کو بالائے طاق رکھکر کھیت کے غلہ کا اندازہ جسکو یہان کی اصطلاح مین کلتر کہتے ہین کیا جاتا ہے وہ بھی نہایت بیرحمی اور ظلم روا رکھکر وقوعمین آتا ہے چنانچہ کسی کھیت مین در اصل سو من غلہ پکا ہے تو بعوض اوسکے ڈھائی سو من کا اندازہ ہوکر سارا غلہ تیمہ حصہ مین وصول لیا جاتا ہے اب رہا پچیس من بعوض اوسکے بیچارے کسانکی سال بھر جان ماری کرکے ہر قسم کی مزدوری لیجاتی ہے اور جب تردد کا زمانہ آیا تو بار دگر کسان کیلئے نئی آفت برپا ہوئی مار پٹائی کرکے کھیتی کرائی جاتی ہے ۔ لہذا حکم ہوا کہ کسانون سے نصف مال بابتہ حقیقت لے لیا جائے اور نصف مال بابتہ محنت کشتکاری کسان کو چھوڑ دیا جائے اس سے زیادہ کا کوئی مستحق نہین ۔

پینتیسوان[۳۵] ۔ بندر کمبایت مین قانون گو یونکی اسقدر کثرت ہوئی ہے کہ اکثر سوداگر جلاوطن ہوہوکر سورت مین جا رہے ہین اور اطراف و جوانب کے باشندے انہین کے ظلم و ستم سے مجبور ہوکر خرید و فروخت کیلئے احمد آباد جایا کرتے ہین ۔ سابقا بحکم شاہنشاہی ہر پرگنے مین دو نفر چودھری اور دو قانون گو لایق اور نیک نیت معین کردئے جائین تا بحسن سلوک رعایا کو خوش رکھین لہذا اب بھی وہی حکم ہوا کہ حسب الحکم سابق تعمیل کردیجائے ۔

چھتیسوان[۳۶] ۔ قصبہ پرانتی و موراسہ و مہرسول و بدنگر و بیسلنگر کے رہنے والے مسلمانون کے پاس آم کے درخت بکثرت موجود ہین اور انہین قصبون کے کارپرداز و مقدمی وقت تیاری فصل درختون کا کلتر کرکے ایک اندازہ معین کرلیا جاتا ہے اور اوسی انداز کا روپیہ ٹھہرا کر بعوض حصہ سرکار سارا آم آسامی سے آپ لے لیتے ہین اور پھر کچھ باقی رہا تو بعوض اوسکے غریبون کو تشکنجے مین کھینچے جاتے ہین اور جب کبھی بدنصیبی سے فصل کم پیداوار ہوئی تو حسب داخلہ سال گذشتہ قیمت وصول لی جاتی ہے ۔ یہہ طریقہ محض مسلمانون کیلئے جاری رکھا گیا ہے اگرچہ ہنود کے باغات بکثرت ہین مگر وہ قوم اس صیغہ سے بری الذمہ ہے کوئی اونکا مزاحم نہین بنا بران حکم صادر ہوا کہ جس باغ مین کسی قسم کا ہرجہ واقع ہوکر پیداوار خرچ سے کم یا مساوی ہو تو وہ محصول دھی سے بری الذمہ رکھا گیا ہے اور اگر خرچ سے پیداوار جسقدر زاید ہو تو اوسی زاید کے اندازہ سے پانچوان حصہ قوم ہنود سے اور چھٹا حصہ مسلمان سے لیا جائے اس سے زیادہ مطالبہ نہو ۔

جب بحکم شاہنشاہ عالم آنیوالے مال تجارت کا محصول سائیٹھ باون روپے سے کم قیمت کا معاف ہوگیا تو سوداگرون نے بطمع دنیا بدعات لانا شروع کیا جسوقت متصدیان محل سایر کو اطلاع ہوئی تو یہہ طریقہ رکھا کہ ایک بیوپاری کا مال سال بھر مین کسقدر داخل ہوا اور خرچ محل کٹرہ و خیرات مستحقان وضع کرکے جو باقی رہا اوسپر فی صدی ڈھائی روپے کے حساب سے درج دفتر کرکے وصول لیکر خزانہ شاہی مین داخل کردیا ۔ بار دگر دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ سوداگران فرنگی و ولندیزی سے محصول مال احمد آباد مین وصول نہ لیا جائے اونکا مال جس بندر پر سورت یا کمبایت مین اوتار اجائے اوسی جگہ حسب ضابطہ محصول وصول ہوا کرے ۔ بار دگر دیوان صوبہ کے نام یہہ حکم صادر ہوا کہ عاملون کے ذمہ اس سال جو باقی لینی نکلتی ہے وہ تمام و کمال وصول لیجائے اور جو رقم اونکے متعلقین کے ذمہ باقی ہو اوسکا چوتھا حصہ معاف کرکے تین حصہ کا روپیہ وصول لیا جائے ۔ اور جو عامل سے بابتہ معاملہ کروہی باقی سرکار وصول نہین ہوئی تو اونکی حالت موجودہ پر نظر رکھکر مشخص کیا جائے چونکہ شداید قید بھگتتے ہوئے ہین ایسا نہو کہ اونپر ظلم و ستم روا رہے ۔ شرح قانون ختم ہوئی ۔

دکھنی مرھٹونکا اطراف و جوانب سرکار سورت مین بطور مشق غارتگری منتشر ہوکر دست تطاول دراز کرنا بلکہ بعض بعض دیہات کو خراب و برباد کرکے واپس چلے جانا اسی ایام مین واقع ہوا تھا گویا مرھٹونکا سرحد گجرات مین پہلے پہل قدم رکھنا اوسی زمانہ سے شمار کیا گیا ہے ۔

۲۶ رجب شب دوشنبہ ۱۰۷۲ ہجری کو اعلیٰ حضرت فردوس مکان شاہجہان بادشاہ سلطنت دنیوی سے مستعفی ہو کر مملکت جاودانی کو روانہ ہوئے مکرمت خان دیوان صوبہ گجرات بھی راہئے ملک عدم ہوا اور عہدہ دیوانی حاجی محمد شفیع خان کو تفویض کیا گیا۔ اخبار سورت سے حضور میں دریافت ہوا کہ میر عزیز بدخشی جو مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں نذر لیکر بھیجا گیا تھا قضائے الٰہی نے بار دگر ہندوستان آنیکی مہلت نہ دیکر اوسی جگہ کا بنا رکھا واقعی خوش قسمت تھا

مقرر ہونا دام کا بوزن چودہ ماشہ

اوسی ایام میں احمد آباد کی بیرونی آمد مسدود ہو جانے سے تانبا مہنگا بکنے لگا تھا سرافوں نے چالاکی کر کے تانبے کے بدلے لوہے کا پیسا بقیمت گران مروج کیا۔ ناظم صوبہ مہابتخان نے اطراف و جوانب سے تانبا منگوا کر بہ نسبت سابق کسی قدر وزن گھٹایا اور دار الضرب میں مضروب کروا کے پیسا مروج کیا داروغہ ٹکسال کو سند لکھدی کہ پیسوں کا محصول ایک سالی معاف کیا گیا ہے داروغہ نے بذریعہ دیوانصوبہ جواب دیا کہ بدون سند بادشاہی محصول ٹکسال معاف نہوگا۔ ناظم صوبہ نے کہا کہ اگر یہہ سند حضور میں منظور ہو گئی تو فہو المراد ورنہ ایکسالی محصول سرکاری خزانہ سے ادا کر دیا جائیگا جسوقت یہہ کیفیت حضور کے گوش گذار ہوئی دیوانصوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ دام بوزن چودہ ماشہ مسکوک کر کے جاری کر دیا جائے اور ایک سالی محصول بھی معاف سمجھا۔

مسلمانوں سے فیصدی ڈھائی روپئے محصول کا معاف ہونا

ہمت ملت گزین و آ. زوئے عدلت آئین حضرت شاہنشاہی بر فاہیت حال اہل اسلام ہمیشہ مصروف رہی بلکہ آرزو رہتی تھی کہ بہر صورت اہالیان اسلام مرفہ الحال ہو جائیں بنا بران ایک فرمان دیوانصوبہ کے نام صادر ہوا تحریر تھا کہ مسلمانوں کے مال تجارت سے فیصدی ڈھائی روپئے بحکم سابق وصول لئے جاتے ہیں من ابتدائے پچیس ذی القعدہ ۱۰۷۲ ہجری مطابق سال دہم جلوس مبارک ایک قلم معاف کر دئے گئے اس امر میں کوئی امین وغیرہ مسلمانوں سے مزاحم نہو اور نہ کسی قسم کی طمع رکھی جائے اہل ہنود سے حسب ضابطہ سابق فیصدی پانچروپئے وصول ہوا کریں اس امر میں کمی بیشی نہیں کیگئی ہے بلکہ یہانتک احتیاط رکھنا چاہئے کہ کوئی ہندو کسی مسلمان سے سازش کر کے اپنا مال اوسکے ساتھہ شریک نکرے تا ذمہ محصول رہی سے بری ہو۔

سردار خان فوجدار جوناگڈھ کو نوانگر عرف اسلام نگر کی فوجداری تفویض ہوئی پانسو سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ منصب میں بڑھایا گیا۔ ناظم صوبہ مہابتخان نے عرضی حضور میں روانہ کی کہ منصبداران تعینات صوبہ کی جمعیت حسب ضابطہ بیس ہزار سوار کے شمار کیجاتی ہے اور بروقت ضرورت ایک ہزار سوار بھی بکار آمد موجود نہیں ہوتے اس عرضی نے حضور میں یقین دلایا کہ کمی سواران منصبدار بخشی اور داروغہ داغ کی غفلت و نارسائی فہم اور ناظم صوبہ کی کم توجہی سے واقع ہوئی بخشی اور وقایع نگار کو تبدیل کر کے میر جعفر کو مقرر کیا۔ اور ناظم صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ داروغہ داغ مسمی قاسم کو تاکید کیجائے کہ حاضری سواران سلحدار حسب ضابطہ ہمیشہ ہوا کرے اور منصبداران تعیناتی کو ہوشیار کر دیا جائے کہ ایک متنفس اپنے ماتحتی سواروں کو بوقت حاضری چاق و چوبند موجود رکھا کریں۔ اور حاجی شفیع خان دیوان صوبہ کو حکم پہونچا کہ داغ نامہ حاضری نامہ منصبدار و سلحدار ونکا ہر سال ملاحظہ کرتے رہو تا کمی بیشی

معلوم ہوا کریگی - بر تقدیر جس منصبدار یا سلحدار کی جمعیت معینہ سے آسامی کم ہو اوسکی جاگیر بھی کم کر دیجائے اور ہر ایک کی حقیقت حضور مین ظاہر ہوتی رہے -

ناظم صوبہ کی دوسری عرضی حضور مین گذری کہ ابتداء زمانہ سے قلعہ اعظم آباد خراب و برباد ہو کر مرمت طلب ہو رہا ہے - دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ قلعہ اعظم آباد کی مرمت کا اندازہ کر کے حضور مین روانہ کرے من بعد حسب الحکم تعمیل کر دیجائیگی -

منصبدارونکا مال ضبط کرنیکی یادداشت حضور سے صادر ہوئی نقل بجنسہ مندرج ہے

روز سہ شنبہ اکیس شہر صفر سنہ ۹ جلوس مبارک مطابق سنہ ۱۰۷۶ ہجری موافق بارہ شہریور ماہ الٰہی بوساطت سیادت و نقابت پناہ نذرات و معافی دستگاہ افتخار خان و سیادت و وزارت پناہ میر عماد الدین اور نوت واقعہ نویسی کمترین بندگان کامران بیگ حکم صادر ہوا کہ امیر بندگان شاہی سے فوت ہو جائے اور اوسکا کوئی وارث نہو اور سرکاری مطالبہ اوسکے ذمہ باقی رہا ہو تو اوسکا سارا مال بتحویلداری بیت المال کے سپرد کر کے اوسیقدر روپیہ مال متوفی سے وضع ہو کر باقی مال بیت المال مین داخل رہے اور جس منصبدار کا وارث موجود ہو بحیثیت قرضہ سرکاری مطالبہ ہی اوسکے ذمہ باقی ہو تو اوسکے مرنے سے تین روز بعد تمام مال ضبط کیا جائے و در حالت زیادتی مال بقدر مطالبہ وصول کر کے باقی مال در حالت اثبات حق وراثت وارث کو سپرد کر دیا جائے و بحیثیت کمی مال و زیادتی مطالبہ اوسی پر اکتفا کر کے وارث کو نہ ملے اور جو منصبدار سرکاری قرضہ سے بری الذمہ ہو تو سارا مال اوسکے وارث کو بشرط اثبات حقیت حوالہ کرین کوئی اوسکا مزاحم نہو - حسب یادداشت ضدا کل ممالک محروسہ مین عمل در آمد رہے کارپردازان کارخانہ عمارت و باغ وغیرہ نے متفق ہو کر حضور مین عرض گذاری کہ سابق کا مروجہ پیسہ جو بوزن اکیس ماشہ مزدور وغیرہ گلکارون کو بعوض اجرت دیا جاتا تھا اور وہ بخوشی لیا کرتے تھے غرہ شوال سنہ حال سے وہ پیسہ غیر مروج مانا گیا بعوض اوسکے جدید پیسہ عالمگیری چودہ ماشہ کا مروج ہوا مزدور وغیرہ اس پیسہ کو بعوض پیسہ سابق لینے کو انکار کر رہے ہین چونکہ پیسہ جدید بہ نسبت سابق مالیت مین ڈیڑھ گنی تفاوت کی ثابت کر رہا ہے مزدورونکا انکار کرنا بیجا نہین - اس عرضی کا جواب دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا کہ مزدور کی اجرت ڈیوڑھی شمار کیجائے چنانچہ دس دنکے بدلے پندرہ روز اور ایک تنکہ کے عوض ڈیڑھ تنکا اجرت ملا کرے اوسی روز سے گجرات مین تین پیسہ کا تنکا مقرر ہو گیا - یوم پنجشنبہ آٹھوین شوال سنہ صدر کو صوبہ داری مہابتخان تبدیل ہو کر سمت دار الخلافت روانہ ہوا -

بہادر خان عرف خانجہانکی صوبہ داری اور دیوانی حاجی شفیع خان اور خواجہ محمد ہاشم

بہادر خان عرف خان جہان بہادر آگرہ کا صوبہ دار تھا بادشاہ نے بنظر ترحم آگرہ سے تبدیل کر کے تاریخ پانچ ربیع الثانی سنہ ۱۰۷۷ ہجری کو گجرات کے ناظم صوبہ کا عہدہ مرحمت فرمایا اور فرمان بھیجکر اطلاع دیگئی کہ الہ وردیخان جسوقت آگرہ پہونچے صوبہ داری کا چارج سپرد کر کے تم احمد آباد چلے جاؤ چنانچہ پندرہ شوال سنہ مذکور کو بہادر خان احمد آباد مین داخل ہوا - عہدہ دیوانی سے حاجی شفیع خان کو تبدیل کر کے محمد ہاشم کو مامور فرمایا - اسی سال محصول تین مین از روئے شرع شریف وصول لینے کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ذیل مین تحریر ہے -

باغ اور زراعت کا محصول وصول کرنیکا قانون

نہایت شعار محمد ہاشم عنایت شاہانہ سے امیدوار ہوکر معلوم کریں کہ پروردگار عالم نے اپنی عنایات بیغایات و محض فضل و کرم سے توفیق عطا فرماکر اقسام اقسام کی نعمتیں بخشیں ہماری ہمت والا نہمت و نیت حق طوست عدل انصاف و انتظام خلایق کیطرف حسب قانون شریعت غرا و ملت بیضائی نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مبذول و مصروف رہی چنانچہ بنص آیہ قرآنی اسی امر کا اثبات ہو رہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تمامی انتظام دار و مدار خلق اللہ بموجب قانون ملت بیضا جاری کیا جائے بنابران فرمان عالی شان روانہ کیا جاتا ہے۔

فرمان

متصدیان حال و استقبال و عاملان کل ممالک محروسہ ہندوستان اس سرے سے اوس سرے تک تمام مضمون فرمان سے آگاہ و مطلع ہووین کہ رعایا سے محصول زمین لینے کا طریقہ حسب شرع نبویہ و ملت حنفیہ معین کیا گیا ہے چنانچہ روایات صحیحہ و اسناد معتبرہ سے پایہ ثبوت کو پہونچا کر تفصیل فرمان ہذا مین شامل کیگئی ہے اوسی مطابق امورات تحصیل بحال و برقرار رکھی جائین تا مرکز عدل و انصاف سے کسی قسم کا تجاوز باقی نرہے اور تعقب و تصرف برخلاف اوسکے خرابی دارین سمجھین اور فرمان جدید ہر سال نہ طلب کیا جائے ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہے۔

اوّل ۔ عامل کا پہلا فرض منصبی یہ ہے کہ رعایا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کے برتاؤ جاری رکھکر ہمیشہ پرسان حال رہا کرین۔ حکمت عملی اور حسن تدبیر سے ایسی کوشش کیجائے جس سے کاشتکار یکشادہ پیشانی زراعت مین ترقی کرتے رہین اور جو زمین قابل زراعت ہو وہ افتادہ نہ رہے۔

دوسرا ۔ ابتدائے سال مین ہر کسان کے احوال سے مطلع ہونا ضروری امر ہے اور جب یہہ ثابت ہو جائے کہ زراعت کرنے پر ہمہ تن مستعد ہے تو نہایت نرمی و کلمات تشفی بخش سے اطمینان کر دیا جائے تا کاشتکاری کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھے اور در صورت عدم توجہ کسان معلوم کرنا چاہیئے کہ کونسی بات اوسکی ہمت کو پست کر رہی ہے اوسیکا انتظام کر دیا جائے اور جب یہہ دریافت ہو کہ خود کسان باوجود قدرت کاشتکاری تساہلی سے متوجہ نہین ہوتا تو بذریعہ راہ راست دکھلا دیجائے تا ہار دگر تساہل نکرے اور بر تقدیر متنبہ نہوا تو انجام کار مقید کرنا ضروری امر ہے۔ خراج موظف کیلئے زمین کی قدرت دریافت کرنا ضروری بات ہے چونکہ لگان معینہ کسانون سے وصول لیا جائیگا اسلئے دیکھنا چاہیئے کہ زمین قابل زراعت ہے یا نہین اور در حالت مجبوری کاشتکار بتقاوی دیکر ضامن معتبر لیا جائے۔

تیسرا ۔ جس زمین کا محصول معین ہوگیا ہو اور کاشتکار بسبب عدم موجودگی اسباب زراعت کرنے سے مجبور ہو جائے یا زمین افتادہ چھوڑ کر کہین اور چلا جائے تو وہ زمین کسی اور کو بطور ٹھیکہ یا عاریتاً زراعت کرنیکو سپرد کر دیجائے۔ اجارہ دار وغیرہ سے جو لگان معین ہوگیا ہو وہ وصول لیکر محض رقم خراج موظف سرکار مین جمع کرکے باقی مالک کے سپرد کر دیجائے ورنہ بجائے اوسکے اور قایم مقام مین کرکے ہر سال خراج معینہ اوسی سے وصول لیا جائے اور جسوقت مالک زمین زراعت کرنے کی قدرت پیدا کرے تو وہ زمین اوسی کو سپرد کر دیجائے تا حق تلفی نہو۔

چوتھا ۔ اکثر زمین کے قطعات ایسے ہون جنمین زراعت نہین ہوتی اور وہ از جملہ شوارع و طریق ہون تو کسی شہر یا گاؤن کے رقبہ مین داخل

کرنے سے زراعت کیلیئے اوٹھا لیجانیکے علاوہ اوسکا کوئی قطعہ ایسا ہو کہ اوسکے کسیقدر حصہ مین زراعت کرنے سے کاشتکار کو فائدہ متصور نہو تو اوسکا محصول نہ لیا جائے۔ اور کوئی قطعہ قابل زراعت فائدہ مند متصور نہو یا ابتدا ہی سے وہ زمین جوتی نہین گئی اور مالک موجود ہو کر قدرت زراعت بھی رکھتا ہے تو اوسکو تاکید دیجائے تا افتادہ نہ رکھے یا اوسکا کوئی مالک پیدا نہین یا درصورت ملکیت مالک مجہول ہے تو وہ زمین کسی ایسے کسان کے سپرد کر دیجائے جو اوسکی تربیت کی قابلیت رکھتا ہو پس اگر اجارہ گیر مسلمان ہے اور زمین مذکور اوس زمین کے متصل ہو جسمین فقط برسات کے پانی سے کاشتکاری ہوا کرتی ہے تو اوسکا محصول غیر مقرر کرنا چاہیے یا وہ زمین ارانسی خراجی کے متصل ہو یا اوسکا کسان کافر ہو تو اوسکا محصول ہرگز وضع نکیا جائے اور بر تقدیر مصلحت وقت اسیکے مقتضی ہو تو از روئے خراج مقاطعت کچھ رقم وضع کر دیجائے (خراج مقاطعت اوسکو کہتے ہین جسمین کمی بیشی ہوا کرتی ہے) یا نیمہ حصہ مقرر کر دیا جائے جسکو خراج مقاسمہ کہتے ہین اگر قبل اسکے اوسکا خراج معطوف تھا یعنی سابق مین کچھ اور تھا پھر تغیر اور تبدل ہو کر اور رقم ہوئی اور مالک اوسکا موجود ہے مگر زراعت کرنے سے مجبور ہو گیا ہے تو حسب الحکم تعمیل کرنا چاہیئے اگر وہی زمین خراج مقاسمہ کے علاوہ لگانوالی ہو یا زراعت ہی نہین ہوتی تو بعلت عجز یا خراج مزاحم نہو دین لیکن کسان عاجز ہو تو تقاوی دیکر مشغول زراعت کر دیجائے تا ہر چہ طرفین کا برطرف ہو جائے۔

پانچوان ۔ کوئی قطعہ زمین کا مثل جنگل کے افتادہ رہتا ہو اور مالک موجود ہو تو اوسیکے سپرد کر دیجائے سوائے مالک کے غیر کو استحقاق ملکیت حاصل نہین اور درصورت عدم مالک و احتمال نقصان عودات (عودات درختان خودرو کو کہتے ہین) جو کاشتکار لایق زراعت سمجھا جائے اوسیکے سپرد ہو اور بحیثیت قابلیت زراعت وہی اوسکا مالک قرار دیا جائیگا بار دگر وہ زمین اوسکے قبضہ سے علحدہ نہو گی و بحیثیت کاشتکاری نقصان اجناس عودات متصور ہو تو وہ زمین کسی کاشتکار کے سپرد نکیجائے چونکہ منافع زمین بلا اعانت کاشتکار اوسی اجناس عودات سے ملنے کا احتمال ہے۔ اور کوئی قطعہ کاشتکار دیکھی بار بار کی تبدیلی سے افتادہ رہکر مثل جنگل ہو گیا ہو یا علاوہ اوسکے کوئی اور صورت سے افتادہ رہا تو تحقیق کیا جائے کہ سابق مین اس زمین کا کوئی مالک تھا بعد ثبوت ملکیت اوسیکے سپرد کر دیا جائے سوا اوسکے غیر کو استحقاق حاصل نہین۔

چھٹا ۔ اکثر مزروعات ایسے ہون جنکا خراج معین نہو تو حسب قانون شرع شریف خراج مقرر کر دیا جائے اور اوسکا لگان بھی اسیقدر لیا جائے جس سے رعایا مجبور نہو انتہا یہہ کہ نصف حصہ سے زیادہ تجاوز نکیا جائے اگرچہ وہ زمین اس سے بھی زیادہ کی قابلیت رکھتی ہو تاہم نصف سے تجاوز نکرنا چاہیئے اور جس زمین کا لگان معین ہو تو وہی رقم اوس سے وصول لیجائے بشرطیکہ حاصل خراج نصف سے زیادہ نہو تا کہ رعایا کو بھی نقصان نہ پہونچے و نیز خراج سابق سے کچھ کم کر کے حسب طاقت مقرر کر دیا جائے اور جو یہہ معلوم ہو کہ رقم معینہ سے زیادہ کی گنجایش ہے تو زیادہ معین کرنا چاہیئے۔

ساتوان ۔ خراج موظف مقاسمہ موظف والی زمین کی تبدیلی رعایا کی خوشنودی پر منحصر ہے۔

آٹھوان ۔ خراج مواظف استوفت وصول لیا جائے کہ جب ہر جنس کا غلہ تیار ہو کر قابل اندازہ ہو تا خراج نیمہ حصہ کی برابر رہوے اوس سے زیادہ تجاوز نہو۔

نوان ۔ خراج موظف والی زراعت کو کسی قسم کا نقصان پہونچا تو تحقیقات کر کے درصورت اثبات نقصان اوسیقدر مجرا دیکر باقی رقم وصول لیجیئے

ایسا سلوک کیا جائے کہ رعایا کو نیمہ حصہ سالم ملے۔

دسوان ۱۰۔ خراج موظف والی زمین کو جو کاشتکار باوجود قدرت زراعت یا بدون ممانعت سرکار معطل رکھے تو اوسکا محصول اوسکی دوسری زمین سے وصول کر لیا جائیگا اور درصورت کمی بیشی برسات یا وقت درو مال تیار شدہ کو کسی قسم کا نقصان عاید ہوا ہو جس سے غلہ کا حاصل کرنا ممکن نہو اور زمانہ کاشتکاری دفعۂ ثانی بھی فوت ہو گیا ہو تو اوس زمین کا محصول ساقط سمجھا جائیگا یا درحالت درو مال زراعت کھریان میں کسی قسم کی آفت آگئی ہو مثلاً چارپایون وغیرہ نے کھا لیا ہو اور زمانہ کاشتکاری دفع ثانی ہو تو اوس زمین کا خراج وصول لیا جائیگا۔

گیارہوان ۱۱۔ مالک زمین خراج موظف کاشتکاری کرکے قبل از ادائے خراج فوت ہو گیا ہو تو اوس زمین کا محصول وارث متوفی سے وصول لیا جائیگا۔ اور وارث متوفی نے بحیثیت وراثت اوسکے مال پر قبضہ کیا ہو اور مالی بحیثیت خراج ادا کرنے سے قاصر ہو اور وارث کے کسی اور جگہ چلے جانیکا احتمال واقع ہو تو سارا مال متوفی کا وارث سے لے لیا جائیگا۔

بارہوان ۱۲۔ مالک زمین موظف اپنی زمین کسی کو بطور اجارہ عاریتاً کاشتکاری کے لئے سپرد کرے تو اوسکا محصول مالک سے وصول لیا جائے یا اوس زمین میں متاجر یا مستعیر نے باغ لگایا ہو تو خراج اونہیں سے وصول ہوگا بعد محصول والی زمین کا کوئی غاصب مالک ہو گیا ہو اور مالک اصلی کے پاس ثبوت حقیقت نہو تو درحالت زراعت اوسی غاصب سے محصول لیا جائیگا بحیثیت عدم کاشتکار محصول وہی سے بری رہیگا یا درصورت ثبوت حقیقت و اقبال غاصب یعنی مالک اپنی حقیقت ثابت کر رہا ہے اور غاصب بھی اوس بات کا اقرار کرتا ہے تو بدین حیثیت محصول زمین مالک سے وصول ہوگا اور کسی کاشتکار نے اپنی زمین رہن رکھی ہو اور [illegible] نے بے اذن راہن کاشتکاری کی ہو تو بموجب حکم غاصب عمل کیا جائیگا۔

تیرہوان ۱۳۔ خراج موظف والی زمین کے مالک نے زمین فروخت کر دی ہے اور اوسمین ایک ہی فصل پیداوار ہے اور مشتری نے وقت باقی ماندہ میں زراعت کی ہو اور اوسکو کوئی روکنے والا نہو تو اوسکا خراج مشتری سے لیا جائیگا ورنہ برخلاف اوسکے فروخت کرنیوالے سے وصول ہوگا اور اگر زمین مذکور دو فصلی ہے تو خراج معینہ دو حصوں پر تقسیم کرکے ایک کا مشتری سے اور دوسرا فروخت کرنیوالے سے وصول لیا جائیگا اور اگر وہ زمین فروخت کرنیوالے نے کاشتکاری کرکے بحیثیت تیاری مال قابل درو کر دیا ہے تو بروقت تحقیقات غلہ زمین ایک فصلی ہے یا دو فصلی بحالت ایک فصلی خراج بیچنے والے سے لیا جائیگا۔

چودہوان ۱۴۔ موظف والی زمین میں خود مالک گھر تعمیر کرے تو اوسکا محصول حسب دستور سابق وصول لیا جائے اور جو شخص ثمر و غیر ثمر درخت لگا کر باغ تیار کرے تو علاوہ خراج زرعی بابت باغات دو روپیہ بارہ آنے وصول لیا جائے اور تا وقتیکہ درختان ثمر بار آور نہون خراج زمین بدستور سابق بحال رہیگا بروقت تیاری میوہ مثلاً انگور و بادام وغیرہ فی بیگہ شرعی دو روپیہ بارہ آنے وصول کئے جائینگے بشرطیکہ بیگہ شرعی کی پیمایش پینتالیس ۴۵ در پینتالیس ۴۵ گز شاہجہانی معین کیگئی ہے جو شرعی گز سے ساٹھ در ساٹھ شمار کیا جاتا ہے جسکے دو گنے ساڑھے پانچ روپے لینا چاہئے ورنہ بحساب سابق نصف پونے تین روپے اور محصول کی قیمت پاؤ روپیہ سے کم ایک سیر سے پانچ سیر تک بوزن شاہجہانی غلہ ہو تو اوس سے بھی کم وصول لیا جائے۔ اور کسی کافر نے اپنی زمین مسلمان کو فروخت کر دی اگرچہ خریدار بھی مسلمان ہے تاہم رعایت ملحوظ نہ رکھکر خراج وصول لیا جائیگا۔

پندرہوان ۱۵۔ کسی نے اپنی زمین میں مقبرہ یا سرائے وقفی تعمیر کی ہو تو اوسکا محصول ساقط سمجھا جائیگا۔

سولہوان ۱۷ — خراج مقاسمہ والی زمین کا مالک اگرچہ ہندو ہے اور اوسنے اپنی زمین کسی مسلمان کے پاس فروخت کی یا رہن رکھی تو کفایت مشتری اور مرہن ہوگا اور اوس زمین کی پیداوار . جنس کا حصہ جو اوسکے متعلق ہوگا وہی لیا جائیگا بشرطیکہ نصف سے زیادہ نہو زیادہ ہو تو کم کر دیا جائے اور پیداوار جنس سے رقم کم ہو تو بڑھا دیجائے جیسا مناسب سمجھین تعمیل کرین ۔

سترہوان ۱۷ — مالک زمین مقاسمہ کو وقت تردد ایسی آزادی نہ دیجائے کہ زمین کا کسی کو ٹھیکہ کر دیوے یا عاریتاً زراعت کرنیکو سپرد کر دے اوسکی پوری کیفیت موظف مین بیان کر دی گئی ہے اوسموافق تعمیل ہوتی رہے ۔

اٹھارہوان ۱۷ — زمین مقاسمہ کے مال زراعت کو کسی قسم کی آفت سے جسقدر مال ضایع ہوا ہو اوسیقدر خراج نہ لیا جائے چنانچہ غلہ کٹنے سے پہلے نقصان پہونچا ہو یا بموجب بیان سابق ہر دو صورت مین حسب مال باقی خراج مقاسمہ لیا جائیگا ۔

پوشیدہ نرہے کہ صوبہ کے دفتر مین اصل فرمان بجنسہ موجود تھا مدت دراز گذرنے سے زمانہ نے کئی مرتبہ پلٹا کھایا بارہا سلطنت درہم برہم کر دیا اصل سے نقل اور نقل سے نقل کئی مرتبہ ہو ہوا کر نقل نویسونکی نافہمی و فضولعقل سے شاید بہت کچھ تحریف و غلطی واقع ہو گئی مگر جو کچھ تقریب عبارت سے سمجھ مین آیا اوسکی اصلاح کر دیگئی اور جو بات نہ معلوم ہو سکی وہ ویسی ہی رہی بات یہہ ہوئی کہ فرمان مذکور کی نقل مطابق اصل دستیاب نہو سکی باوجودیکہ اکثر زمین بنام دیوانیان سابق وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے جب عہدہ دیوانی ایک سے تبدیل ہو کر دوسرے کو تفویض ہوتا تو جو فرمان دستور العمل کے طور پر دفتر مین موجود ہوتے تھے وہ دیوان جدید کی تحویل مین سپرد کئے جاتے تھے ۔ جسسے امورات صوبہ ہذا مین افراط و تفریط واقع ہوئی دفتر بھی درہم برہم ہو گیا اور اصل فرمان موجود نرہے ۔

داخل ہونا زمرہ بندگان عالمگیری مین قلعہ دارڈنڈا راجپوری مسمی یاقوت خان حبشی کا

جب شیواجی مرہٹہ نے اکثر بڑے بڑے شہرون کو لوٹ کر غارت کیا اور بہت سا مال و متاع اپنے قبضہ مین لیکر دعوہ سلطنت کرنے لگا رفتہ رفتہ چند روز مین اسقدر اقتدار حاصل کیا کہ دکن کے کسی زمیندار کو اوسکے مقابلہ کی طاقت نرہی اطراف و جوانب کے قصبے اور نامی گاؤن تک اوسکی غارتگری سے نہ بچے تھے جہان موقع ملجاتا فوراً بجمعیت معقول چڑھ دوڑتا ایکروز بیٹھے بیٹھے شیواکو ہوس تسخیر قلعہ ڈنڈا راجپوری نے گدگدایا یہ قلعہ نہایت مستحکم ایک پہاڑی پر واقع ہے اور اوسکے ارد گرد دریائے شور محیط ہو رہا ہے اوسپر حملہ کر کے تسخیر کرنا آسان بات تھی اگلے زمانہ کی راجپوت راجاؤن سے پرسرام راجہ کا یہہ قلعہ تعمیر کیا ہوا تھا ۔ پرسرام کو اصل ہنود اوتارین شمار کرتے ہین اکثر سوداگرون کے جہازات سورت وغیرہ بنادر سے سفر دیار عرب و ترک وغیرہ کو جایا کرتے وہ اسی قلعہ کے نیچے ہو کر گذرتے تھے شیواجی نے یہہ ارادہ کیا پہلے سفری جہازون پر قبضہ کیا جائے گا تو سارے کام درست رہینگے مگر ساتھہ ہی یہہ بھی معلوم ہوا کہ جبتک ڈنڈا راجپوری پر قبضہ نہوگا جہازون پر تصرف ہونا امر محال بلکہ غیر ممکن اوس زمانہ مین یہہ قلعہ بیجاپور کے متعلق اور قلعہ دار یاقوت خان حبشی والی بیجاپور کیطرف سے حاکم تھا جب شیواجی نے قلعہ پر دھاوا کرنا چاہا یاقوت خان نے قلعہ پر ہر موقعہ کی جگہ توپین نصب کر کے شیواجی کے لشکر کو قلعہ کے ارد گرد پھٹکنے نہ دیا جب دکنی مرہٹے بدنیل مرام واپس پھرے تو اور تدبیر کرنے لگے چنانچہ اوس قلعہ کے مقابل ایک اور پہاڑ دریائے شور مین واقع تھا کشتیونمین سوار ہو ہو کر وہان پہونچے اور بڑے بڑے پتھر کی چٹانون سے دمدمی تیار کر کے جسقدر توپین موجود تھین سبکو بذریعہ جہاز پہاڑی پر پہونچا کر دمدمون پر قایم کر دین انجام کار فریقین مین لڑائی ہونے لگی مگر نہ معلوم کس ساعت سے لڑائی جاری کر دیگئی تھی کہ نہ ادہر فتح تھی نہ اودہر شکست ۔

اسی رد و کد مین دو برس گذر گئے مرہٹون کیلئے ہر طرف کی راہین کھلی ہوئی تھین ڈنڈا راجپوری والے محصور ہونے سے عاجز ہوگئی یاقوت خان حبشی نے دیکھا کہ اب بدون اعانت سردار دکن مرہٹون سے جانبر ہونا امر دشوار گذار ہوگیا فوراً امرزا جان کے پاس جو اسوقت بادشاہ کیطرف سے سرداری دکن پر مامور تھا پیغام صلح بھیجکر طالب امداد ہوا اور عہدنامہ تیار کرکے مرزا جان کے پاس بھیجدیا اور بعد علاوہ اور شرایط کے یہہ بات کھلم کھلا بنائی گئی تھی کہ اگرچہ فدوی زمرہ بندگان شاہی مین داخل ہوا اور سب طرح کی اطاعت مجکو بدل منظور ہے مگر اس امر سے معذور رکھا جاؤن کہ صوبہ دار دکن کی ملازمت مجھسے نہوگی علاوہ اوسکے ساری باتین مجکو قبول ہین انتظام قلعہ داری مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہیگا جبتک میرے دم مین دم ہوگا شیواجی تو کیا اگر سارے دکن کے مرہٹے اس قلعہ پر حملہ آور ہون تو مارے توپون کے دہوین اوڑا دونگا بشرطیکہ مبلغ دیڑھ لاکھ روپیہ توپخانہ کی سربندی کیلئے ہر سال خزانہ سورت سے مجکو ملا کرے۔ مرزا خان نے یہہ ساری حقیقت حضور مین گذارش کردی۔ بادشاہ نے بخوشی منظور فرماکر اجازت دی۔ الغرض مرزا جان بحکم شاہنشاہ زمان یاقوت خانکی امداد کیلئے آپہونچا اور حکمت عملی و تدبیر شایستہ سے وہ تدبیر پیدا کی کہ جس سے سارے مرہٹے پھاڑی چھوڑ چھوڑ کر متفرق ہوگئے ڈنڈا راجپوری اونکی زد سے صاف بچ گیا۔ اوسی زمانہ سے اس قلعہ کے حاکم کا لقب یاقوت خان مشہور ہوا جو اوسکا جانشین ہوتا اوسکو یاقوت خان کہتے تھے اور رقم معینہ ہر سال سورت کے خزانہ سے ملا کرتی تھی رفتہ رفتہ یاقوت خانکا تلب بڑھا کہ متصدی سورت کو اوسکے سامنے دم مارنیکی مجال نتھی یہہ کیفیت بطور اختصار اپنی جگہ تحریر ہوگی انشاء اللہ المستعان۔

گجرات مین دلیر خانکا آنا اور ملک سورٹھہ کا فوجدار مقرر ہونا

دلیر خان اصل وصیلہ اوبیری پٹھان تھا مگر جوانمرد جری بہادر سرآمد روزگار شمار کیا جاتا تھا بادشاہزادہ والاتبار محمد معظم شاہ بہادر کی سواری ساتھہ راجہ جسونت سنگھ کی تعیناتی مین مہم دکن پر مامور ہوا تھا مگر نہ معلوم کونسی بات نے شاہزادہ کیخدمت سے جدا کردیا بلا اجازت دکن سے نکلکر دار الفتح اوجین مین آیا چندروز معطلی مین تکلیف سے اوقات بسری کرتا رہا اتفاقاً اوسی عرصہ مین بہادر خان کو گجرات کی صوبہ داری تفویض ہوئی دار الخلافہ سے احمد آباد جانے بہادر خان کو دلیر خانکی عزلت نشینی کا حال دریافت ہوا۔ اوجین سر راہ واقع تھا دلیر خان کو ہمراہ لئے ہوئے احمد آباد آیا اور سورٹھہ کی فوجداری دلیر خان کیلئے تجویز کرکے حضور مین عرضداشت روانہ کی کہ دلیر خان اگرچہ بہادر جانباز خیرخواہ سب طرح کی لیاقت رکھتا تھا مگر نہین معلوم کونسی حرکت سے شاہزادہ والاتبار کی نظر دلسے گر گیا شاید باغوائے اہل اغراض معرض عتاب مین آگیا تھا فدوی نے عنایت بادشاہی سے اطمینان دلاکر فی الحال فوجداری سورٹھہ اوسکے لئے تجویز کردی ہے۔ بادشاہ نے بہادر خانکی درخواست منظور فرمائی اور فوجدار سابق مسمی سردار خان کو تبدیل کرکے پرگنہ ایڈر کی فوجداری سپرد کی اور ایڈر سے شیر سنگھ کو حضور مین طلب کیا۔

اوسی سال سید حیدر تھانہ دار حیدر آباد نے حضور مین گذارش کی کہ یہان تمام باغی اور سرکشون کا سرغنہ قتل کردیا گیا انتظام کیلئے ایک چھوٹی سی گڑھی کا تعمیر کرنا موجب استحکام و فساد آیندہ خیال کیا جاتا ہے دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ گڑھی کی برآورد درست کرکے حضور مین حاضر کرے رعایائے موضع کوٹہ پانپور نے بذریعہ اہل کاران عدالت عالیہ حضور مین گذارش کی کہ فوجدار پانپور مسمی کمال خان جالور صیغہ گائے چرائی و خوراک اسپان ہر سال ہم رعایا سے بڑی رقم جبراً وصول کرتا ہے بنابران دیوان صوبہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ جب صیغہ

گاؤ چرائی وغیرہ معاف شدہ بابتین سرکار سے متروک ہوچکی ہین تو فوجدار مذکور کو منع کردیا جائے کہ آئندہ رعایا پر کسی قسم کا ظلم وستم روا نہ رکھے
قاضی القضات قاضی عبد الوہاب گجراتی کی درخواست سے مبلغ دو ہزار روپیہ نقد خزانۂ احمد آباد سے موضع اڈالیج معمولہ پرگنہ حویلی احمد آباد کی مرمت کیلئے مرحمت ہوئی یہہ باولی موضع مذکور مین سرراہ واقع ہے اکثر مسافرین ومتردین وجانوران چرند وپرند اوسکی پانی سے سیراب ہوا کرتے ہین احمد آباد کے وقایع نگار کی تحریر سے حضور مین دریافت ہوا کہ ارباب عدالت احمد آباد ہفتہ مین دو روز اجلاس کرتے ہین اور سہ شنبہ وچہارشنبہ صوبہ کی کچہری کے کام مین مصروف رہتے ہین ہفتہ بھر مین چار روز سرکاری امورات مین مشغول ہوتے ہین روز برابر تعطیل ہوا کرتی ہے بنابران حکم ہوا کہ تمام صوبجات ممالک محروسہ مین یہہ قاعدہ مروج تھین پھر کس لئے احمد آباد مین خلاف قانون تعطیل ہوتی ہے خواجہ محمد ہاشم دیوان صوبہ کو لازم ہے کہ اہالیان عدالت کو تاکید کرے روز شنبہ سے پنجشنبہ تک چارشنبہ کو منہا کرکے پانچ روز برابر محکمہ عدالت کی کارروائی مین مصروف رہین فقط چارشنبہ ایک ہی روز صوبہ کی کچہری کے متعلق امورات کو انجام دیا کرین اور یوم جمعہ کو تعطیل رکھی جائے کہ عید الاسلام ہے اور وقت کچہری یہہ قرار دیا جائے کہ ہر روز دو گھڑی دن چڑھے سے زوال آفتاب ہو کر نماز ظہر تک عدالت مین حاضر رہین اور قریب وقت نماز سارے کام بند کرکے اپنے اپنے گھر چلے جایا کرین ۔

قانون پٹہ محصول نخاس

سنہ ۱۰۸۱ الہجری اراسی ہجری مین حضور سے یادداشت صادر ہوئی کہ بابت پٹہ نخاس مالک جانور مسلمان سے فی چالیس روپیہ کی قیمت پر ایک روپیہ اور صد روپے سے دو روپے اور جرپے سے چار روپے ایک سالی وصول کئے جائین بشرطیکہ مالک کسی کا شرعی غلام نہو اور حد بلوغت کو پہونچکر صاحب عقل ہو دیوانہ نہو اور صاحب نصاب ہونا شرط اول ہے ایسے مالک سے جانورونکا محصول جسکو اہل گجرات پونجڑی دیرا کہتے ہین وصول لیا جائے ۔

عاملان محکمہ وقت تحصیل تیاری فصل کے لگان کا نقد روپیہ یا مال وصول کرنیکے لئے سوار وپیادے اکثر دیہات مین بھیجے جاتے ہین یا رعایا کی بغرض حفاظت مال یا کسی کی فرمایش وغیرہ کیلئے ہر سال تعینات ہوا کرتے ہین اونکی خوراک کیلئے ایسا انتظام کیا جائے کہ فی سوار دیڑھ سیر آٹا اور پاؤ بھر دال بوزن شاہجہانی اور دو دام گھی اور گھوڑے کے لئے چنے اور ایک پشتارہ گھانس ہر روز ملا کرے اور پیادہ کو پونا سیر آٹا اور آدھ پاؤ دال اور دو دام گھی اس سے زیادہ نہ دیا جائے جنس خوراکی بوزن شاہجہانی تعین کردی گئی ہے اور وقت تحصیل زر لگان پٹواری اور متصدی کے سوار وپیادونکی خوراک کیلئے جو رقم دلوائی گئی ہو وہ مجرا دیکر مابقی وصول لیجائے ۔

معمار ونجار ومزدورونکی اجرت

احمد آباد کے کلکا ونجار ومزدورون نے اس امر کی حضور مین نالش کی کہ احمد آباد کی سرکاری عمارت کارخانہ مین ہم مزدورون کو اجرت برابر نہین دیجاتی بنابران بادشاہ نے حکم فرمایا کہ احمد آباد مین اصل شہر سے ہر ایک کاریگر یا مزدور کو جو خوش خرید اجرت ملا کرتی ہو اوسیطابق سرکار والا سے بھی ملا کرے اوسمین تفاوت جائز نہین یہہ حکم افتخار خان خانسامانی محمد سے مرتب ہوکر دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا تھا ۔
دلیر خان حسب التماس بہادر خان جو ناگڈھ کی فوجداری پر مقرر ہوا تھا بادشاہ نے فرمان بھیجکر حضور مین طلب کیا اور سردار خان کو

بستور سابق فوجداری سورٹھہ سرفراز فرمائی اور بہادر خان جوناگڈہ سے تبدیل ہوکر حضور مین حاضر ہوا ۔ ۱۰۸۱ھ ہجری مین سرداری
بن تفویض ہوئی ۔ بہادر خان صوبہ دار گجرات کا نام محمد پناہ تھا اوسنے زمانہ صوبہ داری مین دریاپور دروازہ کے باہر ایک پورہ
ام پناہ پور آباد کیا تھا اوسوقت وہ پورا ویران ہوگیا ہے آبادی کا نام ونشان باقی نہین رہا اور قلعہ بھدر کے اندر ایک ایوان شمال
ویہ جسمین ناظم صوبہ کی کچہری ہوا کرتی تھی اسی بہادر خان کا تعمیر کیا ہوا تھا ۔

قطب الدین خان فوجدار بروده کو حکم ہوا کہ تا وقتیکہ ناظم صوبہ جدید تعین نہو گجرات کی صوبہ داری کا انتظام تمہاری زیر نگرانی
تھا گیا ہے ۔ ناظم صوبہ کی تنخواہ مین جسقدر محالات جاگیر دئے جاتے تھے وہ تمام ضبط ہوکر سرکار خالصہ شریفہ مین داخل کر دئے گئے ۔

مہاراجہ جسونت سنگھ کو دوسری مرتبہ صوبہ داری گجرات تفویض فرمانا اور خواجہ محمد ہاشم کی بعد شیخ نظام الدین احمد کو عہدہ دیوانی کا ملنا

۱۰۸۱ھ ہجری مین شاہی حکم سے مہاراجہ جسونت سنگھ مہم دکن پر مامور ہوکر برہان پور مین مقیم تھا اس عرصہ مین بہادر خان کو تبدیل
کرکے گجرات کی صوبہ داری مرحمت ہوئی حسب الحکم برہان پور سے روانہ ہوکر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین داخل احمد آباد ہوا ۔
سابق مین گجرات کا یہہ دستور تھا کہ ناظم صوبہ کو بعوض تنخواہ پرگنے جاگیر دئے جاتے تھے یہہ حکم منسوخ ہوکر سارے پرگنے خالصہ کر دئے
گئے مہاراجہ جسونت سنگھ کو بعوض جاگیر پٹلا دو صد دفعہ یہہ دو پرگنون کا چکلہ مرحمت فرمایا اور مہاراجہ کے پاس جسقدر سرکاری روپیہ
باقی تھا اوسکی نسبت یہہ حکم ہوا کہ ہر سال مبلغ دو لاکھ روپئے تا ادائے قرضہ سابق خزانہ مین وصول ہوتے رہین مگر مہاراجہ وکیلون نے
یہہ خبر سنکر حضور مین التماس کیا کہ سرکار نے بعوض پرگنون کے چکلے مرحمت فرمائے اونکی آمدنی بہ نسبت پرگنون کے بہت ہی کم رہ گئی ۔
علاوہ اوسکے پانچہزار سوار اونکی تنخواہ جو انتظام صوبہ داری کیلئے رکھی جاتی ہین دے دو لاکر سرکاری قسط کا دو لاکھ روپیہ ادا ہوسکے یہ ممکن
نہین بنابران حکم ہوا کہ ہر سال فصل خریف اور فصل ربیع مین پچاس ہزار روپیہ وصول لئے جائین آئندہ جو اقساط بندی مقرر ہوگی ہو جب
وسکے تعمیل ہوتی رہے اسی امر مین ایک فرمان وزیر الممالک اسد خان کی مہر سے مزین ہوکر دیوان صوبہ کے نام صادر ہوا ۔

طالب علم وغیرہ کو بایا شاہی سند سے روزانہ ایک روپیہ خزانہ سابر سے ملا کرتا تھا اس امر مین درخواست کیگئی کہ سابق مین گجرات کا
سیہ بوزن اکتیس ماشہ مروج تھا اوسی حساب سے طلاب وغیرہ کو یومیہ تنخواہ دیجاتی تھی فی زمانہ سکہ مبارک کا پیسہ چودہ ماشہ کا معین ہوا
لہذا اہل کاران مہمات سند جدید طلب کرتے ہین بنابران حکم ہوا کہ حسب قانون دس کے بدلے پندرہ پیسے دئے جائین ۱۰۸۲ھ ہجری مین
فرمان والاشان بنام دیوان صوبہ محمد ہاشم صادر ہوا اوسکی نقل بجنسہ تحریر ہے ۔

نقل فرمان عدالت عنوان درضمن بیان تعیین ۳۲ فضلی

تاریخ ۲۹ صفر سنہ ۱۵ جلوس مبارک ۔ کارپردازان و متصدیان صوبہ احمد آباد عنایت بادشاہی سے امیدوار ہوکر دریافت کرین
کہ فی زمانہ ہمارے حضور مین ایسا ظاہر ہوا کہ جو لوگ کسی تقریب سے مقید کئے جاتے ہین اونکے مقدمے اہل کاران عدالت جلد فیصل
کرکے مدت دراز تک لٹکا رکھتے ہین اور اونمین جو بیگناہ قرار دے جاتے ہین وہ مثل مجرمون کے بے جرم وخطا زمانہ دراز تک مقید

رہا کرتے ہین لہذا تاکید دیجاتی ہے کہ مجرم کو سزائے اعمال دیجائے اور بیگناہ بہت جلد قید سے رہائی ملے ۔ چونکہ ہماری ہمت حق شناس ونیت عدالت اساس ہمیشہ اس امر کی مقتضی رہی کہ جب خلق خدا ہماری سایہ عاطفت مین سپرد کیگئی ہے تو ہمکو لازم ہے ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی متنفس بیگناہ مقید نہو اور گنہگار سزائے اعمال سے بری ہو جائے بنا بر آن ہم حکم فرماتے ہین کہ فرمان ہذا مین جو شمس قلمین تحریر کیگئی ہین مطابق اونکے تعمیل کیجائے یا کسی فرد بشر پر بے موجب ظلم وستم روا نہ رہے اس امر مین تاکید بلیغ تصور کرنا اور برخلاف تعمیل کرنیوالا مجرم قرار دیا جائیگا ۔

پہلا ۔ جو کوئی گناہ دزدی مین گرفتار ہو کر عدالت مین حاضر کیا جائے وبوقت تحقیقات خود مجرم گناہ کا اقرار کرے یا گواہون سے اثبات ہو تو قاضی کو لازم ہے کہ بموجب حد شرعی سزائے گناہ تجویز کرکے مقید رکھا جائے تاوقتیکہ آئندہ کیلئے تائب نہو رہائی نہ ملے ۔

دوسرا ۔ کوئی مجرم چوری کرکے فرار ہو جائے اور بوقت گرفتاری بحالت اثبات گناہ مجرم کیلئے سزائے موت تجویز ہو ورنہ دار پر رکھا جائے چونکہ شاید یہہ گناہ دفعہ اول ہی مین اوس سے سرزد ہوا ہو ۔

تیسرا ۔ جس مجرم نے ایک ہی مرتبہ چوری کی ہو وبحالت اثبات گناہ مال دزدی بقدر نصاب یا اوس سے کم قیمت کا ہو تو حد شرع لازم نہین آتی فقط مجرم کو تعزیر کردیجائے اور بر تقدیر بار ہا یہہ فعل سرزد ہوا ہو تو بعد تعزیر اوسوقت تک مقید رکھا جائے کہ آئندہ اس فعل سے توبہ کرے ۔ اور اگر اوسی مجرم نے توبہ شکنی کرکے پھر چوری کی ہو تو ایسے مجرم کو خواہ سزائے دائم الحبس یا موت تجویز ہو اور مال دزدی اور ثبوت حقیت مالک کے سپرد کردیا جائے اور اگر مالک بروقت موجود نہو تو خزانہ بیت المال مین امانتاً رکھا جائے

چوتھا ۔ جس مجرم نے دو مرتبہ چوری کرکے سزائے حد شرعی بھگتی ہو اور پھر تیسری بار چوری کرے تو ایسا مجرم اوچکا اور بدمعاش کہا جاتا ہے ہر مرتبہ اوس سے ایسے ہی افعال صادر ہوا کرتے ہین تو بحالت ثبوت گناہ بعد تعزیر بلا میعاد مقید رکھا جائے تاوقتیکہ توبہ نکرے رہائی نہو ۔ اور بر تقدیر بعد رہائی توبہ شکنی کرکے پھر مرتکب ہو تو ایسا مجرم دائم الحبس رکھا جائیگا ۔

پانچوان ۔ کفن چور نے قبر توڑ کر کفن چورا لیا ہو تو بوقت گرفتاری واثبات جرم ایسے مجرم کیلئے سزائے تعزیر کافی ہوگی اور اگر اوسی مجرم نے یا کسی دوسرے نے بھی پیشہ اختیار کیا ہو تو ناظم صوبہ کو اس امر مین غلبہ حاصل ہے کہ باتفاق رائے متصدیان عدالت ایسے مجرم کیلئے سزائے اخراج بلد یا قطع الیدین (دونون ہاتھونکا کاٹنا) تجویز کیا جائیگا ۔ اور بر تقدیر بار دگر اسی گناہ مین گرفتار ہو کر حاضر عدالت کیا جائے تو سزائے تعزیر سخت تجویز ہوگی اور اگر اس سے بھی متنبہ نہوا اور پھر گرفتار ہو کر حاضر کیا گیا تو بعد ثبوت جرم دائم الحبس رکھا جائیگا اور مال مسروقہ قاضی کے پاس بھیجدیا جائے تا مطابق حکم شرع شریف تعمیل ہو ۔

چھٹا ۔ جس مجرم نے پیشہ ڈاکہ زنی اختیار کیا ہو اور گرفتار ہو کر عدالت مین حاضر کیا جائے وبحالت اقرار مجرم یا گواہون سے اثبات جرم ہو تو قاضی کو لازم ہے کہ بقدر گناہ اپنے سامنے حد شرعی جاری کرے یا جرم اوسکا بحد شرعی یا قابل قتل نہو تو باتفاق رائے ناظم صوبہ متصدیان عدالت سزائے سیاست تجویز کردیجائے ایسے مجرم کیلئے اسیقدر سزا کافی ہوگی ۔

ساتوان ۔ کوئی مجرم گرفتار ہو کر مال مسروقہ کسی اور کے یہان رکھا ہوا ظاہر کرے وبوقت تحقیقات مال بھی اوسکے یہان سے نکالا جائے اور اوسپر یہہ بھی ثابت ہو کہ چوری کرنیوالے کا معاون یا مددگار ہے بشرطیکہ یہہ گناہ پہلی مرتبہ اوس سے سرزد ہوا ہو تو فقط تعزیر کرکے چھوڑ دیا جائیگا وبحالت اثبات پیشہ علاوہ تعزیر تاوقتیکہ متنبہ نہو مقید رہیگا ۔ اور بر تقدیر پھر ایسی ہی جرم مین گرفتار ہو کر

حاضر کیا جائیگا تو سزائے دائم الحبس تجویز ہوگی اور مال مسروقہ بعد ثبوت حقیت مالک شرعی کو ملیگا ورنہ درصورت دیگر خزانہ بیت المال مین رکھا جائیگا۔ اور اگر عدالت مین یہہ بات ظاہر ہوگی کہ مدعا گار وزدنے مال مسروقہ نادانستہ خرید کیا ہوا ثابت ہوگا تو سزائے مذکور الصدر سے بری الذمہ سمجھا جائیگا اور مدعی دعالت اثبات حقیت مال پانیکا مستحق ہوگا ورنہ مال مسروقہ راہ اللہ خرچ کیا جائیگا۔

آٹھوان ۔ مفسدان مفتری جسکو ڈاکو کہتے ہین اور وہ لوگون کے مکانونمین پھاند پھاند کر آدمیون کو اذیت دیتے ہین بلکہ بعض گھر والون کو کس بیرحمی سے قتل کرکے سارا مال متاع لوٹ کر لیجاتے ہین ایسے مجرمون کو بعد ثبوت جرم سیاست ہوگی

نوان ۔ کرایسے زمیندار اکثر سرکش مفسد ہوا کرتے ہین اور عوام خلق اللہ کی ایذا رسانی اونکی طینت مین مخمر ہوتی ہے ایسی قوم اظلم کی سرکشی اور فتنہ پردازی سے خلق اللہ کو نجات دلوانا ضروری امر ہے جسوقت انکی سرکشی ثابت ہوجائے تو سزائے سیاست تجویز کیجائے۔

دسوان ۔ اکثر بدمعاش سی سے لوگونکی گردنین دبا دبا کر مجبور کرکر کے مال لوٹ لیا کرتے ہین تو بعد ثبوت جرم تعزیر شرعی تجویز کرکے تائب ہونے تک مقید رکھے جائین اور اگر کسی بدمعاش نے بھی پیشہ اختیار کیا ہو اور عوام مین مشہور ہوکر ناظم صوبہ تک بدمعاشیان ظاہر ہوگئی ہون اور نیز مجرم کے قبضہ سے مال مسروقہ معہ اسباب اثاثہ برآمد نکالا جاکر عدالت مین حاضر کیا جائے اور ناظم صوبہ و متصدیان عدالت کے نزدیک یہہ امر بالیقین سمجھا جائے کہ مجرم مذکور کا بھی پیشہ ہے اور آئندہ بھی متنبہ نہوگا تو ایسے مجرم کیلیے سزائے سیاست تجویز کرنا افضل ہوگا۔

گیارہوان ۔ کوئی بدمعاش افعال ناجائز مثلاً چوری کرنا یا رستہ لوٹنا یا آدمی کی گردن دبا کر یا قتل کرکے مال لیجانا وغیرہ جرایم ایذا رسانی مین متہم ہوکر گرفتار کیا جائے و ناظم صوبہ و متصدیان عدالت کے نزدیک تشکی سمجھا جائے کہ اس سے بارہا ایسے ہی افعال قبیحہ سرزد ہوا کیے ہین تو مجرم مذکور اسوقت تک مقید رکھا جائے کہ آئندہ کیلیے متنبہ ہوکر تائب ہونا ثابت کرے اور اگر کسی مدعی نے اوسی مجرم پر چوری وغیرہ جرایم کرنیکا دعوہ کیا ہو تو فریقین کو عدالت مین پیش قاضی حاضر کردیا جائے۔

بارہوان ۔ بعض مفسدونکا یہہ وتیرہ ہوا کرتا ہے کہ اکثر مکانون کو آگ لگا کر منتظر رہتے ہین تاکہ شعلہ بلند ہوکر زبانین نکال نکالکر لوگون کو بلانے لگتا ہے ایسے ازدحام عام مین قابو پاکر مکان آتش زدہ سے مال و اسباب اوٹھا کر بیدھڑک لے جاتے ہین یا بعض اوقات اشیائے منقولی مثلاً گانجا بنگ دھتورہ وغیرہ بیہوش کرکے مال موجودہ بخوف ہراس چرا کر لیجاتے ہین جب ایسے مجرم گرفتار ہوکر حاضر کیے جائین وبحالت اثبات جرم سخت تعزیر دیکر مقید رہین تاوقتیکہ توبہ نکرین اور کسی مجرم نے ہر مرتبہ سزائے جرم بھگت بھگت کر توبہ شکنی کی ہوئی ہو تو ایسون کیلیے سزائے سیاست تجویز کرنا افضل ہوگا اور مال مسروقہ کا کوئی مدعی حاضر ہوکر دعوہ کرے تو عدالت مین قاضی کے پاس بھیجدیا جائے تا بعد تحقیق و ثبوت حقیت تاوان مسروقہ یا محرقہ مجرم سے دلایا جاویگا۔

تیرہوان ۔ بدمعاشونکا جم غفیر متفق ہوکر بغاوت کا پیرو ہوجائے اور بحالت موجودگی اسباب جنگ ہنوز لڑائی کا موقع نہ ظاہر ہو تو قبل از وقوع واقعہ باغیون کو گرفتار کرکے مقید رکھے جائین تاوقتیکہ توبہ کرکے متنبہ نہون رہائی نہ ملے اور بر تقدیر اوسی گروہ نے کسی جائے مستحکم کی آڑ پکڑ کر لڑائی جاری کردی ہو تو اہالیان فوج کو لازم ہے کہ مقابلہ کرکے بہر صورت گروہ باغیونکا استیصال کردیا جائے یہہ اونکا فرض منصبی سمجھا جائیگا اور وقت مقابلہ گروہ باغی سے جسقدر زخمی یا فراری گرفتار ہوجائین فوراً تہ تیغ بٹھا دیے جائین

دیجائے انتشار جمعیت مدعی تعاقب نکیا جائے اور نہ زخمی قتل ہون اور درصورت استقامت کوئی مجرم گرفتار ہو تو تحقیقات کرکے سزائے موت دیجائے یا مقید رہے اور اگر گروہ متفرق شدہ سے من حیث المجموع یا بہ نفس نفیس کوئی مجرم اپنے گناہون سے پشیمان ہوکر تائب ہوجائیگا اور اوس سے آیندہ کیلئے اصدار جرم کا اطمینان کرلیا جائیگا تو جو مال و جنساس بھاگ کے وقت سرکاری ملازمون کو ملا ہوگا وہ اوسکے پانیکا مستحق سمجھا جائیگا۔

چودھوان ۔ کوئی کھوٹا روپیہ بنانیکے جرم مین پہلی مرتبہ گرفتار کیا جاوے تو بعد ثبوت جرم تعزیر شرعی کرکے ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا جائیگا اور بر تقدیر بھی پیشہ اختیار کیا ہوا اثبات ہوگا تو بعد تعزیر مقید رکھا جائیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے اور بر تقدیر توبہ شکنی واقع ہوکر مرتکب فعل ناجائز ہوا ہو تو دائم الحبس رکھا جائیگا۔

پندرھوان ۔ کسی نے دیدہ و دانستہ روپیہ بنانیوالے سے روپیہ لیکر بعوض عیار کامل بازار مین جنس غلہ وغیرہ کے بدلے دیا ہو اگر گرفتار ہوکر اثبات جرم ہوگا تو اوسکے لئے سزائے تعزیر تجویز ہوگی اور اگر بار دگر اوسی جرم مین گرفتار ہوگا تو تا وقتیکہ توبہ نکرے مقید رہیگا۔

سولھوان ۔ جسکے قبضہ سے عیار ناکامل روپیہ گرفتار کیا جائے و بوقت تحقیقات نہ بنانیوالا یا فروخت کرنیوالا ثابت ہو تو کھوٹا روپیہ لوٹکر گرفتار کو رہائی ملیگی اور اگر دونون باتین اوسی پر ثابت ہون تو محض سزائے تعزیر دیکر چھوڑ دیا جائیگا۔

سترھوان ۔ جو بدمعاش مکر و فریب کیمیاگری لوگونکا مال ہڑپ کرتا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ توبہ نکرے اور مال مغرورنہ بعد ثبوت حقیت مالک کو دلا دیا جائیگا اور بحالت عدم موجودگی مالک مال بیت المال مین محفوظ رہیگا۔

اٹھارھوان ۔ کسی سفاک نے بطمع مال و دولت کسی بیگناہ کو فریب سے زہر دیکر مار ڈالا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھا جائے تا آیندہ ایسی حرکت نکرے۔

اونیسوان ۔ کسی جلساز نے یا لڑکا خواہ لڑکی کو ورغلا کر اوسکے ورثا کے پاس سے نکالکر کہین اور جگہ لیگیا ہو اور گرفتار ہوجائے تو بعد ثبوت جرم اوسوقت تک مقید رہے کہ مغرورہ عورت شوہر کو یا لڑکا لڑکی ماں باپ یا والی کو سپرد نکر دیجائے اگرچہ مجرم کا زمانہ حیات قید ہی مین ختم کیون نہو رہائی نہ دیجائیگی اور بوقت تحقیق اس امر کا اثبات ہو کہ مجرم کے گرفتار ہونے سے پہلے بھگائی ہوئی عورت یا لڑکا لڑکی مرچکی ہین تو مجرم کیلئے سزائے سخت تجویز ہوگی یا سارے شہر مین تشہیر کرکے اخراج بلد کردیا جائیگا علاوہ زن دلالہ کسی عورت یا لڑکی کو بدراہ ہونیکی تعلیم کرکے لوگون کے یہان امر ناجائز کرنیکے لئے لیجایا کرتی ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر دیکر مقید رکھی جائیگی تا وقتیکہ تائبہ ہو رہائی نہ ملیگی۔

بیسوان ۔ کوئی اوباش جرم قمار بازی مین گرفتار کیا جائے بوقت تحقیقات جرم بھی ثابت ہو تو مجرم کو تعزیر دیجائیگی یا کسی نے پیشہ قمار بازی اختیار کیا ہو تو تعزیر کرکے مقید رکھا جائیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے درصورت توبہ شکنی سزائے دائم الحبس تجویز کیجائیگی اور جو مال بذریعہ قمار بازی اوسکے پاس موجود ہوگا تو بعد ثبوت حقیت مالک کے سپرد کردیا جائیگا اور بر وقت مالک موجود نہو تو بیت المال مین محفوظ رکھا جائیگا۔

اکیسوان ۔ کسی شراب فروش نے اسلامی شہر و دیہات مین ایک مرتبہ شراب فروخت کی ہو تو بعد ثبوت تعزیر دیجائے اور برخلاف

وسکے بارھا مرتبہ یہہ امر واقع ہوا ہو باوجود امتناع باز نہ آیا ہو تو ایسے مجرم کو سزائے تعزیر ہو کر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ توبہ
کرے رہائی نہو۔

بائیسوان ۔ جس نے شراب بنانیوالے کو نوکر رکھکر شراب فروشی کا پیشہ اختیار کیا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر کرکے مقید رکھا جائے
بشرطیکہ مجرم روشناس نہو ورنہ درصورت روشناسی کیفیت حضور مین گذارش کردیجائے اور شراب کشی کیلئے سزائے تعزیر و تنبیہ تجویز کیجائے

تیئیسوان ۔ بنگ گانجہ وغیرہ اشیائی منشی کا بیچنے والا بعد ثبوت جرم تعزیر کا مستحق ہوگا و درحالت اختیار پیشہ علاوہ تعزیر مقید
رہیگا تا وقتیکہ توبہ نکرے رہائی نہو گی۔

چوبیسوان ۔ کسی بدمعاش نے کوئی بھلے مانس کو دھوکا دیکر دریا یا تالاب مین ڈبا دیا ہو خواہ کوئین مین جھونک دیا ہو یا کسی پہاڑ
خواہ بلندی سے نیچے گراکر جان سے مار ڈالا ہو تو بعد ثبوت جرم تعزیر کرکے مقید رکھا جائے اور اگر قاتل کے ذمہ خونبہا شرعاً لازم آتا ہو
تو بشرط رضامندی وارثان مقتول خونبہا دلا دیا جائیگا اور بتقدیر اوسی مجرم سے بارھا ایسے ہی افعال کا صادر ہونا دریافت ہو تو مجرم
سزائے سیاست کا مستحق سمجھا جائیگا۔

پچیسوان ۔ کوئی بدکار کسی بھلے آدمی کے گھر مین گھس کر فساد برپا کرے تو بعد ثبوت قابل تعزیر سخت ہو کر مقید رکھا جائے تا وقتیکہ
دیگر ایسے افعال قبیحہ کا متنبہ نہو رہائی نہ ملے۔

چھبیسوان ۔ کسی غازی حاکم کے سامنے بلا وجہ کسی بھلے مانس کی نسبت غمازی کرکے نقصان مال کیا ہو خواہ پیشہ غمازی اختیار
کرکے لوگونکی ایذا رسانی کرتا ہوا ثابت ہو تو بعد ثبوت مجرم کیلئے سزائے سیاست تجویز ہوگی ورنہ درصورت اول بعد سزائے تعزیر مقید رہیگا
تا وقتیکہ آئندہ کیلئے توبہ نکرے رہائی نہو اور غمازی سے جسکو نقصان پہونچا ہو مجرم سے تاوان دلا دیا جائے۔

ستائیسوان ۔ ذمی یا ذمیہ نے اصل کتاب مثلاً یہود و نصاریٰ اجزیہ گذار اسلام کو مرد ہو تو ذمی اور عورت کو ذمیہ کہتے ہین کسی مسلمان مرد
عورت کو اپنی خدمت کیلئے رکھا ہو یا ذمی مرد نے مسلمان عورت کو خواہ مرد مسلمان نے ذمیہ غیر کتابیہ (غیر کتابیہ وہ ہے جو اصل کتاب نہو) عورت کو
زوجیت مین داخل کرے تو دار اللہ الشرعیہ مین قاضی کے پاس حاضر کردئے جائین تا موافق شریعت غرا تعمیل کیجائے۔

اٹھائیسوان ۔ لونڈی باز۔ زانی۔ گانڈو۔ شرابی بلکہ اشیائے منشی کے استعمال کرنیوالے اور مرتد اور نافرمان حکم قاضی اور لونڈی
غلام جو مالک کے گھر سے بے اجازت بھاگ نکلے ہون اور مقروض و قرضخواہ یہہ تمام شخصون کو دار شریعت مین حاضر کردیا جائے تا حسب الحکم
قاضی اونکے کیلئے تعمیل ہوگی۔

اونتیسوان ۔ قانون کا قتل کرنا از روئے شرع شریف ثابت ہو چکا ہو اور نیز از روئے عرف قابل یقین ہو تا ہم مجرمون کو مقید رکھکر حضور
مین کیفیت گذارش کردیجائے۔

تیسوان ۔ کسی اصل غرض نے کسی لڑکے کو خواجہ سرا بنایا ہو تو بعد ثبوت تعزیر کرکے مقید رکھا جائے تا وقتیکہ آئندہ کیلئے تائب نہو
اور اگر لڑکے کا والی مدعی ہو تو مقدمہ عدالت مین قاضی کے سامنے پیش کردیا جائے۔

اکتیسوان ۔ کوئی بدراہ سرگروہ بدعتیان بنکر عوام کو جانب بدعت توجہ دلاتا ہوا ظاہر ہو جائے اور نیز احتمال از دیاد بدعت
متصور ہو تو بعد ثبوت جرم مستحق سیاست سمجھا جائیگا۔

تینتیسوان ۔ محکمہ فوجداری وغیرہ سے قیدی صوبہ دار کے پاس بھیجے جاتے ہین فوراً تحقیقات کرکے اگر معاملہ اونکا متعلق خالصہ شریفہ ہو تو منصدیان مال کے سپرد کردئے جائین اور تاکید دیجائے کہ مقدمہ کو لٹکا نہ رکھکر جلد فیصلہ کردیا جائے ورنہ حسب دفعات مرقوم القدر تعمیل کیجائیگی اور ہر ماہ مین ایکبار کچہری و چبوترہ کوتوالی کے متعلق قیدیونکی تحقیقات ہوا کرے جو بیقصور دریافت ہون وہ چھوڑ دئے جائین اور مجرمونکی نسبت منصدیون کو تاکید دیجائے کہ مقدمات کا جلد فیصلہ کرکے مجرم سزا پانیکے مستحق کو سزا دیجائے ۔

چونتیسوان ۔ منصدی کسی مجرم کو کوتوالی چبوترہ مین چالان کرے یا خود مدعی مجرم کو حاضر کرے خواہ کوتوالی پیادہ گرفتار کرکے پیش کرے تو کوتوال کو لازم ہے فوراً تحقیقات کرکے مجرم بیگناہ ثابت ہو تو اسیوقت چھوڑ دیا جائے اور جو کسی مدعی کو مجرم کے ساتھہ معاملہ شرعی واقع ہو تو عدالت مین رجوع کرے اور مالی معاملہ کی نسبت صوبہ دار کے پاس حاضر کرے تا موافق تحریر ناظم صوبہ تعمیل ہوتی رہے اور اگر خود قاضی کسی مجرم کو چبوترے مین چالان کرے تو منصدی چبوترہ بدون حصول رقعہ دستخطی قاضی مجرم کو مقید نرکھے اور درصورت انقضاء مدت بعد گذر جانے ایام معہودہ کے کارپرداز کوتوال مجرم کو منصدیان عدالت کے پاس روانہ کرے یا چھوڑ دیا جائے خواہ ہر روز عدالت مین حاضر کرکے مقدمہ کا انفصال بہت جلد کرادیا جائے ۔

مورخ کو نقل فرمان بہت ہی پرانی کرم خوردہ دستیاب ہوئی اکثر جگہ کیڑون نے کھا کھا کر بیجیثیت باقی نچھوڑی تھی ۔ کوئی جملہ ایسا نتھا کہ اپنی اصلی حالت پر مبنی ہو علاوہ اوسکے نقل نویسونکی غلط فہمی نے اور بھی خاکہ اوڑایا تھا جسکا پڑھنا منتہی کے لئے آسان نتھا غرض ہر حالت قابل غور و تامل تھی مورخ نے بڑی مشکل سے بقدر مقدور مرتب کرکے درج کتاب کی ۔

ایضاً حسب الحکم نقل فرمان بنام دیوان صوبہ

وزارت پناہ کفالت دستگاہ خواجہ محمد ہاشم محفوظ رہین ہمکو ایسا دریافت ہوا کہ منصدیان کارپردازان صوبہ احمد آباد مقدمات اصل معاملہ زیر تحقیقات مدت دراز تک لٹکا رکھتے ہین اور جلد فیصلہ نہین کرتے تا بیگناہ کو قید سے رہائی ملے اور مجرم کو سزائے اعمال دیجائے بنابران ایک تاکیدی فرمان منصدیان صوبہ کے نام بھیجا گیا ہے اوسمین صاف طور پر بتا دیا ہے کہ مقدمونکی تحقیقات حسب دفعات فرمان والاشان بلا درنگ و تعویق وقتاً فوقتاً ہوتی رہے یا کوئی متنفس بیجرم و خطا مقید نرکھا جائے لازم ہے کہ تم بھی باتفاق رائے ناظم صوبہ ہر امر مین مطابق فرمان تعمیل کرتے رہو اور کل کیفیت متعلقہ صوبہ بارگاہ والا مین گذارش ہوتی رہے اس امر مین تاکید بلیغ تصور کیجائے ۔

آپکو یاد ہوگا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ مرزا خان نامی افسرونمین شمار کیا جاتا تھا بادشاہی عنایتون نے پے در پے ترقی کرتے کرتے وقتاً مہم دکن کی سرداری سپرد کردی ۔ اسکو چند ہی روز گذرے تھے کہ ہم نے دیکھا وہی مرزا خان خدا جانے کس بات سے معتوب درگاہ ہوکر اثاثہ سرداری و لوازم جاہ و حشم سارا کا سارا کھو بیٹھا اب نہ گھوڑا ہے نہ ہاتھی ۔ نہ علم نہ نقارہ سب سرکار مین ضبط کرلیا گیا ۔ اگلے زمانہ کا یہہ بھی ایک دستور تھا کہ جس کسی سردار پر عتاب شاہی نازل ہوتا اوسکو حکم دیا جاتا کہ ہندوستان چھوڑ کر زیارت حرمین الشریفین کو چلا جاوے حسب دستور مرزا خان بھی عربستان جانے پر مجبور ہوا ۔ حکم پاتے ہی احمد آباد کو خبر باد کہکے نواحی جالور مین پہونچا اس عرصہ مین عمدۃ الملک اسد خانکی عرض معروض سے عتاب سلطانی برطرف ہوا فقط اسقدر حکم سنایا گیا کہ فی الحال احمد آباد مین مقیم رہے بشرطیکہ کوئی منصب دار تعینات احمد آباد اوسکے ساتھہ ملنا جلنا روا نہ رکھے ۔

زمیندار رہا لار مسمّی تماجی قرابت دار جام کو قطب الدین خان نے اپنے زمانہ صوبہ داری مین نوانگر سے اخراج کرکے اسلامی تصرف جاری کردیا تھا اوسی دن سے نوانگر کا نام اسلامی نگر مشہور ہوا عہدہ دیوانی و فوجداری اور منڈیچی داروغگی سرکار شاہی کیطرف سے ملازمان درگاہ کو سپرد کرکے فیصدی پانچ روپے حضور سے علحدہ معین کردئے گئے تماجی اخراج بلد ہوکر ایدر اودہر پریشان پھر رہا تھا جب سنا گیا کہ صوبہ داری گجرات راجہ جسونت سنگھ کو تفویض ہوی کسی ذریعہ سے سلسلہ جنبانی کرکے مہاراجہ کا اطمینان کردیا کہ اگرچہ میری حرکات ناشایستہ نے مجکو یہانتک آوارہ کر رکھا ہے کہ مین کسی قابل نہین رہا مین نہایت نادم ہوکر موددبانہ اقرار کرتا ہون کہ آیندہ کسی وقت فرمان شاہی کی مخالفت نکرونگا بلکہ اس امر کا معاہدہ تحریر کئے دیتا ہون آپ میرے لئے کوئی ایسی تحریر کرین جسمین مین اپنی پوری تسلی کرسکون یہہ کیفیت سنکر کچھ تو خیال ہمقومی اور کچھ اوسکی قدامت سے راجہ جسونت سنگھ کو رحم آیا بذریعہ عمدۃ الملک حضور مین عرض معروض کرکے تماجی کو عتاب شاہی سے نجات دلوائی اور معاہدہ لکھوا کر خاص اوسکے لئے جو منصب دلیر خان نے زمانہ فوجداری مین مقرر کردیا تھا از سر نو دلوادیا علاوہ اسکے اور مناصب جو اوسکے بھائیون کیلئے اوس زمانہ مین معین کردئے گئے تھے وہ بھی بحال و برقرار رہے بلکہ اوسکے تابعی سوارون کا داغ تصحیح معاف کردیا گیا حکومت اسلام نگر از سر نو مرحمت فرمائی علاوہ حکومت چھتیس مواضع متعلقہ اسلام نگر اوسکی ہمقوم راجپوت عزیز و اقارب جو قوم چاربیچہ سے مشہور تھے انعاماً عطا ہوئے۔ تماجی مذکور بالذات ایکہزار اور سات سو سوار کا منصب اور بھول کو تین سو ذاتی اور ڈیڑھ سو سوار کا منصب و مہر اس کو دو سو ذاتی و ایک سو سوار کا منصب عطا فرمایا اور تماجی کا بڑا لڑکا مسمّی لاکھا جو اسوقت حضور مین حاضر تھا دو سو ذاتی اور ساٹھ سوار کا منصب حاصل کرکے اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور اوسکے دوسرے لڑکے مسمّی رنمل کو ڈیڑھ سو ذاتی اور پچاس سوار کا منصب مقرر ہوا اور داغ تصحیح بھی فقط اوسکے ذاتی اور اوسکے بھائی و لڑکون کے گھوڑونکا معاف کردیا گیا اور اس امر کی سخت تاکید ہوگئی کہ اسلام نگر کے ضلع مین امور دینیہ و رسوم شرعیہ مروج کیگئی ہین اوسمین کسی قسم کا ہرج و نفع نہو اور مطابق قانون شاہی ہمیشہ اطاعت و فرمان برداری کرتا رہے۔ اسی مضمون کا ایک فرمان عالیشان محررہ نوربیع الثانی سنہ ۱۰ جلوس مبارک بنام دیوان سورٹھ مسمّی شمس الدین صادر ہوا تھا۔

اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین راجہ ٹوڈرمل صوبہ گجرات کے انتظام کیلئے بھیجا گیا تھا زمیندار مذکور بذریعہ شیر خان گجراتی راجہ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا ہنگام ملاقات شیر خان نے ظاہر کیا کہ سلطان مظفر گجراتی کے عہد سلطنت مین زمیندار مذکور کو چار سو گاؤن در دبست اور چار ہزار گاؤنکا چوتھا حصہ بابت حق زمینداری معاف و مرفوع القلم کردیا گیا تھا اور زمیندار بحیثیت پانچہزار سوار اور چار ہزار پیادے بادشاہ کے حضور مین رضا تھا۔ جب یہہ کیفیت بزبانی شیر خان راجہ ٹودرمل نے سنی نوانگر کی زمینداری معاف فرماکر فقط تین لاکھ محمودی اور ایک سو کچھی گھوڑے بطور پیشکش سالانہ مقرر کیا علاوہ اوسکے زمیندار کو چار ہزاری ذات اور چار ہزار کا منصب معین کردیا۔ یہہ انتظام شاہزادہ سلطان محمد مراد بخش کی صوبہ داری کے آخر زمانہ تک جاری رہا تھا مگر مہابتخانکی صوبہ داری اور قطب الدین خانکی فوجداری کے زمانہ مین زمیندار مذکور مارا گیا اور اسلام نگر مین اسلامی پھر برپا ہونے لگا جو اسوقت تک کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوا تھا مگر مہاراجہ جسونت سنگھ نے ہمقومی کی ہمدردی سے حضور مین عرض معروض کرکے زمیندار تماجی کو از سر نو نوانگر مین آباد کیا اور انتظام جدید حسب الحکم معین ہوکر تا زمانہ حیات عالمگیر جاری رہا یعنی سرکار اسلام نگر امرایان متعینہ صوبہ کو جاگیر دیا جاتا تھا اور جام زمیندار بذات خود موضع کھمبالہ مین مقیم رہکر شاہی خدمت بجالاتا اور سرکار شاہی سے اسقدر علاوہ یعنی خود جاگیردار و فوجدار و تحویلدار اور داروغہ منڈی اسلام نگر مین۔

ہمیشہ رہا کرتے اور حسب قانون مروجہ رعایا سے محصول لیا جاتا جبتک عالمگیر ایسا بادشاہ تخت سلطنت پر متمکن رہا تمام قلمرو ہندوستان کے کسی زمیندار یا حاکم کو مجال عدول حکمی نتھی۔ جب اورنگ زیب اورنگ سلطنت دنیاوی کو خالی کر دیا پھر ایسا بادشاہ آجتک تخت طاؤسی پر متمکن نہوا بلکہ قواعد منضبطہ کی مضبوط رسی سے سارے ہندوستان کو اس سرے سے اوس سرے تک باندہ کر قبض و بسط کا سر اپنے ہاتھ مین رکھا تھا اوسکا تحفظ و احتیاط اوسکے جانشینون سے ہرگز نہوسکا انتظام کرنا تو بڑی بات تھی آخر یہہ نوبت ہوئی کہ سارے ہندوستان مین کوئی زمیندار جاگیردار ایسا نرہا جو فرمان شاہی سے خوف زدہ ہوکر نافرمانیکی لمبی لمبی سڑکون پر نہ دوڑا ہو جام زمیندار بھی ضعف سلطنت دیکھکر اسلام نگر پر قابض ہوگیا اور فوراً ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار کروایا سابق مین خوف سلطانی سے کبھی موتی نکلوانے کا خیال تک نکیا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ مبادا میرے ملک مروارید خیز کی خبر دربار تک پہونچی تو غضب ہی ہوجائیگا اور پھر مین کہین کا نرہونگا چونکہ فی زمانہ سلطنت کا وہ دبدبہ جاتا رہا کھلے خزانے غواصون کو بھیجکر دریائے شور کے کنارے سے موتی نکلوانے لگا۔ اگرچہ جام نگری موتی بظاہر آب و رنگ مین عمدگی رکھتا ہے مگر اسقدر پایدار نہین ہوتا چند ہی روز مین نہ وہ آب باقی رہتا ہے نہ وہ خوش رنگی قیمت بھی گھٹ جاتی ہے اوسی زمانہ سے شاہی ملازمون کا تصرف بالکل جاتا رہا مگر بعض اوقات ناظم صوبہ کی فوجکشی پیشکش دینے پر مجبور کرتی وہ بھی جب سمجھ لیتا کہ اوسکی فوجی طاقت مجھسے کہین زیادہ ہے تب کچھ دے دلا کر رخصت کر دیتا اب جو دیکھو تو انتظام سابقہ کی ساری رسومات فوت ہوچکین برائے نام اتنا باقی رہگیا ہے کہ جو بیوپاری اسلام نگر مین مال لیجاتے ہین راھداری محصول نہین لیا جاتا۔ اوسی زمانہ مین سردار خان کو سورٹھ کی جاگیرداری اور فوجداری تفویض ہوئی اور جمادی الاول مین شیخ نظام الدین کو عہدہ دیوانی سپرد ہوا اور سنہ ۸۳ ہجری مین فرمان عالیشان دربارہ معافی ابواب ممنوعہ بنام دیوان صوبہ صادر ہوا۔

نقل فرمان

یا بیس ماہ محرم سنہ ۱۵ جلوس مبارک کفایت شعار نظام الدین احمد بادشاہی مہربانیون کے امیدوار ہوکر دریافت کرین کہ جسوقت یہہ فرمان تمھارے پاس پہونچے اسیوقت سے تعمیل کیجائے چنانچہ بادشاہ غفران پناہ علیین مکان شاہجہان جعل الجنۃ مثواہ کے زمانہ سلطنت کے بیسوین سال مین صوبہ گجرات کے جاگیردار وغیرہ ہندو سوداگرون سے جو محصول لیا جاتا تھا وہی بحال برقرار رکھا گیا مسلمان سوداگرون سے ایک حبہ محصول کا نہ لیا جائے اور سرکاری ابواب ممنوعہ کی ممانعت ہوچکی ہے اوس امر مین مزاحم نہون۔ **اوّل** سابق یہہ دستور تھا کہ بیوپاری یا بنجارے مال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا کرتے اونسے صیغہ راھداری فی گاڑی یا اونٹ خواہ بیل اثنائے راہ مین جاگیردار وصول لیا کرتے تھے وہ ہمیشہ معاف فرمایا آیندہ نہ لیا جائے **دوسرا**۔ مچھلی وغیرہ بقولات کا محصول معاف ہوگیا ہے ہرگز نہ لیا جائے۔ چنانچہ ماہی گیر دریا تالاب وغیرہ سے مچھلی شکار کرتے ہین ویسا ہی کسان اپنی کشت کاری سے ترکاری بھاجی از قسم بقولات لاکر بازار مین فروخت کرتے ہین اور اکثر غربا مزدور پیشہ گھانس لکڑی ڈھاک کے پتے اور اکثر درختونکی چھوٹی چھوٹی ٹہنیان جسکو پالا کہتے ہین اور خاص بکریونکی غذا ہے اور پوست تنبول وغیرہ جنگل سے کاٹ کا لکڑا لایا جاتا ہے جسکو اہل شہر اپنی ضرورتون کیلئے خرید کیا کرتے ہین اور وہ وہی بیچنے والون سے اور نیز قصاب اور گاؤ قصاب سے اون جانورونکا محصول جو وقت ذبحیت لیا جاتا ہے ہرگز نہ لیا جائے اور ارباب طرب وغیرہ سازندے جو اصل شہر کے یہان شادی بیاہ مین گا بجا کر کچھ انعام لیا کرتے ہین اور جسجگہ دریا خشک ہوکر صادر و وارد کیلئے دقت دور کر دیتا ہے تا بلا امداد غیری عبور

کر سکین یعنی مزرگاہون پر بعض بعض جگہ محصول لیا جاتا ہے اور اکثر جگہ دریا کے گھاٹون پر سوداگر اور مسافرون سے صیغۂ ملاحی سرکار مین محصول لیا جاتا ہے یا ملاحونکی اجرت سے کہین زیادہ سرکاری محصول کے برابر وصول ہوتا ہے اور اہل حرفہ کا صیغہ سارے مسلمانون سے تو معاف ہو چکا ہے مگر ہنود سے مختلف صیغے ابتک جاری ہین چنانچہ کسی قوم سے سالانہ کسی سے ماہانہ کہین ہفتہ وار کہین روزانہ کسی جگہ فصلی اور کہین قوم وار وغیرہ عیدی و دستار شماری و سر شماری و خانہ شماری تمام باتین لیجاتی ہین ۔ اور اقوام بنجارہ سے صیغۂ گھانس چرائی اور محصول تہ بازاری جو کپڑی پر چھاپ لگانیکا لیا جاتا ہے اور اوس کپڑا کا محصول جسمین شکر بنائی جاتی ہے یہہ سارے ابواب ممنوع ہو چکے ہین ہرگز نہ لئے جائین مگر محصول شکر تری حسب قانون معینہ وصول لیا جائے ۔ پتھر یا لوہے کے باٹ جنسے وزن کیا جاتا ہے وقت عیار کامل سرکاری مہر سے مرتب ہو کر رائج کئے جاتے ہین اوسکا بھی محصول معاف ہو گیا ہے نہ لیا جائے افتادہ زمین یا مکان خواہ کوٹھی وغیرہ خرید و فروخت کا محصول سرکار مین نہ لیا جائے ۔ دہوبی اور نیلی بھی محصول سے بری کر دئے گئے ہین ۔ کسی قسم کی گاڑی یا سواری کی ڈولی محافظین کو دیکھنے کا مجاز نہین ۔ اکثر مسافر متعلقین سفر کرتے ہین اونکی سواری یا اسباب کی گاڑی ۔ یا ڈولی خواہ اونٹ کا کجاوہ وغیرہ کو دیکھنے کا مجاز نہین نہ اونکے اسباب کی تلاشی لیجائے کہ شاید تمباکو نہو چنانچہ اکثر جگہ یکمان تمباکو تلاشی ہوا کرتی ہے ۔ سوداگر اور اہل حرفہ کو ہر قسم کا غلہ اور اقسام میوہ یا سمو چا آم کا باغ خواہ چند درخت ایسی سنگین قیمت سے دئے جاتے ہین جو واجبی اور مناسب قیمت سے کہین زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہی چیزین تیار ہو کر بازار مین لائی جاتی ہین تو اونکی قیمت بہ نسبت سابق اہل کاران منڈی گھٹی ہوئی لگاتے ہین یہہ طریقہ مذموم ترین خصایل مانا جاتا ہے فوراً مسدود کر دیا جائے ۔ نداف یا نیلی وغیرہ اقوام مرکز اصلی سے کسی شہر یا قصبے مین دوکانداری مرتب کرتا ہے تو بعض حاکم چودھری جبتک رقم معین اوس سے نہین لیتے دوکان داری کی اجازت سے محروم رکھا جاتا ہے ۔ اقوام بنجارہ کا یہہ دستور ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو غلہ وغیرہ بار کر کے لیجایا کرتے ہین ۔ عامل جدید جبتک پیشکش نہین لیتا اپنی حد معینہ سے آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیجاتی ۔ اصل شہر کے باشندون سے کسی نے شادی یا نکاح کیا تو وقت تولید فرزند صیغۂ شکرانہ اور جو کسی عورت نے نکاح ثانی کیا تو اوس سے جرمانہ لیا جاتا ہے ۔ وقت فیصلہ قرضہ فریقین سے صیغۂ قرضہ ادائے وصول ۔ لیا جاتا ہے ۔ کسی کا مال چوری گیا ہو تو تحقیقات کر کے مال واپس دلانیکا صیغہ مالک سے کم از کم چہارم حصہ لیا جاتا ہے محکمہ چنگی کے داروغہ بنجارہ سے وقت وزن کشتی صیغہ دھرن یا ڈنڈے داری بنا کر وصول لیا کرتے ہین ۔ کوتوالی چنگی کے ابواب سفدر لئے جاتے ہین چنانچہ سبزمنڈی کے مہتری ۔ میوہ فروشون سے فرمایشات میوہ ۔ قصاب سے گوشت علاوہ اونکے بعض لوگون کو بطور مدد معاش مقرری ملا کرتا ہے یہہ تمام باتین کوتوالی چبوترہ مین وصول ہوا کرتی ہین ۔ یہہ سارے ابواب مرفوع القلم کر دئے گئے آئندہ نہ لئے جائین ورنہ لینے والا معرض عتاب ہوگا ۔

یہہ فرمان ختم ہونیکے بعد حضور مین پرچہ گذرا کہ ڈاکچوکی والی میوری تحفظ راہ کا دباؤ ڈالکر مسافرون سے کچھ نکچھ لیا کرتے ہین گویا گویا صادر و وارد کے لئے بدعت تازہ پیدا ہو گئی ہے بنابران حضور سے کل ممالک محروسہ کے دیوان صوبون کے فرمان روانہ ہوئے کہ قوم میورہ پادشاہی احکام پہونچانیکے لئے معین کئے گئے ہین تاکید دیجائے کہ آئندہ مسافرون کو اس قسم کی اذیت نہ دیا کرے ۔ احکام سرکاری جہان کہین بھیجا جائے بعجلت تمام پہونچا کرین ۔

پرگنہ بھوربی کو عمدہ پیداوار آباد کرنیکے لئے دیوان صوبہ کے نام حکم پہونچا چونکہ چند روز سے حیثیت جاگیرداری سے مستثنی کر کے ممالک خالصہ شریفہ مین شامل کر دیا گیا تھا جب عزت افزائی ہو گئی تو ترقی کو بھی رتبہ حاصل ہوا ۔

بیشتر اس سے بعوض یومیہ وغیرہ پیسہ قدیم کے بدلے عالمگیری پیسہ ڈیوڑھا دینے کا حکم صادر ہوا تھا باروگر اوسکی تائید مین دوسرا فرمان بھی نازل ہوا کہ یومیہ والون کو پیسہ جدید ملا کرے تا رفتہ رفتہ مروج ہو جائے گا۔

محال پور بندر متعلقہ سرکار سورٹھہ خالصہ شریفہ مین شامل تھا زمیندار کو بشرط حفاظت بندر آمدنی سے چہارم حصہ دینے کی سند ہر سال ملا کرتی تھی حسب دستور سند سال حال بذریعہ دیوانصوبہ صادر ہو کر مرحمت ہوئی۔

صوبہ گجرات کے تمام محالات جاگیردارونکی تنخواہ مین لگا دیئے گئے تھے مگر چند روز سے یہہ حکم منسوخ ہو کر سارے محالات خالصہ کر دیئے گئے محض بعض بعض محال ناظم صوبہ وغیرہ کی جاگیر مین بحال رہی مگر جسوقت ابواب ممنوعات کی نسبت فرمان صادر ہوا ناظم وغیرہ جاگیردارون نے اپنے نقصانات کی شکایت حضور مین ظاہر کی ہنوز کسی قسم کی تحقیقات کا موقع نہ ملا تھا کہ اس عرصہ مین ناظم صوبہ حال مہاراجہ جسونت کے وکیل نے دربار مین حاضر ہو کر یہہ مچلکا لکھدیا کہ مہاراجہ کے محالات جاگیر مین ابواب ممنوعہ وصول نہ لئے جائینگے اور محصول اجناس سوائے ہندو کے مسلمان کسی فرد بشر سے حسب ضابطہ قانون نہ لیا جائیگا بلکہ بارخواست نقصان بھی سرکار سے نہ کیجائیگی۔ جب یہہ مچلکا مرتب ہو گیا دیوان صوبہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کی جاگیر قایم رکھی جائے کسی قسم کی مزاحمت نہو۔

سابقاً کل ممالک محروسہ کے علی العموم منصدیان دفتر دیوانی کے نام حکم صادر ہوا تھا کہ جن لوگون کو زمین وظیفہ و مدد معاش اور فرقہ ہنود کو روزانہ ملا کرتا ہو وہ تمام سرکار مین ضبط کر لیا جائے اوسکی تعمیل ہو چکی تھی مگر بادشاہ غفران پناہ فردوس مکان شاہجہان نے موضع راسولیری متعلقہ پرگنہ پٹلاد بشرط حفاظت و حرداری راہ بلکہ اوسی اضلاع کے سرکش اور مفسدون کو فساد برپا نہ کرنے دینے کی خدمت کے معاوضہ مین چارن مسمی برسا و وجین کو بطور انعام مرحمت فرمایا تھا یہہ موضع بھی سب کے ساتھہ خالصہ کر دیا گیا۔ چارن برسا وجین قریب دو سو آدمیونکی ہمراہ لیکر دھائی مچاتا ہوا ناظم صوبہ کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ سرکار سے جو گاؤن بعوض خدمت انعام دیا گیا تھا اوس سے اتنے آدمیون کی معہ اہل و عیال پرورش ہوا کرتی تھی سرکاری خدمت مین بھی اسیقدر آدمی ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے سرکار نے موضع خالصہ کر دیا ہم کس برتے پر سرکاری ملازمت مین حاضر رہین ناظم صوبہ مہاراجہ جسونت سنگھ کو اسکے پریشان حال پر رحم آیا اور حضور مین عرض معروض کر کے وہی موضع اوسی چارنو کے نام حسب دستور سابق بحال و برقرار کروا دیا۔

اسی سال بادشاہ نے ناظم صوبہ حال مہاراجہ جسونت سنگھ کو حضور مین طلب فرما کر عمدۃ الملک محمد امین خان کو گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرمائی۔

صوبہ داری عمدۃ الملک محمد امین خان و دیوانی شیخ نظام الدین احمد و محمد شریف و عبد اللطیف

محمد امین خان کابل کی راہ مین افغانون سے پسپا ہو کر پشاور چلا گیا تھا جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی فرمان بھیجکر حکم سنایا گیا کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کو گجرات کی صوبہ داری سے تبدیل کر کے تمکو مقرر کیا اور جسونت سنگھ کو دوسرا حکم پہونچا کہ جسوقت محمد امین خان احمد آباد آوے صوبہ داری کا چارج سپرد کر کے حضور مین حاضر ہو جاؤ محمد امین خان کو چھہ ہزار ذات اور پانچہزار سوار کا منصب معین تھا بفور وصول فرمان احمد آباد روانہ ہوا بعد طے منازل بارہ جمادی الاول سنہ ۸۳ ہجری کے روز موضع کالی مین پہونچا یہہ موضع احمد آباد سے تین کوس فاصلہ پر واقع ہے مہاراجہ جسونت سنگھ بارادہ سفر دار الخلافہ اوسی موضع مین فروکش ہو کر عمدۃ الملک کا

انتظار کر رہا تھا اس عرصہ میں یہہ بھی وہاں پہونچا دونوں سردار باہمی ملاقات کرکے اپنی اپنی جگہ روانہ ہوئے جسونت دھلی کو چلا اور محمد امین خان احمد آباد میں داخل ہوکر امورات انتظام صوبہ داری میں مصروف ہوا۔ شیخ نظام الدین خان دیوان صوبہ و میر بہاؤ الدین خان بخشی و داروغہ نگار یہہ تینوں افسرن نے صوبہ دار جدید کی ملاقات حاصل کی۔ سرکار پٹن و پرگنہ پیرم گانم حاظم صوبہ کی جاگیر میں دی گئی تھی ہر جگہ فوجدار اور حاکم معین کرکے روانہ کئے سابقاً صوبہ گجرات میں کئی فوجدار اور جاگیردار رہتے تھے چنانچہ سید بہلول خان ولد سید دلاور خان کو ایکہزار پانسو ذاتی اور دیڑھ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب مقرر تھا ایڈر اور بالہ پرگنہ بہیل کی مرحمت ہوئی اور سید ہاشم ولد سید حسن خان کو پرگنہ بیجاپور کی تہانہ داری عنایت ہوئی۔ بہادر خان کے زمانہ عملداری میں بڑودہ ڈہوی نادوت معمورہ پٹلاد کی فوجداری بہیئت مجموعی ایک ہی شخص کو تفویض کی گئی تھی اوس سے تبدیل کرکے سید محمود خان ولد سید حسن خانکو مرحمت ہوئی سید مذکور کو سابق سے نو سو ذاتی اور آٹھ سو سوار جنمیں دو اسپہ و سہ اسپہ کی آسامیاں بعض بلاشرط و بعض مشروط الخدمت معین تھیں اوسمیں کسی قسم کا تغیر تبدل واقع نہوا علاوہ اوسکے تہانہ کاجنہ متعلقہ بندر کھمبایت کی تہانہ داری مہابتخانکے زمانہ عملداری میں سپرد کیگئی تھی وہ بھی انہیں کے پاس بحال رہی اور اعظم آباد پرگنہ کڑنج کی فوجداری و معمور آباد پرگنہ بہیل و تہانہ اسلام آباد عرف پونا ورہ معمولہ نہامنہ کی تہانہ داری شاہ وردی بیگ کو جو سات سو ذاتی اور دو ہزار تین سوار کا منصب جنمیں بعض بلاشرط و بعض مشروط الخدمت کی آسامیاں ملازم تھیں مرحمت ہوئی دریاؤ عبداللطیف برادر معز الملک کو جرکال پرگنہ سرنال کی فوجداری اور تہانہ کہوروا ڑ پرگنہ نریاد کی تہانہ داری سے تبدیل کرکے محمد جعفر علی قلی بیگ جو پانسو ذاتی اور چار سو سوار کا منصب دار تھا مرحمت فرمائی اور عبداللطیف کو پانسو ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب عنایت کرکے کھمبایت کی متصدی گری سپرد کی قصبہ پرانی دشادرہ و پسلنگر کی فوجداری و جاگیرداری اور لہیرا لو و چلورہ و باسنہ دار لوہ کی تہانہ داری سید کمال الدین کمال کو مرحمت فرمائی محمد مظفر ولد شیر بابی کو جو چار سو ذاتی اور چار سو سوار مشروط و بلاشرط کے منصب سے سرفراز تھا پرگنہ کڑی وغیرہ کی فوجداری سپرد ہوئی۔ تہانہ الوہ معمولہ پرگنہ کڑی کی تہانہ داری محمد مبارز ولد شیر بابی کو سپرد کیگئی۔ کمال خان جالوری کو فوجداری پالن پور سے تبدیل کرکے محمد فتح کو مرحمت کیگئی تھی فی الحال تغیر کرکے فوجدار سابق کمال خان جالوری کو بار دگر عنایت ہوئی قلعہ اعظم آباد کی مرمت کیلیے حضور سے منظوری حاصل کرکے مبلغ آٹھ ہزار ڈھائی سو روپے خزانہ عامرہ سے بجہ ادی گئی۔

اسی سال حضور میں خبر دریافت ہوئی کہ عاملان محالات خالصہ شریفہ و جاگیرداران محالات جاگیر بابت بقایای سنوات ماضیہ جو سرکار سے از راہ رعایا پروری بالکلیہ معاف کردی گئی تھی وصول لینے کا تقاضا کررہے ہیں اور دراصل یہ بات ہے کہ جن لوگوں پر سرکاری روپیہ باقی تھا اکثر تو مرچکے ہیں اور صدہا وطن چہوڑکر بہاگ نکلے ہیں اب چند متعدد جو آباد ہیں وہ محض بے بضاعت اور نادار سرکاری باقی کسی صورت ادا نہیں کرسکتے یہہ خبر سنتے ہی دریائے ترحم شاہنشاہی اوبھر آیا فوراً حکم فرمایا کہ تمام پرگنہ خالصہ شریفہ و محالات جاگیرداروں کی رعایائی مال گذار کے پاس جو روپیہ باقی ہے وہ سارا کا سارا بالکلیہ معاف فرمایا کوئی مزاحم نہو اور ہرگز وصول نہ لیا جائے اور بعض باقی دار جو ابتک آباد ہیں اور روپیہ دینے کی قدرت بھی حاصل ہے اونسے بتدریج وصول لیا جائے اور جو باقی دار مرچکے ہوں یا فراری ہوگئے ہوں اور زندہ بھی ہوں تو باطمینان طلب کیا جائے اور وارثان متوفی کو بھی اطمینان دلاکر آباد کردیے جائیں اور دونوں سے باقی روپیہ وصول کرنیکی تکلیف نہ دیجائے۔

ناظم صوبہ عمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ قاضی شہر محمد شریف اور محتسب کے ہمراہ بطور امداد بنا بر اجرائے احکام شرعی چند پیادے تعین کیے جائیں حضور میں عرض کیا گیا کہ امسال محال سابر میں پانچ وغیرہ کا محصول بہ نسبت سال سابق شیخ محی الدین کی کارروائی سے زیادہ پیدا وار ہوا اسلئے وہ چاہتا ہے کہ پچاس پیادے محصول سابر کی نگہداشتی کیلئے قائم رکھے جائیں تو یہ انتظام ہو جائے دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ پچاس پیادے داغ و مذکور کی انتخابی میں پسر کر دیے جائیں اسی ایام میں بالتماس ملا محمد حسن گجراتی پرگنہ بیجاپور کڑی پٹن سے الگ کر کے قصبہ میسلنگر میں داخل کر دیے گئے اور سدھپور قصبہ مثل اور پرگنوں کے علیحدہ پرگنہ مقرر ہوا بسبب خانقاہ مسجد کی مرمت کیلئے نو سو بیاسی روپے خزانہ عامرہ سے دلوا دیے گئے قلعہ جوناگڑھ بھی از سر نو تعمیر ہو گیا سر الملک کے بھائی کو کھتاپ کی متصدی گری اور چوراسی کی فوجداری نہ دہوانے تبدیل کر کے محمد قاسم کو تفویض ہوئی ۱۰۸۳ ہجری میں وکیل سردار خان فوجدار و جاگیردار سورٹھ نے حضور میں عرض کیا کہ محال سابر جاگیرداروں کی تصرف سے نکل کر خالصہ شریفہ میں داخل کر دیا گیا مگر دیوان صوبہ معاوضہ دینے کیلئے ابتک حیلہ حوالہ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ محصول ابواب متعددہ زر نقد ہو تو معاوضہ دیا جائے ۱۰۸۴ ہجری میں محمد بیگ داروغہ سورت کی کارروائی سے قصبہ دھدھ میں ایک مسجد عالیشان اور ایک مکان سرائے فضا مبلغ چھتیس ہزار تین سو روپے کے صرفہ سے تیار کی گئی۔ جو ہری سنید اس کا تعمیر کیا ہوا تھا نہ مسمار کر کے مسجد بنا دی گئی تھی مگر اسکے اطراف و جوانب کی زمین غیر مسلمانوں کی بود و باش کیلئے سرکار سے دلوا دی گئی۔ سید باقر خاص احمد آباد کا محاسب یعنی اکونٹنٹ مقرر ہوا تنخواہ مبلغ پچیس روپیہ لیکر خانہ خیرات سے اور چھ پیادوں کی تنخواہ خزانہ عامرہ سے مقرر کر دی گئی قلعہ یعنی شہر پناہ احمد آباد اور قلعہ بھدر کی بعض عمارات کی مرمت کیلئے حسب تاریخ شدہ بر آورد مبلغ دو ہزار نو سو روپے سرکاری حکم سے دیوان صوبہ کے خزانہ سے دلوا دیے گئے ہی عمارت تعمیر کر دی گئی۔ محال سابر متعلقہ احمد آباد پٹن جاگیر ناظم صوبہ سے تغیر کر کے خالصہ میں داخل کر دیا گیا۔ دیوان صوبہ شیخ نظام الدین احمد کو عہدہ دیوانی سے تغیر کر کے صوبہ بالوہ کی دیوانی مرحمت ہوئی اور محمد شریف احمد آباد کی عہدہ دیوانی کام میں مصروف ہوا۔ سابقاً مراد خان معتوب گاہ ہو کر حسب التماس عمدۃ الملک احمد آباد میں مقیم ہو رہا تھا جمیع امرائے عظام شفیع جرائم ہوئے بادشاہ نے از رہ بندہ نوازی عفو تقصیرات فرما کر بدستور سابق منصب و خطاب مرحمت فرمایا بلکہ بنور مراحم شاہانہ فرمان بھیجکر حضور میں طلب کیا محمد امین خان بنا بر انتظام ملک و حصول پیشکش احمد آباد سے روانہ ہوا مگر راہ میں پہنچنے کا موقع نہ ملا جا پہنچے کا کیچ کی پہنچنے والے سرکش کو لیوکی تنبیہ کر نہیں گذر گئے۔ حضور میں خبر پہونچی کہ صوبہ احمد آباد میں اکثر چودھری اور مقدم عاملان سرکار خالصہ اور جاگیردار نسبت پہنچ گئے دو موضع ٹھیکہ پر لیا کرتے ہیں اور وقت الگذاری رعایا پر بیجا ظلم و ستم جاری کیا جاتا ہے غریب رعایا بحالت مجبوری ظلم کی برداشت کرتی ہے یہ سنکر دیوان صوبہ کے نام فرمان روانہ کیا کہ خالصہ شریفہ جاگیردار و نسبت کوئی متنفس کسی گاؤں یا پرگنہ کا ٹھیکہ نہ دیا جائے بلکہ کوئی عمل خلاف قانون رعایا سے زیادہ طلبی کا مستحق نہیں مضمون فرمان ہذا سید اعظم امین دیوانہ وغیرہ مطلع کر دیے جائیں تا خلاف حکم کوئی امین تعمیل حکم سے باز نہ رہے۔ بادشاہ کو ایک تسے استیصال اجیتانہ مد نظر رہا کرتا تھا بادشاہ کا خاص منشا یہ تھا کہ حاکم اور محکوم میں امتیاز ضروری بلکہ لازمی امر مانا گیا ہے چونکہ اجیتانہ والے زمیندار اگرچہ بظاہر اطاعت کرتے تھے مگر اکثر انکی حرکات و سکنات ایسی ہوا کرتی تھیں جس سے حاکم اعلیٰ کی طبیعت کو ناگوار گذرتا تھا آخر ش ایکروز بادشاہ با فوج جرار دار الخلافہ سے بارادہ استیصال اجیتانہ اجمیر تشریف لایا۔ اور فرمان بھیجکر ناظم صوبہ کو احمد آباد سے طلب کیا عمدۃ الملک حسب الحکم بجمعیت لشکر شایستہ گیارہ روز کے عرصہ میں داخل اجمیر ہوا۔ فرمان کے ساتھ یہ بھی لکھدیا گیا تھا کہ خزانہ احمد آباد میں ایکسو تیالیس اشرفی اور تین لاکھ روپے نقد موجود ہونیکی اطلاع مل چکی ہے لہذا خزانہ بھی ضرور ہمراہ لیے بلکہ اس امر میں دیوان صوبہ کے نام علیحدہ تحریر پہونچ چکی تھی حسب الحکم دیوان صوبہ زر نقد مذکور ناظم صوبہ محمد امین خان کے ہمراہ حضور میں روانہ کر دیا عمدۃ الملک محمد امین خان کو بعد چند روز رخصت گجرات حاصل ہوئی اور فوراً روانہ ہو کر داخل احمد آباد ہوا۔ قلعہ بھدر کی مسجد اور حمام مدرسہ دار الشفا وغیرہ عمارات مرمت طلب ہو رہی تھیں حضور سے حسب آورد ایکہزار روپیہ کی منظوری حاصل ہوئی۔ دوسرے یہ اطلاع ہوئی کہ احمد آباد میں قوم نرسل پیشہ تاریکشی ایکدستی سے متعلق ہے سرکاری ٹکسال میں چاندی وغیرہ گلانا کام بھی لوگ کرتے ہیں مگر خباثت طینت نے انکو ایسا عجیب کر دیا ہے کہ علاوہ مقدم کشی و سرکوبی ہنر تعلیم نہیں کیا جاتا یہ سنکر حکم فرمایا کہ کسب ہنر کو پوشیدہ رکھنا شرع شریف میں ناجائز مانا گیا ہے اگر یہ بات بنبر اصدق ہو تو فرق کسب طرف کر دیا جائے تا اور بھی بندگان خدا کسب ہنر سے محروم نہ رہیں اسی سال یہ بھی حکم ہوا کہ پرگنہ میسلنگر مضاف صوبہ احمد آباد کا رسول نگر نام رکھا گیا ہے دفتر دیوانی میں سابق کا نام منسوخ ہو کر رسول نگر تحریر کر دیا جائے۔ اسی عرصہ میں محمد مقیم نامی شاہی چیلہ عطر کشی میں نہایت مشہور تھا عطر گلاب تیار کرنیکے لئے داخل احمد آباد ہو کر باغات شاہی میں فروکش ہوا اور جسقدر گلاب پیدا ہوا تھا سبکو گھسیٹ کر عطر کھینچ لیا اور عرصہ قلیل میں تیار کر کے سارا عطر ہمراہ لیگیا ۱۰۸۵ ہجری میں دیوان صوبہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ تعزیر بالمال شرعاً جائز نہیں جو مجرم فرار ہو جائے اور کسی مال کا مال کار میں ضبط نہ ہو بلکہ برخلاف اوسکی تعزیر جرم بالذات متعلق ہے نہ بالمال اوسکو سزا دیجائے لہذا جمیع عاملان محالات خالصہ شریفہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جو شخص مرتکب عمال زمیندار خواہ باشندہ و نفس صدقہ تقصیرات ہو اوسکو

ا موافق کرکے اسرا دیجائے خواہ قید کردیا جائے یا خدمت سے برطرف ہو خواہ اخراج بلد کی سزا تجویز کردیجائے یہی سزائیں مجرم کو متنبہ کردیتی ہیں تحریر بالمال اور بھی شوخ اور ڈھیٹ بنادیتی ہے سنہ ۱۰۰۹ ہجری میں دیوانصوبے
م صاحبوں کو فی الحال شاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ ہم نکن پر مامور ہے احمد آباد کی خزانہ میں جسقدر روپیہ موجود ہو سارا کا سارا اسیطرح سورت بھیجدیا جائے تاکہ تمقدی سورت مسمی محمد بیگ سورت کا خزانہ شریک کرکے شاہزادہ موصوف
ہمت میں اورنگ آباد پہونچا دیا جائے کیونکہ فی الحال غنایم آلدین متصدی سابق کے تغیر سے محمد بیگ مامور ہے اسکے پاس جمعیت صوبہ روانہ کردیا جائے خاص شخص یا اطراف ارتکاب میں کوئی مسلمان لاوارث فوت ہوجائے
عاز کا قاضی ذات خود موقع میں شریک ہوکر تجہیز و تکفین کرے اور جو کچھ اسکا بیت المال سے ملا جائے اسی مال محمد بیگ متصدی سورت کو کار طلب خانہ کا خطاب عنایت ہوا۔

م سنگھ و لدرانا کا قصبہ پڑ نگر و سیلنگر کو لوٹکر پلٹ جانا اور راجہ ایڈر کا اپنے ملک پر قبضہ کرنا اور محمد بہلول شیروانی کی کوشش سے مسخر ہونا ایڈر کا اور مارا جانا راجہ کا

ن میں افواج قاہرہ سلطانی راجپوتوں کی تنبیہ اور خصوصاً رانا مقہور کو شمالیکے لئے مامور تھیں رانا مقہور کو غلبہ جاہ و جلال سلطانی ایک جگہ اطمینان سے صورت نہ دیتا تھا خوف زدہ ہو کر مانند روباہ ایدر مرو دہر پہاڑوں میں
وشش رہا کرتا جبتک بادشاہ کی سواری چتور میں رونق افروز رہی رانا مقہور کو بھاگنے یا ہرانے کی جرات نہوئی آخر شکست کھا کر اپنے لڑکے مسمی سنگھ کو درہ کوہ سے نکالا اور بجمعیت معقول گجرات کو لوٹنے کیلئے
بھیجدیا اگرچہ بھیم سنگھ بحکم رانا حدود گجرات میں داخل ہوا مگر وہ بدیہ افواج سلطانی کے کچھ ایسا ڈرا یا کہ آگے بڑھنے کی جرات نہوئی محض دفع الوقتی کیلئے قصبہ پڑ نگر احمد نگر وغیرہ دیہات کو غارت کرتا ہوا سامان غنیمت لیکر چلا گیا
بدار ایڈر مدتسے پریشان پھر رہا تھا اور ایڈر میں جانیکی جرات نہوتی تھی کیفیت دیکھکر گروہ راجپوتان واقعہ طلب کی معاونت سے قلعہ ایڈر کا قابض و متصرف ہوگیا موقع پاکر اپنے بزرگوں کی زبانی کیفیت سنی تھی اور عام
ونمیں بھی یہ بات مشہور تھی کہ جب بیدار ایڈر کا قابض ہوگیا ناظم صوبہ محمد امین خان نے بارادہ تسخیر ایڈر سپاہیانہ مسمی بہلول شیروانی کو آمادہ کیا اور ہر طرح کی امداد کی اطمینان دلا کر بجمعیت معقول روانہ کیا محمد بہلول
مذان جوانمرد جری بہادر تھا اپنے ہمقوم سپاہیانہ و غریبانہ اقارب کا معتمد گروہ منتخب کرکے ہمراہ لیا بعض سپاہیوں کو سواری نہ میسر ہوئی تو اونکو کرایہ کی پالکیں تجویز ہوئیں غرض احمد آباد سے رخصت ہوکر قصبہ شیروانی
ن داخل ہوا وہاں کی فضا بیوفا کا ایک نوکر رکھکر ہمراہ لیا چونکہ قوم ایڈر کی اکثر اسوقت اکثر تھی بیدار اندر کو اسوقت اطلاع ہوئی کہ جب فوج قاہرہ مانند ملک الموت سر پر موجود ہوگئی وہ بے خبر میں سمجھا ہوا تھا کہ
ہ ایڈر نہایت مستحکم اور پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے یہ کسکا جگر ہے کہ اپنی جان دھوکہ کرکے یہاں تک پہنچے گا وہ اسی پندار میں بیفکر جنگ بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بہلول شیروانی مانند شیر نیستانی جھپٹا ہوا آپہونچا
ر بیدار کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ تین مورچے جو قلعہ کی راہ میں نصب کر رکھے تھے آناً فاناً فتح کرلئے بیدار اندر کو اسوقت بیدار ہوا کہ جب دشمن جان مانند ملک الموت سر پر موجود ہوگیا یہ دیکھکر بیدار بہت گھبرایا
بہت میں رشتہ تدبیر ہاتھ سے جاتا رہا اب آپ حفاظت تو پھیلے سے مسدود ہوچکی تھی کوئی راستہ ایسا نتھا کہ جس سے اپنی حفاظت کرسکتا محض ایک راہ فرار کھلی ہوئی تھی انجام کار وہی اختیار کی اور اپنی جان بچاکر وہ فرار ہوگیا
ست بدار ہوکر تن تنہا بھاگ نکلا اور درکوہ میں مثل روباہ پوشیدہ ہوگیا اس سمے میں محمد بہلول بیدار کی تلاش کرتا ہوا اوسکے محل میں داخل ہوا ہر چند تلاش کی کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مگر بیدار کا کہیں پتا
ملا غرض بعد فتح قلعہ کا انتظام کیا اور اکثر راجپوت معرکہ جنگ سے زندہ بچکر فراری ہوگئے تھے اونکو گرفتار کرکے مقید کیا راجہ کی ہر چند تلاش کی کہیں پتہ نہ لگا ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ محمد بہلول کے
ند سپاہی پہاڑ کے اطراف و جوانب سیر کر رہے تھے ایک خاکروب بھی تلاش ایدر میں پتھر پتھر اور درہ کوہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک راجپوت مرا ہوا پڑا ہے جب بغور نظر کی تو کانوں میں بالیاں تھا ہاتھوں میں کنگن گلے میں طوق وغیرہ زیور پہنے
ا تھا قرینہ قیاس نے ثابت کردیا کہ یہی ایڈر کا راجہ ہے شاید بخوف گرفتاری بھاگ کر درہ میں روپوش ہوا ہوگا اور یقیناً افیون کا عادی ہوگا مستی میسر نہ ہونے سے ہاتھ پاؤں سست ہوکر طاقت رفتار باقی
ہی ہوگی علاوہ اوسکی نامیدی بیم و ہراس کی ڈراونی صورتیں بتا بتا کر اور بھی ادھ موا سا کردیا ہوگا آخر شب چین کی نازبرداریوں خوفناک سین کی جرأت کی اور پیارے راجپوت کی جان ناتوان قابض روح ہے
بر کر دی خاکروب نے اسموقعہ کو محض نابہ بخت خیال کرکے سارا زیور اوتار لیا اور سر تن سے جدا کرکے محمد بہلول شیروانی کی خدمت میں پیش کیا محمد بہلول نے صداقت کیلئے سر بریدہ راجہ کی محل میں بھجوا دیا بیچاری
ستوران میں ہنوز راجہ کی حیات و ممات سے نابلد محض تھیں سر دیکھتے ہی بیچارگی آہ و زاری کرنے لگیں بیانات پر یہ ہوا تھا اور محمد بہلول نے سر راجہ اور جواہرات و زیور کو ساتھ ناظم صوبہ کی خدمت میں روانہ کیا محمد خان نے ایدر مسخر
ہونیکی سچی حقیقت قلمبند کرکے حضور میں روانہ کی اور محمد بہلول شیروانی کی بہت تحسین و آفرین فرمائی قلعہ نگاہ کی تحریر سے حضور میں محمد بہلول کی خدمت ثابت ہوگئی بادشاہی بندہ نوازی ایدر کی فوجداری معہ اضافہ منصب
عنایت فرمائی قاضی القضات شیخ الاسلام کی مہر و دستخط سے حضور میں ثابت ہوا کہ اکثر اوقات سوداگر غیر بلاد کے گھوڑے لاکر یہاں فروخت کئے جاتے ہیں اور جو سپاہی یا سردار سرکاری نوکر ہیں داغ دلوانیکو
گھوڑا خرید کرتا ہے تو مقدمہ یا خاص کوئی رقم وصول نہیں لیتے علاوہ اونکے جو لوگ تجارت وغیرہ اموات کیلئے خرید کرتے ہیں اونسے بابت خریداری کے کواہ لیجاتے ہیں اور یہ کواہ از روئے شرع شریف مجوز نہیں
سمجھی جاتی بنابران دیوانصوبے کے نام حکم صادر ہوا کہ جو شخص خواہ نوکری یا تجارت وغیرہ کیلئے گھوڑا خرید کرے تو خریدار سے زکوٰۃ لیجائے اور فروخت کرنیوالے سے حسب قانون سابقہ محصول لیا جائے۔

تعین ہونا جزیہ کا اہل ذمی سے کل ممالک محروسہ مین

بادشاہ بذات خود عالم و فاضل اور عالم دوست تھا اسلئے ہمیشہ یہی ارادہ رہا کہ ہر کام برخلاف قانون شرع شریف واقعہ نہو بلکہ تمام دارو مدار سلطنت شرع متین کے پیرایہ مین مروج کردے جائین تا باعث استحکام سلطنت موجب فلاح رعایا حاصل ہو جب بادشاہ کو علماے اسلام کی طرف راغب دیکھا تو سب سے متفق ہو کر کتب فقہ منتخب کرکے مسئلہ جزیہ پیش کیا اور عرض کی کہ حضور کل ممالک محروسہ مین ذمی قوم جسقدر آباد ہے اون سے حسب قانون شرع جزیہ لینا جائز رکھا گیا ہے اور جزیہ وصول کرنیکی تفصیل مندرج ہین

اول ذمی کتابی (یہود و نصاریٰ) اور مجوسی و بت پرست عجمی سے جزیہ لینا جائز ہے۔ بت پرست حربی (دار الحرب کے رہنے والے) اور مرتد سے جائز نہین بلکہ نابالغ مرد و عورت اور لونڈی غلام اور عاجز اور دست و پا بریدہ اور نابینا اور دیوانہ اور اوس جو کبھی دیوانہ ہو اور گاہے ہوشیار اور فقیر بیکار ان شخصون سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔

دوسرا جزیہ بارہ درم فقیر سے اور چوبیس درم متوسط سے اور اڑتالیس درم غنی سے ہر سال لینے کی اجازت دیگئی ہے اگرچہ ہندوستان مین درم مروج نہین لیکن بعوض بارہ درم تین تولہ اور ایک ماشہ تین رتی چاندی فقیر سے اور دگنی متوسط سے اور چوگنی غنی سے ہر سال وصول کیجائے بلکہ اسقدر احتیاط شرط ہے کہ بعوض درم روپیہ مروجہ نہ لیا جائے۔ اور بر تقدیر ذمی بعوض درم روپیہ حاضر کرے تو اسیقدر روزن کرکے بمقدار چاندی روپیہ بھی جائز رکھا گیا ہے اور جب درم کا رواج جاری ہو جائے پھر ساری جاجتین برطرف ہو جائین گی۔

تیسرا اہل ذمی کی نسبت تفسیر شریف مین اگرچہ اختلاف واقعہ ہے تاہم بحکم تفسیر تعمیل۔ غنی وہ سمجھا جائیگا جسکی ملک دسہزار درم یا اوس سے زیادہ ہو اور متوسط وہ مانا جائیگا جسکی ملک دو سو درم سے زیادہ ہو اور فقیر کی ملک دو سو درم سے کم ہو یہ تینون فریق جزیہ دینے کے مستحق ہین علاوہ اونکے ایسے بھی ہین جنکی ملک کچھ نہین ہوتی محض کسب معیشت یا مزدوری وغیرہ سے اپنے بال بچونکی پرورش کرتا ہو اوس جزیہ لیا جائیگا علاوہ اسکے اور لوگ جزیہ دینے سے مستثنیٰ بھی کیے گئے ہین۔

چوتھا عامل جزیہ اہل ذمی سے جزیہ اسطرح وصول کرے کہ ذمی جزیہ لئی ہوئی بذات خود حاضر ہو کر مقابل عامل کھڑا رہے اور درم یا نقرہ جو بعوض جزیہ لایا ہو وہ اپنے ہاتھ مین رکھکر عامل کے سامنے پیش کرے اور عامل یہ الفاظ (ای ذمی جزیہ دے) کہکے اوسکے ہاتھ سے اوٹھا لیوے اور ذمی جزیہ لیکر بذات خود حاضر ہو وکیل یا نائب کے ساتھ جزیہ نہ بھیجے اور جزیہ لینے والا عامل جزیہ معاف کرنے کی نیت نکرے۔

پانچوان جزیہ قائم ہونیکے بعد ایک سال کی رقم غنی سے ایک مشت اور متوسط سے دو قسط اور فقیر سے چار قسط لی جائیگی۔

چھٹا ذمی اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جائے یا اوسی حالت مین فوت ہو تو جزیہ ساقط ہوگا

ساتوان اہل ذمی پر جزیہ جاری کرنیسے پہلے کوئی ذمی بالغ ہو گیا یا کوئی غلام آزاد ہوا یا پہلے ذمی حربی تھا اور اب ذمی ہوا خواہ کوئی مریض تندرست ہو گیا تو ایسے لوگون سے اوس سال کا جزیہ حالت کے مطابق مقرر کرکے وصول لیا جائیگا۔ یا اہل ذمی پر جزیہ جاری کرنیکے بعد کوئی ذمی بالغ ہوا یا کوئی غلام آزاد ہو گیا یا کسی حربی نے جزیہ دینا قبول کیا یا کسی مریض نے صحت حال کی تو ایسے لوگون سے اوس سال کا جزیہ وصول نہ لیا جائیگا۔

آٹھوان کوئی ذمی بعض سال غنی ہو گیا اور بعض فقیر تو جس حالت کو غلبہ ہوگا اوسی کے مطابق جزیہ لیا جائیگا چنانچہ حالت غنا کو غلبہ واقع ہوا تو غنی کا جزیہ لیا جاوے ورنہ فقیر کا اور اگر چھ مہینے غنی رہا اور چھ مہینے فقیر تو متوسط کا جزیہ لیا جائیگا۔

نوان کوئی ذمی چھ مہینے سے زیادہ بیمار رہا تو اوس سال کا ساقط ہو جائیگا۔

ہ نے محکمہ جزیہ معین فرما کر عنایت اللہ خان کو سپرد کیا اور تاکیدی حکم سنایا گیا کہ علاوہ اوسکے کوئی ملازم سرکار محکمہ جزیہ مین دست اندازی نکرے حسب قانون
ع شریف تمام ذمیون سے جزیہ وصول کرنیکا اختیار عنایت اللہ خان کو دیا گیا ہے۔ جب محکمہ جزیہ خانصاحب موصوف کے سپرد ہوا تو آپنے ہر ضلع سے دیندار
یانت دار آدمی منتخب کرکے امین مقرر کئے یہ خانصاحب موصوف کی حسن کارروائی تھی جو محکمہ جزیہ سے ہر سال قریباً پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین داخل
نے لگا۔ اسی سال عہدہ جلیل القدر منصب دیوانی محمد شریف سے تغیر کرکے وزارت پناہ محمد لطیف کو مرحمت فرمایا اور سید انور خان کو فوجداری گودرہ سے
ر کے ملتفت خان کو مرحمت فرمائی۔ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام خان کی فرد مہری پروانہ سے بادشاہی حکم صادر ہوا احمدآباد مین کوئی غیر مذہب والا مشرف باسلام
و بعد قبول اسلام مرد کی ختنہ کی جاے اور جبتک صحت نہو ہر روز دو سیر عالمگیری خزانہ عامرہ سے خوراکی کے لئے ملا کرین اور عورت کو تا انقضای زمانہ عدت
ی دو سیر دلوادے جائین اور بعد اوس کے فریقین کے لئے سال بھر تک استعمالی کپڑون کا انتظام کردیا جاے۔ ناظم صوبہ کی تحریر سے حضور کا حکم صادر ہوا کہ چھ مہینے
قہ قلعہ چاپانیر مین مہیا کردیا جاے۔ اسی سال رعایای خالصہ و جاگیردارون کی نسبت فی لاکھ دام سو روپیہ جزیہ کا معین کیا گیا۔ ملتفت خان کو گودھرہ کی
داری سے تبدیل کرکے سید ظہور کو تفویض ہوئی اور بعد چند روز پھر تغیر ہو کر دولت سومرہ کو ملی۔ سومرہ زمرہ سرداران کولی گجرات مین شامل تھا ۱۰۹۱ھ مین
رۃ الملک مدار المہام اسد خان کا مہری فرمان بنام دیوان صوبہ صادر ہوا نقل بجنسہ تحریر ہے۔

ل اسلام سے زکوٰۃ لینے کا فرمان بمہر جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان صادر ہوا

ع پانچوین شہر ربیع الاول ۲۵ جلوس مبارک وزارت پناہ رفعت دستگاہ محفوظ رہین ہم جانتے ہین کہ اہالیان اسلام عموماً بہ نسبت اہل کفار بادشاہی عنایتون
ہمیشہ مفتخر و ممتاز شمار کئے جاتے ہین چنانچہ جس زمانہ مین کہ ممالک محروسہ کے کل صوبجات مین زکوٰۃ لینے کا فرمان جاری کیا گیا ہم نے محض عنایات
ایات و توجہات والا سے یہ گروہ مستثنیٰ رکھا تھا۔ کل ممالک محروسہ مین کسی مسلمان سے زکوٰۃ نہ لیجاتی تھی مگر فی زماننا ہمکو یہ دریافت ہوا کہ بعض
لمان بطمع دنیای دنی گرفتار ہو کر مال کفار اپنے ساتھ شامل کرکے مال اپنا ہی بتا کر سرکاری متصدیون کو دہوکا دیکر کافرون کو زکوٰۃ سے محفوظ رکھے جاتے
اس امر مین دو نقصان متصور ہین ایک یہ کہ محصول زکوٰۃ بلا استحقاق غیر مذہب والون کو یعنی کافرون کو ملجاتا ہے اور بیت المال کا نقصان جس سے
م مسلمانون حق تلفی ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ اہل اسلام خائن ہو کر ماخوذ عتاب اخروی سمجھے جاتے ہین ہم نہین پسند کرتے تھے اہالیان اسلام ہمارے سایہ عاطفت
سی قسم کا خسارہ حاصل کرین چونکہ اکثر مسلمان ایسے بھی ہین جنپر زکوٰۃ واجب الادا ہے اور نہ ادا کرنے سے ذمہ دار اخروی سمجھے جاتے ہین ایسون
ے زکوٰۃ لینا باعث نجات ہے لہذا تمام ابواب پر نظر رکھکر حکم فرمایا جاتا ہے کہ متصدیان مہمات و کارپردازان معاملات کل ممالک محروسہ دریافت
ین کہ بعد رعایت شرایط جو سابقاً اسی ضمن مین تحریر ہو چکی ہین بمعرفت کارپردازان محکمہ زکوٰۃ چالیسوان حصہ مسلمانون سے وصول لیا جاے بلکہ احتیاط
زم و واجب ہے کہ علاوہ زکوٰۃ واجب کسی قسم کی کمی بیشی واقع نہو اور اگر اس امر مین کوئی مقدمہ برپا ہو تو علما کے سامنے پیش کردیا جاے تا بمشورہ
ضی و مفتی حسب قانون شرع شریف فیصلہ پذیر ہو لازم کہ ان وزارت پناہ تمامی صوبہ گجرات مین حسب الحکم والا تعمیل کرین۔

بیان شرایط زکوٰۃ

شرط اول زکوٰۃ دینے والا آزاد ہو اور بالغ اور عاقل ہونیکی سب صفتین موجود ہون اور مال تجارت بلا شرکت غیر بقدر نصاب چون روپے
ارسے کم نہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے عاشر کے پاس سے ہو کر گذرے اور وہ مال مالک کی حوائج ضروری اور قرضہ سے مبرا ہو اور بعد ادا

قرضہ بقدر نصاب باقی رہتا ہو اور اوسپر ایک سال کا عرصہ بھی گذر چکا ہو تو زکوٰۃ لی جائیگی۔

شرط دوسری خود تاجر بالذات یا وکیل تاجر مال تجارت لئے ہوئے بہ نیت ادائے زکوٰۃ عاشر کے پاس حاضر ہو اور زکوٰۃ کی تمام شرائط تحقیق ہو کر ثابت ہو جائے تو زکوٰۃ دینے کا مستحق مانا جائیگا۔

شرط تیسری کسی تاجر نے اپنے غلام کو مال تجارت سپرد کرکے خرید و فروخت کا اختیار دیا ہو اور مال لئے ہوئے عاشر کے پاس حاضر ہو یا وہ غلام جسکو مالک نے معہ مال آزاد کیا ہو اور قرضہ سے بری ہو تو دونون سے مالک کی موجودگی مین زکوٰۃ لیجائیگی اور مالک کی غیر حاضری زکوٰۃ دینے سے مستثنیٰ رکھی گئی۔

شرط چوتھی کسی تاجر نے اپنا مال بشرط منافع دوسرے کو سپرد کیا ہو اور اوس مال سے منفعت ہونیکی امید کیجاتی ہو یا بقدر نصاب منافع حاصل ہوا ہو تو بعد ثبوت شرائط زکوٰۃ بقدر منافع زکوٰۃ دینے کا مستحق ہوگا۔

شرط پانچوین کوئی مسلمان معہ مال حاضر ہو کر یہ بات کہے کہ اس کو ایکسال کا عرصہ نہین گذرا یا مین مقروض ہون اور بعد ادائے قرضہ مال بقدر نصاب باقی نہین رہتا۔ یا مال تجارت لیکر شہر سے باہر آنیکے پہلے حق زکوٰۃ فقیرون کو دیا گیا ہے یا زکوٰۃ واجب عاشر سابق کو ادا کر دی گئی ہے اور اوس سال اس سے پیشتر اوس عہدہ پر ایک عاشر کی کارروائی تحقیق ہو جائے یہ یہ بات ظاہر کرے کہ یہ مال تجارت کے لئے نہین لایا گیا۔ یا یہ مال واجب الزکوٰۃ نہین اور سبب عدم وجوب زکوٰۃ بھی بیان کرے۔ یا یہ بات کہے کہ یہ مال خاص میری ملک نہین کسی تاجر نے منافع کا حصہ معین کرکے مجھکو دیا گیا ہے۔ یا امانتاً بطور سرمایہ سپرد کیا گیا ہے۔ یا مین صاحب مال کا ملازم ہون یا وصی خواہ مکاتب (جسکو مالک نے معہ مال آزاد کیا ہو) یا غلام ہون۔ غرض تمامی اقوال مرقوم الصدر سے جو قول اوسکا بقسمیہ تصدیق ہو جائے تو زکوٰۃ سے بری رکھا جائیگا۔

شرط چھٹی کوئی مسلمان معہ مال تجارت یہ ظاہر کرے کہ شہر سے رخصت ہونیکے بعد اسکے زکوٰۃ فقیرون کو دی گئی ہے یا عاشر سابق کو ادا ہو چکی ہے بشرط اوس سال کوئی عاشر محکمہ زکوٰۃ مین نگذرا ہو تو اوس کا بیان غلط سمجھا جائیگا اور زکوٰۃ ضرور لیجائیگی

شرط ساتوین کوئی تاجر یہ ظاہر کرے کہ یہ مال فلان جنس سے اور عاشر کو شک واقع ہو تو کھلوا کر دیکھ لیا جاوے اور کھلوانے سے نقصان متصور ہو تو مالک کی قسم پر اعتماد کرکے اوسی قدر زکوٰۃ وصول لیجاوے اور درصورت عدم نقصان تحقیق مال ہو کر حسب شرائط زکوٰۃ وصول لی جاوے۔

شرط آٹھوین کسی کی ملک از قسم زر نقد یا جنس مال تجارت کی موجود ہو اور ایک سال کا عرصہ نگذرا ہو کہ اوس نے اوسی مال سے دوسری اجناس تجارت خرید کرے اور زمانہ مابقی سال اوسپر گذر جاوے تو مال موجودہ کی زکوٰۃ لی جاوے گی۔

سنہ ۹۲۰ ہجری مین قحط شدید کا واقعہ ہونا

زمانہ کی نیرنگیان طرح طرح کے رنگ بدل بدل کر ایک عالم کو محویت مین ڈال دیتی ہین جب صوبہ گجرات مین عالم گیر ایسا بادشاہ سایہ افگن ہوا اور کسی قدر خلق اللہ امن و امان مین بسر کرنے لگی۔ بھلا آسمان کو یہ آرام کیون پسند ہونے لگا دفعتاً پالین بدل ڈالین اور تو کچھ نہ بن پڑی فقط وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً جو اوسکی طرف برسنے والا آب باران تھا اوسکو روک کر قحط ڈالدیا۔ سارا جیٹھ گذرا سارا ڈھر بھی آدھا اوپر نکل چکا پانی نہ برسا تھا نہ برسا لوگون کی بندھی ہوئی امیدین چھوٹ چھوٹکر رونے لگین ادھر آسمان بیرحم ہو گیا ادھر اہل دول غریبون کو ذبح کرنے لگے شہر کا سارا ذخیرہ گھسیٹ کر اپنی کوٹھیون مین بھر دیا آسمان پر قحط پانی اور زمین پر قحط غلہ نے بنا بنا کر ڈراؤنی صورتین لوگون کو دکھا دین خلق اللہ نہایت پریشان ہوئی فریاد آہ و نالہ زمین سے آسمان تک پہونچنے لگی مگر کسی کو رحم نہ آتا تھا نہ آیا جب

اہل دول کی کوٹھیون مین داخل ہوگیا معمولی نرخ کا بازار سرد ہوکر گرما گرمی سے مہنگا بکنے لگا۔ ایسی پریشانیمین حضرت رمضان مہینا بھر کے لئے مہمان ہوکر تشریف فرما ہوئے خیر انہین
قدم شریف سے فاقہ کشونکو سہارا سا ملگیا خدا خدا کرکے حضرت کی مہمانداری کا پورا مہینا بسر کیا اب آئی عید سر پر گھر سے بعوض لغزہا ہی خوشی نالہا سے آہ و بکا کی صدائین بلند ہوئی
مین بیچارے فاقہ کش دل بھلا کیلئے بال بچونکو لیکر بازار عید مین سیر و تماشا کر رہے تھے اودھر سے محمد امین خانکی سواری حسب دستور بجلوس شاہانہ عیدگاہ سے لوٹکر بازار
رونق افروز ہوئی گروہ فاقہ کش صوبہ کی سواری دیکھکر فریاد و فغان کرنے لگا اونکا مدعا یہ تھا کہ شاید ناظم صوبہ ہماری حالپر رحم فرماکر کچھ انتظام کریگا مگر یہان الٹا
پیدا ہوا چنانچہ ابوبکر نامی فتنہ انگیز بزرگون کی نام کو بدنام کرنیوالا ساری خدائی مین مشہور قضائے الٰہی سے اوس انبوہ کثیر اور جم غفیر مین موجود ہوگیا۔ فساد آدمی کی عادت سے
ایسے مواقعہ مین شریک ہوکر خواہ مخواہ تحریک کردیتا ہے لوگونمین مادہ تیار تھا ابوبکر کی تحریک نے اونکو ٹھیلنے کا بہانہ کردیا خلق اللہ فریاد الجوع الجوع پکارتی ہوئی سواری
قریب پہونچی اور اعتدال سے گذرکر پہلے بدزبانی شروع کی اور پھر ڈھیلے پتھر خاک دھول صوبہ کی سواری پر ڈالنے لگے گویا دیوانہ راہ سے رسم است کا مضمون ہوگیا ؎ زیک
ش جملہ شوریدہ کار ؛ بسی فتنہ برخواست از برکنار ؛ چنان آتشی فتنہ کردید تیز ؛ کہ گفتی دران شہر شد رستخیز ؛ محمد امین خانکے جلوو والے سپاہیون نے بے اعتدالی دیکھی تاب
نا زہی ہتیارون سے ڈرا ڈرا کر دھمکانے لگے محمد امین خان نہایت ذی عقل صاحب فراست تھا سپاہیونکو روک تھام کرکے بلوائے عام سے بحکمت عملی صحیح و سالم قلعہ
ن پہونچ گیا اور ساری کیفیت قلمبند کرکے حضور مین عرض کی واقعہ نگار بھی لکھ چکا تھا سونے پر سہاگہ ہوگیا سنتے ہی بادشاہ نہایت برہم ہوا غضب سلطانی نمودار
ی الامان الامان فرمان قتل پر مہر ہوکر روانہ ہوا صاف لکھا تھا کہ بلوائی ہوا زیر تیغ بیدریغ بیٹھائے جائین مگر واہ رے ناظم صوبہ حاکم ہو تو ایسا ہو اوس نے
لکھا کیا کہ یہ بلوائے عام تھا معلوم کون کون شریک تھے ناحق بیگناہون کا مظلمہ میرے سر پر رکھا جائے اور ساری عمر کی کرائی مفت برباد ہو کرنیکی کے بدلے بدی کا پھل ملے مین
ن سمجھتا ہون عام لوگ ساری بیگناہ تھے ابوبکر اگر شریک ہوکر تحریک نکرتا کبھی یہ حرکت ظہور مین نہ آتی اس سے بہتر یہی ہے کہ بانی فساد شریر النفس کا قصہ وجود منہدم
دینا سب سے افضل ہوگا مگر وہ بھی ایسے حیلے سے کہ عوام کو ثابت نہو رازداران کار سمجھ لین گے یہ سوچکر اک ضیافت معین کی اور جمیع اصحاب عمایدہ و مشایخ
ل شہر کو مدعو کیا ابوبکر کو بھی دعوت دی گئی ؎ ہر کہ از تیغ زبان آزار مردم میکند ؛ میخورد زہر و خلال از نیش کژدم میکند ؛ جب اہل ضیافت تشریف لائے اور دستور
ی مرتب سوا بہ نرم زبانی آؤ بھگت کرکے شیخ ابوبکر کو اپنے پاس بلا بیٹھایا جب کھانا کھانے سے فرصت حاصل ہوئی محمد خان نے بری دانائی سے دشمن نادان کی
مازداری کی لئے ایک خربزہ پہلے سے مسموم کر رکھا تھا قاشین کاٹ کاٹ کر اپنے ہاتھ سے کھلائین اور حضار سے شیخ صاحب کی بہت کچھ ثنا و صفت بیان کی
بیوقوف غافل از کار دشمن ایسا محو تھا کہ گویا خود رفتہ ہوگیا تھا اوس نے یہ بھی نہ خیال کیا کہ ناظم صوبہ نے مجھ ناچیز کو باعزاز تمام اپنے پاس بٹھایا اور علاوہ مہما
ب خربزہ مخصوص میرے لئے آزاد کیا یہ خالی از علت نہ ہوگا مگر بات کیا تھی کہ وہ اپنی ناظم صوبہ کی آؤ بھگت باعث تعزز سمجھا ہوا تھا اسی محویت مین سارا
سموم خربزہ ٹھپ کر گیا ؎ بر خوان دہر دست ارادت مکن دراز ؛ کالودہ کردہ اند زہر این نوالہ را ؛ خربزہ کھانا تھا کہ زہر نے تمام جسم مین اثر پیدا کیا شیخ کی
ی ہونے لگی مجلس سے اوٹھکر گھر کو جانے لگا۔ محمد امین نے فرمایا اے شیخ باین عجلت کہان جواب دیا کہ اوسی گھر مین جو میرے لئے مرتب کیا گیا ہے کہتے مین جاتے
ہاتے جاتے خانۂ تنگ و تاریک مین چلا گیا جو ابتک باہر نہ آیا۔

دسی سال قدوۃ المحققین اسوۃ المدققین جامع منقول حاوی معقول ملا احمد بن سلیمان نے اس خاکدان دنیائے دنی سے رحلت فرمائی۔ محمد امین خان ناظم صوبہ
بندروز سے محکمہ علالت مین بیمار رہکر بائیس جمادی الثانی سنہ ۱۰۹۳ھ کو چپ چاپ وقت نیم شب راہی صوبہ بقا ہوا اندرون قلعہ بہدر متصل دروازہ کچہری امانتا
فن کیا گیا مزار پر ایک گنبد عالیشان اور پہلو مین ایک مسجد تعمیر کی ہوئی ہے ابتک موجود ہے بعد چند روز لاش محمد خان نقل کرکے جائے متبرکہ مین لیجاکر
فن کردی۔ کسی شاعر نے (محمد امین خان مردہ) لکھی تھی۔ دیوان صوبہ محمد لطیف محرر ون کو ہمراہ لیکر محمد امین خان کا سارا مال و اسباب قلمبند کرکے سرکار
ین ضبط کیا اور کل کیفیت حضور مین گذارش کردی شاید واقعہ نگار یا کسی اور کی تحریر سے یہ دریافت ہوا کہ کارپردازان خانگی نے محمد امین خانکی مرنیکی خبر چند روز

تک اس غرض سے پوشیدہ رکھی تھی کہ مال واسباب مین تغلب وتصرف خاطر خواہ کردیا جاے۔ لہذا ضرور کچھ کچھ دال مین دال کالا ضرور ہوا یہ سنکر دیوان صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ محمد امین خان مرحوم کے کل کارخانے ضبط کئے جائین اوسمین کسی قسم کی فروگذاشت واقعہ نہو اور اگر کوئی بات برخلاف ظہور مین آئیگی تو علاوہ بار خواست مجرم قرار دیا جائیگا اور تا انتظام ناظم صوبہ جدید سپاہیان تھانہ وسربندی بدستور سابق اپنی اپنی جگہ قایم رکھے جائین اور تنخواہ سرکار والا سے تقسیم ہوتی رہے بلکہ تم بھی بذات خود نگرانی انتظام سے غافل نرہو۔ محمد امین خان مرحوم کے جانوران چارپایہ وغیرہ ملازمان متعلقین جو اسوقت تک موجود ہون اونکی خوراک ورزتنخواہ سرکار والا سے دلاکر بحفاظت تمام حضور مین پہونچادی جائین بلکہ احتیاط رکھا جاے کہ جانوران مذکور حضور مین پہونچنے تک راہ ضعیف نہو جائین اور خان مذکور کا دیوان ومنشی ومیر سامان وملا یوسف وعلی بیگ وغیرہ جو اعلی درجہ کے ملازم ہون بشرط روشناسی وخواہش حضوری ہماری پاس بھیجدی جائین۔ الحاصل شاہ وردیخان کو صوبہ جدید کی آتی تک انتظام امورات صوبہ داری سپرد ہوا محمد امین خان کے ساتھ والونمین اکثر اہل ایران وتوران شریک تھے بعد انتقال وہ بھی یہین کے ہو رہے اونکی اولاد ابتک موجود ہے۔ محمد امین منتظم بیمثل وبیمنظیر تھا بادشاہ خود تعریف فرماتا تھا کہ ابتداے تسخیر گجرات سے اسیوقت تک کسی ناظم نے ایسا انتظام نہین کیا کہ جس سے فریقین رضامند

صوبہ داری مختار خان دیوانی محمد لطیف اور بعدہ چندر وزمحمد طاہر کو خطاب امانتخان مرحمت فرماکر عہدہ دیوانی سپرد کیا اور بعد اوس کے اعتماد خان کو سرفراز فرماکر سورت کی متصدی گری بھی تفویض فرمائی

جب محمد امین خان نے انتقال کیا مختار خان صوبہ مالوہ کا ناظم اور چار ہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا جنمین بعض دو اسپہ سہ اسپہ اسامیان شریک تھین منصبدار تھا فرمان بھیجکر گجرات کی صوبہ داری مرحمت فرمائی بلکہ بوفور رحم خسروانہ خلعت خاصہ معہ گھوڑا اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور اوسکے لڑکے قمر الدین خانکو ہزاری ذات اور پانسو سوار کے منصب کی سرفرازی حاصل تھی سرکار مین جاگیر مشروطی صوبہ کی فوجداری مرحمت فرمائی مختار خان فرمان پہونچتے ہی مالوہ سے چل کھڑا ہوا چوتھی رمضان ۱۰۹۳ھ کو داخل احمد آباد ہوا محمد لطیف دیوان اور میر بہار الدینخان بخشی اور وقایع نگارہ شیخ محی الدین صدر وقاضی خواجہ عبداللہ وغیرہ اہل کاران وبندگان بادشاہی نے صوبہ دار جدید کا باعزاز استقبال کیا باہمی ملاقات سے نہایت مسرور ہوئے۔ ناظم صوبہ انتظام ملک وتحصیل پیشکش کی ضروری کامونمین مصروف ہوکر گجرات کے مشہور بدمعاش اور مفسدان نامی کولی وغیرہ اقوام کی وفاداری اور نیک چلنی کی ضمانت لینے کا انتظام کرنے لگا۔

سابقاً بادشاہی حکم سے تمام علما وفضلا اور مستحقونکو لئے جو روزینہ معین کیا گیا تھا اوسکی نسبت بار دگر فرمان شاہی بمہر حمدۃ الملک اسد خان متین ہوکر دیوان الصوبہ کے نام صادر ہوا کہ روزینہ معین شدہ علما وغیرہ ہر روز خزانہ خاصہ سے دلایا جاے حسب الحکم دیوان الصوبہ نے تعمیل کردی۔ اوسی سال دوسرا فرمان یہ صادر ہوا کہ اکثر سوداگر یا بیوپاری چاندی اور سونا ممالک محروسہ کی ٹکسالونمین لاکر فروخت کیا کرتے ہین اوسکا محصول حسب ضابطہ مسلمانون سے فیصدی ڈھائی روپیہ اور ہندو سے پانچ روپیہ وصول کئے جائین بلکہ کارپردازان ٹکسال احتیاطاً سوداگرون سے مچلکے لکھوا رکھین کہ چاندی اور سونیکی خرید وفروخت سوائے ٹکسال کی اور جگہ نہ کیجائیگی۔

بذریعہ تحریر وقایع نگار حضور مین دریافت ہوا کہ فوجدار کری مسمی محمد مظفر بابی نے موضع جلواس پرگنہ کری کے رہنے والے گرائیے مسلے موگتا وغیرہ چار نامی سرکشونکو بعلت فتنہ پردازی گرفتار کرکے ناظم صوبہ کی خدمت مین چالان کردیا تھا محمد امین خان نے بنظر سیاست عملی کوتوالی چبوترہ مین مقید رکھکر فی زماننا قاضی عبداللہ نے چبوترہ سے بلوا کر رہا کردئے علاوہ اونکی اور بھی مفسد کئی برسون سے مقید رکھے گئے تھے وہ بھی چھوڑ دئے گئے ایسے مفسدونکی رہائی سے ملک مین فساد ہونا شروع ہوگیا ہے ہنوز معاملہ ابتدائی ہے اور فساد جلو ترون نے ذہشت کا پردہ نہین پھاڑا لہذا مفسدون کی گوشمالی ضروری اور لازمی ہے۔ فوراً دیوان الصوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ ایسے مفسد کس لئے چھوڑ دئے گئے جو لوگ سرکشی اور فتنہ پردازی مین نام برآوردہ ہین وہ ہمیشہ مقید رکھے جائین تا زمانہ جناب نام آزادی اون کے سینہ پر کینہ سے محو کردیا جاے اور یہ یاد رہے کہ آیندہ کوئی مقید کیا

ہوا مفسد چبوترہ سے پچھوڑ دیا جاے۔

دربارہ منع ابواب ملبہ و بھیت وغیرہ

شاہی حکم صادر ہوا کہ سنا جاتا ہے کہ اکثر ناجائز ابواب مثلاً ملبہ بہیت و تحصیلداری۔ بالادستی و خرچہ صادر و وارد وغیرہ رعایا سے وصول کئے جاتے ہین ہرگز نہ لئے جائین وہ تمام معاف کردئے گئے آیندہ کوئی متنفس ملازم یا غلام خواہ موازی وصول لینے کا ارادہ نکرے۔

باب جزیہ دیوان صوبہ کے نام دوسرا حکم صادر ہوا کہ اگر کسی ذمی پر جزیہ قایم ہونیکے بعد جزیہ ادا کرنیسے پہلے ایک سال ختم ہوکر دوسرا برس شروع ہوا اور ہنوز رقم جزیہ بعقلت کارپردازان محکمہ جزیہ وصول نہین کی گئی تو بقول حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ جزیہ سال ۱ ساقط ہوجائیگا اور سال ثانی کے وصول لینے کا استحقاق نافذ رہیگا اور اگر ذمی نے ازراہ تمردی ٹالم ٹولا کرکے جزیہ سال ندیا ہو تو موافق قول صاحبین دونون سال کا جزیہ وصول لیا جائیگا لہذا آن وزارت پناہ دفتر دیوانی مین حسب الحکم شرع شریف تعمیل کرتے رہین۔

محمد امین کی املاک سے اونٹھ گھوڑے سرکار ضبط ہوچکے تھے از انجملہ سترہ گھوڑے جو بہت بوڑھے ہوکر قابل سواری نہ رہے تھے محمد لطیف دیوان صوبہ نے بمشورہ مختار خان ناظم صوبہ فروخت کرکے باقی بیالیس گھوڑے نہایت عمدہ قابل سواری ہمراہ محمد لقی حضور مین بھجوادئے۔ اوسی سال رعایاے پرگنہ پٹن کی فریاد سے دلو عبد الرحمن تحصیلدار کو تبدیل کرکے سردار خان فوجدار سورتھ کو حکم ہوا کہ تمہارے ملازمون سے معتبر منتخب کرکے پٹن کی تحصیلداری سپرد کردیجاے۔ چنانچہ محمد سعید منصب دار منتخب ہوا۔

خوراک محبوسان مسلمین و کفن متوفی

ناظم صوبہ کی درخواست سے سنہ ۹۴ مین حکم صادر ہوا کہ اہل اسلام سے مقید ہونیوالا محتاج ہو تو خوراک کی لئے فی نفر ایک سیر آٹا تین صات ملا کرے اور جب فوت ہوجاے تو فی نفر دو چادرین اور پانچ ٹکے مرادی خزانہ بیت المال سے دلوادئے جائین۔

باغ محمد امین خان کے منتخب شدہ آم کی ڈالین ڈالچو کی دالی کھارون کے ساتھ براہ بھروچ حضور مین بھیجنے کا حکم صادر ہوا ساتھ ہی یہ بھی تحریر تھا کہ محمد امین خان نے کس تکلف سے باغ آراستہ کیا تھا ہم چاہتے ہین وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھا جاے بلکہ روز بروز ترقی ہوتی رہے اور کیفیت وسعت و تعداد عمارت و شمار درخت میوہ دار۔ برآورد آمدنی و خرچ مرتب ہوکر حضور روانہ کردیجاے۔ اسی سال کے آخری ایام مین منصب جلیل القدر عہدہ دیوانی صوبہ محمد لطیف سے تغیر کرکے محمد طاہر کو جو آیندہ امانت خان اور بعد اعتماد خان کے خطاب سے سرفراز ہوگا مرحمت ہوا

سنہ ۹۵ ہجری مین دیوان صوبہ محمد طاہر کے نام حکم صادر ہوا کہ جس وقت رانا راج سنگھ سے پرگنہ ڈونگرپور تغیر کیا گیا فصل خریف نویل سنہ ۲۲ کے چھٹے حصے کی ایک کرور ساٹھ لاکھ دام باقی رہگئے تھے اور فصل ربیع کی اپیل کے پانچ سدس سے پرگنہ مذکور وہان کے زمیندار راول جسونت سنگھ کو جاگیر اسپرد ہوا مگر زمیندار مذکور نے پچھلا روپیہ مبلغ چھیاسٹھ ہزار چھ سو بانوے روپے آٹھ آنہ خزانہ مین داخل نہین کیا لہذا مبلغ مذکور محصول فصل خریف تنکو نویل سے بلا توقف و اہمال وصول کرکے خزانہ مین داخل کردیا جاے

اسی سال شدت نے دریاے سابرمتی کو چھٹی دیدیکر اسقدر اوبھارا کہ از خود رفتہ ہوکر شہر مین گھسا اور ہر گلی کوچہ کی خبر لیتا ہوا تین دروازہ تک پہونچگیا اطراف و جوانب اور خاص بازار کے رہنے والون کو حبابونکی آنکھین بتا بتا کر ڈرانے لگا کسکو جرأت تھی کہ گھر سے قدم باہر رکھے جب لوگون نے آمد و رفت بند کی تو مجبور ہوکر بعض عمارات اور شہر پناہ اور قلعہ بہدر کی دیوارکو ٹکرین مار مار کر اکثر جگہ بڑے بڑے رستے پیدا کردئے جب حملے کرکرکے تھک گیا تو اونہین رستون سے منہ چھپا کر بھاگ کھڑا ہوا ناظم صوبہ مختار خان نے کیفیت حضور مین عرض کی اور یہ بھی لکھدیا کہ دیوان ماضی مکرمت خان نے دونون قلعون کی سرکاری روپیہ سے مرمت کروئی تھی۔ حضور سے دیوان

صوبہ کے نام حکم صادر ہوا کہ بادشاہ غفران پناہ علیین مکان شاہجہان کی عہد دولت مین قلعونکی مرمت کیلئے جو صرف ہوا ہو اوسکی نقل دفتر ماضیہ سے تجویز کرکے
حضور مین عرض کردیجاے چنانچہ ازروے تحقیقات دفتر سے ثابت ہوا کہ سنہ ۲۲ جلوس و دس آشیانے چودہ سو اشرفی خزانہ سے دلوادی تھین اور سنہ ۲۹ مین رضویخان نے مہاجنان شہر
سے ساٹھ ہزار روپے تحصیل کرکے ترمیم مین صرف کئے اور فی الحال ہر قلعہ کی مرمت کا اندازہ بائیس ہزار چھ سو چوالیس روپے کا ہوتا ہے۔ حسب الحکم تعمیل کردیجاے۔ بادشاہ نے بعد دریافت
کیفیت حکم فرمایا کہ مبلغ مذکور الکیشت نہین بلکہ سہ چہار اقساط خزانہ عامرہ سے دلوادئے جائین اور ساکنان شہر اس امر مین بری الذمہ رکھے گئے ہین۔
اسی سال سردار خان فوجدار سورتھ کو مالوے کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ چند ہی روز انتظام کرکے راہی صوبہ بقا ہوگیا لاشہ بحکم شاہنشاہی احمد آباد مین اوسکی تعمیر کہوئی مقبرہ
مین مدفون ہوا یہ مقبرہ نزدیک دروازہ جمال پور نہایت تکلف کا بنا ہوا تھا۔ اور جوناگڈھ مین فوجدار جدید معین ہونے تک سید محمود خان انجارج رہا۔

معین ہونا سرکار سورتھ بادشاہزادہ عالیجاہ کی نگرانی مین

بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کو سرکار سورتھ جاگیر مرحمت ہوئی اور شاہ ورد یخان کے نام حکم روانہ کیا گیا کہ سورتھ پہونچکر شاہزادہ کیطرف سے فوجدار جدید کے آنے تک انتظام کیلئے دو ہزار سوار سرہندی بقرار
ی نفر پندرہ روپیہ ماہوار بمعرفت بخشی ملازم رکھے جائین اور دیوانصبو کے نام حکم صادر ہوا کہ دو ہزار سوار کی ایک مہینے کی تنخواہ خزانہ عامرہ سے تماشے اور تحویلدار کے ساتھ بھیجکر تقسیم کرادیجائے۔ اور بعد تقسیم تنخواہ کیفیت
حضور مین لکھے۔ اول ہوچونکہ رقم مذکور بادشاہزادہ موصوف کے وکیلونکی تنخواہ مین وضع کیجائیگی یہ حکم روانہ ہوکے بعد بنابر مزید تاکید محمد صادق گزربردار بھی پہونچا۔ انتخاب جناب روزنامچہ نگار حضور مین ظاہر ہوا کہ بہادر الدین
بخشی اور قائع نگار نے ناظم صوبہ سے ظاہر کیا کہ بسائیان ضلع سورتھ ظاہر کررہے ہین کہ اب تک فوجدار مستقل کے نہ آنے سے مفسد فساد برپا کرکے اکثر دیہات تاخت و تاراج کررہے ہین فوجدار جدید کے تعین ہونے تک جمعیت قلیل
حفاظت کیلئے مقرر کیجاے اور اوسکی تنخواہ یومیہ سرکار خالصہ شریفہ سے دلانیکے لئے تحصیلدار پر حکم ہو تو انتظام کی صورت ہوگی یہ سنکر ناظم صوبہ نے محمد طاہر دیوان کو تصدیق تنخواہ کی نسبت تاکید کردیگئی اوسنے جواب دیا کہ بدون منظوری حضور
تصدیق کرنے سے مجبور ہون۔ کیفیت سنکر دیوانصبو کے نام حکم صادر ہوا کہ ایسے مقدمات کی نسبت ہمارے حکم کا انتظار رکھکے محض تصدیق ناظم صوبہ تنخواہ تقسیم کرادیجاے اگرچہ اس سے پیشتر شاہ ورد یخان کے نام حکم روانہ ہوچکا تھا تاہم
بزیادتی دیوانصبو کو تاکید کیگئی اوسی سال شاہ ورد یخان بحکم حضور سرکار سورتھ کا انجارج ہوا اور حضور مین عرض کیا ہوا کہ یہانکی انتظام کیلئے نو سو چھیالیس نفر پیادے برق انداز ماہوار سرسری چار روپے کسری ملازم
جدید کی تنخواہ کیلئے دیوانصبو کے نام سند مرحمت ہوگی امیدوار ہے لہذا حکم صادر ہو کہ پیادہ ہائے مذکور کی ایکماہ کی تنخواہ بحساب فی نفر ساڑھے تین روپے مطابق قانون ملک سورتھ مشہورہ مختار خان خزانہ احمد آبادی سے دیجاے
جائے اور دو ہزار سوار اور پیادہ ہائے مذکور کی تنخواہ محصول محال سرکار سورتھ سے بمعرفت وکلاے بادشاہزادہ عالیجاہ وصول کرکے خزانہ احمد آباد مین داخل کردیجاے۔

مقرر ہونا فوطہ خانہ کا قانون اور حقیقت کمی وزن روپی کی

اوسی سال حضور مین عرض گذری کہ وقت تحصیل رعایا سرکار مین جو روپیہ حاضر کرتی ہین وہ محصول نہین لیا جاتا چونکہ سرکاری فرمان عالی قسم کا روپیہ وصول لینے کا جاری ہوچکا ہے اسی بنا پر رعایا کو روپیہ تبدیل
کرنے مین ہرجہ واقعہ ہوکر تحصیل وصول کی تاخیر ہوا کرتی ہے اس امر مین حضور کا حکم صادر ہو کہ ابتداے فصل خریف ہو تو سو ہر قسم کا روپیہ خواہ کم وزن یا جنس بون واپس نہ دیکر فوطہ خانہ مین وصول لیا جاے اور جسقدر پر زیادہ تعمیل
ہوتی رہے اور ایک حکم دیوانصبو کے نام صادر ہوا کہ ایک رتی اور دو رتی اور تین رتی کمی وزن کا روپیہ پورا روپیہ اعتبار کیا جاے چونکہ روپیہ کا وزن ساڑھے گیارہ ماشہ معین کردیا گیا ہے اوس سے گھٹا ہو تو ترازو مین وزن کرکے
اوسیقدر چاندی ابر کرلیجاے رعایا کو تبدیل کرنے مین حرج ہوا کرتا ہے بسا لقا ایک رتی کم وزن کا روپیہ پورا روپیہ سمجھا گیا تھا اور اوسکی کمی مجرا نہ لیجاتی تھی مگر فی الحال جسقدر کمی واقعہ ہو تو وزن کرکے پورا کرلیا جاے
دوسرا جو روپیہ تین رتی سے زیادہ کمی وزن کا ہو تو وہ روپیہ اعتبار کیا جائیگا بلکہ بجنس چاندی شمار ہوگا اور چاندی کا نرخ فی تولہ ایکروپیہ کے حساب سے جسقدر وزن ہوگا وہی جنس سمجھی جائیگی اور وہ روپیہ اوسی حساب سے فوطہ خانہ مین
وصول لیا جائیگا۔

تنبیہ اسکے مبارک ہر قسم کا روپیہ آدھا دام کم وزن ہوا کرتا ہے

باشندگان احمد آباد دار الخلافہ مین بزیادتی مقیدان عدالت مستغیث ہوئے جیسے محمد خان ناظم صوبہ نے خلعت کی ضیافتیان اور شتر بانونکے لئے ابواب داد و بیداد مفتوح ہوگئے صدہا میوہ درخت جنکو ہم رعایا اپنے باغون

جگر پلا پلا کر پرورش کیئے تھے ظالمون نے مثل کھرنی و جھوہ وغیرہ کے کاٹ کاٹ کر دھر دیے کوئی پرسان حال نہین مالکان درخت کو یہ قدرت نہین کہ اونکو منہ لگین۔ کسی نے جرأت بھی کی تو سخت مارا جاتا ہے۔ یہ سنکر دریای ترحم شاہنشاہی موج زن ہوا صاف حکم لکھا گیا کہ اگر فی نفس الامر فیلبان و شتربان کا ظلم ہوتا ہو تو سخت سزا دیے جائین اور آیندہ کے لیئے مچلکے تحریر ہون اور قطع کیے ہوئے درختون کی قیمت از روے شرع شریف مالکون کو دلوا دیجاے۔ اوسی عرصہ مین دولت سومرو کو فوجداری کو ورہ سے تبدیل کرکے محمد جعفر کو جو آیندہ بخطاب محمد بیگ سرفراز ہوگا سپرد ہوئی۔

سنہ ۹۹۰ھ مین اضلاع گجرات مین آسمان سے پانی نہ برسا ہر طرف قحط کی پکار پڑی تھی رعایا کی پریشانی فاقہ کشون کی مصیبت رو رو کر بیان کر رہی تھی باشندگان حیدرآباد ہندو مسلمان کل اقوام نسبت گرانی غلہ از بس خستہ حال ہو رہے تھے قاضی القضاۃ شیخ الاسلام کو رحم آیا اور تو کچھ نہ بن پڑی مگر بقول شخصی ملا کی دوڑ مسجد تک ہوتی ہے حضور مین کیفیت قحط سالی کے گھوڑے دوڑا دیے اور کچھ نہ مانگا اتنا ہی لکھکر چپ ہو رہے کہ احمدآباد سرکاری محصول غلہ کو اور بھی گران کر رکھا ہے وہ معاف کیا جاے تو غریب رعایا کی پرورش ہوگی۔ بادشاہ نے رحم دلی فرما کر تمام صوبہ گجرات مین ایک سالی غلہ کا محصول معاف فرمایا

اسی زمانہ مین شیخ محی الدین ولد قاضی القضاۃ شیخ عبدالوہاب منصب صدارت اور عہدہ اسی جریہ پر مامور تھا اوسکے ساتھ عہدہ نرخ نویسی بھی تفویض کیا گیا تھا۔ غلہ کا نرخ سخت ہونیسے عوام الناس کو گمان ہوا کہ شاید غلہ فروشون سے کچھ رشوۃ لیکر نرخ غلہ مقرر کردیا ہے اتفاقاً جمعہ کے روز پالکی مین سوار ہو کر جامع مسجد مین جا رہا تھا عوام حق اللہ سواری دیکھکر فریاد فغان کرنے لگے اور حد اعتدال سے گذر کر بعض مفسدون نے ڈھیلے اور پتھر مارنے شروع کیے ہجوم عوام مین نہین معلوم مفسدون کینہ دیرینہ سے ایسے پتھر مارے کہ پالکی پارہ پارہ ہوگئی اور شخصا صاحب بزار خرابی جان بچا کر صحیح و سالم گھر پہونچے کہتے ہین شیخ محی الدین کو خواجہ عبداللہ قاضی شہر سے کینہ دیرینہ تھا یہ سانحہ اوسکی جانب منسوب کرکے اپنے بھائی قاضی القضاۃ شیخ الاسلام خان کو لکھ بھیجا کہ خواجہ صاحب نے نہ معلوم کس عداوت دیرینہ سے میری فضیحت اور رسوائی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا انہین کی تحریک سے عین بازار مین عوام الناس مجھپر ٹوٹ پڑے ورنہ خلق اللہ کو میرے ساتھ کچھ عداوت نہ تھی شیخ الاسلام نے ساری کیفیت حضور مین عرض کی فوراً حکم صادر ہوا کہ خواجہ عبداللہ مسلسل و مطوق حضور مین بھیجدیا جاے اور گرز بردار بھی روانہ ہوئے۔ یہان خواجہ صاحب کو یہ خبر مل چکی تھی خیال کیا کہ گرز بردار اونکے مقید ہو کر جانیسے میرا خود چلا جانا بہتر ہوگا۔ جلدی جلدی تیاری کرکے حضور مین روانہ ہوا مصنف عرض کرتا ہے خدا خواہد اوسی ایام مین بادشاہ کی سواری ملک دکن مین روانہ تھی اور بادشاہزادہ عالیجاہ محمد اعظم شاہ حسب الطلب شاہنشاہ زمان حضور مین جا رہا تھا اتفاقاً برہانپور مین خواجہ صاحب کے شاہزادہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ آدمی تھا ہوشیار اسموقعہ کو محض تائید ربانی تصور کرکے ساری کچی کیفیت شاہزادہ کے حضور مین گذارش کردی حکم ہوا کہ تم ہماری ساتھ چلو جہانتک ممکن ہوگا عرض معروض کرکے غضب سلطانی سے نجات دلوا کر اطمینان کردیا جائیگا شاہزادہ کے کلمات تشفی آمیز سے خواجہ کو کسی قدر اطمینان ہوا۔ خواجہ عبداللہ کے علم و فضیلت سے شاہزادہ کے دلپر سکہ بٹھا دیا روز بروز مراتب مین ترقی ہوا کی یہانتک کہ حضور مین پہونچکر غضب سلطانی سے صاف بچا لیا۔ اتفاقاً اوسی ایام مین شاہزادہ کے لشکر کا قاضی فوت ہوگیا تھا یہ عہدہ خواجہ عبداللہ کو مرحمت ہوا اور منصب قضاے احمدآباد قاضی ابوالفرج کو تفویض فرمایا۔ اکثر مدت تک خواجہ عبداللہ اوسی عہدہ پر مامور رہا بعض اوقات اکثر خواجہ معرکہ آرائی کا اتفاق ہوتا خواجہ صاحب بھی تیغ و تبر سے آراستہ ہو کر میدان جنگ مین وہ وہ کارنمایان کرتا کہ اکثر سپاہ پیشہ کو رشک پیدا ہوتا طالب العلمی کے ساتھ فن سپاہگری ذوق گئی رونق کردی۔ اس عرصہ مین شیخ الاسلام نے ارادہ حج بیت اللہ کا کرکے رخصت حاصل کی اونکی جگہ میر ابوسعید مامور ہوا وہ بھی چند روز مستعفی ہوگیا ہنوز کوئی شخص مامور نہ تھا کہ شاہزادہ نے موقعہ پاکر خواجہ صاحب کیلیے حضور مین سفارش کی بلکہ صاف الفاظ مین کہدیا کہ خواجہ صاحب ہم قاضی و ہم سپاہی دونون وصف سے متصف ہین انسے بہتر دوسرا ایسا حمید اوصاف میسر آنا ممکن نہین ارشاد ہوا کہ تمہارے لشکر کیلیے اور قاضی کی ضرورت ہوگی عرض کی کہ اسیکا ٹھکانا خواجہ عبدالحمید طالب العلم اپنے باپ کے عہدہ کا خوب انجام دیگا۔ غرض سفارش بادشاہزادہ جوانی بخت پیر و خرد دونون باپ بیٹے خلعت فاخرہ سے مخلع ہو کر ممتاز ہوئے۔

خواجہ صاحب نے جس لیاقت سے تمام عمر بخوبی عہدہ جلیل القدر قاضی القضاۃ حاصل کیا جو کچھ حضور مین عرض معروض کیا جاتا وہ انکے ذریعہ سے ہوا کرتا تھا اوسی سال تیس جمادی الاول کو مختار خان ناظم جو اجل طبعی سے فوت ہوا مقبرہ شاہ علی کے کام رہتی مین امانتاً مدفون کیا بعد چند روز نقل کیا گیا **مثنوی** درین رہ خواہ سلطان خواہ درویش ۔۔ بآخر خفتہ مرگ آید بیش ۔۔ درین صحرا کہ بوی خرمی نیست ۔۔ گیاہ بقا تر زادمی نیست ۔۔ محمد طاہر دیوان صوبہ ذمہ تصدیان کا یہ رقم بندگی شاہی کو ہمراہ لیکر صوبہ دار متوفی کا تمام مال و اسباب و جاگیر ضبط کی اور نگہبانی کیلیے سپہ بندی کے تمام سوار و پیادے باتفاق ظفر الدین خان خلف مختار خان مرحوم میر بہاء الدین بخشی سید محمود خان کو سپرد کرکے

رسالہ دریا بہار ایک سو ہزار ایک مقرر کردیا جب سارے کامون سے فرصت ہوگئی تو حضور مین کیفیت عرض کی

ACC. NO.

Date

Date

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.